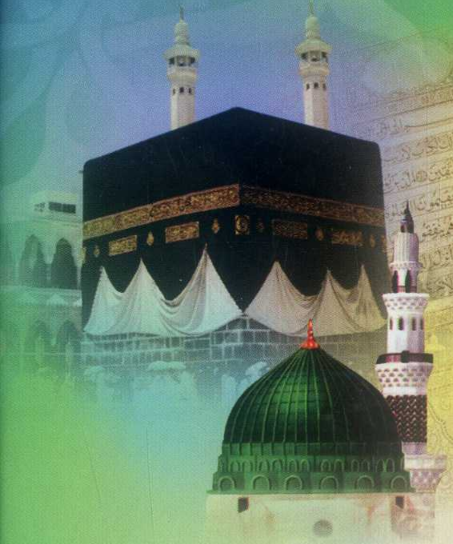


بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ○

اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے
سلام ہو مُحسنِ عالمین سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ السلام پر اور سلام ہو محسنۂ عالمین سیدتنا اُمِّ محمد حضرت
آمنہ بنتِ وہب سلام اللہ علیہما پر جن کو ذاتِ رحمۃٌ للعالمین کے لئے بطورِ ماں باپ خاص کیا گیا

# قرآن اور وجاہتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وبارک وسلم


مؤلف: سگِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم

## پروفیسر ڈاکٹر حافظ قاری محمد صداقت علی فریدی

فاضل جامعہ فریدیہ ساہیوال

خطیبِ اعظم جامع مسجد نورانی کاموںکی گوجرانوالہ 0305-6684275

محمد احمد حامد محمود قاسم عاقب فاتح خاتم شاہد حاشر رشید مشہود بشیر نذیر داعٍ شافٍ ہادٍ مہدٍ ماحٍ منجٍ ناہٍ رسول مختار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ○

اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے

سلام ہو محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ السلام پر اور سلام ہو محسنہٗ عالمین سیدتنا ام محمد حضرت آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا پر جن کو ذاتِ رحمۃٌ للعالمین کے لئے بطورِ ماں باپ خاص کیا گیا

# وجاہتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن

مؤلف: سگِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم


## ڈاکٹر پروفیسر حافظ قاری محمد صداقت علی فریدی

فاضل جامعہ فریدیہ ساہیوال

خطیب اعظم جامع مسجد نورانی کاموں کی گوجرانوالہ

03056684275



زیرِ انتظام بزمِ فرید کاموں کی گوجرانوالہ


خاتم الانبیاء حسیب مجیب مقتصد قویٌ حفیٌ مامون مبین مطیع اول آخر ظاہر باطن کریم حکیم خاتم سید سراج منیر فصیح

محمد احمد حامد محمود قاسم عاقب فاتح خاتم شاهد حاشر رشید مشهود بشیر نذیر داعِ شافِ هادِ مهدِ ماحِ منجِ ناهِ رسول مختار

((( ☆ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ )))



نام کتاب.................. تَفْرِیْحُ الْاَذْکِیَاء فِیْ وَجَاهَةِ وَالِدَیْ مُصْطَفٰی

المسمّی.................. وجاہتِ والدینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن

مؤلف.................. ڈاکٹر پروفیسر قاری محمد صداقت علی فریدی

خطیب اعظم کامونکی 03056684275

تصحیح

قاریہ ارم شہزادی، فاضل پنجاب یونیورسٹی، ایم اے اکنامکس

کمپوزر.................. اُمِ حبیبہ قادریہ شطاریہ ضیائیہ کامونکی

اشاعت.................. ۲۰۱۵ء/۱۴۳۶ھ

صفحات.................. 568

تعداد.................. 1100

قیمت..................

خصوصی تحریری معاونت: عزیزم قاری محمد وقار نور الحسن نقشبندی

خصوصی محبت فرمانے والے حضرات:

☆ جناب شہزادہ غوث الثقلین سید مقصود احمد شاہ صاحب الگیلانی مانسہرہ

☆ الحاج محمد جاوید صاحب آف مانسہرہ

☆ الحاج محمد یامین صاحب اتحاد میکینیکل کامونکی

☆ الحاج محمد خلیل صاحب، محبوب الرحمٰن خان سیدن شاہ کالونی اپر مال لاہور

☆ برادرم محمد افضل زرگر کامونکی، علامہ محمد عطاء الرحمٰن چشتی لاہور

ملنے کا پتہ: ڈاکٹر پروفیسر قاری محمد صداقت علی فریدی خطیب جامع مسجد نورانی کامونکی

☆ بینکوئٹ پریس نسبت روڈ نز دلبر ہال لاہور۔

خاتم الانبیاء حسیب مجیب مقتصد قویٌ حفیٌ مامون مبین مطیع اول آخر ظاهر باطن کریم حکیم خاتم سید سراج منیر فصیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست

| مضامین | نمبر صفحہ |
|---|---|

# انتسابِ عالم تاب

میں اپنی اس مختصر سی کوشش کو رسالت پناہِ عالم جہاں پناہِ عالم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں کوشش اگرچہ حقیر سی ہے مگر اِس کا عنوان بہت عظیم ہے۔ لہٰذا اس عظمتِ عنوان کے حوالے سے میں نے چاہا کہ اس کی نسبت کو بھی کائنات کی عظیم ترین ہستی ہی کی طرف منسوب کیا جائے اس میں کوئی شک نہیں میں ایک ادنیٰ سا مسکین مبتدی طالبعلم ہوں مگر میرے لئے میرے علم کی یہ ایک انتہائی کوشش ہے صرف اس یقین سے بارگاہِ رحمت اللعالمین میں یہ ہدیہ نیاز پیش کر رہا ہوں کہ ہر بیٹے کو ماں باپ کا حیاء لحاظ ہوتا ہے میرے کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ کریمی سے یہ بات بعید نہیں کہ مجھے ان نفوسِ قُدسیہ کی اس معمولی سی نوکری کے صلے میں اپنے دامنِ رحمت میں پناہ عطا کر دیں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

احقر العباد

ڈاکٹر پروفیسر قاری محمد صداقت علی فریدی

متعلم وفاضل جامعہ فریدیہ ساہیوال

خطیب جامع مسجد نورانی کامونکی گوجرانوالہ

03056684275

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# صبحِ زندگی کی عظیم خوشی

قارئین محترم   اِنسانی حیاتِ مستعار اپنے طبعی سفر میں کئی ایک نشیب وفراز سے گذرتی ہے لاتعداد موثرات کی گردشوں کی زد میں رہتی ہے حصولِ تسکین کے لئے کئی جتن کرتی ہے کبھی نامرادی کبھی بامراد اس طرح کی تراش خراش یہ سارے ماحولیاتی موثرات ہیں ایسے ہی خوشی اور غمی بھی موثراتِ حیات ہیں کبھی عارضی خوشی نے مسرور کیا کبھی غم نے مضمحل کیا انسان کی جبلّی کاوش دائمی خوشی کی تلاش میں رہتی ہے مگر کامیابی صرف موہوم تصورات میں ہی سامنے آتی ہے ہاں اگر خالقِ حیات کی طرف سے اگر کہیں کامرانی کی نوید میسّر آئے تو پھر موہوم تصورات بھی یقین کا زیور پہن لیتے ہیں میں بھی اس بزمِ ہستی میں ان طبعی عوارض سے دوچار رہا ایک لمبا سفر طے کیا چلتے چلتے ذوقِ جستجو میں ایک مقام آیا جہاں دائمی خوشی کو دیکھا وہ کسی دہلیزِ عظمت پر جبیں سا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ کی بندی میں تو تیرے حصول کے لئے عمر بھر سرگرداں رہا تو یہاں کس مقام پر جُھکی ہوئی ہے تو اُس نے کہا جَھلّے یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں بس بےخودی سے سرشارِ محبت ہو کر تو بھی میرا ہمنوائے ذوق ہو جا اپنی جبینِ نیاز کو یہاں سرنگوں کر دے ادب و نیاز سے اس دہلیزِ عظمت پر جبیں سائی کر یہی میری شرطِ تعلق ہے میں نے پھر پوچھا بتا تو سہی یہ مقام کونسا ہے تو اس پر اس نے برملا کہا کائنات میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام ہے یہ مَطافِ قُدسیاں ہے جلوہ گاہِ یزداں ہے مہبطِ علم وعرفان ہے پناہ گاہِ بے کساں ہے مبدءِ پیکرِ نبوت کا آستاں ہے محسنۂ عالمین سیدتنا اُمِ محمد حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کا درِ اقدس اور دہلیزِ عظمت ہے محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد حضرت

عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا درِ رحمت ہے:

دوستو بس یہ سننا تھا کہ بے تاب تمناؤں نے تابِ حیات پائی جھلستے جذبوں نے جنت عدن پائی بکھرے خیالوں نے حسنِ عظمت میں یکسوئی پائی منتشرا حساسوں نے تسکین پائی تڑپتے روح وقلب نے دلبری پائی سوئے ہوئے نصیب نے بیدار بختی کی معراج پائی نا امیدی نے تکمیلِ امید پائی بس کیا تھا میں وہاں گر گیا جہاں مجھے گرنا چاہئے تھا میں ابھی گرا ہی تھا کہ دائمی خوشی نے برجستہ کہا اے سگِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے خوش نصیب اب کٹھن راستوں کی جستجو چھوڑ میں تمہیں میسّر ہوں میسر ہوں میسر ہوں۔

دوستو! اس دائمی خوشی کا ایک پس منظر بھی ہے سب سے پہلے تو خدائے ذوالجلالِ والاکرام کا فضل عمیم ہے پھر رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا رحمِ عظیم ہے خصوصاً محسنۂ عالمین سیدہ اُمّ محمد حضرت بی بی آمنہ صَلوٰۃ اللہ علیہا وسلمہ علیہا کی بے پناہ شفقتوں کا احسانِ عظیم فیضانِ عظیم ہے اور محسنِ عالمین سیدنا وَ مَوْلَا نَا مَاْوَانَا وَ مَلْجَا نَا حضرت ابو محمد عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا لُطفِ کریم ہے تاجدارِ ولایت مولائے کائنات اَسَدُ اللہِ الْغَالِبُ اِمَامُ الْمَشَارِقُ وَالْمَغَارِبْ دَافِعِ الْمُعَضَّلَاتِ وَالنَّوَائِبْ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نگاہِ عاطفت ہے حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکات اور شہنشاہِ ولایت مبدءِ چشت اہل بہشت سلطان الھند حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقتیں ہیں اور زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہات شامل حال ہیں علاوہ ازیں فاتح عیسائیت فضیلۃ الشیخ سیدی سندی آقائے نعمت قبلہ پیر سید ابوالنصر محمد منظور احمد شاہ صاحب زید مجدہٗ کی آہ نیم

شی اور جامعہ فریدیہ ساہیوال کے طلباء کے ساتھ بے پناہ محبت اور نگاہِ فیض کا فیضان ہے استاذ العلماء فضیلۃ الشیخ مفتی اعظم پاکستان آقائے نعمت قبلہ مفتی منظور احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ محبتیں شامل حال ہیں اور اُستاذ الاساتذہ حضرت قبلہ استاد محمد ظفر اقبال فریدی صاحب دامت فیوضہ کے سوزِ دروں کی برکتیں شاملِ حال ہیں سیدی سندی آقائے نعمت حضرت قبلہ سید محمد عمر دراز شاہ صاحب چشتی شکوری مستانوی کی پر خلوص دعاؤں نے بھی خوب کام دکھایا خصوصًا حضرت العلامہ استاذ العلماء استاذی المکرّم حضرت قبلہ مفتی ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ صاحب کی کریمانہ توجہات بھی خوب کام آئیں بالخصوص میرے سادے سے والدین کی محبتوں دعاؤں نے مجھے خوب نوازا میرے والدِ گرامی جام محمد صادق مرحوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخری ایامِ حیات میں مجھے اپنی خصوصی دعاؤں سے مالا مال فرمایا اللہ تعالیٰ محسن عالمین سیدنا اُبو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے ذکرِ پاک کی برکتوں کے وسیلے سے اُنہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اب ان دعاؤں کے تسلسل میں میرے پاس ایک عظیم نعمت ہے وہ میری والدہ محترمہ کا وجود ہے جو ضعیف العمری کے باوجود روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے لئے زندگی کی آخری خواہش کے طور پر بے حد تڑپ رکھتی ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ محسنۂ عالمین سیدتنا بی بی آمنہ صلوۃ اللہ علیہا کی عظیم برکتوں کے وسیلے سے ان کی اس آخری عظیم تمنا کو پورا فرمائے اور مجھ ناچیز کو بھی اِن کی خدمت ومعیت میں یہ سعادت نصیب فرمائے یہ زندگی کی عظیم خوشی کا پسِ منظر ہے شاہاں چہ عجب باشد اگر بنوازند گدرا۔

والدینِ مصطفیٰ کی توجہ تھی کہاں تک آ گیا
ذرّہ ناچیز تھا آسماں تک آ گیا

پاس کچھ بھی نہ تھا اَشکِ ندامت کے سِوا
یہ بھی اُن کا ہی کرم تھا میں یہاں تک آگیا
میں نے یہ کتاب مستطاب لکھنے کا کبھی سوچا بھی نہ تھا
والدینِ مصطفیٰ کی برکتوں سے میں کہاں تک آگیا
باوضو لکھا ہے میں نے اِس کا ہر ایک لفظ
بس یہ کرم کی بھیک تھی کہ میں یہاں تک آگیا

الحمد للہ رب العلمین بجاہ النبی العظیم الرحیم

سگِ والدینِ سیدالمرسلین الکریم

محمد صداقت علی فریدی
متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال
خطیب مرکزی جامع مسجد نورانی
خطیب جامع مسجد فاروقیہ کاموکی گوجرنوالہ
فون نمبر 0305/6684275

**خطبہ** اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اٰبَآءِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى اُمَّهَاتِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ لَا سِيَّمَا عَفِيْفَةُ الْخَلَائِقِ وَ مَعْصُوْمَةٌ عَنِ الْاَ لَا ئِقِ وَ مَخْزَنَةُ سَيِّدِ الْخَلَائِقِ اُمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ حضرت سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اٰمِنَةُ بِنْتُ وَهَبٍ عَلَيْهَا الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامُ وَ خُصُوْصًا عَفِيْفُ الْخَلَائِقِ وَمَعْصُوْمٌ عَنِ الْاَلَائِقِ شَرِيْفُ النَّسَبِ وَ الْحَسَبِ نَجِيْبُ الطَّرَفَيْنِ اَبُوْ مُحَمَّدٍ سَيِّدُنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَيْهِمَا الصَّلَوَاتُ وَ السَّلَامُ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَحْبَابِهٖ وَ اَحِبَّائِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ!

محترم قارئین! آج فقیر جس موضوع پر لکھ رہا ہے یہ جتنا حساس ہے اس سے کہیں زیادہ حسین ہے اسی لیے میرا قلم ہر لفظ پر سجدہ ریز ہے...... میری آنکھیں فرطِ جوش میں آنسوؤں سے وضو کر رہی ہیں...... میری صلاحیت دم بخود ہے...... میرے جذبے ایک نور کے سمندر میں غوطہ زن ہیں...... میرے خیالات لطائف سماویہ میں محوذوق ہیں...... قلب و روح پرانوار وتجلیات کی بارشیں ہو رہی ہیں...... میرے احساسات والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ کے کاشانۂ عظمت کی دہلیز پر جبیں سا ہیں...... میری نبضیں فرطِ محبت میں محوِ خرام ہیں...... دل کی دھڑکنیں ادب ونیاز میں ہدیۂ عقیدت پیش کر رہی ہیں...... آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ عاطفت، بے مثل تبسم ومسکراہٹ کے نور نے اپنی آغوش میں لیا ہوا ہے...... گویا ہر طرف رحمتوں کا نور ہی نور نظر آتا ہے میں خود کو سمجھ ہی نہیں پا رہا۔ کیفیت وجدان کا غلبہ ہے...... ضمیر بیدار ہو چکا ہے...... توفیق الٰہی نے دل ودماغ کی آنکھیں کھول دی ہیں...... رحمتِ خداوندی شامل حال ہو چکی ہے...... مشیئتِ ایزدی نے احقاقِ حق کی

راہنمائی فرمادی ہے ......اہلِ عشق اور اہل وفا کی بے تاب تمنائیں اُکسا رہی ہیں ......اہلِ ایمان اور اہلِ محبت کی عقیدتوں نے شرمندۂ احسان کر دیا ہے...... کہ آقا کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے والدین کریمین طیّبین مُطَہَّرِین کی تقدس مآب شخصیت و عظمت پر کچھ تحریر کروں ان نفوسِ قدسیہ کی عظمت و وجاہت کو بیان کروں جس سے ہر مؤمن کے من کی کائنات روشن ہو جائے سو اس لیے میں نے اس کتاب کا نام "تَفْرِیحُ الْاَذْکِیَاءِ فِی وَجَاہَۃِ وَالِدَیْنِ مُصْطَفٰی ﷺ"، رکھا اور وجاہت والدین مصطفیٰ ﷺ کو بحمد للہ تعالیٰ فقیر نے لاتعداد قرآنی آیات بینات سے ثابت کیا ہے یاد رہے کہ فقیر نے اِس کتاب میں ابوینِ کریمین کی ایمان والی بحث کو چھوا تک نہیں کیونکہ یہ بلند قامتِ علم والے لوگوں کا معاملہ ہے سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے شرم آئی کہ مجھ جیسا ایک ادنی سا طالب علم بھی کل بروز قیامت یہ کہہ سکے کہ جی میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کو ثابت کیا ہے دلائل دیئے ہیں! میری محبت اِن نفوسِ قدسیہ کی بابت محتاج ثبوت و دلائل ہی نہیں بلکہ میرے نزدیک کائنات بھر کے اہلِ ایمان کا ایمان ان کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ پاتا ہے قرآن کریم کی آیات تو ان کے خِلقی اور خُلقی محاسن کی شہادت دیں اور امت ابھی تک ان کے ایمان کا سراغ لگا رہی ہے اسی لیے میں نے روایتی علمی ذخائرِ علم کو درخورِ اعتنا ہی نہیں سمجھا بلکہ میں نے فقط کتاب اللہ سے استفادہ کیا ہے یا خال خال حدیث پاک کا سہارا لیا ہے کیونکہ میرے نزدیک قرآن وحدیث ہی علم کا یقینی ذخیرہ ہیں بلکہ حدیث بھی وہی قابلِ اعتماد ہے جو قرآن کے مطابق ہے جو حدیث قرآن کے مخالف ہے میں اسے حدیث ہی نہیں سمجھتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ میری ہر بات کو قرآن کریم پر پرکھا جائے اگر میری حدیث قرآن کے مطابق وموافق ہے تو میری ہے ورنہ وہ میری نہیں ہے بنابریں جب میں نے قرآن

عظیم کی آیات میں غور کیا تو اس آئینۂ نور نے میری بڑی راہنمائی فرمائی میں نے کائنات کی ان برگزیدہ ہستیوں کو آیاتِ بینات کے نوری آئینے میں دیکھا تو خدا کی قسم مجھے یہ بزرگ و برتر ہستیاں اپنی فطرت میں نوری اور حضوری نظر آئے میں نے ہر عظمت کو ان کا لباس دیکھا ہر بزرگی کو انکا سرمایہ دیکھا ہے ہر شرافت کو ان کا ماحول پایا اور ہر شان کو ان کی وضع داری پایا ہر وجاہت کو ان کا تشخص پایا ہے بنابریں میں نے اس کتاب کا نام ان کی وجاہت کے ساتھ موسوم کیا اور یقیناً یہ عنوان اہل ذوق ونظر کو اہل ایمان وعرفان کو لذتِ یقین سے سرشار کر دے گا۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ○

## میں نے یہ کتاب کیوں لکھی

کتب حدیث اور تفسیر کی تقریبا ایک سو بیس کتابوں میں یہ واقعہ بالتفصیل مذکور ہے جو اس تصنیف کا سبب بنا

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اثنائے خطبہ فرمایا لوگو بتاؤ کیا تم میں سواد بن قارب آئے ہیں؟ کسی نے بھی ہاں میں جواب نہ دیا اگلے سال پھر یہی صورت بنی تو میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین سواد بن قارب کا کیا معاملہ ہے اسپر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سواد بن قارب ایک شخص ہے جس کے ایمان لانے کی ایک عجیب صورتِ حال ہے میں اپنے ذوقِ محبت میں پھر سے وہ واقعہ سننا چاہتا ہوں اور لطف اندوز ہونا چاہتا ہوں۔

اتنے میں اچانک مطلوبہ شخص حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے عرض کی حضور والا میں حاضرِ خدمت ہوں بتایئے آپ کیا کہنا چاہیں گے اس

پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرطِ مسرّت سے فرمایا اے سواد اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنائیے کیونکہ میں پھر سے محظوظ ہونا چاہتا ہوں جیسا کہ ہم سب محظوظ ہوئے زمانۂ رسالت میں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنانا شروع کر دیا فرماتے ہیں میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا اچانک رات ڈھلے ایک جن آیا اِس نے مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا قُم اُٹھ محمد ﷺ نے فضائے مکہ میں اپنی شانِ نبوت ورحمۃ اللعالمینی کا اعلان فرما دیا ہے ان کا تعلق نسبی لوئی بن غالب سے ہے۔ یہ سلسلہ میرے ساتھ مسلسل تین رات تک ہوتا رہا وہ جن مجھے مسلسل اُبھارتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت وعظمت ڈال دی پس میں نے اپنی سواری پر پالان کسا اور اپنی تہبند باندھی میں فوراً چل پڑا حالانکہ مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ میں بظاہر کوئی باہمی شناسائی نہ تھی مگر میں کشاں کشاں جذب ومستی میں چلتا رہا بالآخر منزل جاناں آ ہی گئی میں مکہ میں داخل ہو گیا لوگوں سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت پوچھا تو مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ حرم کعبہ میں جلوہ اُفروز ہیں طبیعت میں شدید چاہت نے انگڑائی لی سرشاری کے عالم میں میں حرم شریف میں داخل ہوا ہی تھا کہ فوراً رسالت پناہ عالم ﷺ بول اُٹھے کیا خوبصورت جملے ارشاد فرمائے فرمایا:

قَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ ○

اے سواد بن قارب تجھے اللہ کا نبی ﷺ مرحبا کہتا ہے خوش آمدید کہتا ہے۔ میں شرمندۂ احسان ہوا سوچ ہی رہا تھا کہ عرض مدعا کیسے بیان کروں تو فوراً زبان نبوت پھر گویا ہوئی آپ ﷺ نے پھر فرمایا: قَدْ عَلِمْنَا مَا جَآءَ بِكَ اے سواد بن قارب تو اپنے منہ سے عرض نہ کر ہم جانتے ہیں تو کیوں آیا ہے تجھے کیا چیز کھینچ

لائی ہے: ہم تیرے من کی دنیا دیکھ چکے ہیں ہمیں بتانے کی ضرورت ہی نہیں ہم سب کچھ جانتے ہیں تیرے دل کی آواز کیا ہے ہم تو دلوں میں ابھرنے والے ہر احساس کو جانتے ہیں جب نوبت بایں جار سید تو میں اے امیر المومنین بے خود ہو گیا حسنِ بے مثال کی لذتوں نے مجھے مخمور کر دیا وارفتگیِ ذوق نے مجھے مست کر دیا۔ پھر میں بے ساختہ بول اٹھا:

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ قُلْتُ شِعْرًا فِیْ شَانِکَ فَاسْمَعْہُ مِنِّیْ ○

آقا میں نے آپ کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں اجازت ہو تو سناؤں؟

قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کہو ہماری نعت سنا ہم سنتے ہیں۔ یا امیر المومنین میں اپنے اشعار میں اپنے اوپر حالات و واردات کا ذکر کرتا رہا اور حضور کی مدح سرائی کرتا رہا جب میں اس شعر پر پہنچا

فَاشْهَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ وَاَنَّکَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبِ

بیشک میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رب نہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیب کے خزانوں کا امین بنایا ہے کوئی غیبی حقیقت آپ سے پوشیدہ نہیں۔

وَاِنَّکَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَۃً اِلَی اللّٰہِ یَا ابْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ

اور بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں کائنات کے باسیوں کیلئے رسولوں سے قریب تر وسیلہ ہیں۔

اے کریموں اور پاکوں کی اولاد اے معزز ترین پاکیزہ لوگوں کی اولاد اے بزرگ ترین اور عظیم خانوادے کے لوگوں کے بیٹے اے سخیوں کے لختِ جگر اے باوقار لوگوں کے نورِ نظر۔ یا امیر المومنین میں جب اس کلام پر پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر رحمت میں محبت کی ایسی بہار آئی کہ فَضَحِکَ رَسُوْلُ

اللہِ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شان سے ہنسے کہ دندان مبارک سارے کھل گئے اتنے کھلے ظاہر ہوئے کہ آخری داڑھ مبارک تک نظر آنے لگے جس سے میں نے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کو بے انتہا خوشی ہوئی اپنے آباؤ اجداد کی عظمت کا سُن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی سے جھوم اٹھے اور وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی زبان سے ارشاد فرمایا: قَدْ اَفْلَحْتَ یَا سَوَادَ بْنَ قَارِبِ اے سواد بن قارب تو دونوں جہانوں میں فلاح پا گیا کامیاب وکامران ہو گیا اور یہ واقع اس وقت پیش آیا جب رسالت پناہِ عالم ﷺ صحابیت کے نور کے ستاروں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے میں جونہی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سواد اُدْنُہٗ آقا کے قریب ہو جاؤ تو میں مسلسل قریب ہوتا گیا حتی میں آپ ﷺ کے چہرۂ اَقدس کے قریب اور سامنے فروکش ہوا میں قریب تر ہوتا گیا سماں عجیب تر ہوتا گیا حسن تمنا نے ہدیہ نیاز پیش کیا مظہر حُسْنِ لَمْ یَزَلْ نے رحمتوں اور عنایتوں کی بارش برسانا شروع کردی کیفیت یہاں تک پہنچی۔

فَفَرِحَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ وَاَصْحَابُہٗ بِاِسْلَامِیْ فُرَحًا شَدِیْدًا حَتّٰی رُئِیَ فِیْ وُجُوْھِھِمْ ○

حضور ﷺ کے آبائے کرام علیہم الرضوان کی مدح سرائی پر اور میرے اسلام لانے پر خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان انتہاء سے بھی زیادہ خوش ہوئے اتنے خوش ہوئے کہ ان کے چہروں سے اس خوشی کا نور جھلکتا نظر آتا تھا۔

قارئین محترم: اس روئیداد کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سنا فَالْتَزَمَہٗ آگے بڑھے فوراً حضرت سواد بن قارب سے لپٹ گئے اور فرمایا: قَدْ

كُنْتُ اُحِبُّ اَسْمَعُ هٰذَا میں تسلسل کے ساتھ اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ

میں اس قصے کو پوری لگن کے ساتھ ہمیشہ سنتا ہی رہوں اور محظوظ ہوتا ہی رہوں۔

۱۔ المستدرک للحاکم علی الصحیحین ج7 ص96

۲۔ معجم ابی یعلی ج1 ص262 ۳۔ مجمع الزوائد جلد ا/ص243

۴۔ حدیث وتفسیر کی 120 کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

محترم قارئین اس واقعہ کے چند مندرجات میں آپ غور فرمائیں گے تو

وجہِ تصنیف کی عظمت آپ کو معلوم ہو جائیگی۔

۱۔ عظمتِ والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے بیان کرنے والے کو سید الکونین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا فرماتے ہیں خوش آمدید فرماتے ہیں

۲۔ والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام سے محبت کرنے والے کو اپنے قریب تر بٹھا لیتے ہیں۔

۳۔ والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کی عظمت بیان کرنے والے کو اپنی خوشی کا انعام عطا فرما دیتے ہیں۔

۴۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کا بزم عظمت میں ذکر کرنے والے کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے گلے سے لگاتے ہیں۔

۵۔ اس ذکرِ خیر کے سننے پر آقا علیہ الصلوۃ والسلام بھی بے حد خوش ہوتے ہیں اور جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی بے حد خوش ہوتے ہیں۔

۶۔ سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ ذکر والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ بلکہ تمام خاندان نبوت کا تذکرہ جناب حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام تا حضرت عبداللہ۔

اور محسنہ کائنات سیدہ آمنہ خاتون سَلٰمُ اللهِ عَلَيْهَا تا حضرت حواء عَلَيْهِمَا

الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ذکر خیر کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ نے دونوں جہان کی فلاح کامیابی وکامرانی کی سند عطا فرما دیتے ہیں بنا بریں درج بالا انعامات کو پڑھ کر یہ کتاب لکھنا میرے ایمان کی مجبوری بن گیا اس لئے میں نے یہ کتاب لکھی اللہ تعالیٰ بھلا فرمائے الحاج حاجی محمد طفیل بھٹی صاحب کا جنہوں نے پاکستان میں بالخصوص لاہور شہر میں اس کارِ خیر کی بنیاد رکھی اللہ تعالی برکتیں دے برادر مکرم جناب حاجی محمد جمشید خان صاحب کو جنہوں نے مجھے بھٹی صاحب سے ملوایا اور اس جذبۂ بیدار کی طرف راہنمائی فرمائی علامہ عطاء الرحمٰن چشتی صاحب اور پروفیسر محمد اقبال قادری صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے میری ہر طرح کی اس کارِ خیر میں معاونت کا وعدہ فرمایا ہے عرسِ والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ کی تقریبات میں بھرپور محبتوں کے ساتھ شرکت فرمائی اور خود بھی ایسی بابرکت کانفرسوں کا اہتمام فرمایا۔

## دوسری وجہ تالیف

یہ طے ہے کہ عشقِ رسول ﷺ ہی بنائے دین ہے بنائے ایمان ہے چونکہ محبت وعشق رسول اللہ ﷺ اہلسنت ہی کا خاصہ ہے اس لیے یہ لوگ اپنے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے عظیم مرتبہ کو بیان کرنا سننا اور اس کے لئے خصوصی اہتمام کرنا اپنا اعتقادی فرض سمجھتے ہیں بلکہ یہ لوگ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبتوں کا تقدس بھی ملحوظ رکھتے حتی فضلات طیبہ تک کی بھی تعظیم کو لازم سمجھتے ہیں انہیں خیر وبرکت کا باعث گردانتے ہیں۔ جو نسبت جس درجہ کی بلندی پر معلوم ہوگی اس کا اسی پیمانے پر حیاء کرتے ہیں اگر انہیں نسبتوں کی تدریج کو دیکھا جائے تو سب سے اعلی درجے کی نسبت: نسبتِ والدین محمد ﷺ ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے بھی اور امت کیلئے بھی لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس نسبت کو سب سے زیادہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کیونکہ

اسی میں سب سے زیادہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ہے ابھی تک میں یہ نہیں جان پایا کہ آخر کیا وجہ ہے امت کے اکابر اصاغر متقدمین متاخرین نے اس نسبتِ عظیمہ کی بابت بے اعتنائی کیوں برتی ذخائرِ علم میں ان کو مربوط اندازِ عظمت میں کیوں نہیں بیان کیا گیا؟ اس مبارک ضمن میں جستجو کیوں نہیں ہوئی؟ تاہم ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں میں کسی کو مطعون نہیں کرنا چاہتا ہر دور کے اپنے حالات ہوتے ہیں لہٰذا میں کسی کو معتوب نہیں سمجھتا اتنی بات ضرور ہے جنہوں نے ان نفوسِ قدسیہ کے تقدس کا لحاظ نہیں کیا ہے یقیناً وہ لوگ پایۂ اعتبار و اعتماد سے گر چکے ہیں۔ ان کی علمی عظمت وجلالت عقیدت مندوں کے ہاں دفن ہو چکی ہے ان کی شخصیت اپنا وقار کھو بیٹھی ہے۔ اب ان سے استفادہ کرنا رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر کو زخمی کرنے کے مترادف ہے بہر حال فقیر کی یہ کوشش اس پانی کی بوند سے بھی کمتر ہے جو ایک پرندہ نارِ نمرود کو بجھانے کیلئے لایا تھا مگر میرا یقین ہے بفضل تعالیٰ یہ معمولی کوشش اہل دل اربابِ محبت کو ضرور یقین کی عظمتوں سے ہمکنار کریگی ان کے سُلگتے زخموں پر مرہم ثابت ہوگی ان کی بیتاب تمناؤں کی ترجمان ہوگی ان کے شرح شرح احساسوں کو یکجا کریگی ان کے جذبۂ عقیدت ومحبت کو ایک روحانی علمی قوت دیگی ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا باعث بنے گی اور میری اور میرے احباب کیلئے نجات کی ضمانت بنے گی کیونکہ میں نے کسی روایتی ذخیرۂ علم کی بجائے محض قرآن کی آیات کی سادہ نصوص کے آئینۂ انور میں ان نفوسِ قدسیہ کے خَلقی خُلقی محاسنِ عظمت کو بیان کیا ہے اب قارئین اور ناقدین ہی اس بات کا تجزیہ فیصلہ فرمائیں گے کہ حق کیا ہے اگر یہ کوشش علمی کوائف پر پوری اتری تو محض یہ میرے رب العزت کا احسانِ عظیم ہے اور رحمت عالم ﷺ کی نگاہِ عظمت ورحمت ہے۔ اگر یہ کوشش علمی معیار پر پوری نہ اتری تو یہ میرا علمی ذہنی قصور ہوگا اللہ

تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اس سے بری ہیں۔

## تیسری وجہ تالیف

جب میں نے اس عنوان عظمت کو لکھنا چاہا تو ذخائر علم کی ورق گردانی کی تو حیرانی میں ڈوب گیا کچھ بدبختوں نے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین مطہرین منزھین کے ایمان کا بھی انکار کیا ہوا ہے انہیں مسلمان ماننے پر آمادہ ہی نہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جبکہ دیگر اہل سعادت نے ان کا خوب علمی تعاقب کیا ہے اس مسئلہ میں حضرت شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی تحقیقات ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں باقیوں نے انہی ہی سے نقل کیا ہے۔ شاید اِسی لیے بلکہ یقیناً اسی لیے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کو بہتر (72) مرتبہ رحمت عالم ﷺ نے عالم بیداری میں اپنے دیدار پُرانوار سے مالامال فرمایا ہے تاہم میں نے ایمان عدم ایمان کے موضوع کو چھیڑا تک نہیں کیونکہ میرے نزدیک مولویت کے وضعی ایمان کے قواعد وکوائف سے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کہیں بلند وبالا ہیں میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرے آقا کریم ﷺ کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ذرۂ خاک کے برابر بھی ان وضعی ملاؤں کا ایمان نہیں ہو سکتا۔ مالکانِ جنت کو کسی خودغرض مولوی سے جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کی کوئی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ پر جنہوں نے قیامت تک ان ناسوروں کا علاج کر ڈالا ہے مزید ضرورت ہی نہیں بہرحال فقیر کسی صورت میں بھی اِس موضوع کو پھر سے تازہ کر کے بحث نہیں کرنا چاہتا فقیر تو بس ان شہنشاہوں کی دہلیزِ عظمت وجاہت پر مانگت بن کر دریوزہ گری کرنا چاہتا ہے اس یقین کے ساتھ کہ وہ بڑے

ہی کریم ہیں سخی ہیں اوران کے لخت جگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے بعد اس کائنات میں سب سے زیادہ جوّاد ہیں کریم ہیں رؤف ہیں رحیم ہیں ان کے ابر کرم کی بوندیں شاید اس ناکارہ خلائق کو میسر آ جائیں اور میری بگڑی بن جائے۔

شاہاں چہ عجب باشد گر بنوازند گدارا

## اہل علم سے گذارش

آپ کو یہ اختیار ہے آپ میرے اس مقالے کا علمی تجزیہ فرمائیں جہاں سقم محسوس فرمائیں وہاں ضرور نشاندہی فرمائیں لیکن جو بات بھی بیان فرمائیں کم از کم اس کا کوئی علمی وجود ضرور ہو اَدِلّہ شرعیہ کی کسی نوع سے ضرور متعلق ہو یہ بات ہرگز قبول نہ ہوگی کہ اس طرح کا استدلال پہلوں نے نہیں کیا تو تم نے کیوں جرأت کر ڈالی جناب عالی یہ کوئی معقول دلیل نہیں آپ میری مستدل آیت یا حدیث اور میرے استدلال کے درمیان کوئی علمی معارض پیش فرمائیں تاکہ میں معارضہ والی دلیل کا علمی جواب دے پاؤں اگر آپ میری مستدل دلیل اور استدلال میں کوئی علمی مناسبت دیکھیں اور پرکھیں اگر علمی مناسبت درست ہے احقاق حق میں مؤثر ہے تو اس میں میرا علمی قلمی کمال ہرگز نہ سمجھیں اس کو محض خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسانِ عظیم سمجھیں اگر خلافِ حقیقت سمجھیں تو اس میں میرا علمی قصور جانیں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والدیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہیں میں نے خلوصِ نیت سے اس سمت اپنی بساط کے مطابق قدم اٹھایا ہے میں محققین سے عرض کرتا ہوں اس حوالے سے بہت کام ہونے والا ہے لہٰذا اس طرف توجہ فرمائیں یقیناً اس نوکری میں بے شمار برکات ہیں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

# ضروری گذارش

عالم اسلام کے علماء ومشائخ عظام سے گذارش ہے کہ دیگر موضوعات کی طرح اس مقدس موضوع کو اپنی جلسہ گاہوں میں محافل میں اعراسِ مقدسہ میں موضوعِ سخن بنائیں جس طرح ہم اپنے بزرگوں کے سالانہ عرسوں کا اہتمام کرتے ہیں اسی طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگوں کا بھی عرس مبارک منعقد کریں یہ بات واضح ہے کہ جس طرح ہمیں اپنے بزرگ پیارے لگتے ہیں اسی طرح سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے بزرگ پیارے لگتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے تمام بزرگوں کی بزرگیاں شرافتیں کرامتیں یہ سب احسان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کے بزرگوں کا ہماری سب عظمتیں مرہونِ منت ہیں ان کی اور پوری اُمتِ مسلمہ ممنون اِحسان ہے بلکہ شرمندۂ اِحسان ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے والدین کریمین طیبین مطہرین کی کتنی بڑی شان ہے والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبدءِ پیکرِ نبوت ہیں، کائنات میں ہے کوئی! ان کے مدِّ مقابل جن کے لختِ جگر کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جو شان رحمۃ اللعالمین رکھتے ہوں۔

تاہم یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اِن نفوس قدسیہ کی شرافتوں پر بہت کم لکھا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان عظمت و وجاہت والے بزرگوں کے مناقب ومراتب پر علماء واعظین مقررین بولنے سے قاصر ہیں کتاب ہذا انشاء اللہ العزیز اس کمی کو کسی حد تک یقیناً پورا کردیگی میں اہل قلم حضرات کو دعوت دیتا ہوں کہ اس کارِ خیر میں اپنا اپنا حصہ ضرور ڈالیں اور عہد وفا نبھائیں قادر الکلام شعراء سے گذارش کرتا ہوں جہاں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت میں نغمہ سرائی کرتے ہو وہاں محسنۂ کائنات حضرت سیدہ آمنہ سلم اللہ علیہا کے حضور بھی اپنا حق

ریزہ خواری کا کچھ حصہ ادا کریں محسن کائنات جناب سیدنا عبد اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بھی نذر عقیدت کے لیے بھی اپنی قلموں کو حرکت دیں۔ اہلِ تحقیق سے بھی گذارش ہے کہ اپنی تحقیق کا رُخ اِن نفوسِ قدسیہ کی طرف بھی ہو جائے اہلِ دل واہلِ عرفان سے بھی گذارش ہے کہ اپنی قلب وروح ان نفوس رحمت کی محبت والفت سے سجالو ان کے پیار کا دیپ اپنے مَن کی کائنات میں روشن کرلو کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے عین اسی طرح ان ذوات والاصفات پر بھی رحمت ودرود نچھاور فرماتا ہے بلکہ میں پوری امت کے تمام طبقات سے بھی عرض کرتا ہوں حقِ نمک خواری کی طرف دھیان دیں اور بے شمار برکات اپنے دامن میں سمیٹیں۔ ہوسکتا ہے کل قیامت کے دن ان کا جوشِ کرم ہم پر آمادۂ رحمت ہو جائے اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے کہہ دیں کہ اے بیٹے اے شفیع الامم ان اہل محبت کی بھی شفاعت فرمادیں یہ ہم سے پیار کرتے رہے ہیں تو یقیناً آقا علیہ الصلاۃ والسلام آمادۂ رحمت وشفاعت ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو آمین بجاہ النبی العظیم علیہ التحیۃ و التسلیم۔

## میں حیران ہوں

اہلِ تحقیق اہلِ عرفان اہلِ علم اہلِ عشق ومحبت حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت وعشق میں اتنے آگے چلے گئے کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب ہر چیز کی عظمت کیلئے اس کے مناقب پر مستقل کتابیں لکھیں حتّٰی کہ نعلینِ رحمت لعابِ دہن مبارک نُخامہ مبارک (رینٹ مبارک) بول مبارک پسینہ مبارک ناخن مبارک بال مبارک لباس مبارک بلکہ گدھے مبارک جو آپ کی سواری میں کام آتے ان کی شرافتوں پر عظمتوں پر اپنے اپنے تحقیقی جواہر تلاش کیے اور ان پر الگ الگ تصانیف

کیں کتابیں لکھیں مگر ان کی جنبشِ قلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین سلام اللہ علیہما کی عفّت و عصمت کے موضوع کی طرف کیوں نہ اُٹھ سکی کیا نعوذ باللہ ان نفوسِ قدسیہ کا مرتبہ مذکورہ اشیاء سے بھی کمتر ٹھہرا؟ حالانکہ قرآن کی بے شمار آیات ان کے تقدس کی شہادت دے رہی ہیں آخر ایسا کیوں ہوا اگر کسی نے جرات کی بھی تو ان ذواتِ قدسیہ کو ایمان اور عدمِ ایمان کے ترازو پر تولا میں غیور اہلِ علم کو اس کارِ خیر کی طرف دعوت دیتا ہوں یہ سب سے بڑا اہم کام ہے اس طرف توجہ فرمائیں، یہ عقیدے کا فرض ہے تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

## کتابِ ہذا کا اسلوبِ بیان

تَفْرِيْحُ الْاَذْكِيَاءِ فِيْ وَجَاهَتِ وَالِدَيْ مُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ وَالِدَيْهِ وَ آلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَ سَلَّمَ چونکہ یہ نام بھی انوکھا ہے منفرد ہے عنوان بھی عظیم تر ہے اور مواد بھی حسین تر ہے بنابریں اس پر ہونے والا کام بھی بفضل تعالیٰ اپنی نوعیت کا ایک منفرد کام ہے یہ اس اعتبار سے ہرگز منفرد نہیں کہ اسے میں نے تحریر کیا ہے حاشا وکلا ایسا ہرگز ہرگز نہیں بلکہ اس کی انفرادیت کا فقط ایک ہی باعث ہے اور وہ مشیتِ الٰہی اور مزاجِ نبوت کے تقاضوں کو ہی ملحوظ رکھا گیا ہے نہ ہی اس میں کسی خاص نقطۂ نظر کو استعمال کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی مسلکی ذوق کو گھسوڑا گیا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی نقطۂ نظر یا مسلکی ذوق مشیتِ الٰہی اور مزاجِ نبوت کے مطابق ہو جائے تو یہ اس کا نصیب ہے اور اُس کی عظمتوں کی معراج ہے، میں اس بات کا بھی حلف دیتا ہوں کہ اس پوری کتاب میں نہ تو میں نے اپنی فکر سے کام لیا ہے جسے اختراع سمجھا جاسکے اور نہ ہی میں نے کسی مسلکی

سوچ کا سہارا لیا ہے بس اس کتاب میں یا تو آپ کو قرآنی آیات بینات نظر آئیں گی یا احادیثِ طیبات نظر آئیں گی جو کھلے الفاظ میں آپ کو بتائیں گی کہ والدینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء وسلام اللہ علیہما کی تعظیم وتوقیر اور اُن کی محبت اعتقادی فرائض میں سے ایک اہم ترین فریضہ ہے، اور ان کا ذکرِ خیر بطریق سنت ایمانی فرض ہے ان سے قلبی عقیدت عقیدتوں کی معراج ہے کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ مبدءِ پیکرِ نبوت ہیں ان عفت مآب عصمت مآب نفوسِ رحمت کی عظمتوں میں جتنی بھی قرآنی آیاتِ بینات اور احادیثِ طیبات کو درج کیا گیا ہے ان کے مقتضیات کو سمجھنے کے لئے اور اس کتاب کے مندرجات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے اس کا اسلوب بیان سمجھا جائے تاکہ کتاب ہذا سمجھنے میں قدرے آسانی ہو میں نے اِس کتاب کے اسلوبِ بیان میں بھی فکری تنوعات کا سہارا نہیں لیا بلکہ اس کا اسلوبِ بیان بھی حدیث نبوی ہی ہے چونکہ اس کتاب میں مندرج علمی مواد سارا قرآن ہی سے اخذ کیا گیا ہے شرح میں کہیں کہیں احادیث بھی درج ہیں لہٰذا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن فہمی کا طرز نبوی بیان کردوں اسلوبِ نبوی تحریر کردوں تاکہ عنوانِ عظمت وجاہت سمجھنے میں مدد مل سکے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے قرآن سمجھنے میں قرآنی آیات کو پانچ انواع میں بیان فرمایا ہے جو آیات ان عنوانات پر مشتمل ہیں ان کو نبوی انداز میں جانا جاسکے اس طرح ایک عظیم آسانی مہیا فرمادی گئی ان پانچ انواع کو زبانِ نبوت نے یوں بیان فرمایا ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نَزَّلَ اللہُ الْقُرْآنَ عَلٰی خَمْسَۃِ اَوْجُہٍ، حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَ مُحْکَمٌ وَ مُتَشَابِہٌ وَ اَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ، وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَ اعْمَلُوْا بِالْمُحْکَمِ وَ آمِنُوْا بِالْمُتَشَابِہِ وَ اعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ ○

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۱۳، اصح المطابع، کراچی)

ترجمہ) جناب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن پاک کو پانچ عنوانات میں نازل فرمایا۔

نمبر۱) حلال نمبر۲) حرام نمبر۳) محکم نمبر۴) متشابہ
نمبر۵) امثال وقصص

پس قرآن کی حلال کردہ اشیاء کو حلال جانو، حرام کردہ اشیاء کو حرام جانو، قرآن کی محکم آیات پر عمل کرو (محکم آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کی مرادیں قرآن میں بالکل واضح ہیں ذہن میں بآسانی آجاتی ہیں غور وفکر کی ضرورت نہیں پڑتی، متشابہ آیات پر ایمان لے آؤ ان کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ہاں جو بھی ہے وہی حق ہے یعنی اُن میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ یہ ماورائے عقل وفہم ہیں غیبی اسرار ہیں یہ خداوند تعالیٰ اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے راز ہیں اِن تک عقل وشعور کی رسائی نہیں ہوسکتی، بس اِن پر ایمان ہی لے آؤ اور فَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ، جو اس قرآن میں مثالیں بیان ہوئیں قصص بیان ہوئے احوال وحالات بیان ہوئے ان سے عبرت ونصیحت حاصل کرو کیونکہ یہ امثال وقصص محض داستان سرائی کے لئے نازل نہیں ہوئے بلکہ ان کے نازل کرنے کا مقصد درپیش آمدہ حالات کا اِن کی روشنی میں حل تلاش کرنا ہے میں نے اپنی اس کتاب کا اسلوبِ بیان اس مذکورہ حدیث شریف کو ہی بنیاد بنا کر بیان کیا ہے تحریر کیا ہے بالخصوص حدیث کے مندرجات کی آخری پانچویں شِق کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ میری کتاب کے مقدس عنوان کے قریب تر ہے قرآنِ کریم میں بیان کردہ سابق انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے

خاندانی پسِ منظر کی عظمت ورفعت کو مقیس علیہ بنایا ہے اوران میں پائی جانے والی ان کی عزت وتکریم کو نصوصِ قرآنی کے نزول کی علت معلوم کیا ہے چونکہ قرآنی نصوص ثبوت ودلالت کے اعتبار سے قطعی ہیں کیونکہ یہ سب اخبار سابقہ ہیں اور خبرِ ثبوت ودلالت میں قطعی ہوتی ہے اوران کے بیان کرنے کی صورت بھی یہی ہے تاہم ان کے بیان کرنے کی علت بھی قطعی ہے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بیان ہی اس لئے فرمایا ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کی عزت وتکریم عفت وعصمت اخلاق وشرافت کی عظمتیں کائنات کے لوگ جانیں اوران عظمتوں کے نور سے سرشار ہوں سیرت وکردار کے ماحول میں پاکیزگی آئے دوسری علت قرآن نے یہ متعین فرمائی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا قومی معاشرتی سماجی وقار اجاگر ہوتا کہ کوئی بدطینت یہ نہ سمجھے کہ یہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نسلِ انسانی کے کسی معمولی طبقے سے آئے ہیں نہیں ہرگز ایسا نہیں بلکہ یہ نفوسِ قدسیہ انسانی معاشروں کے اعلیٰ طبقاتِ انسانیت سے تشریف لائے ان کا حسب ونسب ہر لحاظ سے بہت بلند وبالا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آنے والی ذات بے مثل بے مثال ہے اوران تمام نفوسِ قدسیہ کے سردار ہیں تاجدار ہیں امام الانبیاء ہیں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں لہٰذا جس طرح ان کا منصب سب سے اعلیٰ وبالا ہے ایسے ہی ان کا نسب بھی سب سے اعلیٰ وبالا ہو ان کے آباواجداد صاحبِ عظمت وجاہت ہوں ان کے شرف وکمال کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیلا ہو ان کی اخلاقی شرافتیں زبان زدِ عام ہوں ان کے خِلقی اور خُلقی محاسن کی کائنات معترف ہو بالخصوص والدین کریمین تو وہ ہوں جو مشیتِ الٰہی کا خصوصی اہتمام ٹھہریں اس شان وعظمت کے مالک ہوں کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ ان پر صلوۃ وسلام کے تحفے پیش کرے قارئین قرآن گواہ ہے کہ ایسا ہوا ہے ہو رہا ہے اور تاابد ہوتا رہے گا کیونکہ یہ نفوسِ رحمتِ حبیبِ خدا اشرفِ انبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد رحمۃ للعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے ماں باپ ہونے کا شرف

پا چکے ہیں یہ انہیں کے حصے کا مرتبہ تھا جس کی کائنات میں اس اعتبار سے نہ مثال ہے نہ مثیل ہے انہیں کے پیکرِ رحمت کی خیرات سے بزمِ کون ومکان میں سراجاً منیرًا کی شان والے تشریف لائے جس کی نور افشانیوں سے بزمِ عالمین میں نور کے اجالے ہیں، قرآن کریم نے جناب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جناب حضرت اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام حضرت اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام کی امہات کرام رضوان اللہ علیہم وعلیہن کی عظمت کو اسی لئے اپنی آیات کا موضوع بنایا ہے کہ آنے والی ذات محسنۂ عالمین ہے والدۂ رحمۃ للعالمین سیدہ طیبہ طاہرہ منزہ مکرمہ محترمہ محتشمہ منتجہ مبشرۃ محسنۂ عالمین رضی اللہ عنہا آمنہ سلمۂ اللہ علیہا وابیہا الی آخرہا ہیں جن کا کاشانہ رحمت مطافِ قدسیاں ہے جن کا آنگن مہبطِ قدسیاں مرکز تجلیاتِ رحمٰن ہے اسی لئے اَے کائنات کے باسیو اِن کا اِحترام ان کی تعظیم وتوقیر ان کی شایان شان تم پر فرض ہے ان کی محبت والفت ان کا ذکر وفکر ان کا حیا تمہارے ایمان کی معراج ہے اور اتمہارا اعتقادی فرض ہے کیونکہ قرآنی آیاتِ بینات کو انہیں کی عظمت وشرافت کی دلیل بنا کر نازل فرمایا گیا ہے جس طرح مقیس علیہن کی عظمت وعصمت قطعی ہے ایسے ہی مقیس کی بھی عظمت وعصمت قطعی ہے جس طرح مقیس علیہن کی عظمتوں کا انکار کفر ہے عین ایسے ہی مقیس کی عظمت کا انکار کفر تر ہے کیونکہ جس قیاس میں علت منصوص ہو قطعی ہو اس پر کیا جانے والا قیاس بھی قطعی ہوتا ہے قطعیات کا انکار کفر ہے ایسے ہی محسنِ عالمین سیدنا طیب طاہر مطہر مصطفیٰ منزہ مکرم محترم محتشم مبشر مبشر مصدر پیکرِ نبوت مہبطِ انوارِ ربوبیتِ مخزنِ عنایاتِ قدر تجناب سیدنا محسننا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات والاصفات ہے کتاب ہذا کے اسلوبِ بیان کو سمجھنے کے بعد اب کتاب ہذا قدرے آسان ہو جائے گی کتنا اچھا ہو کہ آپ پوری طمانیت قلب کے ساتھ پوری دقّتِ نظر سے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں یقیناً قلب وروح کے

دریچے کھلیں گے اگر باوضو ہو کر پڑھیں گے تو کیف وسرور میں اضافہ ہو گا کیونکہ میں نے اس کتاب کا ایک لفظ بھی بے وضو نہیں لکھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ فقط

محمد صداقت علی فریدی

## ایمان کا قرآنی معیار

آج ہر جانب ایمان کا واویلا ہے ہر سوچ ہر مسلک کا ہر شخص خود کو بہت بڑا مومن گردانتا ہے اور مدِ مقابل کے ایمان وعقیدے کو مشکوک بے اصل جان کر مسترد کر رہا ہے اور یہ نفرت کی آگ فرقہ واریّت کا عفریت بن چکا ہے اس طرح پورا جہان بالخصوص پاکستان عدم تحفظ کا شکار ہے اور وہ انسان جو حسنِ کائنات تھا رازِ الٰہی تھا صاحبِ عرفان تھا گوناں گوں شرافتوں کا امین تھا بلکہ خلیفۃ الارض تھا۔ حسنِ سرمدی کا مظہر تھا محبتوں اور الفتوں کا پیکر ونقیب تھا نہ جانے اسے کیا ہو گیا ہے اس نے خود غرضی کی آگ جلا ڈالی ہے۔ اور انجانے میں خود ہی اس میں جھلس رہا ہے بلکہ کوئلہ ہونے کے قریب ہے: اور اپنی وحشیانہ فکر کو معیارِ حق سمجھ رہا ہے اور عدمِ برداشت کے تیروں سے دوسروں کو چھلنی کر رہا ہے: انسانی معاشرہ عدم توازن کا شکار ہے، ہر طرف مایوسی افسردگی اور رذالت کا دور دورہ ہے ایسے سنگین حالات میں سسکتی انسانیت کہاں سے امن وسلامتی کی آغوش پائے محبت اور الفت کا سائبان پائے رافت ورحمت کا ماحول پائے جبکہ مذہبی مسلکی بے بنیاد دائرے ٹریڈ کمپنیوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں حالات سقوطِ بغداد والے حالات کی طرف جا رہے ہیں گویا زندگی سوہانِ روح بن کر تڑپ رہی ہے۔ ظلم اور تشدد مذہبی مسلکی بنیادوں پر ہو رہا ہے ہر کوئی اپنی اپنی مذعومہ فرقہ وارانہ شخصی نظریاتی اعتقادی

ترجیحات کو ہی حق سمجھ رہا ہے۔ اور مد مقابل کو کفر و شرک اور بدعت کی خود ساختہ توپوں کا نشانہ بنا رہا ہے اس ضمن میں مرنا شہادت اور مارنا عبادت کہہ رہا ہے امت مسلمہ بالعموم اور پاکستان بالخصوص خون میں نہا چکے ہیں ایک سادہ مسلمان ایسے سنگین حالات میں کہاں جائے تو ایسے پُر فتن اور آلودہ ماحول میں قرآنِ کریم ایک حکم دیتا ہے دعوت دیتا ہے۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۝ (اٰلِ عمران)

پس اگر تم آپس میں جھگڑ پڑو کسی معاملہ میں تو پلٹ آ ؤ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اگر تم اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو تو یقیناً یہی تمہارے لیے دونوں جہانوں کی بھلائی ہے اور سب سے اچھا انجام ہے۔

(سورۃ نساء پارہ 5 آیت 59)

اَب سوال یہ ہے: کہ یہ دلیری کون کرے گا تو قرآن نشاندہی کر رہا ہے کہ یہ عظمت فقط صاحب ایمان ہی حاصل کر سکتے ہیں نہ کہ بے ایمان۔ میں مدعیان ایمان اور حق سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم اپنی بے اصل اور بناوٹی شناختوں کو ختم کر کے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا نام فقط مسلمان رکھا ہے: خدائی شناخت کے سانچے میں ڈھل سکتے ہو؟ اگر یہ ہمت کر سکتے ہو تو پھر تمہیں حق ہے کہ خود کو مسلمان یا اہلِ ایمان کہلواؤ ورنہ تمہیں مومن کہلوانے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اسلام ازلی ابدی اور آفاقی شناخت ہے وقتی علاقائی اور شخصی شناخت ہی فسادِ عالم کی جڑ ہے

اس لیۓ خلاقِ کائنات عزوجلّ نے اسلام کو ان آلودگیوں سے دور رکھا ہوا ہے۔

لہٰذا فرقہ پرست علماء سے گذارش ہے کہ فرقہ وارانہ بت پرستی سے پلٹ آؤ کیونکہ فرقہ پرستی شرک سے بھی بدتر گناہ ہے (القرآن)

اب ہم ایمان کے قرآنی معیار کی تفصیلات گذارش کرتے ہیں۔

قبل ازیں ایک مختصر سی تمہید عرضِ خدمت ہے۔

کُتبِ احادیث کی کثیر کتابوں میں یہ درج ہے جس میں حجۃ الوداع شریف کا خطبہ جو کہ کائناتی آئین ہے جس کے مندرجات زندگی کی ہر عظمت کے نقیب ہیں انفرادی، اجتماعی، قومی، بین الاقوامی، معاشرتی، اخلاقی زندگی اپنی بقا کیلئے مجبور ہے کہ خطبہ حجۃ الوداع شریف کے مندرجات سے استفادہ کرے، تاہم فقیر نے اس کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں میں غور کیا تو زندگی کے دیگر مسائل کے حل کی طرح ایک لاینحل مسئلہ بھی حل ہو گیا جو اعتقاد و ایمان اور یقین کیلئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے، مختلف اصنافِ کتبِ احادیث کی روایات کو جب مربوط کیا گیا تو ایک حسین حقیقت نکھر کر سامنے آگئی اور وہی حقیقت ہی معیارِ ایمان قرار پائی حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات امام الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد ﷺ نے میدان عرفات میں ایک لاکھ چوالیس ہزار جان نثاروں کی جماعت کی منظم افرادی قوت کو دیکھا تو بارگاہِ صمدیت میں جھک گئے کہ پروردگارِ عالم ان عنایتوں کا شکریہ کیسے ادا کروں کہ کل یہی جگہ تھی جہاں میرے لیے رہنا ناممکن تھا آج وہی مکۃ المکرمۃ ہے جس میں اسلامی سپوتوں کے ساتھ فاتحانہ شان سے آیا ہوں اطرافِ عالم میں دینِ اسلام کو غلبہ ہو چکا ہے۔

**اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ !**

یا اللہ اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت کیلئے میری مدد فرما!

آپ ﷺ اس حسنِ ذوق سے تادیر سرشار رہے بعد ازاں زیرِ لب تبسم

فرمایا بس تبسم کیا تھا کہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ اس تبسم میں اتنا کھویا کہ کوئی شخص خود خود میں نہیں رہا اس نور مبین کے رُخِ رحمت پر مسرتوں کا ہالۂ انور دیکھا تو حواسوں پر وہ حسنِ عظمت غالب آ گیا طبیعتیں وجدانی کیفیات سے معمور و مخمور ہو گئیں حسنِ محمدی ﷺ کی رعنائیوں نے عرفات کے باسیوں کو سرمست کر ڈالا تھا شعور و فکر کی قوتیں جذب و مستی اور وارفتگیٔ ذوق کے سامنے دم توڑ چکی تھیں بے تاب تمنائیں رخِ رحمت کی زیبائی کے سامنے ساکت ہو چکی تھیں۔ مَن کی چاہتیں رقصِ بسمل کر رہی تھیں رُخِ رحمت کے عَرَق میں قدرآنی کی رمق ضوافشاں تھی عین ایسے حالات میں روئے زیبا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف کر کے فرمایا مَاھٰذَا الْیَوْم صحابہ بتاؤ آج دن کون سا ہے مَا ھٰذَا الشَّھْرُ یہ مہینہ کون سا ہے۔ مَاھٰذَا لْمَکَان جگہ کونسی ہے کھڑے کہاں ہو۔ سب نے با آواز بلند کہا اَللّٰہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ ہمیں کچھ خبر نہیں دن کون سا ہے مہینہ کونسا ہے جگہ کونسی ہے ان فطری حقیقتوں کو فقط اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں ہمارے پاس فہم و ادراک رہا ہی نہیں کہ ہم بتا سکیں دن کیا ہوتا مہینہ کیا ہوتا ہے مکان کیا ہوتا ہے ہماری یہ قدریں یہ احساس آپ کے حسن میں کھو چکے ہیں مغلوب ہو چکے ہیں مُضمحل ہو چکے ہیں ہم آپ کے علاوہ کچھ نہیں جانتے بس ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ:

۱۔ ؎ تیرا دیکھنا عبادت تیری یاد بندگی ہے

۲۔ ؎ اذاں ازل سے تیرے عشق کا ایک ترانہ بنی
نماز فقط تیری دید کا ایک بہانہ بنی

۳۔ ؎ وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہ شمع ہے یہ دھواں نہیں

؎: اَلنَّظْرُ عَلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہ اَلْحُبُّ فِیْ حُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ

ہر کوئی یہ کہہ رہا تھا۔

۵۔ اس صورت نوں میں جان آکھاں — جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں

۶۔ دسے صورت راہ بے صورت دا — توبہ راہ ہے عین حقیقت د
اتھے کم نئیں اے بے سوجھت دا — کوئی ورلیاں موتی لے تریاں

۷۔ فرصتِ کشمکش مدہ دلِ بیقرار را — یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

۸۔ شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام — میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ الصَّلٰوةَ بِفَرَحِ رُؤْيَتِ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ (بخاری)

آقا جی چاہتا ہے تیرے حسین جلوؤں کی دید کے لیۓ نمازیں قربان کر ڈالیں۔

قارئین محترم ایسی کیفیات عظمت ومحبت کو جب رب ذوالجلال والاکرام نے دیکھا تو برملا اعلان فرمادیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۝ (النساء)

دین آج مکمل ہوا ہے میں نے تمہارے لیے تکمیلِ دین کمال ایمان کی سند آج نازل فرمادی ہے اور آج تم پر اپنی نعمت تمام کردی ہے دین اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند فرمالیا ہے۔

تمہاری کیفیاتِ محبت اتنی پسند آئیں کہ بس میں نے کائنات کے باسیوں کیلئے تمہاری اس طرح کی محبت کو جو تم نے میرے محبوب ﷺ سے کی ہے جس کا مظاہرہ میدان عرفات میں ہوا اسی محبت کو معیار ایمان قرار دیا ہے۔

کائنات کے لوگ ایسے محبت کریں گے تو ایمان کے نور سے نوازے جائیں گے ورنہ ان کے دعویِ ایمان کو بدبختی کی علامت قرار دوں گا۔

فَاٰمِنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ○

یہ میرا فیصلہ ہے

قارئین محترم! درج بالا قرآنی معیارِ ایمان کو جس مکتبہ فکر میں جس مسلک ومشرب میں دیکھو وہ حق ہے سچا ہے قابلِ اعتماد ہے قابلِ تقلید ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا دیا ہوا معیار ہے نہ کہ کسی مُلّاں کا اور یہ معیار ایسی اکائی ہے اگر اُمت اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے تو میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ روئے کائنات سے فساد مٹ جائے گا فرقہ واریت کا عفریت بھوت دفن ہو جائے گا مگر آج کا مُلّاں اِزم اس معیار کو اپنانے میں عار محسوس کرتا ہے کیونکہ اس معیار کے اپنانے سے اس کے ذاتی مفادات زد میں آتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ آج کا ملاں ازم حصولِ زر کے علاوہ کچھ نہیں اِلا ماشاء اللہ شاید اِسی لیے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اَشَرَّ الشَّرِّ الْعُلَمَاءُ ○ (مشکوۃ)

کائنات کا بدترین شر ملاں ازم ہے۔

(علماءِ سوء سے ہمیشہ بچو علماء حق کی خدمت میں آؤ)

(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰذَا الشَّرِّ)

بنابریں میں اہل علم وعرفان سے گزارش کروں گا کہ خدارا اُمتِ محمدیہ پر رحم کھائیں قرآن نے فرقہ پرستوں پر لعنت کی ہے کیونکہ قرآن گواہ ہے اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے اور جس مذہب میں فرقے ہیں وہ اسلام نہیں ہے۔ لہٰذا اتحاد امت کیلئے اپنا مثبت کردار ادا کریں اپنے اپنے معیاراتِ ایمان چھوڑ کر قرآن کا

دیا ہوا معیار اپنائیں اور امت کو یہی معیار بتائیں جو خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کے عظیم مرتبے کے طفیل ہمیں اتفاق محبت یگانگت اور خلوص کی دولت سے سرفراز فرمائے آمین بجاہ النبی العظیم

وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

## وجاہت کا علمی مفہوم

محترم قارئین اس کتاب کا نام چونکہ وجاہتِ والدینِ مصطفیٰ ﷺ ہے اس لیے ہم ابتداً وجاہت کا لغوی اور شرعی مفہوم بیان کریں گے لفظِ وجاہت وجہ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے چہرہ۔ چونکہ چہرہ انسانی پیکر کا سب سے معزز حصہ ہوتا ہے اس لیے وجاہت مصدر ہے جس کا معنی لغوی ہے آبرو مند ہونا۔ باعزت ہونا۔ باوقار ہونا۔ باتکریم ہونا۔ بارعب وحشمت ہونا۔ وغیرہ۔ اسی سے حضرت انسان کے شخصی خِلقی خُلقی علمی اخلاقی روحانی انفرادی عظیم مرتبے کو بطور استعارہ بیان کیا جاتا ہے۔ اصطلاح اور عرف میں کسی شخص کی ایسی امتیازی خوبیوں کو جو دوسروں سے فزوں تر ہوں اور دوسروں پر وہ اثر انداز ہوں کو وجاہت کہا جاتا ہے جیسے کسی کی بابت کہا جائے اس کی علمی وجاہت اخلاقی وجاہت روحانی وجاہت شخصی وجاہت وغیرہ گویا انسان کا باوقار ہونا صاحبِ عزت ہونا صاحبِ شرف وکمال اور بارعب ہونا صاحب آبرو ہونا وغیرہ وجاہت کے مفہوم لاتے ہیں جو کہ ایک انفرادی عظمت ہے۔ بہر حال والدین کریمین طیّبین طاہرین مطہرین منزّھینِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی انفرادیت ایسی مسلم ہے ازل سے ابد تک اس جیسی انفرادی عظمت کسی کو نہ میسر آئی ہے نہ آسکتی ہے یہ نفوسِ قدسیہ امام الانبیاء کے ماں باپ ہونے کا

شرف پا چکے ہیں رہتی دنیا تک اس کی مثال محال ہے ناممکن ہے اللہ تعالیٰ کی عادت جاریہ ہے کہ جب کسی بندے کو اپنے قرب وحضور میں نوازنا چاہتا ہے تو ان پر اپنے حسنِ عظمت کا صفاتی نوران پر نازل فرماتا ہے جس کی برکت سے وہ انسان اس کائنات میں ایک باوقار تشخص پاتا ہے۔ کائنات کے باسیوں کے دلوں میں اس کی وجاہت آبرو مندی در آتی ہے اور تعظیم وتکریم لوگوں میں عام ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم نے اس عظمت ومقام پر مفصل بیان فرمایا ہے جناب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ ستودہ صفات ہے جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

یاد فرماؤ اے محبوب جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم کلمہ نشانی کی خوشخبری دینا چاہتا ہے جن کا نام نامی اِسم گرامی جناب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا وہ دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں آبرومند ہوگا صاحبِ وقار وعزت ہوگا صاحبِ وجاہت ہوگا؟ اور اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین سے ہوگا وہ آغوشِ مادر میں کلام کریگا اور پختہ عمر مبارک میں بھی فصیح کلام فرمائے گا۔ ومزکّٰی اور حسین ہوگا (آل عمران پارہ 3)

ایک اور مقام پر فرمایا 22 پارہ سورۃ احزاب کی آخری آیاتِ بینات فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ○

اے ایمان والوان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ

الصلوۃ والسلام کو اذیت دی پس اللہ تعالیٰ نے ان کی افواہوں کو جھوٹا کر دکھایا جو وہ جناب موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی بابت اُڑایا کرتے تھے حالانکہ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ جنابِ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں صاحبِ وجاہت تھے صاحبِ مرتبہ تھے...... ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

تمام عزتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول ﷺ اور اہلِ ایمان کیلئے ہی موزوں ہیں مگر حال یہ ہے کہ اس مرتبۂ عظمت سے منافق لوگ بے خبر ہیں۔

فائدہ کیلئے ایک حدیث کا ایک جملہ عرض کر دیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

اللہ تعالیٰ نے میری رعب کے ساتھ مدد فرمائی یعنی مجھے صاحب وجاہت بنایا

قارئینِ گرامی قرآن نے نصوصِ قطعی میں بیان فرمادیا اور حدیث شریف میں بھی وضاحت آ گئی وجاہت والی عظمت اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اپنے قرب وحضور کی بنا پر عطا فرمائی جس کا بارگاہ قدس میں جتنا قرب وحضور ہو گا وہ کائنات میں اتنا ہی صاحبِ قرب وجاہت ووقار ہو گا اور انعام یافتہ ہو گا۔

اس خاکدانِ عالم میں رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی سب سے زیادہ ذاتِ حق کے قریب ہے اس لیے اس کائنات میں سب سے زیادہ وَجِیْهًا ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ اقدس کا سب سے بڑا احسان قرار دیا ہے جس کو بجا طور پر جتلا بھی دیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ○

تحقیق ہم نے ایمان والوں پر احسان عظیم فرمایا کہ ان میں اپنا شان والا رسول بھیج دیا گویا بارگاہِ اقدس میں آپ ﷺ ہی دَنٰی فَتَدَلّٰی کی قربتوں سے چل کر اَوْ اَدْنٰی کی حضوری میں پہنچے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی لذتوں سے سرشار ہوئے کائنات میں سب سے اعلیٰ مقام وجاہت پایا قیامت میں مقامِ وجاہت مقامِ محمود ہی متصور ہوگا اس عالی مرتبت ذات کو اللہ تعالی نے محسن کائنات سیدنا ابو محمد حضرت عبد اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی آغوش میں ڈال کر انہیں بھی کائنات میں صاحبِ وجاہت ووقار بنایا یہ کیسا عظیم انتخاب ہے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی ذواتِ قدسیہ کے بعد سب سے زیادہ صاحب عزت وعظمت صاحبِ وقار ووجاہت بعد آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین ہی ہیں لہٰذا فقیر نے اپنی کتاب مستطاب میں ان کی وجاہت ہی کو بیان کیا ہے اسی لیے اس کتاب کا نام وجاہت والدین کریمین مصطفیٰ ﷺ رکھا جس کا سارا مواد قرآن ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

## آغازِ کتاب

قارئین محترم! سب سے پہلے ہم قرآنِ کریم کی روشنی میں ان نسبتوں کا ذکر کریں گے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے منسوب ہیں تاکہ آپ کو اندازہ ہوجائے ان نسبتوں کی عظمت کیا ہے اور جن کی طرف یہ منسوب ہیں ان کی عظمت کیا ہے ان نسبتوں میں ایک خاص تدریج ہے ان کے

درجات عالیہ کی ایک خاص درجہ بندی ہے اسی لیے قرآن کریم نے بھی حفظِ مراتب کی بنیاد پر ان کا تقدس بیان فرمایا ہے جوں جوں ان نسبتوں کا قرب تدریجاً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے قریب تر ہوتا جائیگا توں توں ان کی شرافتیں عظمتیں فزوں تر ہوتی جائیں گی چونکہ اس کائنات فطرت میں عادی نظمِ کائنات کے مطابق آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے سب سے زیادہ قریب سے قریب تر قربت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیّبین طاہرین معطرین منورین مطہرین سلم اللہ علیہما کی ذواتِ قدسیہ کو ہے بنابریں قرآنِ حکیم کے طے شدہ اندازِ ترتیب کے مطابق اس بزمِ ہستی میں پوری کائناتِ عالم میں یہ نفوسِ قدسیہ اس اعتبار سے سب سے زیادہ عظیم ہیں جس طرح دیگر نسبتوں کے تقدس کا اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے ان کو بیان کرنا بھی فرض ہے۔ ان کا احترام کرنا بھی فرض ہے۔ ان کا حیا کرنا بھی فرض ہے ان سے عقیدت رکھنا بھی فرض ان کی تعظیم کرنا بھی فرض ہے ان کی گستاخی سے بچنا بھی فرض تر ہے، عین اسی طرح ان نفوس قدسیہ کی عظمت پر بھی اعتقاد رکھنا فرض ہے، ان کے تقدس کو بیان کرنا بھی فرض ہے ان کی تعظیم کرنا بھی فرض ہے ان کے مرتبے کو ملحوظ رکھنا بھی فرض ہے ان کا ذکر کرنا بھی فرض ہے انہیں ہدیۂ نیاز پیش کرنا بھی فرض ہے وغیرہ عین ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کی نسبت عظیمہ کو ملحوظ رکھنا اس پر کامل یقین رکھنا ان کا بیان کرنا ان کا نیاز مند رہنا ان کی تعظیم کرنا ان کے اوصافِ عظمت پر ایمان رکھنا ان کا ذکر کرنا فرض تر ہے، وغیرہ اس فرضیت کا علمی بیان شرعی حیثیت کے اعتبار سے ایک الگ عنوان قائم کروں گا جس سے ان کی محبت کی فرضیت پر قرآنی نصوص قطعیہ پیش کروں گا اور ان کا خدا تعالی کے ہاں معزز تر محترم ہونا بیان کروں گا مجوزہ مقام پر مطلوبہ علمی بحث دیکھ لیں انشاء اللہ العزیز تسلّی ہو

جائے گی کیونکہ اس عنوان عظمت پر بہت ساری نصوص قطعیہ شاہدِ عادل ہیں جنہیں مطلوبہ مقام پر بیان کیا جائے گا اب آپ کے لئے ہم ان نسبتوں کی عظمتوں کا بیان شروع کرتے ہیں جو نسبتیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بابت معظم و محترم ٹھہریں سب سے پہلے کاشانہ نبوت کی عظمت آیات قرآن کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

## کاشانۂ نبوت اور قرآن

محترم قارئین! کائنات میں لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی کے حوالے سے اپنے رہن سہن کیلئے ضرورت کی بنیاد پر مکانات تعمیر کرتے ہیں یہ محض ایک انسانی ضرورت ہے یہ میٹریل کے اعتبار سے جتنا مہنگا ہو بناوٹ کے اعتبار سے جتنا حسین ہو نقشہ کے اعتبار کتنا موزون ہو بہر حال یہ ضرورت ہی ہے زیب و زینت ایک اضافی امر ہے۔ کائنات میں جتنے حسین و جمیل بلند و بالا محلات بنگلے بنے کوٹھیاں مکانات بنے مگر قرآنی پذیرائی کا موضوع نہ بن سکے مگر کاشانۂ نبوت کی اگرچہ کوئی خاص تراش نہ تھی سادہ تر تھا کچی مٹی سے بنایا گیا حجرات طیبات کی چھتوں پر کھجور کے تنوں کے شہتیر تھے گویا اس سے آگے کسی سادگی کا تصور ہی ممکن نہیں مگر پھر بھی قرآن کریم کی آیات کا موضوع بنے قرآن ان کی عظمت کا تقدس بیان فرماتا ہے بزمِ عالم میں یہ حجرات طیبات ایمانی روحانی اعتقادی محبتوں کا قبلہ بنے ان کے در و دیوار پر انوار و تجلیات کی بارش ہوتی رہی اس کے آنگن میں قرآنی آیات نازل ہوتی رہیں اس کا شرافتوں سے معمور ماحول جلوہ گاہ قدسیاں رہا قبلہ گاہ نوریاں رہا اور قیامت تک عقیدت گاہ صاحبدلاں رہے گا سب نوری اور خاکی اپنے دلوں میں محبتِ رسول اللہ ﷺ کا دیپ روشن کرکے اس کا طواف کرتے رہیں گے اس کے

گرد اگرد گھوم کر اپنے پیار کو جِلا دیتے رہیں گے حُسنِ تمنا میں ذوق ادب کی سوغاتیں حاصل کرتے رہیں گے یہ گھر نورورحمت کے جلووں کی اقامت گاہ رہے گا کاشانہء نبوت پر حاضری دینے والے دونوں جہانوں کی نعمتیں سمیٹتے رہیں گے اس کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہوتا ہے قرآن یوں گویا ہوتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنٰهُ ۝

اے ایمان والو کاشانہء نبوت کا مقام یہ ہے کہ اس میں تم بلا تکلف بن بلائے داخل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر محبوب تمہیں اجازت دیں تو نہایت ادب سے داخل ہو سکتے ہو۔ وہ بھی اس شرط پر کہ ذاتی دلچسپیاں اور کھانا پکنے کی راہ تکنے کی صورت میں ہرگز نہیں بلکہ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا محبوب تمہیں خود دعوت دیں تو انتہائی نیاز ادب سے داخل ہو سکتے ہو۔

فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

جونہی کھانا کھا چکو تو لوگو باہر نکل کر منتشر ہو جایا کرو۔

وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اس حرم رحمت میں اپنی مرضی سے دیر تک بیٹھنا بالکل ممنوع ہے یہ محل سرائے عظمت گپ شپ کیلئے نہیں بنایا گیا بلکہ یہ مہبطِ وحی وسکینہ ہے۔

اس کا تقدس یہ ہے کہ یہ حرمِ نبوی ہے اس میں باہمی دل بہلانا یہاں منع ہے یہ اس لیے کہ یہاں دل بہلانے والی باتوں میں آدھی رات تک مصروف رہو گے تو اس سے محبوب کے گھریلو معاملات متاثر ہوں گے جو کہ میرے محبوب ﷺ کی اذیت کا باعث ہے جو چیز میرے محبوب ﷺ کی اذیت کا باعث ہو وہ مجھے برداشت نہیں مگر صورت حال یہ ہے فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ میرا محبوب شرم وحیا کا پیکر

ہے یہ تمہیں کبھی بھی نہیں کہے گا کہ تم یہاں سے اٹھ جاؤ میں مصروف ہوں مجھے کام ہے تاہم میں خدا ہو کر جانتا ہوں کہ میرے محبوب کو خانگی مصروفیات ہیں مگر وہ شرماتا ہے اپنی اخلاقی عظمت کی بنیاد پر تمہیں اُٹھانے کو کسرِ شان سمجھتا ہے اس لیے تمہیں اُٹھ جانے کو نہیں کہتا۔ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ اللہ تعالیٰ حق بتانے سے نہیں جھجکتا کسی سماجی رکھ رکھاؤ کی پرواہ نہیں کرتا لہٰذا یہ کاشانۂ نبوت ہے اس کی عظمتوں کو ملحوظ رکھا کرو یہی تمہارے دلوں کی پاکیزگی ہے، اس گھر کی جلوتیں ہوں خلوتیں ہوں ہر حال میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ مکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے رحمت نازل فرماتا ہے برکتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی اسی عمل میں مصروفِ محبت ہیں۔

اے ایمان والو تم بھی آؤ اِس مقدس عمل میں مصروفِ محبت ہو جاؤ! درودوں کی ڈالیاں پیش کرو سلام کے حسین تر نذرانے پیش کرتے رہا کرو اذیتِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچتے رہا کرو وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ تمہارے لئے کسی صورت میں یہ مناسب نہیں، کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو کوئی اذیت دو ہاں! جو لوگ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں لعنتی ہیں اور اُن کے لئے ذلیل کر دینے والا عذاب تیار ہے،: (سورۃ احزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۵۳ تا ۵۲)

مکۃ المکرمۃ کی عظمت کی خدا تعالیٰ نے اس لئے قسم بیان فرمائی ہے: وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ اے تاجدارِ کائنات اس شہر میں بے شمار تقدس مآب معاملات ہیں صفا و مروہ ہے عرفات کی وادیاں ہیں مزدلفہ ہے مِنٰی ہے مقامِ ابراہیم ہے آبِ زم زم ہے حتّٰی کہ کعبۃ اللہ ہے مگر باوجود اس کے ہم اس شہر کی عظمت کی فقط اس لئے قسم بیان فرماتے ہیں کہ اس کے گلی کوچوں نے تیرے تلوؤں کو چوما ہے

آپ کی پیدائش یہاں ہوئی ہے آپ کے جداعلیٰ یہاں کے باسی ہیں اس شہر کی سب عظمتیں آپ کی برکت ورحمت سے ہیں۔

محترم قارئین: درج بالا قرآنی آیاتِ بینات سے چند امور ثابت ہوئے

-

۱) جس گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں ان میں انوار وتجلیات الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے یہ سب اُسی نسبت کی بنیاد پر ہے۔

۲) اِس میں وحی وسکینہ نازل ہوتا ہے اور وہ مطاف قدسیاں ہوتا ہے۔

۳) اس کی حرمت کی قرآن شہادت دیتا ہے وہ دارِ ایمان کہلاتا ہے: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلُ

۴) اس کی شرافت و بزرگی کی بنا پر اس میں ہر طرح کی بے تکلفی ممنوع ہے بلا اجازت نبی اس میں داخلہ ممنوع ہے۔

۵) وہ گھر حکمت ورحمت کا مخزن ہوتا ہے اس کا احترام ہر صحابی پر فرض ہے، اس کے پچھواڑے سے آنا بے ادبی شمار ہوتا ہے، یہ محض اس لئے کہ اس گھر کی نسبت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

ہے کاشانۂ نبوت کی حُرمت وعزت جس گھر کی چاردیواری میں کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام رہیں اِس گھر کا یہ مقام ہے اور اس کی یہ وجاہت ہے اور جس پشت میں آقا تشریف رکھیں اور جس شکم میں جلوہ افروز ہوں اُن نفوسِ قدسیہ کا کیا مقام ہوگا کیا شانِ وجاہت ہوگی اللہ اکبر۔

یہ بات واضح رہے کہ یہ ایک طبعی ضرورت ہے اس کے بغیر زندگی میسر بھی ہے موجود بھی ہے مگر چونکہ کچی دیواروں کی نسبت ضرورت کی بنیاد پر نبی سے ہو جائے تو وہ گھر قدسیوں کا مرکز بن جاتا ہے اتنا بڑا اس نسبت کا مقام ہے کہ قرآن

کریم نے خود اس کے آدابِ عظمت کو بیان فرمایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقام کے لحاظ سے اس ادنی سی ضرورت ونسبت کا یہ مقام ومرتبہ ہے اور جو نسبت سب سے اعلیٰ وارفع ہے جن کا وجودِ مسعود مبدءِ نبوت ہے جن کے بغیر پیکر نبوت کا عنصری وجود قائم ہی نہیں ہوسکتا جن کا خون پیکر نبوت کی بنیادیں ٹھہریں جن کے دودھ نے وجود نبوی کو قوت وغذا بخشی جو لوگ وجود نبوی کے لیے مطلع فطرت ٹھہرے منبعِ حیات ٹھہرے مصدرِ محبت ٹھہرے مبدءِ ولادت ٹھہرے۔

یعنی والدین کریمین طیبین طاہرین محسن کائنات جناب حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام جن کی نسبت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے بطور والد ٹھہری محسنۂ کائنات منبعِ عصمت وحیا مصدرِ مہر ووفا مرکزِ جود وسخا سیدتنا جناب حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا جن کی نسبت آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے بطور والدۂ مکرمہ ٹھہری بتایئے ان کے عظیم مرتبے کا کیا عالم ہوگا۔ اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا۔

## نسبتِ زوجیّت اور قرآن

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وَ والِدَیہٖ آلہ وسلم، کی ذات گرامی ایسی ہے آپ سے جن عورتوں کی نسبت زوجیت کے اعتبار سے قائم ہوتی ہے ان کی عزت ووجاہت کو قرآن نے بڑے عظیم پیمانۂ عظمت میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ نبی تمام مومنوں کے ان کی ذات سے بھی زیادہ مالک ہیں یعنی خود مومن لوگ اتنا اپنی ذاتوں کے خود مالک نہیں ہوتے جتنا نبی ان کا مالک ہوتا ہے گویا نبی ہی تمام ایمان والوں کی جانوں کے سب سے زیادہ مالک ہیں اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویاں تمام مؤمنین کی مائیں ہوتی ہیں، اس آیت میں بلا

تفریقِ مراتب یہ اعلان ہے کوئی شخص اپنی عظمت میں کتنا ہی بلند ہو خواہ صحابی ہو، تابعی تبع تابعی ہو غوث ہو، قطب ہو ابدال ہو، بہر حال ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہنَّ اجمعین وصلوۃ اللہ علیہن اجمعین کی ذواتِ قدسیہ ان کی مائیں ہیں یہ ازواجِ مطہرات کی عزت وجاہت ہے، جس کی قرآن نے شہادت دی۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○

اے ازواجِ مطہرات نبی کریم تم میں سے جس نے بھی غلامی اختیار کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور نیک اعمال کئے ہم اسے اپنی بے شمار عنایات کا دوگنا حصہ عطا فرمائیں گے اور ہم نے ان کے لئے باعزت روزی تیار کر رکھی ہے، پھر فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ○

اے نبی رحمت صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی عورتو تم اپنی شانِ عظمت وعصمت میں اپنے شریفانہ وقار وجاہت میں اپنی عظمت کے تقدس میں بے مثال ہو تم کائنات کی تمام عورتوں کی طرح ہرگز نہیں ہو، اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ہمہ وقت تمہارے قلب وروح پر تقوے کا نور غالب رہے بات کرتے وقت اپنے شخصی وقار وعزت اپنی انفرادی وجاہت کو قائم رکھنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ، فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ کہ کوئی دل کا روگی کچھ غلط خیال نہ کرنے لگے، لہٰذا تم اس نسبتِ عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا پاکیزہ اور تقوی ونیکی والی بات کرو، اس خانگی شرافت کی آبرو اسی میں ہے کہ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے آنگن میں ہی رحمت کے پردوں میں لپٹی رہو، چونکہ تم عفت وعزت میں بے مثال ہو لہٰذا وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ دور جاہلیت والی

عورت کے بننے سنورنے والے رویوں کی طرف تمہارا دھیان تک نہ جائے کیونکہ تم تمام اہل ایمان کی مائیں ہو متانت ہی تمہارا وقار ہے، وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ: اے ازواجِ مطہرات تم کاشانہ نبوت میں رہتی ہو آنگنِ رسالت میں رہائش پذیر ہو لہٰذا اس کے ماحول کا سنجیدگی کے ساتھ لحاظ رکھو نماز زکوۃ اطاعت اس گھر کی شرافت و بزرگی کے اولین تقاضے ہیں اس گھر میں انہیں معمولات کی گنجائش ہے اس گھر کے تقدس کی ہر بنیادی ضرورتیں ہیں لہٰذا خود کو انہیں عظمتوں سے مزیّن کرلو یہی تمہارا زیور ہیں کیونکہ ارادۂ خداوندی نے طے کرلیا ہے مشیت الٰہی نے فیصلہ فرمالیا ہے اہلِ بیتِ نبوت سے ہر رِجس ہر نجس کو آلودگی کو دور رکھا جائے، وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ہر پاکیزگی کا نور اسی گھر میں نازل کیا جائے اور یہاں نزافتوں شرافتوں عظمتوں کی انتہا کردی جائے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا خاص کر اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان کی فطری شرافتوں کو انوار و تجلیات الٰہیہ کی پاکیزگیوں کے نور میں ڈھانپ لیا جائے، پس اے اہل بیتِ نبوت اور ازواجِ نبوت تم کتاب وحکمت اور تمہارے گھر میں نازل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی آیاتِ قرآنی کے نور سے سرشار رہیں ہر ایک حُسنِ مطلق کے جلووں میں گم رہو وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃَ اسی عظمت کا اعلان ہے: یہ اس لئے ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا، بیشک اللہ تعالیٰ باریک بین اور صاحب خبر ہے ہر لُطف وکرم اس کی عادت ہے کیا ہی خوب صورت تقدس ہے ازواج مطہرات کی نسبتِ زوجیت کی کیا نرالی شان ہے۔ (القرآن) پارہ ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر ۳۱ تا ۳۴۔

جب ازواجِ مطہرات کی یہ شان ہے وجاہت ہے کہ تمام اہل ایمان کی

مائیں ہیں اِن کی شان میں قرآن نازل ہو رہا ہے اِن کے مرتبہ وجاہت کو قرآن بیان کر رہا ہے اور جو نفوسِ قدسیہ ان کے بھی خانگی ماں باپ ہیں ان کا کیا مقام ومرتبہ ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کا جب یہ مقام ہے تو والدین کریمین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا مقام اور مرتبہ وجاہت ہو گا اللہ اکبر۔

## خاندانِ نبوت اور غیرتِ خداوندی

عِفّت مآب ازواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عِصمت مآب بناتِ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کی عورتوں کی بابت اللہ تعالیٰ جلّ وعلا" نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ ووالدیہ آلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کے اے میرے محبوب ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیبات چونکہ پاکیزگیوں کے نور میں رہتی ہیں کاشانۂ اقدس پر چونکہ نور کا پہرہ رہتا ہے مگر یہ نفوس عظمت ہیں طبعی ضروری بات کی بنا پر ان کو گھر سے باہر جانا پڑتا ہے اور کچھ بد طینت بد فطرت منافق کمینے لوگ بد نگاہی کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا آپ اِن نفوس رحمت سے فرمایئے کہ جب گھر سے باہر جانے کا ارادہ فرمائیں تو اپنی اوڑھنیوں چادروں سے خود کو ڈھانپ لیں تاکہ کسی کمینہ صفت آدمی کی نگاہ بد اِن پر نہ پڑ جائے، فرمایا:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَـٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ (القرآن)

اے نبی اسی لئے ہم نے آیت کو بیان فرمایا ہے اور پھر بھی اگر یہ منافق لوگ اپنے کمینہ پن سے باز نہ آئیں اور دِل کے روگی اپنی پلیدی سے باز نہ آئیں مدینہ میں جھوٹی افواہوں کے پھیلانے سے تو اس کمینہ حرکت کی بنا پر یہ مدینہ

میں رہنے کے قابل ہی نہیں ہم آپ کی خوب حمایت کریں گے تم انہیں دھکے مار کر باہر نکال دو گے اس بات پر ہم خود تمہیں برانگیختہ کریں گے کہ یہ ملعون جہاں بھی ملیں فوراً گرفتار کئے جائیں اور فوراً بری طرح قتل کئے جائیں یہی دستورِ الٰہی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○

یہ آیت ایک خدائی محبت کا قانون بیان کر رہی ہے جس کا ترجمہ اس سے پہلے کر دیا گیا ہے بعدازیں یہ آیت لکھی، (احزاب ۵۹ تا ۶۲)

قارئین محترم: مذکورہ آیاتِ بینات کی روشنی میں درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱......ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن قیامت تک تمام کائنات میں ہر ایک اہل ایمان کی مائیں ہیں اس مقدس رشتے کا احترام فرض ہے، اور حضور پوری امت کے روحانی باپ ہوئے، محسنۂ کائنات حضرت سیدہ ام النبی جناب آمنہ سلام اللہ علیہا کی ذات والاصفات تو ان ماؤں کی بھی ماں ہے بتایئے ان کے احترام کا کیا حکم ہے کیا ہی خوب مرتبہ ہے امہات المؤمنین کی ماں مقدسہ کا

محسن کائنات ابو محمد حضرت سیدنا عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام تو حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے بھی باپ ہیں اُن کے مرتبۂ عفت وعصمت کا کیا مقام ہوگا۔

۲......ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی بابت قرآن کریم نے

شہادت دی کہ وہ کائنات کی تمام عورتوں سے باعتبارِ عفت وعصمت باعتبارِ عزت ووجاہت باعتبارِ شرافت ووقار کے کہیں زیادہ صاحب مرتبہ ہیں بلکہ بے مثل و بے مثال ہیں اور جس ماں نے تاجدارِ انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کو جنم دیا ہے سلم اللہ علیہا ان کی شان تو ورآءُ الوریٰ ہے۔

درج بالا محاسن تو قائم ہی انہیں کی فطرت طیبہ سے ہوئے آپ ہی ان محاسنِ عظمت وعصمت کا معیار ہیں یہ محاسن تو محسنِ کائنات سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا خمیر تھے سبحان اللہ۔

۳......ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نفوسِ قدسیہ کو قدرت نے ہر طرح کی آلودگیوں سے پاک رکھا اس پر خود قرآن گواہ ہے بولئے جناب جو ان نفوسِ قدسیہ کیلئے بھی قابلِ احترام وجود ہوں یعنی والدین کریمین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا انکے مرتبۂ طہارت کا کیا مقام ہوگا جب فروع میں اتنی طہارت ہوگی تو اصولِ نبوت میں اہتمام قدرت کا کیا انداز ہوگا، اللہ اکبر۔

۴......ازواجِ رسول اور بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے جب پردۂ عصمت کا یہ اہتمام ہے تو اُمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کا کیا اہتمام ہوگا بلکہ یہ ذات والاصفات ان کی ظاہری پردہ داری کے ساتھ ساتھ باطنی پردۂ نور میں اتنی مستور ہوگئیں کہ قلمکاروں کی قوتِ فکر وتحقیق کی پرواز بھی وہاں دم بخود ہے۔

۵......ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور بنات طیبات کی طرف کوئی بدطینت منافق اگر غلط تانک جھانک کرنے کا رادہ رکھتا ہو تو غیرت الٰہی کا جوش اسے واجب القتل ہونے کا فیصلہ کرتا ہے کائنات میں اس کے وجود کو بھی اللہ تعالیٰ

برداشت نہیں کرتا اور اگر کوئی بد بخت ام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کی بابت ایسا سوچے تو یقیناً قہرِ الٰہی اس کا بھیجا نکالدے اس کی آنکھیں راکھ کرڈالے اس کے وجود کو جلاڈالے اللہ اکبر کیا شان وجاہت ہے والدین کریمین طیبین طاہرین منزھین معطرین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی ۔ درج بالا محاسن تو قائم ہی انہیں کی فطرت طیبہ سے ہوئے آپ ہی ان محاسن عظمت وعصمت کا معیار ہیں یہ محاسن تو محسن کائنات سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کا خمیر تھے ۔ سبحان اللہ!

جب بدنگاہی کا یہ مواخذہ ہے تو اُن نفوس کو کفر کی پلید ترین گالی کا کیا اذیت ناک مواخذہ ہوگا العیاذ باللہ۔

# نسبتِ اَولادی اور قرآن

ذٰلِکَ الَّذِیۡ یُبَشِّرُ اللّٰہُ عِبَادَہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی وَ مَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ○ (سورہ شوری پارہ ۲۵/۲۳)

مفہوم) یہ وہی بلند بخت لوگ ہیں جن کے دامنِ زندگی میں ایمان کی دولتِ بیدار بھی ہے اور پاکیزہ کردار بھی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جنابِ خاص سے خوشخبری دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اے حبیب آپ سے فرماتا ہے کہ آپ خود اعلان فرمائیں حکم دیں کہ میں کسی سے بھی تبلیغ دین پر اُجرت کا سوال نہیں کرتا ہاں مگر ایک بات ضرور ذہن نشین کرلیں کہ میری قرابت والوں سے محبت کرنا یہ ہر نیکی کا اصل ہے) اور جو اس حُسنِ عظمت میں اضافہ چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم اس کے

لئے اس حسنِ عظمت میں اضافہ فرمادیں گے یعنی اس کی دنیا و آخرت حسین بنا دیں گے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا گیا:

یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ وَالِدَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ ھُوْ قَرَابَتُکَ؟

یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ وَالِدَیْہِ وَ سَلَّمَ کون ہیں آپ کی قرابت والے؟

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ وَالِدَیْہِ وَ سَلَّمَ نے اپنی اولادِ اطہار کو اپنے قرب و حضور میں بٹھا کر فرمایا یہ میری قرابت والے پنجتنِ پاک ہی ہیں چونکہ اُس وقت میسّر ہی یہی تھے اس لئے انہیں بیان فرمایا اور مولائے کائنات علیہ السلام چونکہ اولاد تو نہ تھے مگر چھوٹے بھائی ہونے کے حوالے سے اور داماد ہونے کے حوالے سے وہ آپ کی برخورداری میں شامل تھے۔ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد کی اولاد بھی اہلِ قرابت ٹھہرے جسے حسنین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام کہا جاتا ہے۔ تاہم آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی قرابت کی کوئی بھی صورت ہو واجب المودّۃ ہے یہ تو فروع ہیں اولاد ہیں ان کی عظمت کا یہ رتبہ ہے کہ ان کی محبت تمام اہلِ ایمان پر فرض و واجب ہے: اس کا انکار کرنے والا بے دین ہو جاتا ہے اور جو اصول ہیں یعنی آپ کے والدین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام اِن سے منہ موڑنے والے بدبخت کفر کی کس حد تک پہنچیں گے، العیاذ باللہ۔

نوٹ: یہاں یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم نے اپنے اہلِ قرابت صرف پنجتن پاک کو قرار دیا ہے، یعنی مولائے کائنات حضرت علی علیہ الصلاۃ والسلام سیدۃ النساء العالمین خاتونِ جنت بی بی فاطمۃ الزاہرا سلم اللہ

علیہا حضرات حسنین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام کو باقی کسی کو شامل مودت نہیں فرمایا، تو اس میں والدین کریمین کا تصورِ عظمت کیسے در آیا تفصیلی گفتگو تو اپنے مقام پر آئے گی یہاں صرف اتنا ہی جواب ذہن میں رکھیں کہ اولاد بھی فطرتاً قریب ہوتی ہے مگر ماں باپ قریب تر ہوتے ہیں کیونکہ اولاد کا وجود انسان کے وجود سے ترکیب پاتا ہے مگر خود انسان کا وجودِ فطری اس کے والدین سے ترکیب پاتا ہے لہٰذا انسان کا پہلا قرب ماں باپ ہے اولاد انسان کا دوسرا قرب ہے بنابریں طے یہ ہوا کہ اِبتداءً انسان کے قریب تر والدین ہیں فطری تسلسل میں جو انسان کے وجودِ عنصری کا باعث بنے اور ان کے وجود کے تصدُّق سے انسان کو وجود ملے وہ قرب ہر قرب سے قریب تر ہوتا ہے اور انسان کے وجود سے جس کو وجود ملے وہ دوسرا قریبی ہے، معلوم ہوا کہ والدین کا قرب انسان کے لئے قریب تر اور محتاج الیہ ہے اور انسان محتاج ہے اور قربِ ثانی کا محتاج جس کا محتاج الیہ خود انسان ہے ثابت ہوا کہ سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کا قریب اوّل والدین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام ہیں اور آپ کے لئے فطرتاً پیکرِ عنصری کے محتاج الیہ ہیں اور آقا علیہ الصلاۃ والسلام وجودِ عنصری میں بظاہر والدین کریمین کے محتاج ہیں آل پاک کا جو معاملہ ہے ان کے لئے آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام محتاج الیہ ہیں اور یہ نفوسِ قدسیہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے محتاج: لہٰذا مذکورہ آیت میں فرضیتِ مودۃ کا سب سے پہلا وجود آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین ہیں اور اس فرضیتِ مودۃ کا دوسرا وجود آل پاک آلِ اطہار علیہم الصلاۃ والسلام ہیں درمیان میں نسبت کی بنیاد پر جو عظیم استعارہ ہے وہ حقیقت ہے وہ وجودِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وسلم ہے جو طرفین کے لئے حکم مودۃِ قُربیٰ کا حسین سنگھم ہیں اس حکمِ مودتِ قربیٰ میں طرفین کا وجود لازم وملزوم ہے یعنی اگر کوئی والدین

کریمین سے مودت ومحبت کرے مگر آلِ پاک سے نہ کرے یا اسکے برعکس آل پاک سے محبت کرے اور والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ کرے تو اس نے مودت قربی کے حکم کی صحیح معنوں میں تعمیل ہی نہیں کی لہٰذا ثابت ہوا جس طرح آل پاک کی مودت ومحبت فرضِ عین ہے عین اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی محبت بھی فرض عین ہے نصِ قرآنی قطعی ہے جو اس کی شاہد ہے، رہا حدیث کے مندرجات کا حصر حقیقی حصر نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فروع کی محبت کو فرض قرار دے اور آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے اُصول یعنی ماں باپ کی محبت کو فرض قرار نہ دے بنا بریں طے ہوا کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین کی محبت بھی فرضِ عین ہے اور آل اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت بھی فرضِ عین ہے تاہم اس میں کوئی مست ملنگ یہ انگڑائی نہ لے کہ میں نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کو انکے والدین کا محتاج کہہ کر کوئی جرم کیا ہے میں نے بظاہر کے لفظ کا اسی لئے اضافہ کیا ہے ورنہ میرا یہ عقیدہ ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پوری کائنات کے لیے حقیقت میں محتاج الیہ ہیں اور پوری کائنات آپ کی محتاج ہے، میں نے تو صرف ایک فطری اور طبعی تسلسل بیان کیا ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کے ہی والدین شریفین طیبین طاہرین علیہما الصلاۃ والسلام کی محبت کی فرضیت کا استدلال کیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو محض اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کا احسان عظیم ہے اگر صحیح نہیں کوئی معقول علمی سقم ہے تو یہ میری ذاتی علمی کمزوری ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں، مؤدتِ قربی چونکہ مطلق ہے اس اطلاق کے خلاف کوئی ایسا قرینہ نہیں جس سے والدین کریمین کو الگ کردیا جائے لہٰذا اس حکم میں یہ نفوسِ قدسیہ شامل اوّل ہیں کیونکہ ابتدائی مظہرین وجودِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں جبکہ آلِ پاک کے لئے خود حضور اکرم صلی اللہ مظہر ہیں یہ بات طے ہے کہ وجودِ مسعودِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی ساری ترکیب فطری وعنصری میں جوہرِ اوّل والدینِ کریمین کا خون مطہرہ ہے جس سے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا مکمل پیکرِ رحمت مربوط ہے وجودِ مسعود ایسا پاکیزہ ایسا عظیم ومبارک ہے کہ اسی پر وحی اور سکینہ نور نازل ہوا اور ہوتا رہتا ہے اسی پر خلاّقِ کائنات نے اپنا قرآن نازل فرمایا اسی پر رب نئے اندازِ رحمت کے ساتھ محبت کے تسلسل کے ساتھ درود بھیج رہا ہے نور کے فرشتے بھی وہی ہدیۂ محبت میں محوِ خرام ہیں تمام مومنین کو بھی اسی عظمت کا حکم دیا گیا ہے اور یہ چل رہا ہے قیامت تک چلتا رہے گا بلکہ بعد از قیامت بھی یہ تسلسل جاری رہے گا جن نفوسِ مقدسہ کے اس جوہر عظمت کا یہ مقام ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے مرکب پیکرِ رحمت پر نبوت ورسالت جیسی شان نازل فرماتا ہے اور نبوت ورسالت بھی بے مثل ہے بے مثال ہے، پوری کائنات بھر کی بھلائی کا مکمل اعتماد ہے بتائیے جن کے جوہر عظمت کا یہ مقام ہے ان کی ذواتِ قدسیہ کا کیا مرتبہ ومقام ہوگا اللہ اکبر: مبدءِ ذاتِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو مودۃ قربیٰ کے حکم سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں کیا جاسکتا، اس پر الگ سے ایک علمی بحث ہوگی جو مکمل کوائف کے ساتھ بیان کی جائے گی۔

## عظمتِ نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن

محترم قارئین! تاریخی کتب نسب کا مواد مہیا کرتی ہیں مگر اِن کتابی روایات پر نقد وجرح ہوتی رہتی ہے، نسبی عظمتیں رد اور قبول کی زد میں رہتی ہیں جب تک اِعتماد کی کوئی سند نہ ملے تو بحث وتمحیص کا بازار گرم رہتا ہے مگر جب کوئی قوت والی دلیل مل جائے جسے چیلنج نہ کیا جاسکے تو پھر تنقیدی تبصرے دم توڑ دیتے ہیں

زبانیں گُنگ ہو جاتی ہیں قلم اوندھے گر جاتے ہیں عِلمی پرواز معطل ہو جاتی ہے پھر حقیقت کو تسلیم کرنا ایک مجبوری بن جاتا ہے، حقیقت کے خِلاف جو بھی بولتا ہے اُسے صرف بکواس ہی کہا جاتا ہے اور انکارِ حقیقت کو کفر ہی تصور کیا جاتا ہے اور پھر قرآنِ حکیم جیسی حقیقت کا انکار تو سب سے بڑا کفر ہے کیونکہ یہ انکار براہِ راست اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار ہے یہ بات مُسلّم ہے قرآن سب سے بڑی کائنات میں حقیقت ہے اس کے ایک حرف میں بھی شک کرنا بدترین کفر ہے، قرآن سب سے بڑی تصدیق ہے جسے جھٹلانا محال ہے علم الانساب والے تجربی شواہد اور شخصی تراش خراش پر یقین رکھتے ہیں پھر رویوں کی صحت وعدم صحت کو جانچتے ہیں کئی مرتبہ تساہل کا معروضی عارضہ بھی لاحق ہو جاتا ہے خاندانی عصبیت علاقائی عصبیت لِسانی عصبیت رنگ ونسل کی عصبیت کے ممکنہ عوارض وحالات بھی تاریخی نشیب وفراز میں مؤثر رہے ہیں جس سے علم الانساب اور تاریخی احوال کئی مرتبہ شکوک وشبہات کا شکار ہوئے پر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کی عظمتِ قدرت پر کہ اس نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانی پسِ منظر کو نسبِ مقدس کو تاریخی اونچ نیچ کے سپرد نہیں فرمایا بلکہ اپنی مشیت مقدسہ کے خصوصی اہتمام کے ساتھ اسے اپنے کلام میں قرآن میں باقاعدہ موضوع بنایا اور اپنی سچی سچی تصدیق میں قرآن میں پوری عظمت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس نسب پاک کی بہت ساری معظم شہادتیں گواہیاں فراہم فرمائی ہیں قطعی قوّتوں کے ساتھ اس مبارک نسب کی عظمتوں کا بے مثال زاویوں سے بیان فرمایا ہے اب ہم تفصیل کے ساتھ ان عظیم زاویوں کو بیان کریں گے جن کی مقدس روشنی میں خاندانِ نبوت کی نسبی عظمت قرآنی آیاتِ بینات کے حوالے سے آپ کو معلوم ہوں اور آپ یقین کی اس منزل کو پہنچیں جہاں شک کا امکان نہ رہے اور امت وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی آیت کریمہ کی تفسیر بن

جائے اور نسب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طہارت وعظمت کا یقین ہو سکے کیونکہ یہ سب قرآنِ مجید میں موجود و مذکور ہے آیئے ملاحظہ فرمائیں!

## پہلی قرآنی شہادت

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

یقیناً تمہارے پاس ایک عظیم الشّان رسول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جو تم میں سے ہیں اور جو تم میں سے سب سے انتہائی نفیس لوگ تھے اُن میں سے تشریف لائے تمہارا مشقت میں پڑنا اُن پر بہت ہی دُشوار گذرتا ہے اور وہ تم پر تمہاری بھلائی کے سب سے زیادہ خواہش مند ہیں ایمان والوں پر بہت ہی مہربان اور انتہائی رحم فرمانے والے ہیں: دوستو اس آیت میں بار بار غور فرمائیں قرآن نے شہادت دے دی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسبِ مبارک انتہائی نفیس ترین

لوگوں کا تھا اب یہ نفاست مطلق ہے اس میں طبع کی نفاست وضع قطع کی نفاست تہذیب وتمدن کی نفاست حُسنِ معاشرت کی نفاست اخلاق وکردار کی نفاست نظر وفکر کی نفاست اعتقادی اور نظریاتی نفاست خلقی اور خلقی نفاست گویا ہر حسنِ عظمت کی نفاستیں ان نفوسِ قدسیہ کا خمیر ہیں اور اس نفاست کا درجہ کیا ہے اسلوبِ کلام ہی خود متعین کر رہا ہے اَنْفَسِكُمْ ایک متواتر قرأت ہے اس میں صیغہ واحد مذکر اسمِ تفضیل کا ہے جس کا معنیٰ اور مفاد ہے کہ کائنات بھر کے نفیس ترین لوگوں میں سے سب سے زیادہ نفیس ترین یعنی جس سے اوپر نفاست متصور ہو ہی نہ سکے گویا سب سے اعلیٰ نفاست میں جو طبقۂ انسانیت تھا اُس طبقۂ انسانیت میں جو سب سے زیادہ

نفیس لوگ تھے آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام اِن میں سے تشریف لائے ہیں اسی لئے میں نے ترجمے میں انتہائی نفیس ترین لوگوں میں سے کا ذکر کیا ہے بولئے جناب ابھی کوئی شک کی گنجائش ہے؟ ہرگز نہیں یہ نصِ قطعی ہے اس میں شک بدترین کفر ہے: یہ ہے عظمتِ نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم شاید اِسی لئے اس آیت کا ترجمہ امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان صاحب فرما رہے ہیں:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا ۔ تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اب والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفاست کا کیا کہنا جو تمام نفاستوں کا خلاصہ ہیں کیونکہ وہ مظہر ومبد ہیں پیکرِ خُلقِ عظیم کا ان کی نفاست تمام لطافتوں اور نفاستوں کی اعلیٰ معراج ہے۔

قارئین محترم: مزید طمانیتِ قلب کے لئے ایک حدیث شریف بھی لکھ رہا ہوں کیونکہ بعض لوگ حدیث دانی کا بڑا واویلا کرتے ہیں مگر حدیث کے نور سے محروم ہیں حدیث کا تسلسل اور اسلوب بیان حیران کن ہے عظمتِ نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت۔

حضرت واثِلہ بن اسقع بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ آدَمَ اِبْرَاھِیْمَ ○

بیشک اللہ تعالیٰ نے حُسنِ نفاست ولطافت کے لئے عظیم مرتبۂ نفاست پر اولادِ آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے منتخب فرمالیا جد الانبیاء حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کو نفاست ولطافت میں حد کردی اس حد تک خدا تعالیٰ اپنے کرم واحسان میں آگے چلے گئے اپنی شایانِ شان فرمایا کہ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا جناب حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلیل بنالیا انتہائی گہرا دوست بنالیا

جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی نفاستوں اور لطافتوں کو جب جمع کیا تو اس کے لئے خلاصہ کے طور پر پیکرِ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام ہی کو منتخب فرمایا۔

وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ اور پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اصطفائیت نفاست کی عظمتوں کو جب جمع فرمایا تو ان کے لئے ان کے لختِ جگر حضرت اسمعیل علیہ الصلاۃ والسلام کو منتخب فرمالیا جن کو ذبیح اللہ کی شان بخشی ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ نَزَّارَ پھر اولاد اسمعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے شانِ نفاست مصطفائیت حضرت نزار علیہ الصلاۃ والسلام کو بخشی پھر ان کی اولاد سے جناب حضرت مُضر علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ شانِ انتخاب عطا ہوئی پھر ان کی اولاد سے قریش کو اس انتخاب کی عظمت مِلی وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ پھر کمالِ نفاست کے لئے قریش کی اولاد سے بنی ہاشم کے حصے میں یہ دولتِ بیدار آئی ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ پھر عظمت ونفاست کا مرتبہ بنی ہاشم سے بنو عبدالمطلب کو مِلا یعنی محسن عالمین حضور سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ شانِ لطافت ونفاست عطا ہوئی ثُمَّ اصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ پھر اس عظیم الشان مرتبہ کے لئے مجھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا سبحان اللہ کیا شان وعظمت ہے نسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

قارئین محترم! ولد، والد، ولادت، ولد کے الفاظ نسب کے فطری مؤثرات ہیں اسی لئے ان کو حدیث مذکورہ میں بار بار بیان کیا گیا تاکہ نسب کی عظمت ایک الگ عنوان سے معنون ہو پھر یہی نہیں بلکہ مقام مصطفائیت کے معانی اور معارف اور بھی بہت زیادہ ہیں جو اس خاندانِ عُظمیٰ کو بحمداللہ تعالیٰ میسر ہیں جن کی قرآن نے کئی ایک مرتبہ شہادت دی ہے اس کی ایک مثال حاضر خدمت ہے اِنَّ

اللّٰہ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے مقامِ مصطفائیت میں معراج بخشی قرب وحضور صمدیت میں جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو جناب حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی آل پاک کواور آلِ عمران کوتمام جہانوں پر واہ سبحان اللہ کیا شان وعظمت ہے خاندانِ نبوت کی پہلی تین اکائیاں براہِ راست نبی رُحمت صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا خاندانی حُسن ہے یعنی جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنابِ نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور جناب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اوران کی آلِ پاک بطورِ خاص ان کو عالمین پر فضیلت وعظمت بخشی بعدازاں آل عمران علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر فرمایا گیا جس کا اب سارا خاندان ہی مصطفاؤں کا ہو بھلا اس کی شان وعظمت کا بھی کوئی اندازہ کرسکتا ہے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ان مصطفاؤں کو یوں عظمت بخشی فرمایا:

وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰیO

اے محبوب اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کبریائی کے ساتھ اپنے ان مصطفاؤں کو خدا ہو کر سلام فرماتا ہے (آل عمران/شعراء)

اللہ اکبر کیا عظمت وشان ہے نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کی اور حد یہ ہے کہ والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسنہ عالمین ام محمد جناب سیدہ آمنہ سلم اللہ علیہا اور محسنِ عالمینِ ابو محمد جناب حضرت عبداللہ صلوٰۃ اللہ وسلام اللہ علیہ تو ان تمام مصطفاؤں کا خلاصہ اور انتہاء ہیں اور مبدءِ پیکرِ حسن مصطفائی میں ان کی شان وعظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اب آگے چلتے ہیں۔

## نسب نبوی کی عظمت کی دوسری قرآنی شہادت

قارئین محترم! عظمتِ نسبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی دوسری شہادت قرآنِ کریم یوں بیان فرماتا ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ○

اے حبیب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم یاد فرماؤ اس زمانے کو جب حضرت جدالانبیاء جناب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور جناب حضرت اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام بیت اللہ شریف کی تعمیر فرما رہے تھے، اور ساتھ ہی بارگاہِ رب العزت میں یہ دعا کر رہے تھے:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

اے ہمارے پروردگار ہماری طرف سے اس محنت ومحبت کو قبول فرما جو تعمیر کعبہ کی بابت ہم نے تیرے حضور تیرے مقدس گھر میں پیش کی بیشک دعاؤں کو قبول فرمانا ہی تیری شانِ قدرت ہے اور مسلسل بندوں کی دعاؤں کو سننا ہی تیری شانِ سماعت ہے اور بندوں کے احوال کی حقیقت کو ہر حال میں جاننا تیرے علم کی عظمت ہے کیونکہ تو ہمیشہ سے ہمیشہ تک سمیع ہے ازل تا ابد تو علیم ہے ہمیشہ سے ہمیشہ تک تیرا علم مسلسل محیط ہے۔

اس دستک کے بعد دونوں نفوسِ قدسیہ نے عرضِ مدعا کر دیا، عرض کی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ اے ہمارے شان والے رب ہماری پہلی گذارش ہے تو ہمیں اپنے حضور سراپا نیاز بنادے اپنا فرمانبردار بندہ بنالے تاحیات ہم تیرے حضور ادب ونیاز میں گردنیں جھکائے رکھیں تیری بندگی ہی ہماری معراج ہے! ہمیں اپنے دامنِ رحمت وکرم میں سلامتیوں کی پناہ عطا فرما، پھر عرض کی:

وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ اور ہماری اولاد میں سے ایک شان والا طبقہ انسانیت ایسا بنا کہ وہ ہماری نیازمندی کی قدروں کا حقیقی امین ہو اور تیرے

حضور ادب و نیاز کی معراج کو پہنچے ان کی گردنیں تا حیات تیرے حضور حسنِ بندگی میں جھکی رہیں ان کے اخلاق تیری توحید کے نور سے سلامت رہیں بندگی کا ذوق ان کی زندگی کی زینت رہے اور تا دمِ آخر تیرے فرمانبردار رہیں سجدہ ریزیاں ان کے ماتھے کا جھومر رہیں تیری فرمانبرداریاں ان کی فطرت و سیرت اور خمیر بن جائے وہ تیرے رضا کے نور سے مسلسل منور رہیں تیری معرفت کی جستجو ان کا مقصدِ حیات قرار پائے تیرا قرب و حضور ان کے لئے جائے پناہ بن جائے تیری رحمت و برکت کا نزول ان پر مسلسل جاری و ساری رہے اور اسی تسلسل کی عظمت کو سالہا سال گذر جائیں اِن کی طہارت اپنے کمال کو پہنچے تو پھر: رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا پھر ان میں باعثِ تخلیقِ کائنات شان والا رسول مبعوث فرما اور وہ اس شان کا مالک ہو کہ:

يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ○

اور تیری پاک کلام کی آیتیں ان پر تلاوت کرے، اور حکمتوں سے لبریز تیری کتاب کی ان کو تعلیم دے اور اعلیٰ اخلاق سے ان کے تن من کی دنیا کو پاکیزہ کردے، اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

دوستو! یہ کیسی صریح اور واضح ترین شہادت ہے، عظمتِ نسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت عقیدۂ توحید کی پختگی سے اِن کا یقین منور رہا عبادتِ خداوندی کی برکت سے ان کی سیرت نکھری رہی۔

## تیسری شہادتِ قرآنی

عظمتِ نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری قرآنی شہادت یہ ہے اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ○

اور حضرتِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اور یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی، وہ کیا شاندار وصیت تھی، فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے تمہیں دین میں بھی مقام مصطفائیت عطا فرمایا ہے تمہیں دین کے لئے پسند فرمایا ہے، اور دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا اب تمہارے ذمہ داری یہ ہے کہ، فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

پس تم تا حیات دین پر قائم رہو بلکہ تمہاری موت بھی اس حالت میں آئے کہ تمہاری آخری سانس بھی اس بات کی شہادت دے کہ تم مسلمان ہو اللہ کی واحدانیت پر تمہارا دین وعقیدہ ہو اور اعلیٰ اخلاق تمہاری سیرت ہوں۔

قارئین محترم! اس آیت کریمہ میں بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب مبارک کی عظمتوں اور شرافتوں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے، اور اس میں اِن کی عظیم عظمت ہے، کہ انہیں دین میں بھی مقام مصطفائیت مِلا ہے، اور تا حیات اس نسب پاک کا دینی مقام متعین کیا ہے، اور قرآن نے اس نسب پاک کے تا حیات مسلمان ہونے کی شہادت دی ہے، دراصل وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کی دعا کی یہ عملی قبولیت ہے اور ایک عظیم شہادت ہے، اور مقام مصطفائیت کو قرآن نے ایک اور جگہ پر بھی بیان فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے نسب مصطفیٰ کی پہلی اکائی کو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مقام مصطفائیت عطا فرمایا اور ایسے ہی دوسری اکائی حضرت نوح علیہ السلام کو بھی مقام مصطفائیت عطا فرمایا، اور ایسے ہی آقا علیہ الصلاۃ والسلام

کے نسب مبارک کی تیسری اکائی آلِ ابراہیم علیہ السلام کو مقام مصطفائیت عطا فرمایا اور آلِ عمران کو یعنی علمین مصطفائیت عطا فرمایا، قرآن کریم کی اس آیت کریمہ نے انبیاء علیہ السلام کے خاندانِ تقدس کو مرتبہ اِصطفائیت کے عظیم مرتبے پر بیان فرمایا ہے نسبِ نبوت کی اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت ہوسکتی ہے، یہ اہتمام قدرت اس لئے ہوا کہ آنے والی ذات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے، ان کی خاطر اتنا بڑا اہتمام فرمایا گیا، اِس ضمن میں والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام مصطفاؤں کا خلاصہ ہے، ان کی شانِ مصطفائی کا کیا عالم ہوگا۔

## نسبِ مصطفیٰ کی عظمت کی چوتھی قرآنی شہادت

جب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وسلم کے پہلے جدِّ کریم حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ مکرمہ سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیری کے لئے ٹھہرایا، تو الوداع کے وقت یہ دعا کی:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝

اور یاد کرو، محبوب اس زمانے کو جب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ سے دعا کی اے ہمارے رب اس شہر کو امن والا بنا، اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پلیدی سے محفوظ فرما، ہم صرف تیری ہی عبادت کریں، پھر کہا:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

اور یہ بھی عرض کی کہ اے اللہ! بے شک میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں چھوڑا تیری خاطر جہاں سامانِ زندگی میسر نہیں، یہاں کچھ سرسبز اور شادابی نہیں مگر تیرے گھر کی حُرمت کی خاطر میں نے ان کو یہاں رہنے کا حکم دیا ہے، کہ تیرے گھر کی حرمت کی خاطر اس گھر کا ان کو پڑوسی بنایا ہے اور خادم بنایا ہے، بس میری دعا ہے ان کے لئے کہ یہ یہاں تیری نماز ادا کرتے رہیں، تیرے ہاں حاضرِ حضور رہیں، پس اس سنسان علاقے کی اجنبیت کو ان سے ایسے دور فرما کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کی وہ مقناطیسی قوت پیدا فرما جس سے وہ ان کی رونق کے لئے دور دراز سے کھنچے چلے آئیں اور ان کو بے شمار پھلوں سے رزق عطا فرما، تا کہ وہ شکر گزاری کی عظمت سے سرشار محبت ہو سکیں، پھر فرمایا:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

اے میرے رب مجھے اور میری اولاد کو اپنی بارگاہِ صمدیت میں جھکنے والا بنا، نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اے ہمارے رب ہماری تمام دعاؤں کو قبول فرما ، اے ہمارے رب میری مغفرت فرما اور ہمارے والدین کی مغفرت فرما اور قیامت تک تمام اہل ایمان کی مغفرت فرما۔

واہ سبحان اللہ کیا شان ہے، نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا اس پورے نسب اقدس کے اندر توحید باری تعالیٰ کے نور کے جلوے کی رعنائیاں بھی رہیں قیام نماز کی نیاز مندیاں بھی ہیں، لوگوں کے لئے یہ قبلۂ محبت وعقیدت بھی رہے، پھلوں کے رزق سے مالا مال بھی ہوتے رہے، خدا کے شکر گزار بندے بھی رہے، کائنات میں صاحبِ عظمت بھی رہے، صاحبِ رفعت ومقام بھی رہے، مستجاب الدعوات بھی رہے، اور صاحبِ مغفرت بھی رہے، حتّٰی کہ جد الانبیاء کے

والدین کی مغفرت کا بھی قرآن کے کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا، اور قیامت تک اہل ایمان کی مغفرت کا بھی قرآن نے اعلان کر دیا اور یہ دعائے خلیل اتنی مقبول ہوئی، اسے قیامت تک ہر نمازی کی نماز کا حصّہ بنایا گیا ہے۔

اور خاندانِ نبوت کی عظمتوں کو بیان کرنا رسالت پناہ عالم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معمول نماز میں رہا ہے، اور قاعدہ یہ ہے کہ جس حقیقت کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان سے بیان فرمادیں وہ حقیقت اپنے پسِ منظر میں بھی قائم رہتی ہے اور پیش منظر میں بھی ایک قانون بن جاتی ہے خود رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم اپنے والدین کریمین کی مغفرت کے لئے ہر نماز میں ہر قعدے کے بعد اپنے والدین کریمین کی مغفرت کی دعا مسلسل پوری عمر مبارک میں فرماتے رہے اور تا قیامت پوری امت کو بھی اس عظمت کا پابند کر دیا تو گویا والدین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت ایک یقینی حقیقت ہے اس کا انکار کفر ہے، اب رہی وہ روایت جس میں یہ بیان کیا گیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگی تو انہیں روکا گیا یہ کتنا بڑا شرمناک اِلزام ہے، رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر خدا نے انہیں روکا بھی اور مسلسل وہ دعا بھی مانگتے رہے اس قسم کی جھوٹی روایات جو قرآن سے ٹکرائیں ان کو بنیاد بنا کر عظمت والدین مصطفیٰ کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا بدترین کفر اور گناہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اُمت کو ایسے مکّاروں سے اب جان چھڑا ہی لینی چاہئے قرآن کے دامنِ عافیت میں پناہ لینی چاہئے، رہا ان روایات کا مسلّم ذخیرۂ کتب میں آنا بھی اِن بزرگ مصنفین پر بد ترین الزام ہے بعد میں بدطینت لوگوں نے ان روایات کو ان کی مبارک کُتب میں گھسیڑا ہے جو بدترین جرم ہے، ہمارے اسلاف اس کبیرہ گناہ سے بالکل معصوم ہیں، میں اس پر الگ سے ایک تحقیق پیش کروں گا جس سے بکنے والوں کی بھونک

ہمیشہ بند ہو جائے گی۔

## عظمت نسبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں قرآنی شہادت

ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ یُوْنُسَ وَ لُوْطًا وَّ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○

اور حضرت اسمٰعیل اور یسع اور یونس اور لوط علیہ الصلاۃ والسلام اتنی بڑی شان والے ہیں کہ ہم نے انہیں تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

وَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ اجْتَبَیْنٰهُمْ وَ هَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

اور اُن کے آباء و اجداد اور اولادوں اور بھائیوں میں سے ہم نے کچھ کو مقامِ مجتبائیت عطا فرمایا اور انہیں صراطِ مستقیم کی منزل عطا فرمائی نسبِ نبوی میں عظمت و طہارت کے حوالے سے یہ کتنی بڑی صریح دلیل ہے پھر فرمایا:

ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ○

یہ اللہ تعالیٰ کا نورِ ہدایت ہے اپنے بندوں پر جس پر چاہتا اسے عطا فرما دیتا ہے (انعام ۸۷)

ان آیات میں کھلے لفظوں میں نسبِ نبوی کے نفوسِ قدسیہ کو مقامِ مجتبیٰ عطا فرمایا یہ سب سے اونچا مقام ہے انتہائی قرب و حضورِ الٰہی میں یہ مرتبہ ہے یہاں رازِ الوہیت و صمدیت کو قلوب پر نازل کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں: وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ اللہ تعالیٰ غیب کی عظمتوں کے دروازے ہر ایک پر نہیں کھولتا لیکن اپنے محبوب رسولوں میں سے جن کو پسند فرماتا ہے اُن پر یہ سربستہ راز بھی کھول

دیتا ہے واہ کیا مرتبہ ہے شانِ مجتبائیت کا جو خاندانِ نبوت کے نفوسِ قدسیہ کو عطا ہوا یہ کیسی بے مثال عظمت ہے۔

## نسبِ نبوی کی عظمت کی چھٹی قرآنی شہادت

فرمایا: وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا یاد فرماؤ اے حبیب کتاب میں جناب حضرت اِسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا تذکرۂ عظمت بیشک وہ عہد وفا میں کمال کے سچے تھے شان والے نبی اور رسول تھے وَ كَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا وہ مسلسل اپنے اہل خانہ اولادِ اطہار کو نماز کا اور زکوۃ کا باقاعدہ حکم فرمایا کرتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقام مرضیًّا پر فائز ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کی رضا کا احترام فرماتے ہیں۔

محترم قارئین! اس طرح کی بہت ساری خاندانِ نبوت کی عظمت کی قرآنی شہادتیں موجود ہیں مگر اختصار کے طور پر اِنہیں پر ہی اکتفا کرتا ہوں، چند ایک مختصر ترین نمونے حدیث شریف سے ملاحظہ فرمائیں!

**حدیث نمبر 1:**

عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ

نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا (مشکوۃ صفحہ ۵۱۳)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے گویا کہ انہوں نے (اعلان وچرچا وغیرہ) کچھ سُنا تھا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں بے شک اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھ کو ان میں سے اچھی مخلوق میں بنایا پھر اس بہتر مخلوق کے دو حصّے کیے تو مجھ کو اپنے اچھے حصّہ میں بنایا، پھر اس اچھے حصّے میں قبیلے بنائے تو مجھ کو اچھے قبیلے میں بنایا تو پھر اس اچھے قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر میں بنایا، پس میں ذات کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں یعنی میرے گھر کے تمام نفوسِ قدسیہ کائنات میں سب سے عظیم ہیں والدینِ کریمین تو اس کا گھر کی عظمت کا پہلا عنوان ہیں، الحمدللہ۔

**حدیث نمبر 2:**

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ مِنْهُ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہر قرن زمانہ وطبقہ میں مَیں تمام قرونِ بنی آدم کے بہترین لوگوں سے بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ اس قرن میں ہوں جس میں پیدا ہوا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دعویٰ وفرمان پاک کے مطابق واضح

ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ سب سے اعلیٰ، گھر سب سے بالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طبقے میں ہوں وہ طبقہ سب سے نرالا، لاریب، آپ کا قرن خیر البریۃ (سب مخلوق سے بہتر) اس حقیقت کو قرآن پاک یوں بیان فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ (سورۃ البینہ ۶،۷)

بے شک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ سارے جہان سے بدتر ہیں۔

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ سارے جہان سے بہتر ہیں، قارئینِ کرام نتیجہ واضح ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قبیلہ خاندان اور گھر کو سب سے جہان سے بہتر قرار دیا تو یقیناً سب سے بہتر ایمان والے ہی ہوتے ہیں کفار کو تو قرآن نے شَرَّ الْبَرِیَّۃ (مخلوق سے بدتر قرار دیا ہے۔

امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا:

## حدیث نمبر 3:

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبدِ اللہِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ ھَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَیِّ بْنِ کِلَابِ بْنِ مُرَّۃَ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِھْرِ بْنِ مَالِکِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ کِنَانَۃَ بْنِ خُزَیْمَۃَ بْنِ مُدْرِکَۃَ بْنِ اِلْیَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ وَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَیْنِ اِلَّا جَعَلَنِیَ اللہُ فِیْ خَیْرِھِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیْنِ فَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِنْ عَھْدِ الْجَاھِلِیَّۃِ وَ

خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ حَتّٰی اَنْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِیْ وَاُمِّیْ فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْسًا وَخَیْرُکُمْ اَبًا○ (دلائل النبوۃ صفحہ ۱۴۷، طبقات ابن سعد)

میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اسی طرح اکیس پشت ہائے مبارکہ تک اپنا نسب مبارک بیان کر کے فرمایا کبھی لوگ دوگروہ نہ ہوئے، مگر اللہ قدوس نے مجھے ان دونوں میں سے بہتر گروہ میں کیا، تو میں اپنے والدین کے گھر اس شان سے پیدا ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں (باقاعدہ) نکاح سے پیدا ہوا، حضرت آدم سے لے کر اپنے والدین تک پس میں تم سب سے بہتر ہوں، اپنے نفس کریم کے لحاظ سے اور اپنے آباء کرام کے لحاظ سے۔ لفظِ خیر بے مثال فضیلت کے لئے استعمال ہوتا ہے، یعنی افضل ترین حقیقت کو بیان کرتا ہے۔

قارئین کرام!

اس حدیث کے آخری جملے پر غور فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں ذات کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہوں اور وخیرُکم ابًا میں باپ کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہوں یعنی میرا باپ بھی کائنات کے تمام آباء سے افضل واعلیٰ ہے، سب باپوں سے بہتر ہے۔

## حدیث نمبر 4

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ آدَمَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ نِزَارَ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ نِزَارَ مُضَرَ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ

مُضَرَ كِنَانَةَ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ○ (السيرة الحلبية)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو عظمتوں کے لئے چُن لیا پسند فرمالیا اور اولادِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے جناب اسمٰعیل علیہ السلام کو عظمتوں کے لئے منتخب فرمالیا اور اولادِ اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نزار کو عظمتوں میں پسند فرمایا اور اولادِ نزار سے جناب مضر کو عظمت کے لئے قبول فرمایا اور اولادِ مُضر سے جناب کنانہ کو مصطفیٰ بنایا اور کنانہ کی اولاد سے جناب قریش کو عظمتوں کی معراج بخشی پھر اولادِ قریش سے جناب ہاشم علیہ الصلاۃ والسلام کو عزتِ مصطفائیت بخشی پھر جناب ہاشم علیہ السلام کی اولادِ اطہار سے بنی عبدالمطلب یعنی میرے والدِ گرامی محسنِ عالمین ابومحمد سیدنا عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو شانِ مصطفائیت عطا فرمائی پھر بنی عبدالمطلب علیہ الصلاۃ والسلام سے مجھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصطفیٰ بنایا گیا۔

واہ سبحان اللہ! کیا ہی خوبصورت ترین تسلسل ہے خاندانِ نبوت کی عظمتوں کا اب قارئین قرآن کریم کی قطعی آیات کریمہ نے اور احادیث طیبات نے کھول کر بتایا کہ خاندان نبوت کے نفوسِ قدسیہ اور بالخصوص والدین کریمین علیہم الصلاۃ والسلام اس پوری کائنات میں سب سے بڑی عظمتوں کے مالک ہیں ان کی محبت فرض ہے ان کا حیاء فرض ہے ان کا ذکر فرض ہے ان کی تعظیم عظیم فریضہ ہے اگر اب بھی کسی بدبخت کو بے حیاء کو ان میں کفر نظر آتا ہے تو پھر اس کمینے سے بدترین بڑا کافر اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا اہل محبت سے عرض ہے کہ ان خنزیروں سے بالکل دور

رہیں اب ان دلائل قاہرہ کے بعد آپ خاندان نبوت کی تدریجی تفصیل انتہائی اختصار کے ساتھ اِن نفوس قدسیہ کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے جو نقشوں میں بھی ہونگے اور قدرے تفصیلات بھی ہوگی۔ **فللہ الحمد کثیرًا اللہ اکبر کبیرًا۔**

## نسبِ نبوی کی جزوی تفصیل

قارئینِ محترم!

نسبِ نبوی کی تفصیلات پر ایک الگ ضخیم کتاب ترتیب دی جارہی ہے، تفصیلات تو وہاں ہی میسّر آ سکتی ہیں، مگر یہاں جزوی معلومات فراہم کی جارہی ہیں ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود زبانِ نبوت سے بیان فرمایا ہے، لہٰذا جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، ہم صرف انہی نفوسِ قدسیہ کا مختصر تعارف کروائیں گے، جس کی تفصیل حدیث میں یوں ہے:

امام بیہقی نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، فرمایا:

**اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النُّضَرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ اِلْيَاسِ بْنِ مُضَرِ بْنِ نَـزَّارِ بْنِ مَعَدِ بْنِ عَدْنَانِ ○**

(دلائل النبوت صفحہ ۱۷۴ تا صفحہ ۱۷۵ طبقات ابن سعد)

## (۱) حضرت عدنان علیہ الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے جب انہیں منور کیا گیا تو کائنات ان کے اخلاق سے چمک اٹھی اور اگر کوئی ان پر حملہ آور ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود دفاع فرماتا وجہ اس کی یہ تھی کہ سید المرسلین نے ان کی نسل میں تشریف لانا ہے، بنی اسرائیل کے نبی حضرت ارمیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جب یہ مقابل آئے انہوں نے حملہ کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو روک دیا، وحی فرمائی کہ خبردار یہ میرے محبوب کے جدِ کریم ہیں۔

## (۲) حضرت معد علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حضرت عدنان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے ہیں حضرت عدنان کے بعد حضرت معد علیہ اعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت عطا ہوئی جس کی برکت سے ان کا رُخِ رحمت تروتازہ رہتا اور نورفشاں رہتا اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ حضرت معد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ لے جائیں اور ان کی خدمت کریں کیونکہ یہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہیں۔

## (۳) حضرت نزار علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو ان کی لوحِ جبیں پر سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور چمکا تو حضرت معد علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی سے لبریز ہوگئے اور اس خوشی سے بہت بڑی سخاوت کرڈالی سب کچھ قربان کر کے بھی کہا یہ بہت کم ہے۔

## (۴) حضرت مضر علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مضر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نزار کے چار بیٹوں میں سے ایک ہیں جن کے حصے میں نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولتِ بیدار جلوہ گر ہوئی، اس نور کی برکت سے وہ کائنات میں محبوب ترین ہو گئے یعنی کائنات کے باسیوں کا مرکزِ محبت بنے رہے۔

## (۵) حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یہ دولتِ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کے پیکرِ عظمت میں ایسی چمکی کہ کائنات کے باسیوں کی زبان پر سید العرب کہلائے جانے لگے، اور آپ کے حسن کی ہوک بزمِ کون ومکاں میں پھیل گئی، اور آپ کی سخاوت اور خوبصورتی اتنی ہوئی کہ لوگ گنگنا کر اسے بیان کرتے، آپ جب بھی طواف کعبہ کرتے تو دورانِ طواف نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ بولتا اور وہ خود اپنے کانوں سے سنتے، اور دینِ ابراہیمی کی شناخت بنے رہے۔

## (۶) حضرت مدرکہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کا اصل نام عمرو تھا اور لقب مدرکہ ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکتا تھا، جس کی روشنی کی دلکشی سے کائنات کے باسی مسرور ہوئے۔

## (۷) حضرت خزیمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ حضرت مدرکہ کے بیٹے تھے ان کا اصل نام اسد یا سعد تھا، جب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں منتقل ہوا تو دین ابراہیمی کو ایک نئی جلا ملی۔

## (۸) حضرت کنانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ اس لحاظ سے بھی خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے تین نبیوں کا زمانہ دیکھا، حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جب یہ ان انبیاء علیہ السلام سے ملتے تو وہ ان کو بشارت دیتے کہ آپ علیہ السلام کی پشت مبارک میں امام الانبیاء کا نور موجود ہے۔

حدیث میں ان کو مصطفیٰ بھی کہا گیا ہے۔

## (۹) حضرت نضر بن کنانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل نام قیس تھا، جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں منتقل ہوا تو ان کا پیکرِ جمیل حسن کا شاہکار کہلایا۔

## (۱۰) حضرت مالک بن نضر علیہما الصلوٰۃ والسلام

جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں منتقل ہوا اس کی برکت سے آپ علیہ السلام کو بادشاہ بنایا گیا۔

## (۱۱) حضرت فہر علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو منتقل ہوا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قوتِ بازو بخشی جس سے انہوں نے کعبۃ اللہ کا دفاع کیا۔

## (۱۲) حضرت غالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے وجود میں منتقل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے دانائی کا بادشاہ بنا دیا، اور زیرکی ان کا طواف کرنے لگی۔

## (۱۳) حضرت لوئ ی علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کی کنیت ابو کعب ہے، آپ کو لوئ ی اس لئے کہتے ہیں کیونکہ آپ نے اپنی قوم کو ایک لوا (جھنڈا) تلے جمع کیا نورِ محمدی صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ان میں منتقل ہوا۔

## (۱۴) حضرت کعب علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت کعب کا معنیٰ ہے بلند و بالا، جونہی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان میں منتقل ہوا تو ہر بلندی انہیں سلام نیاز پیش کرنے لگی، اور یہ قریشیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خوشخبری دیتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا خطبہ دیتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں پڑھتے اور دینِ اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق بن خطاب کا مرتبہ یہ ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب نو پشتوں سے اِن سے جا ملتا ہے، علاوہ ازیں حضرت سعید بن زید حضرت عمرو بن عاص اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب حضرت کعب کی اولاد میں سے ہیں۔

## (۱۵) حضرت مرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنیت ابو یقظہ اور نام مرّہ ہے، جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشت مبارک میں منتقل ہوا تو آپ عظمتوں کے شاہکار بنائے گئے اور دینِ اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ یہ ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سات پشتوں سے حضرت مُرّہ سے جا ملتا ہے۔

## (۱۶) حضرت کلاب علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں منتقل ہوا تو ان کی طبیعت میں فیاضی آ گئی اور عفوودرگزر میں مشہور ہوئے ، یہ مساوات کی شناخت بن گئے اپنے خاندان کو مکروہات تک سے بچالیا۔ سبحان اللہ

## (۱۷) حضرت قُصَّی علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام زید تھا اور کنیت ابو مغیرہ تھی اور لقب ''اَلْمُجَمَّعْ'' تھا، جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پیکرِ عظمت میں منتقل ہوا تو طبیعت میں غِنا کا نور آ گیا، اور خدا کے مہمانوں کی مہمان نوازی آپ کی شناخت بنی۔

کعبۃ اللہ کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں رہیں، سپہ سالاری میں بے مثال تھے مزدلفہ میں حاجیوں کے لئے روشنی کا اہتمام فرماتے تھے۔

فیاضی، سخاوت، سرداری آپ پر بس ہے، یہ سب نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں ہیں۔

## (۱۸) حضرت عبد مناف علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل نام مغیرہ تھا اور لقب عبد مناف تھا، جب نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پیشانی میں چمکا تو حسن بے مثال نے ہر چشمِ تمنا کو مخمور کر دیا، اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمر بطحا یعنی مکہ کی وادی بطحا کا چاند کہا کرتے تھے۔

نہایت متقی اور تلقینِ تقوای کرنے والے محتاجوں کی حاجت روائی کرنے والے بے مثل کہلائے۔

دینِ اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد

ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب پانچ پشتوں سے ان سے جا ملتا ہے۔

## (۱۹) حضرت ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کا اصل نام عمرو تھا، عظیم الشان ہونے کی وجہ سے آپ کو عمرو العلاء کہتے تھے اور آپ کی بے تحاشا سخاوت کو دیکھ کر لوگوں نے آپ کو ہاشم کہنا شروع کر دیا خاص طور پر جب مکہ میں قحط پڑتا تو آپ اہلِ مکہ کو ہزاروں من اونٹوں کا گوشت اور روٹیوں سے قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرتے، آپ اپنی قوم میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نہایت مکرم اور معظم سمجھے جاتے تھے، آپ کے چہرہ مبارک سے نور کے جلوؤں کی ضوافشانیاں بزمِ عالم کو منور کرتیں، اور کائنات کے باسی اس گمان سے آپ کی طرف لپکتے کہ آپ ہی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس پر آپ مسکرا کر جواب دیتے میں وہ نبی آخرالزماں نہیں بلکہ آپ کا دادا ہوں، وہ میری نسل سے ہی تشریف لائیں گے، آپ کی یہ کرامت تھی جب بھی آپ کسی شے کے پاس سے گذرتے خواہ وہ درخت ہو شجر ہو، خواہ وہ نباتات میں سے ہو یا جمادات میں، سب آپ کے قدموں میں سجدہ کرتے، عرب قبائل دور دراز سے آ کر قدم بوسی کرتے، مہمان نوازی آپ کا طرۂ امتیاز تھا، سخاوت آپ کا خمیر تھا، عنایت آپ کا ضمیر تھا، حُسنِ معاشرت آپ کا طرزِ حیات تھا ان حسین رعنائیوں کو دیکھ کر شہنشاہ روم نے اپنی بیٹی کے رشتے کی پیشکش کر دی تھی، اور ساتھ یہ بھی مکتوب بھیجا، کہ آپ کی عظمت وکرامت کا حال، شرافت ونجابت کا حال، عفت وعصمت کا حال اور عالی مرتبت ہونا ہم اپنی مقدس منزل من اللہ کتابوں میں پاتے ہیں، یہ اس لئے کہ آپ کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر

ہے، اس لئے ہماری اس پیشکش کو قبول فرمایا جائے، جواباً آپ نے ارشاد فرمایا، میں اپنے اس رشتۂ ازدواج کو مشیتِ الٰہی کے سپرد کرتا ہوں، خود سے کسی پیشکش کو قبول نہیں کروں گا، یہ نعمتِ عظیمہ مدینہ منورہ کے باسیوں کے حصہ عظمت میں آئی بنوعدی بن نجار کے نصیب نے یہ معراج پائی، حضرت عمرو بن زید خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سلمٰی سلام اللہ علیہا جو اپنی عفت وعصمت میں منتہائے کمال تھیں ان کے بخت بیدار میں یہ دولت میسّر آئی، اور وہیں مدینہ منورہ میں ہی قیام فرمایا، اور اسی شہرِ خوباں میں مہبطِ نورِ الٰہی میں نور بیز ماحول میں اس نفس رحمت کے ہاں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے، جو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان ہیں اور یہ نفسِ رحمت اپنے باپ کے بعد نورِ مصطفوی سے منور ہوئے، جب آپ کی وفات ہوئی تو کسی صاحبِ درد نے یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: اے آنکھ اشکبار ہوجا، اور فیاض الکریم بزرگ کے لئے کھل کر آنسو بہالے، یہ تیری بے تابیوں کی معراج ہے۔

اور وہ ہاشم جو صاحبِ خیر وخوبی وجاہ وجلال تھے، اور قوت وحوصلے کے کوہِ گراں تھے، فیاضی کا مخزن تھے، خلوص کا مبداء تھے۔ ایسے شخص کے جانے پر آنکھیں جتنا روئیں کم ہے۔

## ۲۰) جناب سیدنا حضرت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

آپ کا نام نامی اسمِ گرامی شیبۃ الحمد تھا اس لئے تھا کہ آپ کے پیکرِ عظمت میں نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فگن تھا، جس کی برکتوں سے خصائلِ حیات میں وہ شائستگی اور کمال پیدا ہوا، کہ ہر زبان سے تعریف وتوصیف کے کلمات بے ساختہ نکل جاتے، آپ کے پیکرِ رحمت میں طبعی طہارت وملاحت اس شان کی تھی، کہ جسمِ اقدس سے اس طرح خوشبو آتی کہ کستوری بھی وہاں سجدہ ریز نظر آتی نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پیشانی میں چمکتا، اس رعنائی کا یہ عالم ہوتا کہ رات کے چاندنی سے بھیگے موسم میں خود چاندنی بھی شرما جاتی، بزرگی کا یہ عالم تھا کہ تمام قریش آپ کو اپنا ملجاء وماویٰ سمجھتے تھے حاجت روائی کے لئے سراپا نیاز بن کر حاضرِ خدمت ہوتے، قحط کی صورت میں بارش کی طلب میں آپ سے ہی دعائیں کرواتے، سرزمینِ بطحا کا ایک عظیم مقام ہے جسے غارِ حرا کہا جاتا ہے ہر سال آپ ماہ رمضان میں اپنے جلوسِ رحمت سے غارِ حراء کو رونق بخشتے اور وہیں جا کر عبادت الٰہی میں مصروف گوشہ نشین ہوتے ہمہ وقت اللہ رب العزت کی وحدانیت کے نور میں مستغرق رہتے، اور سرشارِ محبت رہتے سرزمینِ بطحا میں یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے محرمات کی حرمت پر فتویٰ دیا، اور اس فتویٰ کی قوت پر اپنا کردار پیش کیا، معصوم بچیوں کے روایتی قتل سے اہل مکہ کو بزورِ قوت باز وروکا، حدودِ الٰہی کو قائم فرمایا، چوروں کے ہاتھ کاٹے، اور شانِ کریمی اور سخاوت میں اس قدر آگے چلے گئے پہاڑوں میں رینگنے والی چیونٹیوں اور فضا میں اڑنے والے پرندوں، زمین میں رہنے والے جانوروں کو بھی اپنا مہمان بنا ڈالا، یہ سب نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں تھیں، آبِ زم زم کی از سرِ نو دریافت یہ آپ ہی کی کرامت تھی، چہرے کا جلال ایسا تھا کہ ابرہہ بھی نہ برداشت کر پایا، رُخِ رحمت کی ملاحت اور نورانیت کا یہ عالم تھا کہ ابرہہ کا محمود نامی ہاتھی بے

خود ہو کر قدموں میں گر گیا، من کی مرضی پا کر خود اپنے مالک ابرہہ کی بغاوت کر ڈالی یقین کا مرتبہ یہ تھا کہ جب اہلِ مکہ نے اپنی ناتوانی کا احساس دلایا، کہ ہم ابرہہ جیسے جری سے نہیں لڑ سکتے تو آپ نے فرمایا اللہ نے کعبے کی حفاظت والے کے نور کو ظاہر فرمادیا ہے، وہ نور اس کی حفاظت کرے گا، اس کا ایک مختصر واقعہ یہ ہے جب حضرت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حالات کی سنگینی کو دیکھا تو کوہِ ثُبیر پر چڑھ گئے محبت بھری نگاہ سے بیت اللہ کو دیکھنے لگے، دِل میں یہ بات آئی ہی تھی کہ نجانے حالات کیا ہوں، یکا یک ان کی لوحِ جبین سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جست لگائی، اور جا کر کعبۃ اللہ کو ڈھانپ لیا، نور کی لطافت کا یہ عالم تھا، کہ آفتابِ عالم نے بھی نقاب اوڑھ لیا، اپنی روشنی کو سمیٹ لیا، کیونکہ سراجِ منیر کے سامنے میرا وجود بے حقیقت ہے جب یہ منظر جناب سیدنا عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو باآوازِ بلند پکار اٹھے، اے اہل مکہ، اے قریش والو! جاؤ اب اپنے گھروں میں سُکھ کی نیند سو جاؤ، کعبہ کی حفاظت کا سامان ہو گیا ہے، کعبے والا خود کعبہ پر جلوہ افروز ہو گیا ہے، کعبہ کو اپنے دامنِ عصمت میں چھپا لیا اب کعبہ محفوظ ہو گیا ہے، سبحان اللہ یہ کیا شانِ یقین تھی، اللہ اکبر، یہ واقعہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے پچاس دِن قبل کا ہے اور یہ نورِ محمدی کی شانِ جلالت ہے کہ اب کعبہ قیامت تک محفوظ ہو گیا ہے۔

سیدنا عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی ذوقِ فراواں سے سرشار تھے کہ رات ہو گئی، اور آپ بھی محوِ استراحت ہو گئے، یکا یک من کی آنکھ کھلی کیا دیکھا، ایک درخت اگا ہے، دیکھتے دیکھتے اس کی شاخوں نے خلاء کائنات کو بھر دیا ہے مشرق ومغرب سمٹ کر اس میں سما گئے ہیں پھر اس درخت سے ایک نور نکلا، جس کی روشنی سورج سے بھی ستر گنا زیادہ تھی اور اس روشنی میں وجاہت یہ تھی کہ تمام

عرب وعجم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے، اور یہ نور اپنی عظمت میں بڑھتا ہی جا رہا ہے پھیلتا ہی جا رہا ہے کبھی رونما ہوتا ہے کبھی پردہ نما ہوتا ہے، قریش کی ایک جماعت اس درخت کی شاخوں کے قریب جاتی ہے، تو ایک حسین اور خوبصورت نوجوان ان کی کمر توڑ دیتا ہے، آنکھیں نکال دیتا ہے میں نے بھی کوشش کی کہ درخت کی شاخ پکڑوں مگر پکڑ نہ سکا، میں نے پوچھا کہ کس کا حصہ ہے بتایا گیا کہ یہ اس کا حصہ ہے جو تم سے پہلے تھے، میں نے خواب ایک کاہنہ سے بیان کیا وہ کانپ اُٹھی اور بے ساختہ بولی، تم صادق ہو، یہ صدق ہے، تمہاری پشت میں وہ شخص پیدا ہو گا، جو پوری کائنات کا مالک ہو گا، اور تمام لوگ اس کے حضور نازمیں جھک جائیں گے، حضرت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو طالب سے کہا شاید یار یہ تم ہی ہو، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو جناب ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ واقعہ سُناتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم، وہ درخت ابو القاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں، اثنائے زیست میں حضرت عبدالمطلب کی ایک مرتبہ ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی، وہ دیکھتے ہی وارفتہ ہو گیا، عرض کی آپ کون ہیں، آپ نے فرمایا میں ہاشمی ہوں اتنا کہنے پر وہ بے خود ہو گیا، عرض کر دی حضور، میں آپ کے جسمِ پاک کو کھلا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا، شرم وحیا، عفت وعصمت ہمارا خمیر ہے، ہم جسم کو نہیں کھول سکتے، اس نے کہا حضور میں ستر نہیں دیکھنا چاہتا، وہ آپ کا تقدس ہے، میں ستر کے علاوہ جسمِ رحمت کو دیکھنا چاہتا ہوں، آپ نے اجازت دے دی، اس نے آپ کے نتھنوں کو دیکھا، اور بے ساختہ بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں، کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہت ہے سرداری ہے اور دوسرے میں نبوت ہے، لیکن میرا تو یہ خیال تھا کہ نبوت وبادشاہت بنوزہرا میں ہو گی، یہ میرا علم بتاتا ہے پھر یہ کیسے ہوا؟ تو پھر بولا، آپ نے شادی

فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس نے فوراً کہا، جلدی جاؤ، بنی زُھراء میں شادی فرمالو، چنانچہ آپ تشریف لائے تو آپ نے ہالہ بنت وہب بنت عبد مناف سے شادی فرمائی جن سے حضرت حمزہ، مقوم، حضرت حجل اور حضرت صفیہ پیدا ہوئے دوسری شادی آپ نے فاطمہ بنت عمرو سے فرمائی اُن سے حضرت ابو طالب حضرت عبداللہ حضرت زبیر علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے بیضاء، عاتکہ اروٰی پیدا ہوئیں، لاتعداد کرامتیں آپ کے وجودِ اقدس سے کائنات کو روشنیاں بخشتیں رہیں، اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارات آپ کو ملتی رہیں، وہ روز سعید آیا جس میں آپ نے اپنے بڑھاپے کی چشمِ بینا سے تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، اور آٹھ سال تک سو جان سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان رہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کے جنازے میں شریک ہوئے، اور اپنے مشفق دادا جان کی شفقتوں کو یاد کر کے روتے رہے، آپ کی وفات پر امیہ نے ایک مرثیہ لکھا۔

جس کے چند اشعار کا ترجمہ حاضر خدمت ہے، وہ کہتیں ہیں:

اے میری دونوں آنکھو! آنسو بہاؤ، ایسے شخص پر جو نیکی کا معیار تھا جس کی سیرت نور تھی اور جس کی سخاوت ساون کی برکھا تھی، اور جس کی فیاضی ابر باراں تھی، جو عظمتوں کی معراج تھے، بلندی و بخت کا پیکر تھے، اہل حاجت کے ماویٰ تھے، ضرورت مندوں کے ملجاء تھے رُخِ رحمت کی روشنی سے کائنات کو منور کرتے تھے، اے آنکھو آنسو بہاؤ اس شَیْبَۃُ الحمد پر جو پیکر کرامت تھے بزرگی اور عزت کا معیار تھے، حوادثِ وقت پر حلم وصبر کرنے والے، بہت فضل والے، بڑی خوبیوں والے بڑے صاحبِ کرم، مالدار اور اپنی قوم میں سب سے افضل وسردار، چاند سے

زیادہ منور (طبقات ابن سعد)

آپ کو سید العرب، سید القوم کبیر العرب کہا جاتا تھا، خوبصورتی میں آپ قمر البطحاء تھے حسنِ اخلاق میں آپ فطرتِ ابراہیمی کا آئینہ تھے، شرف وعظمت میں آپ بے مثال تھے شاہانِ کائنات ان کے پابوسی کو اعزاز سمجھتے تھے، ہر دلعزیزی میں سب سے آگے تھے، کائنات کے باسی ان کی قدم بوسی کو اپنی شان سمجھتے تھے ،سب سے بڑا امتیازی مرتبہ یہ تھا کہ وہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان تھے، دینِ ابراہیم کے حقیقی امین تھے، رحمت ورافت میں پیکر عطا تھے، اور صاحبِ جود وسخا تھے، اللہ تعالیٰ ان کے مرتبۂ عصمت وعظمت میں اور بلندیاں عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

## نسب نامہ

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب (شَيْبَۃُ الْحمد) بن ہاشم بن عبد مناف بن قصّی بن ِکلاب بن مرہ بن کعب بن لویٔ بن غالب بن فِہر (قریش) بن مالک بن النضر بن ِکنانۃ بن خُزیمۃ بن مدرکہ بن اِلیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن اشحب بن صالح بن صالوح بن الہمیسع بن نبت بن حمل بن قیدار بن حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن بالغ بن عابر بن شالح بن ارفخشند بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام بن انوشر بن متوشلح بن اخنوع بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن حضرت شیث علیہ الصلاۃ والسلام بن حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام۔

(ابن عساکر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۶۲،۶۴)

(فردوس الاخبار جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۷۳)

(سیرۃ ابن ھشام جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۲۵)

## حضور اکرم کی دادیوں کے اسمائے مبارکہ

۱) حضرت عبداللہ کی والدہ محترمہ فاطمۃ بنت عمرو بن عایذ

۲) حضرت حضرت عبدالمطلب کی والدہ محترمہ سلمٰی بنت عمرو بن زید

۳) حضرت ہاشم کی والدہ محترمہ عاتکۃ بنت مرّہ

۴) عبدمناف کی والدہ محترمہ حُبّی بنت حُلَیل

۵) قصی کی والدہ محترمہ فاطمۃ بنت سعد بن سَیَل

۶) کِلاب کی والدہ محترمہ ھند بنت سُرَیْر

۷) مُرَّۃ کی والدہ محترمہ مخشِیَّۃ بنت شیبان

۸) کعب کی والدہ محترمہ ماوِیّۃ بنت کعب بن القین

۹) لوئی کی والدہ محترمہ عاتکۃ بنت یخلد

۱۰) غالب کی والدہ محترمہ لیلیٰ بنت الحارث

۱۱) فہر (قریش) کی والدہ محترمہ جندلۃ بنت عامر بن حارث

۱۲) مالک کی والدہ محترمہ عِکرِشَۃ بنت عدوان

۱۳) النضر کی والدہ محترمہ برَّۃ بنت مر بن ادّ

۱۴) کنانۃ کی والدہ محترمہ عَوَّانۃ ھند بنت سعد بن قیس

۱۵) خزیمۃ کی والدہ محترمہ سلمیٰ بنت اسلم

۱۶) مدرکۃ کی والدہ محترمہ لیلٰی (خِندِف) بنت حُلوان

۱۷)  الیاس کی والدہ محترمہ ارباب بنت حید

۱۸)  مضر کی والدہ محترمہ سودة بنت عكّ

۱۹)  نزار کی والدہ محترمہ معانة بنت جوشم

۲۰)  معد کی والدہ محترمہ مهدد بنت اللهم بن جلحب

ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

۲۔ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا۔

۴۔ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا۔

۵۔ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

۶۔ام المؤمنین ام سلمہ ھند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا۔

۷۔ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔

۸۔ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔

۹۔ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔

۱۰۔ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔

۱۱۔ام المؤمنین صفیہ بنت حی اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

## آپ سے کسی نہ کسی انداز سے منسوب دیگر مستورات کے اسماء

| | |
|---|---|
| ریحانه بنت زید بن عمرو | الکلابیه اسماء بنت النعمان |
| قتیله بنت قیس | ملکیه بنت کعب الیشی |
| اسماء السلمیه | ام شعیك ازدیه |

| | |
|---|---|
| خوله بنت هذیل بن هبیره | شراف بنت خلیفه کلبیه |
| لیلیٰ بنت خطیم | الغفاریه |
| عمره بنت معاویه الکندریه | الجندعیه بنت جندب |
| ام هانی بنت ابو طالب | ضباعه بنت عامر بن قرط |
| حفیه بنت کبشامه بنت | امامه بنت حمزه بن |
| نضله | عبدالمطلب |
| عزه بنت ابی سفیان | |

# آپ کے چچاؤں، پھوپھیوں اوران کی ماؤں کے نام

## حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج کے نام اوران سے جنم لینے والی اولاد کے نام یعنی آپکے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام

(۱) حضرت عبدالمطلب کی زوجہ صفیہ بنت جندب سے (بیٹا) حارث

(۲) حضرت عبدالمطلب کی زوجہ فاطمہ بنت عمرو بن عایذ سے (بیٹے) حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، زبیر، ابو طالب (عبد الکعبہ، عبد مناف) (بیٹیاں) ام حکیم، عاتکہ، بَرَّة، امیمة، اروٰی۔

(۳) حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہالہ بنت وُہَیب بن عبد مناف سے (بیٹے) حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، مُقَوِّم حَجَل (مُغیرہ) بیٹی) حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

(۴) حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نُتَیلہ بنت جناب بن

گُلیب سے (بیٹے) حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ضرار، قثم

(۵) حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ لبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف سے (بیٹے) ابولہب (عبدالعزیٰ)

(۶) حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ مُمَنَّعَہ بنت عزو بن مالک سے (بیٹا) غیداق (مصعب)

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیوں کے اسمائے مبارکہ

والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب بن عبد مناف

۱) بَرّہ بنت عبدالعزیٰ ۲) قِلابۃ بنت الحارث

۳) اُم حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ

۴) بَرّہ بنت عوف بن عبید ۵) اُمیمۃ بنت مالک بن غنم

۶) دُبّ بنت ثعلبہ بن الحارث ۷) عاتکہ بنت غاضرہ

۸) لیلیٰ بنت عوف ۹) سلمیٰ بنت لوئی

۱۰) ماویۃ بنت کعب ۱۱) بنت قیس بن ربیعۃ

۱۲) النجعۃ بنت عبید بن الحارث

## خاندانِ نبوی اور مِلّت ابراہیمی اور قرآن

محترم قارئین! ملتِ ابراہیمی ملّتِ بیضاء ہے یہی دین اسلام کی اساس ہے قرآن نے جابجا شہادتیں دی ہیں کہ خاندانِ نبوت ہی اس ملّتِ بیضاء کا حقیقی امین رہا اور اس امانت کا تسلسل بعثتِ نبوی تک خاندانِ نبوت میں جاری رہا ور

بعثتِ نبوی کے بعد بھی اسی ملّت کو جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اب ہم سرسری سا ایک جائزہ قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں سیدنا جدُّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی شخصیت کو اور ان کی مِلّت بیضا کی بلندیوں کو بیان کریں گے ویسے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی شخصیت اور ان کے اخلاقی روحانی تقدس پر تقریباً قرآنِ کریم کی اڑھائی سو سے زائد آیاتِ بینات ہیں جو اُن کے شخصی کمالات اعتقادی عظمت استقامت نجابت شرافت حِلم وعلمِ رضا سخا جود وکرم عالمگیری تشخص مقامِ خُلّت وغیرہ کو بیان کرتی ہیں تمام تفصیلات کو بیان کرنے سے کتاب ہٰذا کئی مجلدات کی ضخامت پر پھیل جائے گی۔

بنا بریں ہم انتہائی اختصار کی صورت میں ان کے کائناتی تشخص کو حصولِ برکت کے لئے فقط ایک آیت مبارکہ پر اکتفا کریں گے جس سے ان کے مقام ومرتبے کا اندازہ ہو جائے گا، ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے: اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً بیشک جناب ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام فقط ایک ذات نہیں تھے، بلکہ عظمتوں کی کائنات تھے خوبیوں کا بے کنار جہان تھے شرافتوں کی ایک کہکشاں تھے پرخلوص نیکیوں کا مخزن تھے بھلائیوں کا مبدء تھے صاحب اسوہ تھے اور ان کا حال یہ تھا باوجود ان عظمتوں کے بھی شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اپنے رب کے انتہائی شکر گذار بندے تھے اس کی نعمتوں کے قدردان تھے خدا تعالیٰ کے ہاں ان کا مقام کیا تھا فرمایا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنا لیا ہے اور پھر فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابراہیم بیشک ہم نے آپ کو کائنات کا امام بنا دیا ہے۔

پھر فرمایا: اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اپنے خلیل کو اپنے قرب وحضور صمدیت میں

مجتبائیت و مرتبہ عطا فرما دیا ہے اور قرب و حضورِ الٰہی کا اعلیٰ مقام عطا فرما دیا ہے وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً اور ہم نے ان کی دینوی حیات رحمت کو اپنے نور سے حسین کر دیا ہے ہر عظمتِ زندگی عطا کر دی ہے وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ، اور بیشک ان کا مرتبہ آخرت میں بھی بڑی عظمتوں سے معمور ہوگا صالحین کے سردار ہوں گے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تاجدار انبیاء کو امام الانبیاء سرورِ کون و مکان مالکِ این و آں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم کو بصورت وحی ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا○

اے حبیب ہم نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ آپ منصب میں اگرچہ تاجدارِ انبیاء ہیں مگر پھر بھی باوجود اپنی شان و شوکت کے آپ مِلّتِ ابراہیم دین ابراہیم کی پیروی فرمائیں اسی ملت بیضا ء کی اِتّباع فرمائیں کیونکہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہر باطل سے کٹ کر حُسنِ اُلوہیت میں گم تھے اس حد تک گم تھے کہ تَن مَن دھن سب ہمارے پیار میں قربان کر چکے تھے (نحل، ۱۲۰ تا ۱۲۲)

اور یہ بھی یاد رہے کہ سب سے حسین کائنات میں دین اسی کا ہوتا ہے، وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ:

جس نے اطاعت شعاری میں اپنی گردن کو اللہ تعالیٰ کے حضور جُھکا دیا مٹ گیا، اس کے پیار میں اور اس کی حالت یہ ہوگئی وَهُوَ مُحْسِنٌ اتنا مٹا کہ درجۂ احسان تک جا پہنچا اسے حسنِ صمدیّت چشمِ بینا اور چشم بصیرت سے بالمشافہ نظر آنے لگا اور اس میں مستغرق ہوگیا کھو گیا لمحہ بھر بھی محبوب حقیقی کی اطاعت سے انحراف نہ کیا، اور وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ملت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع میں محو ہوگیا جو ہر باطل سے کٹ کر ذاتِ حق میں کھو گیا) وجہ اِس کی یہ ہے کہ

وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلاً جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص خلیل بنالیا ہے گہرا دوست بنالیا ہے (نسآء ۱۲۵)

محبوب دراصل حُسنِ دین کا اصل معیار ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ وہ خود بے مثال ہیں جس کی میرے قرآن نے گواہی دی رَبَّنَا وَجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ (بقرہ ۱۳۰)

اے ہمارے رب ہمیں اپنی بارگاہِ خاص میں نہایت ادب و نیاز سے جھکنے والا بنا، اے حبیب آپ اپنی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی والی زبان سے اعلان فرمادیں قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّۃَ اِبْرَاہِیْمَ حَنِیْفًا آپ فرمادو اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے ملت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع کرو (آل عمران ۹۵)

کیونکہ اِنَّنِیْ ھَدٰانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ مجھے میرے رب یہی ہدایت فرمائی ہے کہ صراطِ مستقیم ہی اختیار کروں، اور وہ کیا ہے، دِیْنًا قِیَمًا وہی مضبوط دین ہے کامل دین ہے اور وہ کیا ہے مِلَّۃَ اِبْرَاہِیْمَ حَنِیْفًا وہ ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یہی دین حنیف ہے محبتوں سے رحمتوں سے لبریز دین ہے۔

اس میں توحید کے جلوے بھی ہیں لذّت نماز بھی ہے عظمت زکوۃ بھی نعمت حج بھی ہے بہت قربانی بھی ہے بلکہ ہر اخلاقِ حسنہ کی تکمیل بھی ہے اس سے بہتر کون سا دین ہو سکتا ہے، محبوب آپ اسی کی پیروی فرمائیں کیونکہ جو قرب وحضورِ الٰہی کا متلاشی ہو وہ قرب وحضور ابراہیمی میں حاضرِ حضور ہو کر ان کی غلامی اختیار کرے۔

قارئین جب زمانۂ نبوت کے یہود ونصاریٰ اور مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطور بہانہ اپنا رسمی تعلق بیان کیا تو غیرت جلال الٰہی

نے جوش میں آ کر فرمایا محبوب یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ بیشک ابراہیم علیہ السلام کے قریبی تو وہ ہیں جنہوں نے اِن کی پیروی کی اِتباع کی، وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا حال یہ ہے کہ جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع کرنے والے تو اے محبوب آپ ہیں اور ایمان والے آپ کے غلام ہیں گویا آپ اور آپ کے غلام ہی دراصل جدالانبیاء حضرت ابراہیم کے قریبی اور اصل وارث دین ہیں یہودی عیسائی اور مشرک اپنے دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محبوب بنالیتا ہے جو عظمت ایمان سے مملو ہیں (آل عمران ۶۸)

بلکہ فیصلہ کُن بات یہ ہے کہ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ تمہارے باپ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہی اصل اسلام ہے اسی بنا پر هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، مِنْ قَبْلُ پہلے سے بھی وَفِيْ هٰذَا اور اس قرآن میں بھی وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا تا کہ رسول تم پر گواہ ہو وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ آتُوا الزَّكٰوةَ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو، ملت ابراہیم ہی دین ہے) هُوَ مَوْلٰكُمْ وہ اللہ تمہارا مولا و مددگار ہے فَنِعْمَ الْمَوْلٰى کتنا ہی اچھا مولا ہے وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور کتنا ہی اعلیٰ مدد فرمانے والا ہے (حج ۷۸)

اس لئے تمہیں حکم دیتا ہوں قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ (ممتحنہ) تمہارے لئے عظمتِ زیست کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں حُسنِ زندگی کی عظمت موجود ہے ان کی حیات ہی اَصل اسوہ حسنہ ہے۔

قارئینِ محترم! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مِلتِ ابراہیمی ہی اصل دین ہے آیات کی روشنی میں آپ دیکھ چکے ہیں اَب آیئے اِس کے چند بنیادی خدوخال چندایک پیش کیئے دیتا ہوں۔

نمبر۱۔ توحیدِ باری تعالیٰ پر کامل یقین دلیل اس کی اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ○

بے شک میری تمام توجہات کا قبلہ وہ ذات ہے، جس نے تمام کائنات کو پیدا فرمایا ہے، اور میں ہر باطل سے کٹ کر اسی کی وحدانیت میں کھویا ہوا ہوں۔

قارئینِ محترم: اس طرح کے لاتعداد دلائل ہیں، جو ملت ابراہیم کی پہلی اکائی کی بنیاد ہیں۔

نمبر۲۔ قیامِ نماز بھی ملت ابراہیم کی عبادات میں پہلی اکائی ہے دلیل اس کی:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ○

اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو نماز ادا کرنے والا بنا۔

نمبر۳۔ مِلتِ ابراہیمی کے ماحول میں حج بھی ہے، دلیل اِس کی:

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ○ (حج پارہ ۱۷)

ترجمہ اے میرے خلیل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام! لوگوں کو حج کی دعوت دو، وہ آپ کے پاس آئیں گے پیدل بھی اور اونٹنی پر سوار بھی، ہر دور دراز کی گھاٹیوں سے۔

نمبر۴۔ مسجد کی صفائی بھی ملت ابراہیمی کی ایک علامت ہے، دلیل اس کی:

وَ عَهِدْ نَآ اِلٰىٓ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○

ترجمہ: ہم نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا اور جناب اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام سے بھی کہ وہ میرے گھر کو پاکیزہ کریں طواف کرنے والوں کے لئے اِعتکاف کرنے والوں کے لئے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

محترم قارئین! لاتعداد آیات میں نشان دہی کی گئی جو اس وقت سارا اسلام ہے اس کا سارا نظام خواہ وہ عبادت پر مشتمل ہو یا معاملات پر یا اخلاقیات پر یا عقائد پر یہ سب ملت ابراہیمی پر مشتمل ہیں اور یہ سب عظمتیں ملتِ ابراہیمی میں جاری وساری تھیں اور یہ ساری کی ساری عظمتیں خاندانِ نبوت میں بدرجہ اتم موجود تھیں اور ان کے ماحولِ عظمت میں جاری وساری تھیں، اس کی وضاحت پر الگ سے ایک پوری کتاب لکھی جائے گی، مگر یہاں چند ایک عملی شواہد خاندانِ نبوت کے پیش کئے جاتے ہیں۔

توحید باری تعالیٰ ہر دین کی پہلی اکائی ہے، خاندانِ نبوت کا عقیدہ اس کا پہلا مظہر ہے، دلیل اس کی جناب سیدنا عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حضور سرورِ کائنات کی ولادت باسعادت کا علم ہوا تو آپ دوڑے دوڑے کاشانہ رحمت میں گئے۔

اپنے نورِ نظر کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر کعبۃ اللہ میں لائے، دیوار کعبہ کے ساتھ لگ کر یوں بارگاہِ قدس میں عرض کی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَعْطَانِىْ هٰذا غلام لطيّب الاردان ○

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے پاکیزگیوں اور

خوشبوؤں سے معمور اور سرخ روئی کے نصیب والا بیٹا عطا فرمایا ہے۔

پھر بولے: قَدْ سَادَ فِی الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ اُعِیْذُهٗ بِاللّٰہِ ذِی الْاَرْكَانِ حَتّٰی اَرَاهُ بَالِغَ الْبُنْیَانِ اُعِیْذُهٗ مِنْ شَرِّ ذِیْ شَنَانٍ مِنْ حَاسِدٍ وَّ مُضْطَرِبِ الْجَنَانِ ○

یہ بچہ اتنی شان والا ہے کہ جس نے اپنے پنگھوڑے میں ہی تمام کائنات کی سرداری حاصل کر لی ہے، میں اس کو اللہ رب العزت کی پناہ میں دیتا ہوں جو ہر قوت کا مالک ہے، یہاں تک کہ میں اس کو رعنا جوانی میں دیکھوں مرتبہ کمال پر پہنچا ہوا دیکھوں، اس وقت تک میں اسے ہر حاسد کے حسد سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں

دوستو! یہ توحید باری تعالیٰ کی عملی دلیل ہے، خاندانِ نبوت میں، اس طرح کے ہزاروں شواہد اور دلائل علمی ذخائر میں موجود ہیں، جن کو انشاء اللہ تعالیٰ فرصت ملی تو اس پر مستقل کتاب لکھوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آیئے ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں، حضرت سیدنا محسنِ عالمین حضور ابو محمد عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام حسنِ بے مثال میں اور ملاحتِ حسن میں شہرت بے مثال پائی تو کئی عورتوں کی آنکھیں پھٹ گئیں اگر کسی نے اپنی طرف مائل کرنے کی دعوت دی تو غیرت عبداللہ علیہ السلام نے یوں جواب دیا:

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ     وَالْحِلُّ لَا حِلَّ فَاَسْتَبِیْنَهٗ

فَكَیْفَ لِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ تَبْغِیْنَهٗ     یَحْمِی الْكَرِیْمُ عِرْضَهٗ وَدِیْنَهٗ

(خصائص الکبری صفحہ ۶۹ صفحہ البدایہ والنہایہ صفحہ ۲/۳۰۴)

آپ نے اپنی فطری عظمت کے تقدس کو یوں بیان فرمایا اے عورتو! فعل حرام کے ارتکاب سے تو مر جانا ہی بہتر ہے حلال کو بیشک میں پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے اعلانِ نکاح ضروری ہے، جس چیز کی دعوت تم دے رہی ہو یہ ممکن ہی نہیں

کہ اس کا خیال تک ہی میرے مَن میں گزرے، ہم پاک فطرت لوگ ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ عزت والے انسان اپنی عزت اور دین کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ حسین سمجھتے ہیں، واہ کیا کمال ہے، استقامت کا سبحان اللہ۔

ایک اور واضح دلیل ملاحظہ فرمائیں، جب محسنۂ عالمین حضرت سیدہ آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا مدینہ شریف سے مکّے کی طرف واپس جارہی ہیں، تو ساتھ سرکارِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں، جبکہ سرکارِ کائنات کی عمر ۵ یا ۶ سال ہے۔

حالتِ سفر میں مکہ جاتے ہوئے جب مقام ابوا پر پہنچے جناب سیدہ محسنۂ عالمین سیدہ آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا کو پیغامِ اجل آیا تو اس وقت محسنۂ عالمین سلام اللہ علیہا نے جناب رسولِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرمایا:

بَارَکَ اللّٰہُ فِیکَ مِنْ غُلَامِ
یَا ابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَۃِ الْحِمَام

ترجمہ: اے بیٹے اللہ تعالیٰ تمہیں برکتوں سے مالا مال فرمائے تو اس ذات کا بیٹا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں حاضرِ خدمت ہے۔

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَام

ترجمہ: جو کچھ تیری عظمتوں کو میں نے عالمِ خواب میں دیکھا ہے، اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے، اور درست ہے، تو پھر آپ کو تاجدار انبیاء بنایا جائے گا، لوگوں کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا جائے گا۔

مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَامِ

یہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے طے ہے، کہ آپ کو پوری کائنات کے لئے نبی بنا کر بھیجا جائے گا، حل اور حرم تک یعنی پوری کائنات میں۔

تُبۡعَثُ فِی التَّحۡقِیۡقِ وَالۡاِسۡلَامِ

آپ کو تحقیق اور اسلام کے لئے رسول بنا کر بھیجا جائے گا۔

قارئین محترم! اگلے الفاظ غور سے مطالعہ فرمائیں مائی صاحبہ فرماتی ہیں، اے میرے لختِ جگر نورِ نظر۔

دِیۡنُ اَبِیۡكَ الۡبَرِّ اِبۡرَاهَامۡ

آپ اپنے جدامجد ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے دین پر قائم رہیں کتنا واضح ارشاد ہے، ملت ابراہیم کا خاندانِ نبوت میں ہونا پھر فرمایا:

فَاللّٰهُ اَنۡهَاكَ عَنِ الۡاَصۡنَامۡ

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ بتوں سے دور رہیں بلکہ۔

اَنۡ لَّا تُوَالِیۡهَا مَعَ الۡاَقۡوَامۡ

بلکہ آپ بت پرستوں سے ہمیشہ منہ پھیرے رکھیں، ان کے قریب نہ جائیں، اپنی قوم کے ساتھ مل کر بتوں سے دوستی نہ کر لینا۔

قارئین محترم: کتنی واضح علمی شہادتیں موجود ہیں خاندانِ نبوت کا ملت ابراہیم پر ہونا، اور اسی ملت کی دعوت کے لئے امام الانبیاء کو حکم دیا گیا ہے۔

اب آیئے ہم ذرا قرآن سے چند شہادتیں پیش خدمت کرتے ہیں اور یہ واضح کر رہے ہیں کہ قرآن پاک میں ملت ابراہیم کے بارے میں کھلے لفظوں میں بیان کیا گیا ہے، کہ وہ خاندان نبوت میں جاری وساری رہی اور خاندانِ نبوت اس کا محافظ رہا، اب حیرت تو اس بات پر ہے، قرآنی آیات اور تاریخی شواہد نے جب یہ طے کر دیا ہے، کہ ملتِ ابراہیم ہی اصل دین ہے اور دینِ اسلام کی اصل اساس

ہے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی ملت کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے ، اور اسی کی تبلیغ پر آپ کا منصبی فریضہ متعین کیا گیا ہے اور یہ ملت ابراہیم خاندانِ نبوت میں پہلے سے ہی موجود ہے، تو پھر کس منہ سے مُلا اِزم خاندانِ نبوت پر کفر کی تہمت لگاتا ہے، اس شرمناک رویّے کو اپنا ایمان سمجھتا ہے، اس سے بڑا کفر اور کیا ہوسکتا ہے خاندانِ نبوت کو کفر کی گالی بکنے والو بالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافر کہنے والو خدا کے غضب سے بچ جاؤ، توبہ کرلو جانتے نہیں ہو کہ یہ نفوسِ قدسیہ مبداءِ پیکر نبوت ہیں نبی کا کلمہ بھی پڑھتے ہو، نبی کے والدین کو گالیاں بھی بکتے ہو، اس سے بڑی بے غیرتی کائنات میں اور کیا ہوسکتی ہے ، اور حرامزدگی اور کیا ہوسکتی ہے، حیاء کرو خوفِ خدا کرو، تمہارے بیان کردہ دلائل بالکل جھوٹے ہیں اُن کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ قرآنِ کریم کے خلاف ہیں جھوٹے ہیں، قرآن کے خلاف ہیں، اگر قرآن پر ایمان ہے تو پھر قرآنی شہادتوں کو مان کر ان نفوس قدسیہ کی عظمت کا عقیدہ بناؤ، ورنہ یہ دنیا بھی تمہارے لئے جہنم ہے، اور آخرت بھی جہنم ہے۔

قارئینِ محترم: اب آئیں ہم آپ کے سامنے وہ قرآنی شہادتیں پیش کرتے ہیں جو یہ بیان کر رہی ہیں کہ ملت ابراہیمی مسلسل خاندانِ نبوت کا دین رہی اور اثاثہ عظمت رہی، ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) سورۂ زخرف میں ہے جب جناب سیدنا حضرت ابراہیم علی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو دعوت دی اور ان سے کہا کہ میں تمہارے طرزِ عمل سے جو بت پرستی ہے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں ہاں رہا عبادت کا معاملہ تو اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ: جس ذات اقدس نے مجھے پیدا فرمایا ہے وہی لائقِ عبادت وستائش ہے۔ اُسی کے دستِ رحمت میں میرے لئے ہدایت کا نور

ہے۔

یہ جملے اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آئے کہ فرمایا: اے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام ہم نے آپ کی محبت کو آپ کے خاندانِ میں باقی رکھنا ہے یعنی خاندانِ نبوت نورِ توحید پر قائم و دائم رہے گا تاکہ ان کی محبتوں کا قبلہ ہمارا احسن رہے قرآن نے اسے یوں بیان فرمایا:

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (زخرف ۲۸)

(۲) ایک مشہورترین واقعہ قرآنی ہے جو زبان زدِ عام ہے جب جدُّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ قدس میں نعمت اولادی کی خواہش اور عرض کی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِيْنَ ○

اے میرے پروردگار مجھے ایک صالح بیٹا عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ پس ہم نے ان کو حوصلے والے صاحبِ فطانت صاحبِ حلم بیٹے کی بشارت دی اگلے حصے میں صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں، ترجمہ جب صاحبِ حلم بیٹا رعنا جوانی کو پہنچا جدُّ جُہدِ زندگی سے شناسا ہوا امنگیں مرتبۂ معراج کو پہنچیں تو خواب میں اشارہ ہوا اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیاری سے پیاری چیز کے قربان کرنے کا تن مَن دھن تو پہلے ہی قربان ہو چکا تھا اب پیار کا آخری مرکز وہ لختِ جگر تھا جس کو اسّی (۸۰) سال کی مسلسل دعاؤں کا ثمرہ جانا جاتا تھا جب محبوبِ حقیقی نے اسے قربان کرنے کا اشارہ کیا تو طبیعت جھوم اٹھی ارادہ فرمالیا اپنے اس ارادے کا اظہار اپنے اِکلوتے لختِ جگر سے صبح کے وقت فرمایا اس پر پیکرِ تسلیم و رضا بیٹے نے عرض کی ابا حضور آپ اسے خواب نہ سمجھئے بلکہ امرِ الٰہی

جائے گا فَافۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ جو حکم ربی ہوا ہے کر گذریئے سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ مجھے انشاللہ العزیز صابروں سے پاؤ گے، دوستو یہ کتنی بڑی استقامت ہے، دونوں شخصیتوں کی ایک ذبح کرنے پر تُل گیا دوسرا ذبح ہونے پر تُل گیا ایک بوڑھا باپ ہے اور دوسرا رعنا جوان بیٹا جو زندگی کی پُر لطف بہاروں کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے دونوں قربانی پر تیار ہونے چلے ہیں چشمِ فلک نے ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھا ہوگا، اللہ اکبر فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۝ جب دونوں آمادہ اطاعت ہو گئے تو بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا، زورِ نبوت سے چھری چلنے لگی لختِ جگر کے گلوئے نازنین پر، خلوص اپنی انتہاء کو پہنچا، اطاعت گذاری مرتبہ معراج کو پہنچی محبت کی داستان اپنے حسنِ کمال کو پہنچی تو قدرت پکار اُٹھی وَ نَادَيۡنٰهُ اَنۡ يّٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ہم نے ندا دی اے ابراہیم یار تھا تو خواب مگر آپ نے تو پیار کی حد کر دی قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡيَا تحقیق آپ نے تو دیکھے ہوئے خواب کو بھی حقیقت بنا ڈالا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ بیشک ہم مرتبہ احسان والوں پر اپنی رحمتوں کے خزانے نچھاور کر دیتے ہیں حد یہ ہے لوگو! اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓـؤُا الۡمُبِيۡنُ بیشک یہ بہت بڑی بلا و آزمائش تھی وَ فَدَيۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيۡمٍ . بس ہم نے ذبحِ عظیم کی صورت میں ایک فدیہ دیا ہے۔

اور ہم نے ان نقوشِ محبت کو تا قیامت آنے والے لوگوں میں جاری وساری رکھا وَ تَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ہم نے اسے اثاثۂ محبت و عظمت بنا کر آنے والوں کے لئے ایک نمونۂ محبت و وقار بنا کر چھوڑا ہے بس ان عظیم جذبوں پر سلام ہی ہو سکتا ہے سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ سلام ہو جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام آپ پر (صفت ۹۹ تا ۱۰۹)

قارئینِ محترم! ہے کوئی مائی کا لال جو اس کائنات میں ایسی عظیم

استقامت کی داستان رقم کرے اور نہ ہی کوئی قیامت تک کر سکتا ہے، مگر ہاں! خاندانِ نبوت نے اس رسمِ محبت کی ابتداء کی جناب حضرتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب حضرت اسمٰعیل علیہ الصلاۃ والسلام وفا کے اس دائرے سے بطیّب خاطر گذرے کائنات والوں کو بتایا رسمِ محبت کی شان کیا ہے جس پر کائنات کانپ اُٹھی لرزہ براندام ہوگئی کائنات کے باسیوں کی چینخیں نکل گئیں فرشتے ششدر رہ گئے حوریں بلبلا اُٹھیں فطرت انگشتِ بدنداں ہوگئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے بوڑھا باپ کیا کر رہا ہے فرمانبردار بیٹا صبر کی کس انتہاء کو پہنچ رہا ہے، اللہ اکبر۔

شفقتِ پدری کے جذبوں پر کس حقیقت نے غلبہ پالیا ہے دوستو کائنات محبت کے اس درجے سے آشنا نہ تھی یہ کیسی بنائے محبت ڈال دی گئی کہ یہاں رسائی کسی فرد بشر کے لئے ممکن ہی نہ رہے یہ داستانِ محبت دنیا میں عام ہوئی سنتے ہی ذہنوں کو پسینہ آجاتا ہے دل کانپ اُٹھے اس طرزِ محبت کی برکت نے کائنات کو محبت الٰہی سے بھر دیا رفتہ رفتہ وقت گذرتا گیا یہ محبت کی داستانِ عظمت لوگوں کے دماغوں میں قصّہ پارینہ بنتی گئی زمانہ کروٹیں بدلتا گیا عمریں ڈھلتی گئیں وقت گذرتا گیا لوگ اس داستانِ عظمت کو ایک پرانی بات کہہ کر سچائی سے ہٹتے گئے ساڑھے تین ہزار سال کا طویل عرصہ بیت گیا جونہی لوگ اِس طرزِ محبت سے ناآشنا ہوتے گئے بدبختی کے بھنور میں پھنستے گئے حتّٰی کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی لوگ بت پرستی کی لعنت میں گرفتار ہوگئے کیونکہ عرصۂ دراز تک نقوشِ محبتِ الٰہی کی کوئی عرب میں داستان رقم نہ ہوسکی جس سے دلوں میں وفائے الٰہی کے جذبے بیدار ہوسکیں اب کون ہو جو اُس نقشِ محبت کو تازہ کر سکے کس کی جرات ہے کہ سنتِ ابراہیمی پر عمل پیرا ہوسکے یہ بڑے جگرے کا کام ہے یہ بس اُنہیں کا حصہ تھا اس بلائے مبین کو کون گلے لگا سکتا تھا یکدم حالات نے کروٹ بدلی اس ذبحِ عظیم کی یاد تازہ کرنے کے لئے

ضرورت محسوس ہوئی کوئی ہو جو اُس نقشِ قدم پر پورا اُتر سکے یہ حوصلہ کون کرے کس میں ہمت ہے کون آگے بڑھے ہاں کوئی مصطفیٰ ہی ہو سکتا ہے جو پھر اُس طرزِ محبت کو زندہ کرے کائنات بھر میں کوئی آگے نہیں بڑھا یہ دولتِ بیدار پھر ساڑے تین ہزار سال بعد خاندانِ نبوت کے حصے میں آئی صورت اس کی یہ بنی کہ زم زم کے کنویں کی کھدائی پر مامور کیئے گئے رئیس مکہ سردارِ قریش جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ و السلام کو لوگوں نے کھدائی پر اجنبیت کا طعنہ دیا اس پر دل بھر آیا بارگاہ ذوالجلال والا کرام میں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ اُٹھ گئے عرض کی مولا اگر تو مجھے دس بیٹے دے گا تو میں ایک بیٹا تیرے حضور قربانی کروں گا چنانچہ حسب منشاء یکے بعد دیگرے دس بیٹے عطاء ہوئے جب بیٹے جوانی کو پہنچے عہد وفا یاد آیا اپنے بیٹوں میں سے اس کا ذکر کیا تو ہر ایک نے خود کو اس قربانی کے لئے پیش کیا مگر بات یہ طے پائی کہ قرعہ ڈالا جائے جس کے نام قرعہ نکلے وہ اس عظمتِ وفا کے لئے متعین ہے چنانچہ قرعہ ڈالا گیا حسنِ اتفاق یہ قرعہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نکلا یہ تمام بیٹوں سے زیادہ حسین اور لاڈلے تھے عجیب اتفاق کہ از سرِ نو جذبہ ابراہیمی اولادِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عود کر آیا یہ نفوسِ رحمت سرشار محبت ہو گئے آمادۂ عمل ہوئے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے عہدِ وفا کو سر انجام دینے لگے اپنے محبوب بیٹے کو ذبح کرنے لگے لہو میں نہلانے لگے تو پورے مکہ میں کہرام برپا ہو گیا لوگوں کی چیخیں نکل گئیں دوڑے دوڑے آئے عرض کی حضور والہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں کائنات کو کس مشکل میں ڈال رہے ہیں خدارا رحم کیجیے کس رسمِ عظمت کی بنیاد ڈال رہے ہیں کون اس پر پورا اترے گا خدارا ایسا نہ کریں اس پر بوڑھے باپ نے کمال استقامت سے فرمایا اے اہل مکہ ہٹ جاؤ یہ میرے رب کا اور میرا معاملہ ہے مجھے تیسری رائے ہرگز

قبول نہیں میں ایسا کر کے ہی رہوں گا قریش مکہ کا اصرار بڑھا معاملہ یہ طے ہوا کہ عرافہ سے اس کی بابت معلوم کیا جائے شاید وہ کوئی درمیانی راہ نکالے عرافہ نے ایک شخص کی دیت کی بابت پوچھا بتایا گیا کہ دس اونٹ ہیں اُس نے کہا کہ دس دس اونٹ کو ان کے ساتھ قرعہ میں ڈالا جائے جب قرعہ اونٹوں کے نام نکلے تو جتنے اونٹ کل قرعے میں آئیں سب کو راہِ خدا میں ذبح کر دو اس طرح مَنّت کا معاملہ پورا ہو جائے گا، یہ ذبح عظیم کا فدیہ ہو جائے گا دوستو یہ ہے وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی عملی تفسیر جو خاندان نبوت میں ملتِ ابراہیمی کا تسلسل موجود ہے قرآن نے جسے بطور واقعہ بیان کیا خاندانِ نبوت اپنے عمل سے اس کی تفسیر کر ڈالی ثابت یہ ہوا کہ ملتِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام دینِ ابراہیم کے حقیقی وارث ہی خاندانِ نبوت کے نفوسِ قدسیہ ہیں جس کی قرآن نے مزید کئی ایک مقامات پر وضاحت کی ہے، قدرے تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔

(۱) بت پرستی سے خاندانِ نبوت کا کلیۃً اجتناب قرآن اسے یوں بیان کرتا ہے: وَ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ دعائے ابراہیم یہ تھی، اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی کی لعنت سے محفوظ فرما یہ دعا قبول ہوئی کیونکہ اس کا رد نہیں آیا:

سیرت و تاریخ کے علمی شواہد یہ بتاتے ہیں کہ بعثت نبوی تک پورا خاندانِ نبوت بت پرستی کی لعنت سے محفوظ رہا گویا خاندانِ نبوت مذکورہ دعا کی تکمیل کا کامل نمونہ تھا اور آیت کی پوری عملی تفسیر بنے رہے۔

(۲) قیامِ نماز و زکوۃ بھی خاندانِ نبوت میں مسلسل جاری و ساری رہا قرآن اسے یوں بیان فرماتا ہے:

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا○

اے حبیب یاد فرماؤ جناب حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کو وہ شان والے رسول نبی تھے: وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا○ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم فرمایا کرتے تھے یہ اس دعا کا اثر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی تھی رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اے اللہ میں اپنی اولاد کو تیرے گھر میں اس لئے چھوڑ رہا ہوں تا کہ یہ نفوسِ رحمت نماز ادا کرتے رہیں مزید عرض کی: رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے اللہ مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی نمازی بنا اے ہمارے رب ہماری اس دعا کو قبول فرما۔

ایسے ہی حج کا معاملہ ہے اور دیگر اخلاقی عظمتوں کا معاملہ ہے روحانی شانوں کا معاملہ ہے ان تمام معاملات میں قرآن نے جابجا شہادتیں دیں گواہیاں دیں کہ ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے دینی اثاثوں کے حقیقی امین خاندان نبوت کے لوگ تھے ان میں کامل ملتِ ابراہیم کی اتباع رہی اور ملت ابراہیمی کو ہی اسلام کی اساس قرار دیا گیا ہے تفصیلات گذر چکی ہیں اب یہ بات سورج سے بھی زیادہ روشن ہو چکی ہے کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد اُمہات کرام تمام خاندانی نفوسِ رحمت ملتِ ابراہیم پر قائم تھے قرآن کریم کے علاوہ اور بھی علمی شواہد اور تاریخی دلائل ہیں اہل سیر نے بھی اسے خوب بیان فرمایا اتنی بڑی واضح دلیلوں کے باوجود بھی ان پر کفر کے فتوی بد ترین جہالت کے سوا کچھ نہیں ان نفوسِ قدسیہ پر تو خدا تعالیٰ بھی درود بھیجتا ہے: كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ کی شہادت ہی کافی ہے اور اس کی تعلیم خود رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے باقاعدہ دی ہے

حیرت ہے رب تعالیٰ نے ان پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے اور مُلّاں اِن کے ایمان میں شک کرتا ہے نعوذ باللہ کیا مُلاں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِن نفوسِ قدسیہ کو مقامِ مصطفائیت عطا فرمایا ہوا ہے قرآن اس کی یوں گواہی دیتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور آل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آلِ عمران کو تمام جہانوں پر فضیلت مصطفائی بخشی ہے۔

سبحان اللہ!: کمالِ بندگی اور کمالِ استقامت تسلیم ورضا کے جذبوں کو اگر کائنات میں تلاش کیا جائے ان جذبوں کے لئے پُرخلوص پیکر آپ کو ملیں گے تو وہ خاندانِ نبوت کے پیکر ہی ملیں گے یہ عظمتیں اِن نفوسِ قدسیہ کا فطری اثاثہ ہیں دیکھو جب اس طرح کی قربانی کی کائنات میں ابتداء ہوئی تو میدانِ عمل میں خاندانِ نبوت کے جوان اُترے پہلا جوان مرتبہ میں جدالانبیاء تھا خلیل اللہ تھا طبعی عمر مبارک میں اگرچہ بوڑھے تھے مگر قربانی کے جذبوں میں جوانوں کے بھی امام تھے عشقِ الٰہی کے طوفان میں فلک بوس لہروں سے آشنا ہوئے یہاں تو حضرت عشق بھی حیران رہ گیا تھا اسی سال کی چاہتوں کو نذر کیا جا رہا تھا ہوش ربا منظر خود حیران تھا یہ کیا ارادۂ عظمت ہے اُدھر رعنا جوانی والا پیکرِ نبوت باپ کا اکلوتا لختِ جگر ماں کا نورِ نظر زندگی کی پہلی اور آخری امید وہ کیا ماں تھی جس کی امنگوں کا واحد سہارا جنگلی اور بے آب وگیا وادی میں مشقت بھرے لمحات زندگی کے بیتے دنوں کے دُکھوں کا مداوا تکلیفوں بھری زندگی میں جب بہار نے منہ دکھایا ہی تھا، امید بہار بندھی ہی تھی کہ یکا یک پیغام آیا کہ نورِ نظر کو ذبح کے لئے تیار کرو واہ ماں ہاجرہ سلام اللہ علیک تیرے حوصلوں کی عظمتوں کو سلام تو نے کس ذوق سے اپنے بیٹے کو ذبح ہونے کے

لئے تیار کیا ہو گا نہلایا ہو گا تیل لگایا ہو گا دلہا بنا کر بیاہنے کے بجائے تو نے مقتل گاہ کا سہرا باندھا ہو گا ذبح گاہ کا سہرا باندھا سجا، بنا کے مقتل کا تو نے کیا نظارہ کیا ہو گا ممتا کے تن میں مچلتے ہوئے ارمانوں کو کیا کہہ کر سہارا دیا ہو گا تسلی دی ہو گی عموماً مائیں دلہوں کے ساتھ اعزاز بارات میں جاتی ہیں مگر اے عظیم ماں ذرا بتا تو سہی تو نے اپنے بیٹے کو ذبح کے لئے کن لفظوں سے الوداع کیا ہو گا اس وقت ممتا کے تڑپتے کلیجہ کا حال کیا ہو گا سانسوں کا رکنا الجھنا کیسا لگا ہو گا ذرا بتایئے ناں ماں کی روح کس طرح تڑپی ہو گی زندگی اس اذیتناک وقت میں تو آپ کو حوصلہ دینے والا بھی تو کوئی نہ تھا آپ کو حوصلہ کیسے آیا ہو گا بی بی اے جلیل القدر قدر ماں تجھے سلام تجھے سلام تجھے سلام! اے اللہ ذرا تو ہی بتا اس منظر پر تیری محبت کے تقاضوں نے تجھے کیا کہا ہو گا فرشتو بتاؤ کہیں ایسا المناک منظر دیکھا ہے؟ حورو بتاؤ کہیں ایسا اندوہ ناک منظر دیکھا ہے؟

اے آسمان بتا تو بڑا وسیع ہے تیری وسعت والے ماحول میں کبھی ایسا ہوا ہے؟ زمین ذرا تو ہی بتادے تیرے اوپر کبھی یہ انہونی ہوئی ہے؟ دوستو کہیں سے کوئی شہادت و گواہی نہیں ملے گی اگر ملے گی تو شہر مکہ میں سردارِ قریش کے گھر سے ملے گی یا میدان کربلا شریف میں ملے گی یہ ہے خاندانِ نبوت مولویو بتاؤ تم کبھی اس راہ سے گذرے بھی ہو؟ جس راہ سے تمہارا گذر ہی نہیں ہوا تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ تم اس راہ کے مسافروں پر کفر کی پھبتیاں کسو شرم کرو انہیں کا کھاتے ہو انہیں کے شکوے کرتے ہو درندو باز آجاؤ باز آجاؤ! ورنہ خود جہنم کا ایندھن بنو گے۔

دوستو اب ذرا رعنا جوان کی طرف آؤ جو آغوشِ نبوت میں پلا ہو حسن بے مثال کا شاہکار ہو تاجدارِ رُسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جدِّ کریم ہو ناز و نِعم قدم بوسی کر رہے ہوں ماں باپ کا اکلوتا لختِ جگر نورِ نظر ہو: جب عمرِ حیاتِ دنیا کے تقاضوں سے

لبریز ہوئی روشن مستقبل دہلیز پر جبین سائی کر رہا ہو عظمتیں گلے کا ہار بن کر پیش خدمت ہو رہی ہوں تو ایسے پُر لطف لمحات میں ذبح کے لئے خود کو پیش کرنا کیسا ہے؟ اور پھر بھلا سوچیئے باپ کے ارادوں کے سامنے جھک جانا اور کہنا: فَافْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ابا جی امرِ ربیؔ میں تاخیر نہ کرو میری آنکھیں باندھو پاؤں باندھو ماتھے کے بل لٹا دو اپنی آنکھیں بھی باندھو کہیں شفقتِ پدری حائل نہ ہو جائے سَتَجِدُنِیْ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ مجھے آپ صبر کی انتہاء پر پائیں گے آیئے ذرا ان حسین جذبوں کے حضور سلامیاں پیش کریں یہ فیضانِ نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی، سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی بولئے جناب ہے کسی ملاں میں یہ جذبہ؟ جب نہیں تو اس ملعون ملاں کو خاندانِ نبوت کے خلاف فتوے دینے کا کس نے حق دیا ہے دوستو اس طرح کا شریر ملاں جب خاندانِ نبوت پر بالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ کے خلاف جب آگ اگلنے لگے تو آپ پر ایمانی واجب ہے، کہ آپ اُس کے منہ پر تھوک دیں کیونکہ وہ کمینہ سرشت ہے بدطینت ہے بے حیاء ہے بے غیرت ہے اُس خاندانِ عظمیٰ کو بھونک رہا ہے جس پر اللہ تعالیٰ خدا ہو کر درود پڑھتا ہے ہو سکے تو گلا دبا دیں تا کہ اس باولے کُتے کی بھونک اہلِ ایمان کی روحوں کو زخمی نہ کر سکے اب آیئے ذرا اس فردِ رحمت کی طرف جس کو قرآن نے کَانَ اُمَّۃً کا لقب دیا ہے خلیل اللہ کے نام سے یاد فرمایا ہے مُجْتَبیٰ مُصطفیٰ مرتضیٰ کہا ہے ضعیف العمری جب اپنی انتہاء کو پہنچی تبلیغِ دین کے جذبوں نے بیقرار کر دیا اپنے بعد اسے جاری رکھنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی، سوچا اگر کوئی بیٹا ہوتا بڑھاپے کا ظاہری سہارا ہوتا کارِ نبوت میں معاون ہوتا میرے بعد اس مقدس فریضہ کو ادا کرتا اس عظیم تمنا نے بیقرار کر دیا ہاتھ اُٹھ گئے دیرینہ خواب تعبیر سے ہمکنار ہوا دلِ بیتاب کو تسکین مِلی مطلعِ نبوت پر جناب اِسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلوع

فرمایا بوڑھے باپ کی کمر کو قوت کی نوید ملی اور جب یہ امید بامِ عروج تک پہنچ رہی تھی اُدھر انگڑائی لی حُسن اور شباب نے نہایت ادب و نیاز میں جناب اسمعیل علیہ الصلاۃ والسلام کی دہلیز پر جبیں سائی کی نیاز حاصل کرنا چاہی مشیئتِ الٰہی نے ذبحِ عظیم کا تقاضا کر دیا چاہیے تو یہ تھا کہ 80 / اَسی سال کی مانگی ہوئی دعاؤں کے ثمرہ کو بچانے کے لئے نبوی اعجاز کے حوالے سے اپنی خُلّت اور جود وسخا کا حوالہ پیش کر دیتے کیئے ہوئے صدقات وخیرات کو سامنے رکھ کر دعا کر دیتے پروردگار عالم ابھی تو میں نے لختِ جگر کی کوئی خوشی بھی نہیں دیکھی دادا بننے کی خواہش دل میں لئے ہوئے ارمان مچل رہے ہیں ضعف العمری کے معاملات درپیش ہیں تو رحم کر مگر کیا بتاؤں دوستو! اُولوالعزمی فطرت تھی حنفیت کے مقام قربانی پر آمادہ کرتے تھے مگر یہ پیکرِ تسلیم ورضا استقامت کا کوہ گراں بن گیا بلا سوچے سب کچھ کرنے پر تیار ہو گیا ہر تمنا اِس ارمان سے باز رکھنے کے درمیان حائل ہوئی مگر قوّتِ نبوت سے توڑ دی حتّٰی کہ ابلیس بھی قوت بن کر سامنے آ گیا مگر اسے بھی کنکر مار کر بھگا دیا کیا جرأتِ خُلّت تھی کہ محبت ووفا میں حائل ہونے والی ہر قوت کو توڑ کر رکھ دیا۔

قارئینِ محترم! اسی طرزِ وفا کا حوالہ ساڑھے تین ہزار سال بعد اس کائنات میں پھر ایک مرتبہ رونپذیر ہوا اب بھی اس عزیمت والے کام میں اولوالعزم ذاتِ فخرِ قریش سردار قریش سیدنا جناب حضرت عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوۂ ابراہیمی میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسوۂ اسمٰعیل میں کاملاً اترے نظر آتے ہیں مگر یہاں خوابی اشارہ نہیں بلکہ عہدِ وفا کی عظمت سامنے ہے مانی ہوئی منت کی عظمت سامنے ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کی عملی تفسیر کو آج پھر سے دوہرایا جا رہا ہے۔ اللہ اکبر کبیرًا۔

یہاں بھی بوڑھا باپ اپنے نوخیز شاہکارِ حسن جمال لختِ جگر کو کئے ہوئے وعدہ کے مطابق ذبح کرنے پر تُل گیا ہے ادھر بھائیوں کی آنکھوں کا تارا ہے اُسے بچانے کے لئے ہر کوئی خود کو پیش کر رہا ہے بلکہ تمام قریش مکہ آہ وزاری کر رہے ہیں مگر پیکرِ وفا حضرت عبدالمطلب علیہ الصلاۃ والسلام باوجود اپنی طبعی نقاہت کے پھر بھی جذبوں میں جواں نظر آتے ہیں کسی بھی تعبیر وتاویل کو قبول نہیں فرمارہے اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے کشاں کشاں آگے بڑھ رہے ہیں چھری ہاتھ میں مضبوطی کے ساتھ پکڑی ہوئی ہے آستینیں اوپر چڑھائی ہوئی ہیں جلال وہیبت کا یہ پیکر مسلسل آگے بڑھ رہا ہے ادھر لختِ جگر محسنِ عالمین نیاز ادب میں گردن جھکائے ہوئے ہیں زندگی کے حسین ارمان سامنے آرہے ہیں مگر بے نیازی کے ساتھ تعمیلِ ارشاد میں جواں فطرت جواں جذبوں کے ساتھ آگے ذبح ہونے کے لئے بڑھ رہے ہیں، جوانی کی تمناؤں کو روندتا ہوا یہ رعنا نوجوان اپنی خاندانی اولوالعزمی پر جما ہوا ہے ایک بال برابر بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ساڑھے تین ہزار سال قبل ایک بیدار جذبے نے خود کو ذبح ہونے کے لئے رضائے الٰہی میں پیش کر دیا تھا آج اسی روایت کو پھر سے دوہرایا جارہا ہے اور خود کو ذبح ہونے کے لئے خود تیار ہو کر پیشِ خدمت کئے ہوئے ہے اور یہ دونوں نفوسِ محترم خاندانِ نبوت کے عظیم سپوت ہیں اسی منظر ہائے عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس عظمت کو اِن الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے فرمایا: اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں اس تاریخی حقیقت کو بطور عظمت بیان فرمایا لیکن یہ دونوں نفوسِ رحمت فدیہ دے کر بچالئے گئے مگر ان کی حقیقی عملی تکمیل کربلا معلیٰ میں ہوگئی جسے بیان کرنے کے لئے مجھ میں اب ہمت ہی نہیں۔

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ ○

یہ ہے خاندانِ نبوت کا بے مثال عظیم تاریخی کردار جسے قرآن نے کھول کر بیان فرمایا۔

## نورانی نسب اور اس کی شرافتیں

قارئین محترم: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب مبارک کائنات کی پاکیزگیوں اور طہارتوں کی اعلیٰ معراج پر ہے، جس کی قرآن نے یوں شہادت دی

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنفُسِکُمْ الآیۃ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے، اے کائنات کے باسیو، تحقیق تمہارے پاس وہ شان والے رسول تشریف لائے جو کائنات کے نفیس ترین لوگوں سے ہیں ان کا خاندانی مقام یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نے ان کو ان لوگوں میں سے گزارا جن کے اخلاق و کردار، سیرت، شخصیت، طبع، دانائی، فکر، تدبر کائنات کے باسیوں کے لئے معیارِ عظمت بنے رہے ان کی اخلاقی روحانی نفاستوں نے کائنات کو حسنِ زندگی کی روشنی سے منور فرمایا، پاکیزہ اخلاقی اقدار ان کا خمیر رہیں۔

توحیدِ باری تعالیٰ کا نور ان کے عقیدے کی بنیادی اکائی رہی، حُسنِ معاشرت اِن کا طرزِ زندگی رہا، گویا ہر عظمتِ حیات ان کو میسر رہی، اس خدائی شہادت کے بعد فرشتوں کے رسول جناب حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک عظیم شہادت دی:

(1) قَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا فَلَمْ اَجِدْ رَجُـلًا مِنْ بَنِیْ اَبٍ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَّلَمْ اَرَ بَیْتًا خَیْرًا مِّنْ بَیْتِ بَنِیْ ھَاشِمٍ○

حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے کائنات کے سارے مشرق اور سارے مغرب دیکھے گویا پوری کائنات کا چپہ چپہ دیکھا جستجو کرتا رہا کسی حسنِ عظمت کی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا بے مثل و بے مثال کہیں نہیں پایا، ولم ار بیتاً مِن بیت بنی ھاشم اور خاندانِ نبوت جیسا پوری کائنات میں عظمتوں کی معراج کے اعتبار سے کوئی خاندان نہیں دیکھا، یہ کتنی عظیم شہادت ہے خاندانِ نبوت کے تقدس اور شرافت کی اسی لئے کسی صاحبِ ذوق نے اس حدیث کو نظم کر کے یوں بیان فرمایا ؎

آفاقہا گردیدہ اَم — مہرِ بتاں ورزیدہ اَم
بسیار خوباں دیدہ اَم — ولیکن تو چیزے دِیگری

اس حدیث میں دو جملے انتہائی قابلِ غور ہیں فَلَمْ اَجِدْ میں لم جو ہے یہ ماضی منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے اور گویا مطلب اس کا یہ ہوا کہ کبھی ایسا ہوا ہی نہیں جب سے زمانے کی اکائی شروع ہوئی تب سے لیکر تا قیامِ قیامت جناب جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی نگاہِ نور نے مصطفیٰ کریم علیہ الصلاۃ والسلام جیسا اور ان کے خاندان جیسا عظمتوں سے معمور نہ کوئی فردِ بشر دیکھا اور نہ کوئی خاندان، حالانکہ ان کی قوتِ پرواز ایک لمحے میں پورے جہان کا انگ انگ چھان سکتی ہے مگر اسے بھی کروڑوں سال سے اربوں سال تک نہ مصطفیٰ جیسا پیکرِ عصمت نظر آیا اور نہ ہی خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کوئی شان والا خاندان نظر آیا، اسی عنوان کو زبانِ رسالت نے بھی بیان فرمایا رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اس عظمت کو بڑے اہتمام کے ساتھ خطبے میں بطور تشخص بیان فرمایا، اس کی روایت یوں ہے:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ

آلِهٖ وَ سَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ اِلْيَاسِ بْنِ مُضَرِ بْنِ نَـزَّارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانِ وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ خَيْرِهِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَىَّ فَلَمْ يُصِبْنِىْ شَىْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَبِىْ وَاُمِّىْ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُكُمْ اَبًا وَّ اُمًّا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاندانی عظمت کو خصوصی ترتیب کے ساتھ بیان فرما کے ارشاد فرمایا جب لوگوں کو وجود دیا گیا تو مجھے سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ لوگوں کے طبقہ، عظمت میں رکھا گیا میں ابتدائے آفرینش سے لیکر انتہاء تک تمام پاکیزہ طیب وطاہر پشتوں سے گذرتا ہوا آیا ہوں، جناب آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام سے لیکر جناب عبداللہ علیہ السلام تک تمام نفوسِ قدسیہ پاکیزگیوں ،طہارتوں اور لطافتوں، شرافتوں کی اعلیٰ معراج پر فائز رہے، اور یوں ہی جناب حوا علیہا الصلوٰۃ والسلام سے لیکر میری والدۂ کریمہ محسنۂ عالمین سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا تک تمام نفوسِ رحمت عفت، عصمت، طہارت شرافت کا معیار رہیں......اور غور سے سنو! اَنَا خَیْرُکُمْ نسبًا یہ جملہ پوری کائنات سے بھی بڑا ہے فرمایا میرا نسب تمام انساب سے اعلیٰ اور پاکیزہ اور بہتر ہے لفظ خیر مطلق آیا ہے مطلب تمام بھلائیاں جو کارخانۂ قدرت میں تھیں سب کو خدا نے سمیٹ کر میرے خاندان کو بخش دیں اور ہاں خصوصی یہ جملہ اَنَا خَیْرُکُمْ اَبًا یہ جملہ یہ بطور خاص فرمایا میرا باپ پوری کائنات انسانیت کے عظیم انسانوں میں سے عظیم انسان ہے اس جملے

میں اقتضاً حضور کی پیاری اماں جان بھی مراد ہیں، (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ۳۵۵)

اور اسی عنوان کو ایک اور خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ورا پنے بیان کردہ اسلوبِ بیان میں قرآنی آیات کو بطور حوالہ بیان کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

فرمایا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ تَقْسِیْمَیْنِ ○

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے مخلوق کو ابتداء ہی سے دو حصوں میں تقسیم فرمایا، فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمَا مجھے اللہ نے اِس طبقہ انسانیت میں جو سب سے اعلیٰ لوگ تھے تمام عظمتوں کے شاہکار تھے مجھے اللہ نے ان میں رکھا، اس بیان کی توثیق کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات نے قرآن کا حوالہ دیا:

وذٰلکِ قولہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ، کیا ہی شان والے ہیں داہنے ہاتھ والے یعنی جنت والے، اور بہت ہی بلند ہیں اہل جنت، وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحَابُ الشِّمَالِ، بہر حال جو بائیں ہاتھ والے یعنی اہلِ جہنم کتنے ہی برے حال میں ہیں اہلِ جہنم، فرمایا ان ہر دو طبقوں میں سے، اَنَا مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ، میں اصحاب یمین میں سے ہوں، یعنی میرے تمام آباء واجداد اہل جنت ہیں اور حد ہوگئی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَ اَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ، اور میں اصحاب یمین میں سے یعنی اہل جنت میں سے جو سب سے ارفع واعلیٰ مقام پر ہیں جو ان میں سے بھی بلند و بالا ہیں میں ان سے ہوں پھر مضمون کی وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا: ثُمَّ جَعَلَ

الْقِسْمَيْنِ ثَلَاثًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهَا ثَلْثًا پھران دوحصوں کو تین میں تقسیم کیا اللہ تعالیٰ نے اسے یوں بیان فرمایا: اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ، اہل جنت کتنے ہی بلند وبالا ہیں، بہت ہی شان والے ہیں: وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ، اور بائیں جانب والے یعنی اہل دوزخ کتنے ہی پستی میں ہیں، اب تیسرا گروہ بیان ہوتا ہے اور وہ اصحابِ یمین کے اعلیٰ ترین لوگوں سے بھی اعلیٰ ترین ہیں، قرآن نے اسے یوں بیان فرمایا:

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اور قرب وحضورِ الٰہی میں سبقت لے جانے والے، ان میں سے جو سب سے آگے ہیں اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہی قرب وحضورِ الٰہی میں حضوری پانے والے ہیں فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ یہی جنت کے اعلیٰ درجوں میں سب سے بلند وبالا ہیں، فَاَنَا مِنَ السّٰبِقِیْنَ، اور میں قرب وحضورِ الٰہی میں سب سے آگے بڑھ جانے والوں میں سے ہوں، بلکہ وَ اَنَا مِنْ خَیْرِ السّٰبِقِیْنَ، میں سب سے آگے قرب وحضورِ الٰہی میں جو حضوری پانے والے ہیں ان میں سے جو سب سے اعلیٰ وبالا ہیں میں ان میں سے ہوں۔

قارئین محترم! حدیث کے مندرجات میں بار بار غور فرمائیں، آپ کو خاندانِ نبوت کی عظمتوں کا اندازہ ہو جائے گا، والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ ان تمام نسبتوں کا خلاصہ ہیں اس حدیث کا تدریجی منظر یہ بتا رہا ہے کہ اس بزم ہستی میں والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرب وحضورِ الٰہی میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، اور اللہ انہیں اپنے حرم ناز میں بٹھا کر ان پر درود پڑھتا ہے، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آبَاءِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَ سَلِّمْ ۝

پھر اسی مضمون کو مزید وسعت دی فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَائِلَ، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات نے کائنات کے باسیوں کو

قبائل میں تقسیم فرمایا: فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھَا قَبِیْلَۃً مجھے تمام قبائل سے بہترین عظمت وشان والا قبیلہ عطا فرمایا، وذٰلک قولہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے جس کو بطور دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا: وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ہم نے قبائل تعارف کی بنیاد پر تم میں قائم کئے (تاہم) اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بے شک تم میں صاحب تکریم اللہ کے ہاں وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے پھر فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ نے کامل علم اور کامل خبر کے ساتھ یہ فیصلہ فرمایا ہے، ارشاد فرمایا:

وَ اَنَا اَتْقٰی وُلْدِ آدَمَ میں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ متقی ہوں، وَ اَکْرَمُھُمْ عَلَی اللّٰہِ، اللہ کے حضور سب سے زیادہ صاحب تکریم ہوں، وَ لَا فَخْرَ، مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا، پھر فرمایا، ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَآئِلَ بُیُوْتًا اللہ تعالیٰ نے قبائل کو گھروں میں تقسیم فرمایا: فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھَا بَیْتًا مجھے سب سے عظیم گھر اور گھرانہ عطا کیا، دلیل اس کی یہ ہے (وذٰلک قولہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ کا یہ قول: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۝ الاحزاب

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے یہ طے ہی فرمالیا ہے اے اہل بیت نبوت تم سے ہر پلیدی کو دور رکھے، اور تمہیں پاکیزگیوں کی معراج عطا فرمائے، جس طرح معراج عطا کرنے کا حق ہے، پھر فرمایا: فَاَنَا وَ اَھْلُ بَیْتِیْ مُطَھَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ میں اور میرے تمام گھر والے عصمتوں کی اعلیٰ معراج پر ہیں (دلائل النبوۃ للبیہقی ۷۶)

قارئینِ محترم! درج بالا حدیث کے مندرجات نے طے کر دیا کہ خاندانِ نبوت بالخصوص والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہما الصلاۃ والسلام کے تقدس کو بیان کرنا اور ان کی شرافتوں کا یقین رکھنا اور ان کی

بزرگیوں کا اعتماد و اعتقاد کرنا خود امام الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا معمول شریف رہا ہے اور اس کا سننا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول رہا ہے اور ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اسے خصوصیت کے ساتھ منبرِ نبوت پر نبوی زبان سے بیان کرنا آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت ہے اور ان کے تقدس میں قرآنی آیات کو بطورِ حوالہ اور دلیل مؤثر کے طور پر بیان کرنا بھی سنتِ نبوی ہے، بلکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کے مقامِ مصطفائیت کو بار بار زبانِ نبوت سے بیان فرمایا ہے جس کی دلیل حسبِ ذیل حدیث پر غور فرمائیں عن واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا:

وَيَقُوْلُ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَ اصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَ اصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَ اصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ (صحیح مسلم ۴۳۱۹)

وفی روایۃ وَ اصْطَفَا مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، ثُمَّ اصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۞ سیرت طیبہ ۲۷،۲۶ بیروت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم سے عبد المطلب کو اور عبد المطلب سے مجھے مصطفیٰ بنایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنے آبا واجداد کی مصطفائیت بیان کر ہی رہے تھے کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حاضرِ خدمت ہوئے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلَ لُوْطًا وَ اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۞ آل عمران آیت ۳۳

بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات نے مصطفیٰ بنایا جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور آلِ ابراہیم علیہ السلام یعنی خاندانِ نبوت اور آل عمران علیہ السلام کو تمام جہانوں پر مرتبہ وفضیلت وشرافت بخشا اور پھر برملا اعلان فرمایا: وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اے محبوب میں آپ کے تمام بیان کردہ مصطفاؤں کو سلام کرتا ہوں یہ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى میں، آپ کو بھی حکم دیتا ہوں کہ آپ بھی اللہ کے لئے حمد بیان کریں اور میرے تمام مصطفاؤں پر سلام بھیجیں، (سورۂ نمل آیت نمبر ۵۹)

قارئین محترم! بیان کردہ آیات نے ایک عظیم گرہ کھولی ہے خاندانِ نبوت کی مصطفائیت کا اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے اور ان کو بیان کرنا بھی فرض ہے اور ان کو سننا بھی فرض ہے اور ان کے ذکرِ پاک کو باقاعدہ بیان کرنا بھی فرض ہے کیونکہ مشیتِ الٰہی نے انہیں عنوان بنا کر بیان فرمایا ہے، اور تاجدار انبیاء کو پابند فرمایا ہے کہ وہ بھی بیان کریں، کیونکہ بیان کردہ آیت کی دلالت اور ثبوت دونوں قطعی ہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بھی معمول رہا ہے سیرت وحدیث کی ۱۲۸ کتب میں بالاہتمام مذکور ہے، حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ جس کو پہلے بھی وجہ تالیف میں بیان کیا گیا ہے، حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو سننے کے لئے باقاعدہ اہتمام فرماتے، ارباب ذوق کو جمع کرتے اور سواد بن قارب کو پورے اہتمام کے ساتھ بلاتے اور ان سے اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنتے، سواد بن قارب فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا کہ اچانک رات ڈھلے ایک جن آیا، اس نے مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا قُم، اُٹھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضائے مکہ میں اپنی نبوت ورسالت کا اعلان فرمادیا ہے ان کا نسبی تعلق لوئی بن غالب سے ہے میں نے پرواہ نہ کی، اگلی رات پھر ایسا ہی ہوا۔

تیسری رات پھر ایسا ہی ہوا، وہ جن مجھے ابھارتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت ڈال دی، پس میں نے اپنی سواری پر پلان گسا اور تہبند باندھی، میں مکہ میں داخل ہو گیا، لوگوں سے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مکہ میں جلوہ افروز ہیں، طبیعت میں شدید چاہت نے انگڑائی لی، سرشاری کے عالم میں حرم مکہ میں داخل ہوا ہی تھا کہ فوراً رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بول اٹھے، کیا خوبصورت جملے ارشاد فرمائے:

قَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا سَوَادُ بْنَ قَارِبٍ ،

اے سواد بن قارب تجھے اللہ کا نبی خوش آمدید کہتا ہے میں شرمندۂ احسان ہوا سوچ ہی رہا تھا کہ عرضِ مدعا کیسے بیان کروں، تو فوراً زبانِ نبوت پھر گویا ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

قَدْ عَلِمْنَا مَا جَاءَ بِكَ، اے سواد بن قارب تو اپنے منہ سے عرض نہ کرنا ہم جانتے ہیں تو کیوں آیا ہے، تجھے کیا چیز کھینچ لائی ہے، ہم تیرے من کی دنیا دیکھ چکے ہیں، ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں، ہم سب کچھ جانتے ہیں، تیرے دِل کی آواز کیا ہے، ہم تو دلوں میں اُبھرنے والے ہر احساس کو جانتے ہیں، جب نوبت بایں جارسید، تو میں اے امیر المؤمنین بے خود ہو گیا، حسنِ بے مثال کی لذتوں نے مجھے مخمور کر دیا، وارفتگیٔ ذوق نے مجھے مست کر دیا، پھر میں بے ساختہ بول اُٹھا:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ قُلْتُ شِعْرًا فِيْ شَانِكَ فَاسْتَمِعْ مِنِّيْ ○

آقا میں نے آپ کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں اجازت ہو تو سناؤں، تو آقا علیہ السلام نے اجازت عطا فرمائی، یا امیر المؤمنین میں اپنے اشعار میں اپنے اوپر حالات وواردات کا ذکر کرتا رہا، اور حضور کی مدح سرائی کرتا

رہا جب میں اس شعر پر پہنچا:

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ

وَ اَنَّكَ مَامُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٖ

بے شک میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رب نہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام غیب کے خزانوں کا امین بنایا ہے کوئی غیبی حقیقت آپ سے پوشیدہ نہیں،

وَ اَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَ سِيْلٌ

اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَائِبِ

اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں کائنات کے باسیوں کے لئے رسولوں کے قریب تر وسیلہ ہیں، اے کریموں اور پاکوں کی اولاد، اے معزز ترین پاکیزہ لوگوں کی اولاد، اے بزرگ ترین اور عظیم ترین خانوادے کے بیٹے، اے سخی حضرات کے لخت جگر، اے باوقار لوگوں کے منظور نظر، اے امیر المؤمنین جب میں اس کلام پر پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکر رحمت میں محبت کی ایسی بہار آئی، کہ

وَ ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

آقا علیہ السلام اِس شان سے ہنسے کہ دندانِ مبارک سارے کھل گئے، اتنے کھلے، ظاہر ہوئے کہ آخری ڈاڑھ مبارک تک نظر آنے لگے، جس سے میں نے یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے انتہا خوشی ہوئی، اپنے آباء واجداد کی عظمت سُن کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی سے جھوم اُٹھے اور ارشاد فرمایا:

قَدْ اَفْلَحْتَ يَا سَوَادُ بْنَ قَارِبٍ

اے سواد بن قارب تو دونوں جہانوں میں فلاح پا گیا، کامیاب وکامران

ہو گیا، تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سواد آقا کے قریب ہو جاؤ، تو میں مسلسل قریب ہوتا گیا کیفیت یہاں تک پہنچی۔

فَفَرِحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ وَ اَصْحَابُہٗ بِاِسْلَامِیْ فَرَحًا شَدِیْدًا حَتّٰی رُئِیَ فِیْ وُجُوْھِھِمْ ○

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائے کرام علیہم الرضوان کی مدح سرائی اور میرے اسلام لانے پر خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ صحابہ کرام انتہا سے بھی زیادہ خوش ہوئے، اتنے خوش ہوئے کہ ان کے چہروں سے خوشی کا نور جھلکتا نظر آتا تھا۔

قارئین محترم: اس روایت نے یہ راز کھول دیا کہ عظمتِ والدینِ مصطفیٰ کے تذکروں سے مزاجِ نبوت میں شدید خوشی ہوتی ہے، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ پورے اہتمام کے ساتھ سُنتے تھے، اور ذوق فراواں حاصل کرتے تھے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

خَرَجْتُ مِنْ نِّکَاحٍ وَ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِن لَّدُنْ آدَمَ اِلٰی اَنْ وَ لَدَتْنِیْ اُمِّیْ○

فرمایا میرے خاندانی پس منظر کے تمام سلسلۂ نور کے نفوسِ قدسیہ نے نکاح فرمایا ہے میرا وجود کسی بے راہ روی سے منتقل نہیں ہوا، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر میری پیاری اماں جان تک، اور فرمایا: فَلَمْ یُصِبْنِیْ مِنَ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْءٌ، ابتدائے آفرینش سے لیکر تا انتہائے ولادت میرے جملہ آباء اور جملہ امہات کو جاہلیت کی بدعقیدگی کی پلیدی اور غیر اخلاقی آلودگی نے کبھی چھوا تک نہیں، یعنی ان کے قریب تک نہیں آئی، تمام نفوسِ رحمت اعتقادی عظمتوں اور

اخلاقی شرافتوں کے ساتھ معمور رہے، بلکہ ان حقیقتوں کے معیار رہے پھر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تبارَکَ وَتعالیٰ خلَقَ السَّمٰوٰتِ فَاختارَ العُلیا فَاَسکَنَھا مَنْ شَاءَ مِنْ خَلقِہٖ ثُمَّ خَلَقَ الخَلقَ فَاختارَ مِنَ الخَلقِ بَنِی آدَمَ وَاختارَ مِنْ بَنِی آدَمَ العَرَبَ ○ (المطالب العالیہ، ۴۳۰۵)

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ہر بلند چیز کو اس میں ٹھہرایا۔ پھر اپنی مخلوق کو تخلیق کیا، پھر تمام مخلوق سے اولادِ آدم کو عظمتوں کے لئے پسند فرمایا۔، پھر اولادِ آدم سے عظمتوں کے لئے عرب کو منتخب فرمایا: وَاختارَ مِنَ العَرَبِ مُضَرَ، پھر تمام عرب سے عظمتوں کے لئے میرے جدِّ کریم حضرت مُضر کو منتخب فرمایا: وَاختارَ مِنْ مُضَرَ قُرَیشًا، اور مُضر سے قریش کو عظمتوں کے لئے پسند فرمایا: وَاختارَ مِنْ قُرَیشٍ بَنِی ھَاشِمٍ، اور قریش سے بنی ہاشم کو عظمتوں کی معراج بخشی وَاختارَنِی مِنْ بَنِی ھَاشِمٍ اور مجھے سب سے بلند وبالا مرتبۂ عظمت بخشا، گویا میری ابتداءِ فطرت بھی بلندیوں سے شروع ہوئی، اور انتہائے فطرت بھی بلندیوں پر فائز ہے۔ فَاَنَا مِنْ بَنِی ھَاشِمٍ، اور میں بنی ہاشم سے ہوں، مِنْ خِیارٍ اِلیٰ خِیارٍ میں بنی ہاشم سے ہر صاحبِ عظمت ووقار سے منتقل ہوتا ہوا، ہر صاحبِ عظمت ووقار کی پشتوں اور صلبوں سے گذرا۔

حَتّٰی انتَھَیتُ اِلیٰ اُمِّی وَاَبِی، یہاں تک کہ میرے سفرِ عظمت کی تکمیل سب سے اعلیٰ ماں محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ اور سب سے عظیم باپ محسنِ عالمین جناب ابو محمد عبد اللہ بن عبد المطلب علیہما الصلاۃ والسلام پر ہوئی۔ فَمَنْ اَحَبَّ العَرَبَ فَبِحُبِّی اَحَبَّھُمْ جس نے بھی میرے خاندانِ عالیہ سے محبت کی، اس نے میری محبت کی وجہ سے محبت کی، اور میں ہر محبت کرنے والے سے محبت کرتا ہوں۔ کیونکہ اس نے میرے خاندان سے محبت کی، فَمَنْ اَبغَضَ العَرَبَ

فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ، جس نے میرے آباء واجداد سے بغض رکھا خصوصاً والدین کریمین سے بغض رکھا، اس نے میری ذات سے بغض رکھا، اور میری شدید ناراضگی کا اسے سامنا کرنا پڑے گا۔

نوٹ: اِس حدیث کے مندرجات میں دو باتیں انتہائی قابلِ غور ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مشروط ہے آبائے مصطفیٰ کی محبت سے بالخصوص والدین مصطفیٰ سے گویا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا چاہتا ہو (جو کہ اصل ایمان ہیں) وہ پہلے والدین رسول اور خاندانِ نبوت سے محبت کرے، ورنہ اس کے ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۲) جس نے ان نفوسِ قدسیہ سے بغض رکھا، یقیناً وہ خدا کے غضب کا شکار ہوگا، کیونکہ خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غضبناک ہوتے ہیں۔

(المستدرك على الصحيحين للحاكم ج۲)

مزید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا:

مَنْ اَنَا؟ بتاؤ میں کون ہوں؟ فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، آپ نے منبر پر چڑھ کر ارشاد فرمایا، اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات نے مخلوق کو پیدا فرمایا، تو مجھے سب سے عظیم طبقہ میں رکھا، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً پھر مجھے سب سے اعلیٰ اور عظیم الشان مرتبے والے لوگوں میں رکھا، ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَائِلَ، پھر قبائل

بنائے ،فَجَعَلَنِی فِی خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً ، مجھے ان میں سے عظیم قبیلے میں رکھا،ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات نے ان کے گھر بنائے ،اور پھر سب سے بڑی عظمت والا گھر مجھے عطا کیا،وَ خَیْرِهِمْ نَسَبًا اور سب سے عظیم اور بہترین نسب مجھے عطا کیا(ہٰذا حدیث حسن سنن ترمذی الجامع الصحیحین ۳۵۳۷)

اس حدیث میں بھی نورانی نسب کی عظیم شرافت معلوم ہوئی ،تو مقتضائے قرآن وحدیث یہ بتا رہے ہیں کہ نسبِ نبوی کی شرافت وعظمت پر یقین رکھنا فرض ہے

وَ فی روایة اَنَاخَیْرُکُمْ بَیْتًا وَخَیْرُکُمْ نَفْسًا، میں تم میں سے ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور اہل خانہ کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں ،یعنی میرا خاندانی پس منظر سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے ایک روایت میں یوں آتا ہے:

کِندہ قبیلے سے ایک وفد آیا انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی اَنْتَ مِنَّا آپ ہم میں سے ہیں؟

فَقَالَ النَّبِیَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْفُوْ اُمَّنَا وَلَا نَنْتَفِیْ مِنْ اَبِیْنَا نَحْنُ وَلْدُ النَّضَرِ بْنَ کَنَا نَةَ ہم تو صرف نضر بن کنانہ سے متعلق ہیں ہم اپنے خاندانی ماں باپ کے علاوہ کسی اور نسب سے منسوب ہونا پسند نہیں کرتے ،سبحان اللہ کیا شان ہے خاندانِ نبوت کے تقدس کی (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۱۴۸،)

ایک روایت میں: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب اَنَا اَعْرَبُ الْعَرَبِ وَلَدَتْنِی قُرَیْشٌ وَنَشَاْتُ فِی بَنِی سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ فَاَنّٰی یَاْتِیْنِی اللَّحْنُ ؟

بیشک میں سچا نبی ہوں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں تمام عرب سے بلند وبالا ہوں قریش نے مجھے جنم دیا اور میں بنی سعد بن بکر میں پروان چڑھا (ایضًا ،۵۲۹۷)

خاندانِ نبوت کے لئے مشیئتِ الٰہی کا خصوصی اہتمام ملاحظہ فرمایئے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام جہاد پر نکلے، آپ کا زمانۂ اقدس تھا جس قوم پر جہاد فرمایا اس قوم کے بعض قبائل میں حضرت معد بن عدنان کی اولاد بھی تھی جو کہ نسبِ نبوت میں بنیادی اکائیاں تھیں، موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا جب ان سے سامنا ہوا، جنگ ہوتی رہی مگر فتح نہ مل سکی آخر کار حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، عرض کی پروردگار عالم یہ معد کی اولاد میرے لشکر تہس نہس کر رہی ہے، اس کو توڑ دے، آواز آئی اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ، موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی یَا مُوْسَی بْنَ عِمْرَانَ لَا تَدْعُ عَلَیْھِمْ خبردار ان کے خلاف دعا نہ کرو (کیونکہ) فَاِنَّہٗ مِنھُمُ النَّبِیُّ النَّذِیْرُ الْبَشِیْرُ بِجَنَّتِیْ○

اس کی اولاد میں سے سراجًا منیرًا کی شان والے محبوب بشیر و نذیر بن کر تشریف لا رہے ہیں اور ان کی عظمت یہ ہوگی کہ ان کی امت امتِ مرحومہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑے رزق پر بھی راضی ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا، یہ خصوصیت ہے اس امت کی فَیُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ مَنْ یَّقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اللہ تعالیٰ امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف لا الٰہ الا اللہ کہنے پر جنت کا مالک بنا دے گا (وجہ اس کی یہ ہے کہ) لِاَنَّ نَبِیَّھُمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یہ اس لئے کہ ان کے نبی محسن عالمین حضرت عبداللہ کے لختِ جگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے، عبدالمطلب علیہ الصلاۃ والسلام کے پوتے ہوں گے۔

قارئین محترم: کیا خوب عظمت ہے خاندانِ نبوت کی، پھر فرمایا وہ نبی اس شان کے ہونگے اَلْمُتَوَاضِعُ فِیْ ھَیْئَتِہٖ وہ بارگاہِ قدس میں سراپا انکسار ہوں گے اپنی صورت کے اعتبار سے، اَلْمُجْتَمِعُ لَہُ اللُّبُّ فِیْ سُکُوْتِہٖ۔ وہ اپنی خاموشی میں کمالِ شعور کی معراج پر ہوں گے، یَنْطِقُ بِالْحِکْمَۃِ۔ جب وہ بولیں گے تو ان کی ہر بات دانائی کا معیار ہوگی اور وہ اسرارِ الٰہی کی حکمتوں کو کھول کھول کر بیان کریں گے حکمت کے موتی بکھیریں گے، وَیَسْتَعْمِلُ الْحِلْمَ، اور دانش ان کا طواف کرے گی، اَخْرَجْتُہُ مِنْ خَیْرِ حَبْلٍ مِنْ اُمَّتِہٖ قُرَیْشًا، میں ان کے خرام ناز کا اہتمام قریش کے عظیم الشان لوگوں سے کروں گا، کائنات کے جلیل القدر لوگ ان کا خاندانی پس منظر ہوں گے، ثُمَّ اَخْرَجْتُہُ مِنْ ھَاشِمٍ صَفْوَۃً قریش پھر میں بنی ہاشم سے ان کو لاؤں گا بنو ہاشم پورے قریش کے لئے جلالتِ شان ہوں گے، فَھُوَ خَیْرٌ مِّنْ خَیْرٍ اِلٰی خَیْرٍ یَصِیْرُ، پس وہ لوگ وہ ہوں گے جن کے دامن میں کائنات کی ہر بھلائی ہوگی، اور وہ سب سے بھلے ہوں گے۔ اور اس بھلائی کا تسلسل تمام نسلِ نبوت میں جاری رہے گا تا آنکہ اس بزم عالم کے سب سے عظیم سب سے حسین صاحبِ وجاہت، صاحبِ حشمت و وقار شخص جن کا نام نامی اسمِ گرامی محسنِ عالمین ابو محمد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما الصلوٰۃ والسلام ہوگا، وَاُمَّتُہُ اِلٰی خَیْرٍ یَصِیْرُوْنَ اور اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر بھلائی سے سرشارِ عظمت ہوں گے (المعجم الکبیر للطبرانی، ۷۴۷۲)

اس حدیث کے راوی خود امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، اور خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائے ذُوالجلال سے سنا کیا خوب روایت ہے ایک حدیث خاندانِ نبوت کا تقدس یوں بیان کرتی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا وَلَدَنِیْ مِنْ سِفَاحِ اَھْلِ الْجَاھِلِیَّۃِ شَیْءٌ ○

میرے نسب کی طہارت کا کمال یہ ہے کہ میں تمام آباء کی پشتوں سے اور تمام امہات کے رحموں سے نکاح کی عظمت کے ساتھ آیا ہوں جاہلیت والوں کا شائبہ تک نہیں ہے، میری نسل کی طہارت میں اور سن رکھو، وَ مَا وَلَدَنِیْ اِلَّا نِکَاحٌ کَنِکَاحِ الْاِسْلَامِ، میں اسلامی نکاح کے مرتبۂ عظمت میں منصۂ شہود کی طرف محوِ خرام رہا، دوستو حدیث کے اس جملے نے بطور نص بات کھول دی کہ اسلام حضور کی ساری نسلِ پاک میں جاری رہا، اور خاندانِ پاک کے ماحول میں اسلام رہا، اب ان کے اسلام میں شک کرنا تو کفر سے بھی بدتر کفر ہے (المعجم الکبیر للطبرانی، باب کرامۃ اصلہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۰۶۱۷)

غیرت نبوت اور خاندانی عظمت، عن العباس رضی اللہ عنہ قال، حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ قُرَیْشًا اِذَا الْتَقَوْا لَقِیَ بَعْضُھُمْ بَعْضًا بِالْبَشَاشَۃِ○

میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک قریش جب آپس میں ملتے ہیں تو بڑے ہشاش بشاش چہروں سے ملتے ہیں خوش ذوقی اور خوش طبعی سے ملتے ہیں وَ اِذَا لَقُوْنَا جب بھی ہمارے سامنے آتے ہیں ہم سے ملاقات کے لئے لَقُوْنَا بِوُجُوْھِھِمْ لَا نَعْرِفُھَا وہ ہم سے تو اجنبیوں کی طرح ملتے ہیں فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَضَباً شَدِیْدًا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید غصہ آیا اور سخت غضبناک ہوئے، ثُمَّ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ اِلْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کائنات کے باسیوں کے دل میں اس

وقت تک ایمان داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تم سے محبت نہ کرے یعنی خاندانِ نبوت سے محبت نہیں کریں گے ان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا، حَتّٰی یُحِبَّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُهٗ، حالانکہ اللہ اور اس کا رسول بھی تم سے محبت کرتا ہے، یعنی خاندانِ نبوت سے اللہ بھی محبت کرتا ہے اور اس کا رسول بھی محبت کرتا ہے، قُلْتُ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ، اِنَّ قُرَیْشًا جَلَسُوْا تَذَکَّرُوْا اَحْسَابَهُمْ آقا جب قریش آپس میں باہمی گفتگو کرتے ہیں تو اپنے حسب ونسب پر بڑا فخر کرتے ہیں فَجَعَلُوْا مَثَلَكَ مِثْلَ نَخْلَةٍ فِیْ کَبْوَۃٍ مِنَ الْاَرْضِ ، یَا نَبِیَّ اللّٰہِ جب وہ آپ کی بابت گفتگو کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مثال اس کھجور کی طرح ہے جو کھجور کے ایک جھنڈ میں ہو، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ الْخَلْقَ، بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے سب سے بہترین مخلوق میں رکھا، پھر اس مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین حصوں میں رکھا، پھر لوگوں کو قبائل میں تقسیم کیا اور مجھے سب سے بہترین قبیلہ میں رکھا اور پھر گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے سب سے بہترین گھر عطا کیا، فَاَنَا خَیْرُهُمْ نَسَبًا وَ اَنَا خَیْرُهُمْ بَیْتًا ، میں نسب کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہوں، یعنی میرا نسب تمام نسبتوں سے بلند وبالا ہے اور ہر اعتبارِ عظمت انہیں میسر ہے اور میرا گھر بھی تمام کائنات کے گھروں میں سب سے اعلیٰ وبالا ہے، اور تمام شرافتیں، بزرگیاں میرے گھر کا طواف کرتی ہیں (دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر شرف اصل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷۳)

اس ضمن میں ایک اور عظیم حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ سَمِعَ مِنَ النَّاسِ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کچھ لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خاندان کی (ہجو) یعنی اشعار کے اندر برائی بیان کرنا شروع کی ،تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شعراء کو بلایا جس میں عبداللہ ابن رواحہ، کعب بن مالک آئے اور انہوں نے جوابی صورت ہجو کرنے والوں کی ہجو کی ،لیکن جس معیار کی سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے اس معیار کی نہ کر پائے کیونکہ زبان کے تیر جو ہوتے ہیں وہ دوسرے تیروں سے زیادہ سخت ہوتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جیسا فرمایا:

جَرَاحَةُ السَّنَامِ لَهَا الْتِيَامُ وَ جَرَاحَةُ اللِّسَانِ لَا يَلْتَامُ

یعنی تیروں کا زخم مندمل ہوسکتا ہے یعنی درست ہوسکتا ہے کیونکہ یہ وجود پہ زخم لگاتے ہیں جبکہ زبان کا دیا ہوا زخم درست نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ قلب وروح کو زخمی کرتا ہے، ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ وہ آئیں اور دفاع کریں۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ قَدْ اٰنَا لَكُمْ اَنْ تُرْسِلُوْ اِلٰى هٰذَا لْاَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنْبِهٖ ○

جناب سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ،ہجو کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا، تم دھاڑنے والے شیر سے بچ کے جاؤ گے تو پتہ چل جائے گا۔

ثُمَّ اَدْلَعَ لِسَانَهُ، پھر آپ نے سرخ زبان یعنی غضب ناک زبان کو حرکت دی، فقال، بارگاہ نبوت میں عرض کی: وَ الَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، اس ذات

کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِهِ، میں اپنی اسی غصیلی اور سرخ زبان سے آپ کے دشمنوں کو کاٹ کے رکھ دوں گا، جس طرح کچے چمڑے کو چھیلا جاتا ہے، میں ان کو چھیل کر رکھ دوں گا، یعنی ان کی بیان کردہ ہجو کی جڑ کاٹ کے رکھ دوں گا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا تَعْجَلْ رسول دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسان جلدی نہ کر، فَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ اَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِاَنْسَابِهَا بے شک ابوبکر صدیق قریش کے تمام نسبوں کو سب سے زیادہ جانتے ہیں، وَ اِنَّ لِيْ فِيْهِمْ نَسَبًا حَتّٰى يُخَلِّصَ لَكَ نَسَبِيْ دراصل بات یہ ہے حسان ابوبکر صدیق قریشی انساب کے بہت بڑے عالم ہیں اور میرا قریش کے نسب کے ساتھ نسب ملتا ہے یعنی میں بھی قریشی ہوں، اور آپ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرا نسب چھان کر خالص کر کے دیگر انساب سے، الگ کر کے تمہیں سمجھا دیں گے، فَاَتَاهُ حَسَّانُ، حسان ان کے پاس آئے اور معلومات حاصل کیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، ثُمَّ رَجَعَ، پھر پلٹ کر رسالت پناہِ عالم کی بارگاہ میں آئے، فَقَالَ پس عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَخْلَصَ لَكَ نسبًا۔

یارسول اللہ میں آپ کے نسب کو دیگر انساب سے الگ چھان لوں گا۔

فَوَ الَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کا رسول بنا کر بھیجا ہے، لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا يُسَلُّ شَعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ، میں آپ کو اور آپ کے خاندان کو دیگر قریش سے اس طرح نکال لوں گا نرمی سے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے، یعنی میں آپ کے نسب کو الگ کر لوں گا، جس پر کفار کی ہجو اثر انداز ہی نہیں ہو سکے گی۔

قَالَتْ عَائِشَةُ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی

ہیں: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِحَسَّانٍ، پس میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان کی تکریم کے لئے فرماتے ہیں: اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَایَزَالُ یُؤَیِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ بے شک فرشتوں کے رسول جناب حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام مسلسل تیری تائید کررہے ہیں اے حسان، جب سے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کررہا ہے، وَقَالَتْ پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، یَقُوْلُ، آپ فرمارہے تھے: ھَجَاھُمْ حَسَّانٌ، کیا خوب ہجو کا جواب دیا حضرت حسان نے، فَشَفٰی وَاسْتَشْفٰی یہ کافی ہوگیا ان کے لئے کیونکہ کافروں کو حسان نے منہ توڑ جواب دیا ہے کفر کو تباہ کردیا حضرت حسان وجد میں آئے قَالَ اور یہ برملا کہا:

ھَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْہُ  وَعِنْدَ اللّٰہِ مِنْ ذَالِكَ الْجَزَاءُ

اے ہجو کرنے والے کمبخت، تو نے میرے مصطفیٰ کی ہجو کرکے بڑی بھول کی ہے، پس میں نے ان کی طرف سے جواب دینے کی ٹھان لی ہے اور یہ بات میرے لئے اللہ کی عبادت سے کم نہیں، اور اس کی جزاء سے کم نہیں۔

ھَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِیْفًا  رَسُوْلَ اللّٰہِ شِیْمَتُہُ الْوَفَاءُ

تو نے اسی محمد کی ہجو کر ڈالی، جس پر نیکیاں ناز کرتی ہیں اور وہ حسنِ الوہیت میں گم ہے ہر باطل سے کٹ کر، تو نے اس شہنشاہ نازنیناں کی ہجو کر ڈالی وہ تو اللہ کے پاک رسول ہیں اور ان کی طبع نازنین تو پیکرِ وفا ہے بلکہ معیارِ وفا ہے۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَہٗ وَعِرْضِیْ  لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءُ

بے شک میرا باپ اور میری ماں اور میری جان و مال، عظمت عزت و آبرو بلکہ کائنات کی ہر دولت و عظمت عزت مصطفیٰ پر قربان ہے۔

قارئینِ محترم ابھی اشعار اور بھی ہیں جو بخوفِ طوالت نہیں لکھے جا رہے

اس حدیث میں درج ذیل امور طے ہو گئے۔

۱) خاندانِ نبوت کی ہجو کرنا انتہائی مذموم ہے ان کے خلاف زبان درازی کرنا بدترین جرم ہے۔

۲) مزاج نبوت میں سب سے زیادہ گراں گذرنے والی اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان مبارک کی گستاخی ہے۔

۳) خاندانِ نبوت کی عظمتوں کا دفاع کرنا سنتِ نبوی ہے اور سنتِ صحابہ ہے

۴) خاندانِ نبوت کے دشمنوں کے جگر و روح کو چھلنی کرنا بھی سنت نبوی اور سنتِ صحابہ ہے۔

۵) خاندانِ نبوت کے تقدس کو بیان کرنے والے پر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی خوش ہوتے اور خدا تعالیٰ بھی خوش ہو کر حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تائید و نصرت کے لئے متعین فرما دیتا ہے۔

۶) خاندانِ نبوت کی عظمتوں کا دفاع اللہ تعالیٰ کے دین کا دفاع ہے۔

۷) خاندانِ نبوت کا مرتبہ پوری انسانیت اور پوری کائنات سے بلند و بالا ہے

۸) خاندانِ نبوت کی بزرگی ایک مسلم حقیقت ہے۔

۹) خاندانِ نبوت کی توہین کرنے والا بدترین کافر ہو جاتا ہے۔

۱۰) خاندانِ نبوت کی تعظیم کرنے والا ایمان کی اعلیٰ بلندیوں پر فائز ہو جاتا ہے

۱۱) خاندانِ نبوت سے وفا ہی اصلِ دین ہے۔

## خاندانِ نبوت کی کائناتی انفرادیت

قارئینِ محترم! حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح اپنی نبوی عظمتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں عین ایسے ہی اپنی خاندانی عظمتوں میں بھی پوری کائنات میں بے مثل و بے مثال ہے، قرآن اس کی یوں گواہی دیتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے مثال بنایا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمتوں کے اعتبار سے انہیں مصطفیٰ بنایا، اور نوح کو بھی مصطفیٰ بنایا، اور آل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شانِ مصطفائیت میں بے مثل بنایا اور آل عمران کو بھی مصطفائی میں عظمت بخشی اور یہ تمام نفوس رحمت، عالمین پر اپنی عظمتوں میں سب سے بلند ہیں۔

اور حدیثِ رسول بھی اس خاندانِ عظمیٰ کی کائناتی انفرادیت کو یوں بیان کرتی ہے فرمایا:

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے مُعْضَلًا روایت کی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِی جِبْرِیْلُ فَقَالَ، یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ فَطُفْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَغَرْبَھَا رِسْلَھَا وَجَبَلَھَا

فَلَمْ اَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ مُّضَرَ ،ثُمَّ اَمَرَنِی فَطُفْتُ فِیْ مُضَرٍ فَلَمْ اَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ كَنَانَةَ ،ثُمَّ اَمَرَنِی فَطُفْتُ فِیْ كَنَانَةَ فَلَمْ اَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ قُرَيْشٍ ، ثُمَّ اَمَرَنِی فَطُفْتُ فِیْ قُرَيْشٍ فَلَمْ اَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ بَنِی هَاشِمٍ ثُمَّ اَمَرَنِی اَنْ اَخْتَارَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ فَلَمْ اَجِدْ نَفْسًا خَيْرًا مِنْ نَفْسِكَ ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جناب جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حاضرِ خدمت ہوئے ،عرض کی یارسول اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے مجھے حکم دیا اور مجھے بطور خاص بھیجا کہ میں کائنات کو الٹ پلٹ کر دیکھوں حتیٰ کہ اس کا مشرق ومغرب بھی چھان ماروں ،اور نرم زمینوں کی تہوں میں اتر جاؤں ،اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک چھان ماروں ،فَطُفْتُ پس میں نے روئے کائنات کا ذرّہ ذرّہ ،کونہ کونہ چھان مارا فَلَمْ اَجِدُ حيًا خيرًا مِنْ مُضَرَ میں نے مضر کے قبیلے سے بہتر کائنات میں کوئی قبیلہ نہیں دیکھا بارگاہ رب العزت میں اس بات کی رپورٹ پیش کی، ثُمَّ اَمَرَنِی اللّٰهُ نے پھر مجھے حکم دیا کہ میں پھر آؤں ،حسب سابق گردش کروں ،فَطُفْتُ فِیْ مَضَرٍ ،پس میں قبیلہ مضر میں جستجو کرتا رہا گھومتا رہا ،پس میری تلاش کی انتہاء ہوئی ،میری جستجو میں نتیجہ یہ نکلا فَلَمْ اَجِدُ حيًا خَيْرًا مِنْ كَنَانَةَ مضر قبیلے کی تمام شاخوں کو دیکھا مگر کنانہ جیسی شاخ قبیلہ میں نے کائنات بھر میں نہیں دیکھی یہ اپنی شان میں بے مثل وبے مثال تھے،ثُمَّ اَمَرَنِی اللّٰه تعالیٰ کی ذات نے پھر مجھے حکم دیا۔

فَطُفْتَ فِیْ كَنَانَةَ ، میں کنانہ کے طبقات میں طواف کرتا رہا ،گھومتا رہا فَلَمْ اَجِدْ حَيًّا خَيْرًا مِنْ قُرَيْشٍ۔

یارسول اللہ قریش سے بہتر کائنات میں کوئی طبقہ انسانیت نظر نہیں آیا۔

ثُمَّ اَمَرَنِی اللّٰہ نے پھر مجھے حکم دیا، فَطُفْتُ نی قریش، میں قبیلہ قریش میں جستجو کرتا رہا۔

فَلَمْ اَجِدْ حَیًّا خَیْرًا من بَنِیْ هَاشِمْ، اولادِ ہاشم علیہ السلام سے بہتر مجھے کائنات میں کوئی طبقہ انسانیت نظر نہیں آیا، ثُمَّ اَمَرَنِی، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات نے مجھے حکم دیا، اِنَّ اَخْتَارَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ میں بنی ہاشم کے ایک ایک فرد کو الگ سے دیکھوں، میں نے دیکھا، فَلَمْ اَجِدْ نَفْسًا خَیْرًا مِنْ نَفْسِكَ، آپ کی ذات کے علاوہ کائنات بھر میں مجھے کوئی بے مثل بے مثال نہیں مِلا وفی روایۃ لَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَفْضَلُ مِنْ بَنِیْ هَاشِم، اولادِ ہاشم علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں سے مجھے نہ کوئی بہتر بیٹا مِلا ہے نہ کوئی باپ۔ آپ بیٹا ہونے میں بے مثال ہیں اور حضرت عبداللہ باپ ہونے میں بے مثال ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد صفحہ ۲۳۶ ملخص از حکیم ترمذی)

قارئین محترم: درج بالا حدیث نے طے کر دیا، ابتدائے کائنات سے لیکر انتہائے کائنات تک خاندانِ نبوت کی کائناتی انفرادیت ایک مسلم حقیقت ہے، اس خاندانِ عظمیٰ کا جو خلاصہ ہے وہ محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام، اور محسنہ عالمین جناب سیدتنا اُمِ محمد آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہما وعلیہ الصلاۃ والسلام ہی ہیں، اور مَطْلَعَیْنِ پیکرِ نبوت ہیں جس طرح آسمانِ دنیا تمام آسمانوں اور سماوی برکات کا مظہر اتم ہیں عین ایسے ہی والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خاندانِ نبوت کی عظمتوں شرافتوں، برکتوں، عصمتوں اور عفتوں کا مظہر اتم ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح عالمِ شہادت میں آسمانِ دنیا ہی سرچشمہ فیض ہے ایسے ہی والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم بھی سرچشمہ

فیض پیکرِ نبوت ہیں، پوری کائنات میں ہے کوئی ایسا جس کے پاس یہ شرافت اور عظمت ہو، اور کائناتی انفرادیت ہو، ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ اِنَّ قُرَيْشًا اى اَلْمُسْعَدَةَ بِالْاِسْلَامِ ، كَانَتْ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَعَالىٰ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاَلْفَيْ عَامٍ يُسَبِّحُ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَ تُسَبِّحُ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيْحِهٖ ، فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ اَلْقٰى ذٰلِكَ النُّوْرَ فِىْ قَلْبِهٖ ○

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، بے شک قریش جنہیں اسلام کی سعادت ملی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یعنی بارگاہِ قدس میں، اللہ تعالیٰ کے حضور نور کی صورت میں رہتے تھے۔

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے وہ نور اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی ان کی ہمنوائے محبت بن کے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں رکھا:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَهْبَطَنِىَ اللهُ تَعَالىٰ اِلَى الْاَرْضِ فِىْ صُلْبِ آدَمَ ، وَ جَعَلَنِىْ فِىْ صُلْبِ نُوْحٍ وَ قَذَفَ لِىْ فِىْ صُلْبِ اِبْرَاهِيْمَ ، ثُمَّ لَمْ يَزَلِ اللهُ يُنْقِلُنِىْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْكَرِيْمَةِ وَ الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰى اَخْرَجَنِىْ مِنْ بَيْنِ اَبَوَىَّ لَمْ يَلْتَقِيَا عَلٰى سِفَاحٍ قَطُّ ○

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نے فرمایا مجھے شرف و مجد

بزرگی کے ساتھ اتارا پشتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بعدازں پشتِ نوح علیہ السلام میں اور مجھے اتارا گیا جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشتِ مبارک میں، پھر مسلسل اللہ مجھے منتقل فرماتے رہے، کرامت اور بزرگی والی پشتوں سے، یعنی کریم النفس اور لطیف الطبع کے نفوسِ قدسیہ کی پشتوں سے مجھے اللہ تعالیٰ منتقل فرماتا رہا، پاکیزہ ترین رحموں کے اندر یہاں تک کہ اللہ نے مجھے میری ماں باپ، والدین کریمین کے وجودِ اقدس سے عالم شہادت میں ظاہر فرمایا، میری پدری اور مادری نسل کا تسلسل اسلامی نکاح کے ساتھ جاری وساری رہا، نہ کہ سفاح سے۔

(المطالب العالیہ ابن حجر حدیث نمبر ۴۲۵۶ ملخص از سبل الھدیٰ والرشاد صفحہ نمبر ۳۳۷)

دوستو! اہتمام قدرت کا ایک اور انوکھا انداز دیکھئے جناب سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ (لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلُ اللهِ مِنْ اَنْفُسِكُمْ) وَقَالَ اَنَا اَنْفُسُكُمْ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَحَسَبًا لَيْسَ فِيْ آبَائِيْ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ سِفَاحٌ كُلُّنَا نِكَاحٌ ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں تم میں سے سب سے زیادہ نفیس ترین ہوں، نسب کے اعتبار سے، یعنی میرے نسب میں نہ غیر اخلاقی کثافت ہے نہ بدعقیدگی کی کثافت ہے وَصِهْرًا اور میرے سسرالی رشتوں کو پاکیزگی اور طہارت کی معراج بخشی گئی اور میرے حسبی رشتے یعنی نکاحی رشتے بھی اعلیٰ طہارتوں کے مالک تھے، جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لیکر میرے والدینِ کریمین تک تمام نفوسِ قدسیہ پر طہارتیں، لطافتیں ناز کرتیں ہیں۔

(رواہ ابن مردویہ، سبل الھدیٰ والرشاد صفحہ نمبر ۳۳۶)

کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا:

حَفِظَ الْاِلٰہُ کَرَامَةً لِّمُحَمَّدٍ ۔۔۔ اٰبَآئَہُ الْاَمْجَادُ صَوْنًا لِّاسْمِہٖ

تَرَکُوا السِّفَاحَ فَلَمْ یُصِبْھُمْ عَارٌ ۔۔۔ مِنْ آدَمَ اِلٰی اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ

ترجمہ: اللہ نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی بنیاد پر حفاظت فرمائی، خاندانِ نبوت کو تمام آلودگیوں سے پاک رکھا اور ان کو بزرگیاں عطا فرمائیں، اور سیرت و کردار میں بے مثال بنایا، ہر شرمندگی والا معاملہ اللہ نے ان سے ہمیشہ دور رکھا، اس عظمت کے تسلسل کی ابتداء حیات حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوئی اور جناب حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آ کر مکمل ہوئی جناب حوا علیہا الصلاۃ والسلام سے لیکر محسنہ عالمین سیدتنا ام محمد حضرت آمنہ بنت وہب سلم اللہ علیہا تک اس عظمت کی تکمیل ہوئی، اور انہیں ذوات مقدسہ کو عزت و عصمت کا معیار بنایا۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نے اپنے خاندانِ عظمیٰ کی کائناتی انفرادیت کو اس طرح قائم رکھا جناب سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَامَ الْخَفْشِیْشُ الْکِنْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَلَسْتَ مِنَّا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حَتّٰی قَالَھَا ثَلَاثَ مِرَارٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا نَقْفُوْا مِنَّا وَ لَا نَنْتَفِیْ مِنْ آ بَائِنَا اَنَا مِنْ وُلْدِ مُضَرَ مِنْ کِنَانَةَ ○

قبیلہ کندی سے خفشیش بارگاہِ نبوت میں کھڑے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں؟ اور اسے تین مرتبہ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

نہ تو ہم اپنی ماں کسی دوسرے قبیلے کو دیتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنے باپ سے نسب کے اعتبار سے جُدا ہوتے ہیں یعنی ہم خود کو کسی اور قبیلہ سے منسوب ہونا پسند ہی نہیں کرتے، اَنَا مِنْ وُلْدِ مُضَرَ مِنْ كِنَانَةَ، میں مضر بن کنانہ ہوں، میں خود کو کسی اور قبیلے سے منسوب کرنا چاہتا ہی نہیں، گویا ہم نہ کسی اور قبیلے میں جانا چاہتے ہیں اور نہ ہی کسی قبیلے کو اپنے نسب میں شامل کرنا چاہتے ہیں، سبحان اللہ یہ کیسی کائناتی انفرادیّت ہے خاندانِ نبوت کی۔

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم الاصبہانی حدیث ۲۲۹۱)

اِس عنوان کی اور بھی بہت ساری احادیث ہیں جنہیں بخوف طوالت پیش نہیں کیا جا رہا۔

احقر العباد ڈاکٹر پروفیسر محمد صداقت علی فریدی

خطیب اعظم کامونکی 03056684275

فاضل جامع فریدیہ ساہیوال

خطیب جامعہ مسجد نورانی کامونکی

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ/ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۴ء

بروز جمعرات/ جمعہ کی رات بوقت ۸:۵۰

# خاندانِ نبوت کی ممتازیّت

قارئین محترم! آپ پچھلے عنوانات میں خاندانِ نبوت کی بابت اجمالی طور پر سیر حاصل بحث ملاحظہ فرما چکے ہیں اب اس عنوان میں اُن نفوسِ قدسیہ کا کائنات میں ممتاز مقام معلوم کریں، قرآنِ حکیم نے اس امتیاز کو بڑے ہی خوبصورت پیرایہ میں بیان فرمایا سب سے بڑا کائناتی امتیاز خاندانِ نبوت کا یہ ہے کہ خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو اس خاندانِ عظمیٰ میں پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود ایک بہت بڑا کائناتی امتیاز قائم فرما دیا کائنات بھر میں ازل تا ابد اس امتیاز جیسا کوئی اِمتیاز ہے ہی نہیں قرآن اس کی یوں شہادت دیتا ہے:

اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے منصب رسالت کی عظمت کس کو عطا کرنی ہے (انعام ۱۲۴)

کیا خوب امتیاز ہے خاندانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کا سید ولد آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو بنو ہاشم علیہ الصلاۃ والسلام کے طبقہ انسانیت میں پیدا فرمایا دراصل اس امتیاز کو بیان کرنے کا ایک تاریخی پس منظر ہے وہ یہ ہے

کہ کفار مکہ نے کہا کہ رسالت جیسی عظمت ہمارے خاندان کے بڑے لوگوں کا حق ہے جو کثرتِ مال اور کثرت اولاد پر نازاں ہیں جس کی قرآن نے یوں نشاندہی فرمائی ہے:

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

یعنی کفارِ مکہ بولے کیوں ایسا نہیں ہوا کہ یہ قرآن ہمارے عظیم لوگوں پر نازل ہوتا، اس پر قرآن نے یوں جواب دیا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ کہ اے حبیب ان کمینوں کو کس نے یہ حق دیا ہے وہ ہماری رحمت کی تقسیم کریں نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ (زخرف آیت ۳۲)

یہ تقسیم تو ہماری شان ہے ہم جسے چاہیں نواز دیں اور جسے چاہیں محروم کر دیں ہم نے یہ نعمت عظمیٰ اس خاندانِ عظمت میں رکھی جس کو اس لائق سمجھا ہے: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اُس نے اپنی رسالت کو عطا کرنا ہے جہاں موزوں گرادنا وہیں رکھدیا گویا والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم وصلوۃ اللہ علیہما تا آدم وحوا علیہما الصلاۃ والسلام کے طبقہ عظمت کو ہی سب سے زیادہ موزوں اور حق دار سمجھ کر ہی اس عظیم رسول کو ان سے بھیجا اس لئے خاندانِ نبوت ہی پوری کائنات میں سب سے اعلیٰ اور سب سے بالا ممتاز خاندان قرار پایا خود رسالت، پناہ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے اس کائناتی امتیاز کو یوں بیان فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خَيْرُ الْعَرَبِ مُضَرُ پوری کائنات عرب سے مضر سب سے بہتر اور ممتازِ عظمت ہیں وَخَيْرُ مُضَرَ بَنُوْ عَبْدِ مُنَافٍ مُضَرَ سے

سب سے اعلیٰ وافضل ممتاز بنوعبد مناف ہیں وَخَيْرُ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ بَنُوْ هَاشِمٍ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ سے سب سے اعلیٰ وافضل اور ممتاز بنو ہاشم ہیں وَ خَيْرُ بَنِي هَاشِمٍ بَنُوْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ اور یہ تسلسل ہاشم میں سے سب سے بزرگ وبرتر ممتاز بنوعبدالمطلب ہیں اور یہ تسلسل وَ مَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَانِ مُنْذُ آدَمَ اِلَّا كُنْتُ فِيْ خَيْرِهِمَا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لیکر میرے ماں باپ تک تمام نفوسِ قدسیہ اپنی عظمتوں کے اعتبار سے ہمیشہ مسلسل ممتازِ عظمت رہے (رواہ ابونعیم)

ایک حدیث میں یوں فرمایا:

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ فِيْ قَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ میری نسل عظمت اور خاندانِ نبوت مسلسل ہر زمانے میں بھلائیوں کے اعتبار سے کائنات بھر میں ابتداء تا انتہاء ممتاز رہے ہر نیکی ان کی فطرت تھی ہر عظمت ان کا خمیر تھی ہر شرافت ان کا لباس تھی ہر طہارت ان کا مزاج تھی (رواہ بخاری ۳۵۷)

ایک اور حدیث میں اس امتیازی خصوصیت کو یوں بیان فرمایا:

عَنْ اُمِّ هَانِيءٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ:

بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَضَّلَ اللّٰهُ قُرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ لَمْ يُعْطِهَا اَحَدًا قَبْلَهُمْ وَ لَمْ يُعْطِهَا اَحَدًا بَعْدَهُمْ:

فرمایا: سات ممتاز عظمتیں اور فضیلتیں امتیازات میرے خاندانِ عظمیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائیں جو نہ تو کائنات بھر میں کسی کو پہلے ملیں اور نہ ہی بعد میں مل سکتی ہیں:

نمبر۱......فَضَّلَ اللّٰهُ قُرَيْشًا اَنِّىْ مِنْهُمْ: سب سے عظیم امتیازی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کو یعنی میرے خاندانِ عظمیٰ کو یہ فضیلت بخشی کہ میں اُن میں سے ہوں اور وہ میرے آباء اجداد ہیں دوستو کیا ہی خوب ممتازیت ہے۔

نمبر۲......وَ اَنَّ النُّبُوَّةَ فِيْهِمْ :اور بیشک شانِ نبوت کی امتیازی عظمت اُنہیں میں ہے۔

نمبر۳......وَ اَنَّ الْحِجَابَةَ فِيْهِمْ :کعبۃ اللہ کی خدمت کی امتیازی شان بھی اُنہیں میں موجود ہے اور تھی۔

نمبر۴......وَ اَنَّ السِّقَايَةَ فِيْهِمْ :اور بیشک اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کو پانی پلانے کی امتیازی شان بھی اُنہیں میں ہے۔

نمبر۵......وَ نَصَرَهُمْ عَلَى الْفِيْلِ :اور ہاتھی والوں پر یعنی ابرہہ اور اس کے لشکریوں پر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی خصوصی اور امتیازی مدد کی شان سے ممتازیت بخشی

نمبر۶......وَ عَبَدُوا اللّٰهَ عَشْرَ سِنِيْنَ لَا يَعْبُدُهُ غَيْرُهُمْ :میرے خاندانِ عظمیٰ کی امتیازی خُصوصیت کائنات بھر میں ابتداء سے انتہاء تک یہ رہی کہ یہ تمام نفوسِ قدسیہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، خاص کر اِن حالات میں جب عبادتِ خداوندی کرنا ناممکن ہوتا جب کائنات میں کوئی بھی خدا تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا مگر یہ نفوسِ قدسیہ ایسے حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کی مسلسل عبادت کرتے۔

نمبر۷......وَ اَنْزَلَ فِيْهِمْ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْآنِ لَمْ تُنْزَلْ فِىْ اَحَدٍ مِّنْ غَيْرِهِمْ (رواہ الطبرانی وحسن العراقی اسنادہ)

قرآن جیسی عظیم کتاب کی سورتیں بھی انہیں میں نازل ہوئیں، کسی اور خاندان میں نازل نہیں۔

نوٹ: قارئین محترم حدیث کے اس جملے نے طے کر دیا کہ خاندانِ نبوت میں قرآن کا شعور قبل از وقت بھی تھا اور اس کی برکات اس خاندانِ عظمیٰ کو ابتدا ہی سے میسّر تھیں اس کی ایک علمی شہادت اس خاندانِ عظمیٰ کی منفرد اور عظیم ترین ممتاز ترین شخصیت جناب حضرت عبد المطلب علیہ الصلاۃ والسلام کے حوالے سے عرض کئے دیتا ہوں تاکہ حق الیقین کی دولت نصیب ہو جائے، جب رسالت پناہ عالمین سید المرسلین والاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو محسنۂ عالمین فخر الاولین والآخرین سیدتنا اُمّ محمد بی بی آمنہ بنت وہب سلم اللہ علیہا وصلوۃ اللہ علیہا نے خوشخبری کے طور پر سیدنا عبد المطلب علیہ الصلاۃ والسلام کو پیغام بھیجا وہ تشریف لائے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو اپنی آغوشِ کرم ومحبت میں لیا سمیٹا فوراً انہیں کعبۃ اللہ شریف لے آئے حرمِ رحمت میں کھڑے ہو گئے اَدب سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کا اس عطاءِ کرم ورحمت پر شکریہ ادا کیا اور پھر زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے اور محسنۂ عالمین اُمِ محمد حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا کی طرف لوٹتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ ۔۔۔ هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے لئے ہیں جس نے مجھے عظمت وپاکیزگی والا بیٹا عطا فرمایا:

قَدْ سَادَ فِی الْمَهْدِ عَلَی الْغِلْمَانِ ۔۔۔ اُعِیْذُهٗ بِالْبَیْتِ ذِی الْاَرْکَانِ

تحقیق یہ میرا بیٹا تو اس قدر عظمت والا ہے کہ یہ پنگھوڑے میں بھی سردار

لگتا ہے تمام بچوں میں حسن وعظمت کے اعتبار سے سردار ہے میں اسے مضبوط قوتوں والے گھر بیت اللہ کے مالک کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حَتّٰی یَکُوْنَ بَلَغَۃَ الْفِتْیَانِ حَتّٰی اَرَاہُ بَالِغَ التِّبْیَان

یہاں تک کہ میں اسے رعنا جوانی میں دیکھوں خدا کرے یہ مدبھر جوانی کو پہنچے۔

اُعِیْذُہُ مِنْ شَرِّ ذِیْ شَانٍ مِنْ کُلِّ حَاسِدٍ مُضْطَرِبِ الْعِنَان

میں اسے ہر شر والے دشمن حاسد پریشان کرنے والے کھلے دشمن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

ذِیْ ہِمَّۃٍ لَیْسَ لَہُ عَیْنَانِ حَتّٰی اَرَاہُ رَائِعًا لِلشَّان

یہ ایسا اولوالعزم ہو کہ کسی آنکھ نے اِس بے مثال جیسا کہیں نہ دیکھا ہو (شالانظر نہ لگے) چشم بددور میں اسے ابھرتی جوانی میں ہی عظیم الشان دیکھوں۔

اَنْتَ الَّذِیْ سُمِّیْتَ فِی الْفُرْقَانِ اَحْمَدَ مَکْتُوْبٌ عَلَی اللِّسَان

اے میرے لاڈلے محبوب تیرا تو نام ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں احمد لکھا ہے اور یہ صاف زبان پر جاری ہے اس آخری شعر میں بار بار غور فرمائیں مدعائے حدیث سمجھ میں آجائے گا اور پھر ایک پُرعظمت دعوت کی گئی انواع واقسام کے کھانے چُنے گئے کھانا کھانے کے بعد لوگوں نے عرض کی:

اے سردارِ مکہ اتنی شایانِ شان دعوت کیوں کی فرمایا اس عظیم بیٹے کی خاطر عرض کیا گیا مَاسَمَّیْتَہٗ اِس کا نام کیا رکھا ہے فرمایا: مُحَمَّدًا لوگوں نے کہا آپ نے اپنے خاندانی ناموں سے کیوں احتراز کیا حالانکہ صاحب حشمت نام تھے جواب دیا میں نے اس عظیم المرتبت کا نام محمد اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں میں اس کی تعریف کریں اور اہل زمین زمین میں ان کی مدح سرائی کریں۔ (بحوالہ سبل الھدیٰ والرشاد عربی ۳۶۰)

قرآن کریم نے اِسے یوں بیان فرمایا ہے: وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ معلوم ہوا کہ نزولِ قرآن سے قبل ہی خاندانِ نبوت میں قرآن حکیم کی برکات اور انوارِ تجلیات کا فیضان جاری اور ساری تھا اور ان نفوسِ قدسیہ کو اس عظمت کا بدرجہ اتم ادراک رہا۔ اللہ اکبر۔

مذکورہ حدیث اس پر گواہ ہے اور یہ اشعار بھی شاہد عادل ہیں: اس عنوان عظمت کی بہت ساری صحیح احادیث گواہ ہیں، ان میں سے چند ایک زیب قرطاس ہیں:

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَقَدَّمُوْا قُرَیْشًا فَتَهْلِكُوْا وَ لَا تَخْتَلِفُوْا عَنْهَا فَتَضِلُّوْا وَ لَا تُعَلِّمُوْهَا وَ تَعَلَّمُوْا مِنْهَا، فَاِنَّهَا اَعْلَمُ مِنْكُمْ لَوْ لَا اَنْ تَبْطَرَ قُرَیْشٌ لَاَخْبَرْتُهَا بِالَّذِیْ لَهَا عِنْدَ اللّٰهِ (رواہ البیهقی فی المدخل وحسن العراقی اِسنادہ)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! قریش اپنی شان وعظمت میں تم سب سے ممتاز ہیں، ان سے آگے نہ بڑھا کرو، یعنی ان کے مرتبہ ممتازیت کا لحاظ رکھا کرو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے، اور ان سے پیچھے نہ رہا کرو، یعنی ان سے نفرت نہ کیا کرو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے، اور ان کو علم نہ سکھایا کرو، بلکہ ان سے علم وحکمت سیکھا کرو بے شک یہ تم میں سے سب سے زیادہ عالم ہیں، اگر مجھے ان کے متکبر ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ان کے عظیم مرتبے کی خبر دے دیتا جو اللہ کے ہاں ہے یعنی میں ان کو ان کی شان امتیازی بتانے سے دانستہ گریز کرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ غرور کرنے لگ جائیں۔

ایک اور حدیث میں یوں بیان فرمایا، اور اس کا پس منظر یہ ہے، فتح مکہ کے دن کچھ لوگوں نے قریش کے خلاف نازیبا الفاظ کہے، اور بعض صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں یوں لوگ کہہ رہے ہیں (امام بیہقی نے اسے مدخل میں بیان فرمایا ہے) (سبل الہدی صفحہ نمبر ۲۳۳)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَھْلًا یَا اَبَا قِتَادَۃَ اِنَّکَ لَوْ وَزَنْتَ حِلْمَکَ مَعَ حُلُوْمِھِمْ لَتَحَاقَرْتَ حِلْمَکَ مَعَ حُلُوْمِھِمْ وَ لَوْ وَزَنْتَ رَأْیَکَ مَعَ رَأْیِھِمْ لَتَحَاقَرْتَ رَاْیَکَ مَعَ رَاْیِھِمْ وَ لَوْ وَزَنْتَ فَعَالَکَ مَعَ فَعَالِھِمْ لَتَحَاقَرْتَ فَعَالَکَ مَعَ فَعَالِھِمْ لَا تُعَلِّمُوا قُرَیْشًا وَ تَعَلَّمُوْا مِنْھُمْ، فَلَوْ لَا اَنْ تَبْطَرَ قُرَیْشٌ لَاَخْبَرْتُھُمْ بِمَا لَھُمْ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شکایات کو سنا، تو حضرت ابو قتادہ کو فرمایا، چھوڑو ابو قتادہ میرے خاندان کی امتیازی عظمت یہ ہے، اگر کائنات بھر کے لوگ اپنی ذہانت وفطانت کو ان کی ذہانت وفطانت کے ساتھ تولیں تو یقیناً اپنی ذہانت وفطانت کو ان کی ذہانت وفطانت کے سامنے حقیر تر پائیں گے۔

اور ایسے ہی اپنی رائے کو ان کی رائے کے ساتھ تولیں تو حقیر تر پائیں گے، اور ایسے ہی اگر اپنی نیکیوں کو ان کی نیکیوں کے ساتھ تولیں تو اپنی نیکیوں کو حقیر تر پائیں گے، بیشک تم قریش کو نہ سکھایا کرو، وہ تم سے زیادہ علم جانتے ہیں کاش مجھے ان کے مغرور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور اِن کو خبر دیتا اللہ رب العلمین کے ہاں ان کا کیا مرتبہ اور مقام ہے ایسے ہی ایک اور روایت میں ان کی امتیازی شان کو یوں بیان فرمایا:

وَ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ قَالَ : لِاَنَّ قُرَيْشًا اَهْلُ اَمَانَةٍ فَمَنْ بَغٰى لَهُمُ الْعَوَاثِرَ اَكَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْخَرِهٖ ) قَالَهَا ثَلَاثًا (رواہ البزار رجالہ ثقات)

حضرت رفاعة بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک قریش کی اپنی ایک امتیازی شان ہے، کہ وہ کائنات بھر میں سب سے زیادہ اہل امانت ہیں (یعنی امانتوں کی حفاظت ان کا امتیازی وصف ہے) جس نے بھی ان سے سرکشی کی اللہ تعالیٰ اس کو گردن کے بل اوندھا گرادے گا اور ایک روایت میں یوں بھی ہے:

اِلْتَمِسُوا الْاَمَانَةَ فِيْ قُرَيْشٍ فَاِنَّ الْاَمِيْنَ لَهٗ فَضْلَانِ عَلٰى اَمِيْنٍ وَّ قُوَّةٍ مِنْ غَيْرِهِمْ ۔

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امانت کو قریش میں تلاش کرو، وہ کائنات بھر کے امینوں میں سے سب سے زیادہ امین ہیں، اور قوت کو بھی قریش میں کرو، وہ اپنے علاوہ سب سے زیادہ قوی ہیں۔

اور ایک روایت میں فرمایا اَلْعِلْمُ فِيْ قُرَيْشٍ، یعنی علم وحکمت کی فضیلتیں قریش کا ہی امتیاز ہیں، (رواہ الطبرانی وابویعلی وحسن الہیثمی اسنادہٗ)

اور ایک روایت میں یوں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَاخْتَارَ مِنَ الْخَلْقِ بَنِيْ آدَمَ، وَ اخْتَارَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ الْعَرَبَ ، وَ اخْتَارَ مِنَ الْعَرَبِ مُضَرَ، وَ اخْتَارَ مِنْ مُضَرَ قُرَيْشًا ، وَ اخْتَارَ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ، وَ اخْتَارَنِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ، فَاَنَا خِيَارٌ مِنْ خِيَارٍ اِلٰى خِيَارٍ ، فَمَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّيْ

اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ (رواه الطبرانی والحاكم والبيهقی ابو نعيم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات نے مخلوق کو پیدا فرمایا پوری مخلوق میں سے شان امتیازی بخشی بنی آدم کو پھر بنی آدم سے ممتاز مقام عطا فرمایا، عرب کو اور عرب سے اعلیٰ شانِ ممتازیت عطا کی مُضَرِ کو، پھر مُضَرِ سے زیادہ قریش کو شانِ امتیازی عطا کی اور پھر قریش سے بنی ہاشم کو شان امتیازی عطا کی پھر بنی ہاشم سے مجھے شان امتیازی عطا کی پھر میں خود ممتاز ہوں، یعنی ہر بھلائی کا منبع ہوں اور میں بھلے لوگوں سے کائنات میں سب سے بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتا رہا، تمام بھلائیاں میرے ہی خاندان کا امتیاز ہیں جس نے بھی عربوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور میں ان سے محبت کروں گا، اور جس نے عربوں سے دشمنی رکھی وہ میرا دشمن ہے، اور میں اس کا دشمن ہوں، اور ایک روایت میں اپنے خاندانِ عظمیٰ کی اس طرح شان امتیازی بیان فرمائی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ۝

(رواه الترمذی/۱۴۷ وحسنه اخرجه احمد فی المسند/۱،۱۷۱ والحاكم/۴،۷۴ كتاب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میرے خاندانِ قریش کی توہین کرے گا، یا ان کو حقیر سمجھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو کائنات میں رُسوا کر کے رکھ دے گا، آخر میں ایک عظیم الشان حدیث پر اختتام کرتا ہوں یہ زبانِ نبوت کا حتمی فتویٰ وفیصلہ ہے خوب غور فرمائیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ (حُبُّ قُرَيْشٍ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خاندان کی محبت معراجِ ایمان ہے، اور ان کی عداوت کفر ہے (ذکرہ الہیثمی فی المجمع ۱۰۔۵۶، الطبرانی فی اوسط) باب فی العرب وجیہم باب فی طہارۃ اصلہ وشرف مجدہ صلی اللہ علیہ وسلم غیرہا ما تقدم۔

((ملخص از سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تالیف الامام محمد بن یوسف الصبارحی الشامی المتوفی ۹۴۲ھ))

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ وَالِدَيْهِ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ عِتْرَتِهٖ وَ عَشِيْرَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ○

آج مورخہ ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۴ بروز جمعرات بمطابق ۲۸ ذی الحج ۱۴۳۵ ہجری بوقت ۱۰ بجے صبح کی ساعتِ سعید میں یہ کتاب مستطاب بفضل تعالیٰ وبکرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبرحمتہ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکمیل پذیر ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ حقیر سی کوشش کو بارگاہِ رحمت میں قبول فرمائے اور پوری امت کو اس کتاب کے ذریعے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم وجاہت کا کامل عقیدہ اور یقین نصیب فرمائے اور امت کو ان کی تعظیم وتوقیر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ان سے کامل ایمانی محبت نصیب فرمائے آمین۔

اور اللہ تعالیٰ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے میرے والدِ گرامی جام محمد صادق مرحوم کو ان کے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، اور میری والدۂ کریمہ کو صحت وعافیت نصیب فرمائے، میری اس کتاب

کے ابتدائی مراحل سے لیکر تا آخری حرف میرے ساتھ عزیزہ قاریہ اِرم شہزادی فاضل پنجاب یونیوسٹی معاونِ خصوصی رہیں اور عزیزہ قاریہ حمیرا سلیم بھی تحریری معاونت کرتی رہی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے دادا، دادی، نانا، نانی اور حمیرا کے والد گرامی مرحوم محمد سلیم کی مغفرت فرمائے، اور اِرم شہزادی کے پیارے ماموں جان محمد ارشاد اور محمد ریاض مرحومین کی مغفرت فرمائے اور میری ہمشیرہ مرحومہ ضمیر فاطمہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری امت مرحومہ کی مغفرت فرمائے (آمین ثم آمین)

احقر العباد سگِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر پروفیسر ڈاکٹر صداقت علی فریدی عفی عنہ

فاضل جامعہ فریدیہ ساہیوال ☆ خطیب جامع مسجد نورانی کاموں کی

وخطیب جامع مسجد فاروقیہ کاموں کی ضلع گوجرانوالہ 0305/6684275

کتاب ہذا کا یہ مواد کی صورت میں صرف اور صرف مقدمہ ہے اس عنوانِ عظمت پر مزید تحقیق جاری ہے جو کئی ایک مجلدات پر ہوگی جسے توفیق الٰہی کے حوالے سے مواد جمع کیا جا رہا ہے دعا فرمائیں کہ یہ مشن جلد از جلد مکمل ہو آمین!

# خاندانِ نبوت کی محبت کی اعتقادی فرضیت

محترم قارئین! اللہ رب العزت نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے خاندان مبارک کو وہ شرف وکمال بخشا کہ کائنات کے باسیوں پر اِن کی محبت کو عقیدے کا فرض قرار دیا، جب تک ان کی محبت قلب وروح میں نہ اُتر جائے اس وقت تک ایمان قلب وروح میں آ ہی نہیں سکتا۔ اور اس کی شہادت خود زبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی۔

عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ ، قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ قُرَیْشًا اِذَا الْتَقَوْا ، لَقِیَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِالْبَشَاشَةِ، وَ اِذَا لَقُوْنَا ، لَقُوْنَا بِوُجُوْهٍ لَا نَعْرِفُهَا فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِیْدًا ثُمَّ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ ، لَا یَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ○

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک قریش جب آپس میں ملتے ہیں تو بڑے ہشاس بشاش اور کھلے چہروں سے ملتے ہیں اور جس وقت وہ ہم سے ملتے ہیں ان کے چہروں پر ہم اجنبیت محسوس کرتے ہیں یعنی ہمیں اچھے طریقے سے وہ نہیں ملتے ،اس بات پر رسولِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید غضب ناک ہوئے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے،اس کے قلب وروح میں ایمان داخل ہو ہی نہیں سکتا وہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ میرے قریبیوں سے محبت نہیں کرے گا اور میرے قریبی تو وہ ہیں جن سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں محبت کرتے ہیں (دلائل النبوۃ البیہقی باب ذکر شرف اصلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۳)

اس حدیث نے طے کر دیا کہ خاندانِ نبوت کی محبت شرطِ ایمان ہے اور اصلِ ایمان ہے ۔فرضیت کے لئے چونکہ دلیل قطعی کی ضرورت ہے،اس لئے قارئین محترم آپ کے لئے دلیل قطعی پیش کی جارہی ہے ملاحظہ فرمائیں:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ○(شوریٰ)

اے محبوب آپ فرمادیں میں تو تمہیں صرف اپنے قرابت داروں کی محبت کی ہی دعوت دیتا ہوں۔

آیتِ کریمہ کے اس حصے نے خاندانِ نبوت کے تقدس کا مرتبہ طے کر دیا، خاندانِ نبوت کی محبت قطعاً فرض ہے، اور فرض بھی اعتقادی فرض ہے، اب میں ذرا تفصیل میں اترنا چاہتا ہوں، اس آیت کریمہ کا سیاقِ کلام یہ ہے: ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۝، حبیب ہم یہ بشارت اپنے خاص بندوں کو دے رہے ہیں جن کے من میں تیرا پیار ہے اور تن پر تیری اطاعت کا لباس ہے اور گردن میں غلامی کی عظمت ہے، میں انہیں یہ بشارت دیتا ہوں آپ میرے ترجمان بن جائیں:

قُلْ لَّاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ۝ (شوریٰ)

آپ فرمادیں، میری مشیّت کو بیان کردیں، اور یہ زبانِ رسالت سے فرمادیں کہ میری اور کوئی چاہت نہیں، میری اگر کوئی چاہت ہے تو فقط یہی چاہت ہے اے ایمان والو، اپنے ایمان کو جلا بخشنے کے لئے خاندانِ نبوت سے ٹوٹ کر محبت کرو، اور یہ محبت تمہارے لئے تا حیات تا دم واپسی تمہارے ایمانوں کا حُسن بن کر رہے، اور عظمتِ ایمان بن کر رہے، وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً۔ جو اس حسنِ عظمت میں یعنی رسالت پناہِ عالم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے قربیٰ سے مودت و محبت کی عظمت میں آگے بڑھنا چاہے، یعنی سرشارِ محبت ہونا چاہے تو نَزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا، ہم اس کو اس حسین محبت اور عقیدت میں آگے بڑھادیں گے یعنی اس سے محبت کی برکت سے ہم اس کے ایمان کو معراج کی عظمت عطا کردیں گے، اور ہاں ان نفوسِ رحمت سے محبت کرنے والوں سے ہم اتنا پیار کریں گے، کہ اس کے ہر جذبۂ محبت کی قدر کریں گے، اور اسے اپنے دامنِ رحمت میں ڈھانپ

لیں گے، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ○

قارئین محترم: خاندانِ نبوت سے محبت کرنے سے نہ صرف ایمان کی بلندی ملتی ہے بلکہ نجات کی ضمانت بھی ملتی ہے،اور خدا تعالیٰ کی طرف قدر و منزلت کا انعام بھی ملتا ہے۔

درج بالا آیت مشہور آیتِ مبارکہ ہے دلالت اور ثبوت دونوں میں قطعی ہے، لہٰذا خاندانِ نبوت سے محبت و مودت فرض ہے، خواہ وہ نفوسِ رحمت اصولی ہوں یعنی والدینِ کریمین، آباء و اجداد امہات کریمہ، خواہ وہ فروعی ہوں جیسے آلِ پاک رہا یہ سوال کہ اس آیت کی تفسیر میں جن نفوسِ قدسیہ کو مصداق آیت بنایا گیا ہے وہ متعین ہیں مگر فرضِ محبت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آباء و اجداد کی محبت بالخصوص والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی فرضیت میں ہرگز مانع نہیں ہو سکتے، بلکہ ابتداءً محبت اور مودت کا تصور ہی والدین کریمین سے شروع ہوتا ہے، کیونکہ یہ اس خاکدانِ عالم میں مطلعین مہرِ پیکرِ نبوت ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے اس حدیث مبارکہ کا مطالعہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ اَلْقُرْبٰی آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَیْشٍ اِلَّا وَلَہٗ فِیْہِ قَرَابَۃٌ اَلَا اَنْ تَصِلُوْا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ○

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کی تفصیل بیان فرما رہے تھے: کہ ہم قُربیٰ سے مراد فقط آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قربیٰ کا تصور اور حدود اربعہ محض آل تک نہیں، قریش کے قبائل میں سے کوئی ایسا قبیلہ نہیں، جس

میں آپ کی کوئی نہ کوئی قرابت موجود نہ ہو، خبر دار میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کا حیا کیا کرو (صحیح البخاری کتاب المناقب ۳۳۲۷)

اس کی توثیق میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ وَاسِطَ النَّسَبِ فِیْ قُرَیْشٍ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں وَلَمْ یَکُنْ بَطْنًا مِنْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا وَقَدْ وَلَدَہٗ قریش کا کوئی طبقہ عظمت ایسا نہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولادت کے حوالے سے کوئی تعلق نہ ہو۔فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ○ اے محبوب آپ فرمادو میں تو فقط تم سے اپنے قرابت داروں کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور کچھ بھی نہیں حدیث اسے یوں بیان کرتی ہے، مَا اَدْعُوْکُمْ اِلَیْہِ اَنْ تُؤْذُوْنِیْ لِقَرَابَتِیْ مِنْکُمْ وَتَحْفَظُوْنِیْ لَھَا۔

(المطالب العالیہ حدیث نمبر ۳۷۸۸)

میں تو فقط تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم مجھے اذیت نہ دو میری قرابت کی بابت میری اس قرابت کی عظمت کی وجہ سے میری حفاظت کرو یعنی میری قرابت کا حیاء کرو فی روایۃ ایک روایت میں سعید بن جبیر نے جب قُربٰی سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا عَجِلْتَ ،تو نے جلدی کی بیشک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے ہر طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ،(صحیح ابن حبان)

اس عنوان کی مزید تفصیل کیلئے یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّ وَجَلَّ (قُلْ لَّا

اَسْئَلُکُمْ ......) قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَمْ تَکُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَیْشٍ اِلَّا وَلَہٗ فِیْھِمْ اُمٌّ حَتّٰی کَانَتْ لَہٗ فِیْ ھُذَیْلٍ اُمٌّ فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ (قُلْ......) اَلَا اَنْ تَحْفَظُوْنِیْ فِیْ قَرَابَتِیْ وَ لَا تَخُوْنُوْنِیْ وَ لَا تُکَذِّبُوْنِیْ وَ لَا تُؤْذُوْنِیْ ○ (الحدیث) المعجم الصغیر ۲۰۴)

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ (قُلْ......) اَلَا اَنْ تَمْنَعُوْنِیْ وَ تَکُفُّوْا عَنِّیْ لِقَرَابَتِیْ مِنْکُمْ ○ المعجم الکبیر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ○ کی شرح میں فرمایا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تمام طبقاتِ عظمت میں تعلق رکھتے ہیں، یہاں تک کہ ان تمام قبائل میں سے اکثر قبائل کے ساتھ آپ کا مادری تعلق رہا، حتّٰی کہ ہذیل سے بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ○ اسی بات کی نشاندھی کرتا ہے اسی لئے رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم میری قرابتوں کی حفاظت کرو

یعنی ان کا ادب کرو، اور نہ مجھ سے خیانت کرو ان کی بابت، نہ مجھے جھٹلاؤ ان کی بابت، اور نہ مجھے تکلیف دو ان کی بابت۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے اے اہلِ قریش میری قرابت کا لحاظ رکھو اور میری قرابت کی بابت مجھے ستانے سے باز آؤ۔

قارئینِ محترم: اِن احادیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد بالخصوص والدینِ کریمین کی محبت فرضِ ایمانی اور فرضِ اعتقادی ہے۔

اس محبت سے جی چرانے والا بدترین بے دین ہے، اور جو شخص قلب

وروح سے والدینِ کریمین سے محبت کرے وہ دنیا وآخرت میں عظمتوں کی معراج پر ہوگا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عن عمر بنِ الخطاب قالَ اِنّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُ نَسَبٍ وسَبَبٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا مَاکَانَ مِنْ سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ (رواہ الحاکم)

میں نے خود رسولِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرمارہے ہیں، قیامت کے دن ہر نسب اور رشتہ ٹوٹ جائے گا مگر میرا ہر نسب اور رشتہ قائم رہے گا، اس حدیث نے طے کردیا، کہ خاندانِ نبوت کی عظمتیں جس طرح دنیا میں قائم ہیں اسی طرح آخرت میں بھی قائم رہیں گی، جن کو قیامت بھی نہیں توڑ پائے گی۔

نوٹ: اس ضمن میں فقیر کے پاس تقریباً چارسو سے زائد احادیث کا ذخیرہ محفوظ ہے۔بخوفِ طوالت صرف ایک حدیث پر اکتفاء کرتا ہوں۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا رَفَعَہٗ، اَنَا شَجَرَۃٌ وَ فَاطِمَۃُ حَمَلَتُھَا ،وَ عَلِیٌّ لِقَاحُھَا وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ثَمَرُھَا وَ الْمُحِبُّوْنَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَقُھَا ھُمْ فِی الْجَنَّۃِ حَقًّا حَقًّا (رواہ الدیلمی ۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ نے مرفوعاً فرمایا، رسولِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ میں عظمتِ ایمان کا درخت ہوں اور فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا اس درخت کا شگوفہ ہیں، اور علی رضی اللہ عنہ اس درخت کے پھولوں کو منتقل کرنے والا ہے، اور حسن وحسین رضی اللہ عنہ اس درخت کا پھل ہیں، اور میرے خاندان سے محبت کرنے والے اس درخت کے

پتے ہیں اور وہ یقیناً یقیناً جنتی ہیں۔

قارئین محترم: اس حدیث نے فیصلہ فرما دیا ہے خاندانِ نبوت سے محبت کرنا تو نجات کی ضمانت ہے اور جنتی ہونے کی یقینی سند ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّآبَاءِ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّهَاتِ مُحَمَّدٍ خُصُوْصًا مُحْسِنِ عَالَمِیْنَ اَبِیْ مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَخُصُوْصًا مُحْسِنَةِ عَالَمِیْنَ سَیِّدَتِنَا اُمِّ مُحَمَّدٍ آمِنَةَ بِنْتِ وَهَبٍ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهُمْ بِعَدَدِ مَرْضَاتِكَ یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ○

یہ درود شریف دونوں جہانوں کی برکتوں سے بھر دیتا ہے اسے حسبِ ذوق ضرور پڑھیں!۔

## خاندانِ نبوت پر درود پڑھنا فرض ہے

محترم قارئین: آپ گذشتہ اوراق میں خاندانِ نبوت کا تقدس اِن کی شرافت بزرگی اور عظمتوں کا بیان پڑھ چکے ہیں، اب ان کی ایک بے مثال عظیم شان کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبوت اور خاندانِ نبوت پر درود پڑھتے ہیں اور اہلِ ایمان پر بھی بطور قانون فرض قرار دیا کہ وہ تا قیامت نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور خاندانِ نبوت پر درود پڑھیں اللہ رب العزت

ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر درودھ پڑھتے ہیں، حُسنِ عظمت میں متوجہ رہتے ہیں حسنِ بے مثال کی رعنائیوں کی عظمتوں کو سراہتے رہتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اے ایمان والوتم پر بھی یہ عمل مبارک فرض ہے کہ تم بھی ذات نبوی پر درود پڑھو حسنِ رسالت میں محو ہو جاؤ سرشارِ محبت رہو ذوقِ تمنا سے سرمست ہو کر بارگاہِ نبوت میں ہدیہ درود اور نذرانہ سلام پیش کرو خصوصًا سلام تو خوب خوب نذر کرو۔

قارئینِ کرام! یہ آیت ثبوت میں بھی قطعی ہے اور دلالت میں بھی قطعی ہے لہٰذا اس دلیل قطعی کی بنا پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور خاندانِ نبوت پر درود وسلام پڑھنا فرض ہے۔

رہا یہ سوال کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو آیت میں نص کی صورت میں بیان کیا گیا جبکہ خاندانِ نبوت کا یہاں ذکر تک نہیں تو پھر خاندانِ نبوت کو یہاں مراد لینا کیسے موزوں ہو سکتا ہے؟

جواب اِس کا یہ ہے کہ اس نص کے اجمال کی تفصیل خود زبانِ رسالت نے بیان فرمادی ہے چونکہ اللہ کریم نے خود فرمایا:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتَابَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ○

اے محبوب، ہم نے تو قرآن آپ پر اس لئے نازل فرمایا کہ اس کو لوگوں کو کھول کھول کر بیان فرمائیں اسی لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان جب کسی آیت کی بابت سوال کرتے تو ان کا مدعا یہ ہوتا کہ اِس آیت کی آقا علیہ السلام اپنی زبانِ اقدس سے خود وضاحت فرمادیں یہاں بھی ایسا ہی ہوا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اِس آیت کریمہ میں ہمیں دو حکم دیئے گئے صلوٰۃ اور سلام کا، سلام کا طریقہ تو ہم پہلے سے ہی جانتے ہیں جبکہ صلوۃ کا طریقہ ہم نہیں جانتے براہ کرم ہمیں صلوٰۃ کا طریقہ تعلیم فرمائیں اس پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وولدیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ کا طریقہ یوں تعلیم فرمایا تو فرمایا:

یوں کہا کرو:

قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے میرے پیارے صحابہ جب درود پڑھنا چاہو تو یوں کہا کرو!

اے اللہ رحمتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمتیں نازل فرمائیں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر اور اُن کی آل پر۔

اے اللہ برکتیں نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسے تو نے برکتیں نازل فرمائیں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بیشک تمام بزرگیاں اور حمدیں فقط تیرے ہی لئے ہیں۔

یہ حدیث مذکورہ آیت کی وضاحت وتفصیل ہے: لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ کی عملی تفسیر ہے گویا دلیل قطعی کو بیان فرمایا گیا ہے یہ حدیث اس کا بیان ہے قاعدہ یہ ہے کہ دلیل قطعی کو اگر کوئی دلیل ظنی بیان کردے تو اس کا ظن ختم ہو کر قطعیت میں بدل جاتا ہے کیونکہ وہ از خود کوئی دلیل نہیں ہوتی بلکہ بیان کردہ دلیل ہی کی وضاحت ہوتی ہے، بنابریں اس حدیث نے وضاحت فرمادی کہ مدعائے کلام الٰہی یہ ہے کہ ذاتِ نبوت پر اور خاندانِ نبوت پر درود پڑھنا فرض ہے جن پر درود پڑھنا فرض ہے

ان کی تعظیم وتو قیر کرنا بھی فرض ہے وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی شہادت کا بھی یہی تقاضا ہے بہر حال تعلیم کردہ درود شریف آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم اور آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور نص اور خصوصی بیان فرمایا گیا ہے اور یہی خاندانِ نبوت ہے آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا اُصولی خاندان ہے آبائی اور امہاتی خاندان ہے اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا فروعی اور اولادی خاندان ہے لہٰذا ان ہر دو طرفین پر درود پڑھنا فرض ہے اور یہ مبارک کام اللہ تعالیٰ اور اِس کے فرشتے بھی کرتے ہیں دلیل اس کی یہ ہے كَمَا صَلَّيْتَ ماضی مطلق کا صیغہ ہے یعنی جب سے گذشتہ زمانے کی اکائی شروع ہوئی جب تک ماضی کا تصور قائم رہے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے خاندانِ نبوت پر درود پڑھتے رہے اور پڑھتے رہیں گے اور اہل ایمان بھی اس عملِ محبت میں شامل رہے اور تا ابد رہیں گے مگر یہ اعزاز محض اہل محبت ہی کو حاصل ہے کسی بے ایمان کو یہ شرف مہیا نہیں میسر نہیں جب تک صاحب ایمان نہ ہو رہا یہ سوال کہ درود کی وضاحت والی روایت کا ثبوت قطعی نہیں ظنّی ہے لہٰذا اس سے فرض ثابت نہیں ہوتا جانِ مَن آپ بھول گئے۔

ہر حدیث ثبوت کے اعتبار سے ظنّی ہی سہی مگر یہ قطعی دلیل کی وضاحت میں وارد ہوئی یہ ابتدءًا وارد نہیں بلکہ موید مبین کے طور پر وارد ہوئی بنا بریں اس کا ظن جاتا رہا لہٰذا حکماً یہ بھی قطعی ہی سمجھی جائے گی اگر بالفرض والحال یہ ظنّی ہی ہو پھر بھی مسکین کے موقف کی ایک عظیم دلیل ہے وہ اس طرح کہ جس کی دلیل میں دو قوتیں ہوں یعنی ثبوت بھی قطعی ہو اور دلالت بھی قطعی ہو تو اس سے ثابت ہونے والا حکم فرض کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر ایک قوت ہو یعنی ثبوت ظنی ہو اور دلالت قطعی ہو جیسا کہ یہاں ہے تو اس سے ثابت ہونے والا حکم واجب کی حیثیت رکھتا ہے اور فرض

اور واجب عمل میں یکساں ہوتے ہیں ان کی ادائیگی لازمی اور ضروری ہوتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ فرض کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے جبکہ واجب کے منکر کو فاسق کہا جائے گا کافر نہیں بہر حال عمل میں ان کی عظمت یکساں ہے میرے مؤقف میں ایک اور علمی قوت بھی کار فرما ہے، اس حدیث کا آغاز لفظ قُوْلُوْا یا قُلْ ہے جو کہ صیغہ امر پر مشتمل ہے پہلے جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے دوسرا واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے، قانون یہ ہے کہ امر مطلق کا صیغہ مطلقاً وجوب ہی کے لئے آتا ہے جب تک وجوب کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو یہاں بھی ایسا ہی ہے اس اطلاق کے خلاف کوئی قرینہ نہیں اب چونکہ اس سے وجوب ہی ثابت ہوتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے بھی ذات نبوت اور خاندانِ نبوت پر درود پڑھنا واجب ہے جو عمل میں فرض کے برابر ہے اور یہ فریضہ مطلق عن الوقت ہے لہٰذا جب بھی سہولت میسر ہو اس فریضے کی ادائیگی میں لگ جانا چاہئے یہ بڑی عظمت والا فریضہ ہے اس پر بہت بڑا انعامِ خداوندی میسر آتا ہے جو اس فریضہ سے کنی کتراتا ہے اس کی نماز مردود ہو جاتی ہے حدیث اِس کی گواہ ہے:

مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ صَلٰوةً وَّلَمْ يُصَلِّ عَلٰى عِتْرَتِىْ لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوتُهٗ

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پڑھی مجھ پر اور میری آل پر خاندان پر درود نہ پڑھا اس کی نماز مردود ہے یقیناً ایسا ہی جو خاندانِ نبوت پر درود نہیں پڑھتا اس کی نماز بھی مردود ہے اور وہ خود بھی مردود ہے اور جو ذاتِ نبوی پر اور خاندانِ نبوت پر درود پڑھتا ہے اس کی نماز بھی محبوب ہے اور وہ خود بھی محبوب ہے سبحان اللہ دلیل اس کی یہ ہے جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود پڑھتے ہیں نبی علیہ السلام پر اے ایمان والو تم بھی خوب خوب درود و سلام بھیجو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اُس وقت قریب ہی امیر المؤمنین ایمان کے نقشِ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمت تھے عرض کی جہاں پناہِ عالم جب بھی رحمتوں برکتوں عنایتوں کے دروازے کھلتے ہیں تو آپ ہی کو اللہ تعالیٰ مخاطب ہو کر فرماتا ہے حالانکہ ہم بھی تو قرب و حضور رحمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ کے حضور سراپا نیاز ہوتے ہیں ہم نیاز مندوں کو اللہ تعالیٰ کیوں مخاطب نہیں ہوئے ابھی گفتگو جاری ہی تھی کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر خدمتِ اقدس ہوئے عرض کی یا نبی اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بے مثل غلام کی بات سنی خوش ہوئے فوراً مجھے حکم دیا کہ یہاں آؤں اور بتاؤں کہ آج اللہ تعالیٰ آپ کے حضور بیٹھنے والے غلاموں سے خصوصی انداز رحمت سے مخاطب ہوتا ہے، فرماتا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا○

اے ایمان والو تم تمام لوگ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا صبح شام اس کی تسبیح بیان کرو اور یہ کام حرم نبوت میں کرتے رہو بارگاہ مصطفوی میں درود و سلام عرض کرتے رہو تو ہم تمہارے ساتھ اپنی رحمتوں کا نزول شروع کر دیتے ہیں فرمایا صورت اس کی یہ ہوتی ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ اللہ وہ ذات ہے جو تم پر بھی اے اہل محبت و ایمان درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تم پر درود بھیجتے ہیں تم میرے نبی پر درود و سلام پڑھتے ہو میں تم پر درود پڑھتا ہوں اور یہ اس لئے کہ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے یعنی حسنِ محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے دکھائے دین حق کی راہنمائی فرمائے اور حسن سرمدی میں سرمست کردے تاکہ مقصد حیات تم کو ملے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ہماری تمام رحمتیں مصطفیٰ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو چاہنے والوں کے لئے ہی ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ جب بروز قیامت ملاقات ہوگی بالمشافہ تو میری طرف سے پہلا تحفہ ہی سلام ہوگا آوازِ قدرت آرہی ہوگی سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ رب رحیم کی طرف سے سلام ہو اہل محبت اور سلام ہو اہل صبر پر آج کا کتنا اچھا عاقبت کا انجام ہوا اہل محبت وصبر کا وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آج تو مصطفاؤں پر بھی ہزاروں سلام ہوں اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا اے اہل محبت وایمان تمہارے لئے کرامت والا اجر ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

اے محبوب ہم نے آپ کو بھیجا ہی خوشخبریاں سنانے والا بنا کر، اہل محبت کو خوشخبری ہی سنایا کرو نہ ماننے والوں کو ڈر سنایا کرو، وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ اور حسنِ الوہیت کے نظارے کے لئے دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے یہ اس کا اذنِ خاص ہے اور حبیب آپ کے پیکرِ عظمت کو روشنیاں عطا کرنے والا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ اور خاص کر

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (سورۂ احزاب)

اہل ایمان کو ہر نعمت وعظمت کی خوش خبری سنا دو اے حبیب اور اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فضل عمیم کی بشارت دو واہ سبحان اللہ کیا ہی خوب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کا جواب ہے گویا یہ سب کچھ ذاتِ نبوت اور خاندانِ

نبوت پر درود پڑھنے کی برکت سے میسر آیا ہے ثابت ہوا کہ اس عمل مبارک کی شرعی حیثیت فرضیت سے کم نہیں جن نفوسِ قدسیہ پر درود پڑھنا فرض ہو ان کے شان و مرتبے کا کوئی اندازہ کر سکتا نہیں ہرگز، **الحمد لله علی ذالك۔**

## ایک ضروری بات

قارئین محترم! اکثر اوقات اہلِ علم جب کسی نقطۂ نظر پر اعتماد کرنے کا سوچتے ہیں تو سب سے پہلے اُس نقطۂ نظر میں مؤثر دلائل کی قوت کا جائزہ لیتے ہیں دلائل میں جتنی قوت ہوگی اس نقطۂ نظر پر بھی اتنا کامل یقین اور اعتماد ہوگا اگر دلائل کمزور ہوں تو اس نقطۂ نظر کی اہل علم کے ہاں کوئی زیادہ وقعت نہیں ہوتی، ہمارے دینی مسائل یا نقطہ ہائے نظر کی قوت کیلئے عموماً چار قسم کے اصولی دلائل ہیں۔

۱) قرآنِ پاک ۲) حدیث شریف

۳) اجماع امت ۴) اور قیاس

ان دلائل میں اولیت قرآن حکیم کی آیات حاصل کو ہے، پھر احادیث مبارکہ کو حاصل ہے بعدازاں اجماع کو ہے، بعدہٗ قیاس کو ہے ان کی تفصیلات کے لئے الگ سے ایک عنوان قائم کروں گا تاہم یہ درست بات ہے کہ اگر قرآن کریم کی کسی مسئلہ میں صریح نصوص اگر میسر نہ ہوں تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس مسئلہ کا حل قرآن میں اصلاً ہے ہی نہیں دراصل بات یہ ہے کہ قرآن میں کائنات کی ہر شئے کا بیان ہے کوئی خشک اور تر ایسی چیز ہی نہیں جو قرآن میں نہیں بلکہ وہ ہے ہی نہیں جو قرآن میں نہیں ازل تا ابد ہر حقیقت کا مخزن قرآن کریم ہے مگر کائنات کے باسی اُس خزانے کی جستجو سے قاصر ہوں تو اس صورت میں قرآن کی ضخامت کا کیا قصور ہے لوگوں کو اپنی علمی کمزوریوں کو دور کرنا چاہئے نہ کہ قرآن کریم کی بابت

یہ کہیں کہ اس میں یہ نہیں وہ نہیں میں اس کی مثال دیکر سمجھاتا ہوں سب سے عظمت کے اعتبار سے بلند وبالا وجود خدا تعالیٰ کی ذات اقدس کے بعد انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں کتنے اہم ترین ہیں یہ لوگ اس کائنات میں حدیث شریف کے مطابق انکی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش ہے مگر قرآن میں منصوص تقریباً ستائیس کی تعداد مرقوم ہے تو کیا ہم بقیہ غیر منصوص تعداد کا ہم انکار کردیں کہ نعوذ باللہ انکا چونکہ قرآن میں ذکر منصوص نہیں لہٰذا ہم ان کو مانتے ہی نہیں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ قرآن کریم نے خود اسے ایک مقام پر کھول کر بیان فرمایا ہے:

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○

اے حبیب صلی اللہ علیک ووالدیک وآلک وسلم کچھ رسولوں کی تعداد ایسی ہے جس کو ہم نے آپ پر واضح طور پر بیان کردیا ہے اور کچھ تعداد رسولوں کی ایسی ہے جس کو ہم نے آپ پر بیان صریح کے ساتھ بیان نہیں کیا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے خوب کلام فرمایا (النساء ۱۶۴، آیت نمبر ۶)

دیکھو دوستان محترم: بعض رسولوں کی بابت خدا تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کا تذکرہ ہم نے آپ پر بیان نہیں فرمایا تو اِس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ بیان نہ کردہ رسولوں کا وجود ہی اصلاً کوئی نہیں حاشا وکلّا یقیناً ان کا وجودِ مسعود ہے مگر خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ بالغہ نے موقع کی مناسبت کے حوالے سے جن رسولوں کے حالات کو مناسب حال سمجھا اسے بطورِ اصول بیان فرمادیا باقیوں کی مسلّم عظمت کا انکار نہیں ہوسکتا بلکہ اُن کا مقام پردۂ عظمت میں رکھ کر ان کی عظمت پر عظیم شہادت قائم کردی عین اسی طرح حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کریمین

کی ذواتِ قدسیہ ہے جن کے اسمائے گرامی اور شرافت و عظمت اگر بظاہر منصوص نظر نہیں آتے مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اِن نفوس قُدسیہ کی عظمت اصلاً قرآن میں موجود ہے ہی نہیں ہر گز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی عزت کی قسم رسول رحمت صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی قسم اُن نفوسِ قدسیہ کی عظمت عصمت شرافت حمیت وعزت پر قرآن حکیم کی سینکڑوں آیاتِ بینات گواہ ہیں جو شہادت دے رہی ہیں مگر ان میں غور نہیں کیا گیا اگر غور کیا جاتا تو یقیناً اہلِ محبت ان کے ناموں کی تسبیح کرتے فقیر کو جب توفیق الٰہی نے ڈھانپا اعیان فطرت کھلے انشراح صدر ہوا بصیرت کی عظمت سے نوازا گیا تو یہ مقدس نفوس رحمت جماعت اَنبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد یہ انتہائی عظیم مرتبوں پر نظر آئے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

کیونکہ یہ مقدس ہستیاں وجودِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کے فطری باعث ہیں اس لئے ان کو پردۂ عظمت میں رکھا روایت پسند اہل علم کے قلم کی جولانیاں جب جنبش میں آتی ہیں تو حرمِ مکہ کو فضیلت کے آئینہ میں بیان کرتے ہیں تو ساتھ ہی مدینہ طیبہ کی عظمت وحرمت کو دلائل کی قوت میں مکہ سے کہیں زیادہ فضیلت والا بتاتے ہیں حتّٰی کہ روضۂ اطہر کی جگہ کو عرشِ عظیم سے بھی فضیلت وعظمت والا بیان کر دیتے ہیں کیونکہ یہ مسکنِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہے اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہی ہے کہ اس میں پیکرِ رحمت آسودۂ راحت واستراحت ہے مگر یہ بھی تو خیال رہے کہ جس وُجودِ اقدس کے تقدس کی بنا پر ان مقامات کو فضیلت وعظمت سے نوازا گیا وہ خود وجودِ اقدس کس کے خونِ مطہرہ سے ترکیب پایا گیا ہے اس کائنات میں اس کا مسکنِ اوّل کہاں رہا ہے! اس کا تسویہ کہاں ہوا ہے اس کی تربیت میں کس کا دودھ پیا گیا ہے، اور کس کی شفقت پدری

کارفرما رہی ہے یہ کس جبینِ عظمت میں نور بن کر چمکتا دمکتا رہا ہے، کیا اِن مقامات کی فضیلت وعظمت کوئی نہیں اور اس بات پر مزید یہ ہے کہ یہود بے بہود اور بنوامیہ کی غاصبانہ ہیبت وجلال نے ذہنوں کو دبوچا ہوا ہے کہ یہ راز کھولنے سے کہیں ہمیں گرفت نہ ہو جائے رہے پہلے ادوار کے آئمہ اربعہ تو وہ ایسے سنگین حالات میں آئے کہ ہر طرف اسلام کے خلاف شورشیں بپا تھیں وہ انہیں کے تعاقب میں رہے ان کا اُس دور کے تقاضوں کے مطابق منصبی فریضہ تھا جو انہوں نے خوب نبھایا بلکہ حد کر دی تاہم اِس عنوانِ عظمت کی طرف متوجہ نہ ہونا ان کی عدیم الفرصتی ہے جو ایک معقول عذر ہے ورنہ وہ اہل علم ہم سے کہیں زیادہ علم رکھتے تھے دین کا درد رکھتے تھے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے ان کے یہ حالات ہرگز دلیل نہیں بن سکتے کہ انہوں نے یہ کام نہیں کیا یعنی والدین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام کی عظمت فضیلت اور مناقب پر کتابیں نہیں لکھ سکے، لہٰذا ہو سکتا ہے انہوں نے یہ کام کیا ہو اور یقیناً کیا ہو گا مگر ہم اسے معلوم نہ کر سکے یہ تو ہمارا قصور بنتا ہے تاہم اُن کا یہ اعتراض بھی غلط ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ یہ کام نہیں کر سکتے ان کے لئے یہ کام مناسب نہیں کیونکہ پہلوں نے یہ کام نہیں کیا لہٰذا بعد میں آنے والے ہرگز ہرگز یہ کام نہ کریں یہ کوئی معقول تنقید نہیں اور نہ ہی قابل اعتنا ہے بلکہ یہ ایک بچگانہ حرکت ہے جو کسی صورت میں قابل قبول ہی نہیں، ہاں اگر بعد والے لوگ جو کام کریں اگر اس میں کوئی علمی سقم محسوس ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے ان کے طرز استدلال پر علمی گرفت کی جائے ان کی اصلاح کی جائے نہ کہ انہیں کام کرنے سے روک دیا جائے، تاہم کسی موقف کی قوت دلیل ہوتی ہے نہ کہ کوئی شخص ہے اس بزم ہستی میں جتنی علمی شخصیات ہیں اپنے تبحرِ علم میں کتنی ہی بلند و بالا ہوں وہ دین کے اندر اپنی ذات کے اعتبار سے دلیل کی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ وہ خود کسی حکم

کے بیان کرنے میں محتاجِ دلیل ہیں، جب ایسا ہے تو پھر ہم مسکینوں کو ان کی عظمت کا طعنہ کیوں دیا جاتا ہے ہاں اگر ہمارے طرزِ استدلال میں کوئی غیر معقول علمی سقم ہے تو اس کو علمی قوت کے ساتھ رد کیا جائے نہ کہ ہمیں بلاوجہ کوسا جائے بہر حال فقیر کا یہ کام روایتی طرزِ تحریر روایتی طرزِ استدلال سے ذرا مختلف ہے مگر یہ سارا کام اُصولی طریقہ کی روشنی میں ہی کیا گیا ہے اہلِ علم ودانش سے گذارش ہے کہ اس میں ضرور غور فرمائیں جہاں بھی کوئی علمی سقم محسوس فرمائیں اس کی نشاندہی ضرور فرمائیں آئندہ ایڈیشن میں اصلاح طلب پہلوؤں پر مزید غور ہو سکے تا کہ یہ کام مسلمان کی نظریاتی اساس میں ایک محبت کی روشنی کا دیپ روشن کر سکے۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

نوٹ: قارین محترم ہم نے ابتداءً رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی نسبتوں کو محض اس لئے بیان کیا تا کہ آپ کا ذہن ان فروعی نسبتوں کی عظمتوں اور محبتوں سے سرشار ہو جائے اور آپ کو ان کی عظمتوں کا علمی اندازہ بھی ہو جائے اور یہ طے ہے جب فروعی نسبتوں کا یہ اتنا بڑا مقام ہے تو اصولی نسبتوں کا مقام کیا ہوگا اللہ اکبر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور اولادِ اطہار علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت کا تقدس کیسے قرآن نے کتنے شاندار اندازِ عظمت میں بیان فرمایا ہے جبکہ والدینِ کریمین کا مرتبہ تو ان سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ یہ تاجدار انبیاء کے ماں باپ ہیں اور بظاہر فطرتاً اصل ہیں۔

لہٰذا قارئین محترم آپ اِن دلائل کی روشنی میں بیان کردہ مقاماتِ عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آقا علیہا لصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین سلم اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں وجاہتوں شرافتوں کے بھی نور میں غوطہ لگائیں یقیناً گوہرِ مراد حاصل ہوگا آقا کریم علیہم الصلوٰۃ والسلام تنا خوش ہونگے کہ ان کے

نواجذ مبارک آخری دانت تک کا آپ مشاہدہ کریں گے اور دونوں جہان کی برکتیں سمیٹ لیں گے آیئے اب ہم اُن نفوسِ قدسیہ کی عظمتوں کو وجاہتوں کو قرآنِ کریم کے آئینے میں بیان کرتے ہیں فللہ الحمد۔

## ذکرِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃللعالمین علیہ التحیۃ و التسلیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وسلم کے پیارے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ذکرِ پاک کی شرعی حیثیت بیان کرنے سے قبل ایک مختصر سی تمہید ملاحظہ فرمالیں تو شرعی حیثیت کا تعین خود بخود آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں کہ شرعی حیثیت کا تعین دلائل کی قوت کی بنیاد پر ہوتا ہے جس قدر دلیل قوی ہوگی شرعی حیثیت کا مرتبہ بھی اُتنا ہی بلند ہوگا دلائل میں سب سے زیادہ قوت والی وہ دلیل ہوتی ہے جس کا ثبوت بھی قطعی اور یقینی ہو معنیٰ میں دلالت بھی قطعی اور یقینی ہو یعنی ہر دو اعتبار کے شک سے بالاتر ہو اس سے ثابت ہونے والا حکم شرعی اعتبار سے فرض کہلاتا ہے خواہ وہ اعتقادی فرض ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیّت و وحدانیت کا یقین کرنا دلیل اس کی یہ ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ یہ الفاظ اپنے ثبوت میں قطعی اور یقینی ہے اور یہ جملہ اپنے معنیٰ اور مصداق کی صورت میں بھی قطعی اور یقینی ہے کیونکہ اس کا معنیٰ و مصداق ذاتِ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا اس کے مفہوم پر اعتقاد رکھنا یقین کرنا سب فرض ہے ایسے ہی اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کا جملہ بھی ہر دو اعتبار سے قطعی اور یقینی ہے لہٰذا اِس پر عمل کرنا بھی فرض ہے فرق ان دونوں فرضوں میں یہ ہے کہ پہلا فرض اعتقادی ہے جبکہ دوسرا فرض عملی ہے بہر حال دلیلِ قطعی سے ثابت ہونے والا حکم فرض ہوتا ہے خواہ اعتقادی

فرض ہو یا عملی دلیل کا دوسرا درجہ ظنّی ہے خواہ ثبوت کے اعتبار سے ہو جیسے خبرِ واحد خواہ دلالت کے اعتبار سے اگر مذکورہ دلیل ہر دو اعتبار سے ظنّی ہو تو اس سے سنت جیسا عمل ثابت ہوتا ہے اور اگر کسی ایک اعتبار سے دلیلِ قطعی ہو تو بھی اس سے کم از کم واجب ثابت ہوتا ہے واجب اور فرض میں فرق صرف اتنا ہے کہ عمل میں دونوں کی حیثیتیں یکساں ہیں یعنی ان پر عمل لازمی اور ضروری ہوتا ہے جبکہ فرض کے منکر کو کافر کہا جاتا ہے اور واجب کے انکار کرنے والے کو کافر تو نہیں البتہ فاسق ضرور کہا جاتا ہے ان اصولوں کی مکمل تفصیل کتبِ اصولِ فقہ میں موجود ہے انہیں مسلّم اصولوں کی روشنی میں لاکھوں مسائل کا استنباط کیا گیا ہے، اور انہیں کی بنا پر لا تعداد مسائل کا استدلال ہوا ہے اور قیامت تک انہیں کی روشنی میں اَخذِ مسائل کا بیان جاری اور ساری رہے گا بنا بریں فقیر نے جن دلائل کو والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی شرعی حیثیت میں بیان کرنا ہے وہ تمام کے تمام دلائل ثبوت اور دلالت میں بہر حال قطعی ہیں اس لئے ان سے ثابت ہونے والے حکم کی شرعی حیثیت فرض ہے ان پر اعتقاد کرنا بھی ہے اور ان کا ذکر کرنا بھی فرض ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے ایک اور تمہید ملاحظہ ہو۔

دلائل شرعیہ عموماً چار بیان کئے جاتے ہیں۔

نمبر۱) قرآن نمبر۲) سنت نمبر۳) اجماع نمبر۴) قیاس

اس ترتیب کے ساتھ ہی ان کا لحاظ کیا جاتا ہے پہلا مرتبہ دلیل کے طور پر قرآن کا ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے اَخذِ مسائل میں اگر کسی کی دِقّت نظر وہاں نہیں پہنچ پائی تو حدیث کی طرف آیا جائے گا اگر حدیث میں مسئلے کا حل نہ مل سکے تو اجماع یعنی مقتدر اہلِ علم کے اَکٹھ کی طرف رجوع کرے اگر یہ بھی صورت میسر نہ ہو تو پھر قرآنی دلائل میں اس کے لئے اسباب و علل میں غور کریں جو عِلت

قرآنی نصوص میں معلوم ہو اور وہی عِلّت کسی غیر منصوص صورت میں بھی پائی جائے تو جو حکم جس حیثیت میں منصوص علیہ یعنی جس پر نص وارد ہو میں پایا جائے اُسی نوعیت کا حکم اُس غیر منصوص میں بھی متصور ہوگا (منصوص سے مراد کلام کا وہ حصہ ہے جس کو متکلم نے ارادہ سے بیان کیا ہو) اور کسی مدعا کو بیان کرنے کے لئے اسے اِرادہ سے بیان کیا ہو۔

نوٹ: منصوص علیہ میں اگر علت بھی منصوص اور قطعی ہے اور غیر منصوص میں بغیر کسی معارضے مؤثر ہو تو اس سے ثابت ہونے والا حکم فرض کی حیثیت رکھتا ہے اگر عِلّت ظنّی ہے یعنی مجتہد کے معلوم کرنے سے معلوم ہوئی ہے چونکہ مجتہد کے اجتہاد میں امکانِ خطا ہے بنا بریں یہ عِلّت قطعی نہ ہوگی بلکہ ظنّی ہوگی بہر حال حکمِ شرعی میں مؤثر اصل دلیل شرعی ہی ہے خواہ وہ دلیل نص کی صورت میں ہو یا علّتِ مؤثرہ کی صورت میں ہو دلیل ہر دو اعتبار سے اگر قطعی ہے تو اس سے ثابت ہونے والا حکم شرعی حوالے سے فرض ہوتا ہے اب ان دو تمہیدوں پر نظر رکھنے کی صورت میں میرے مؤقف کے سمجھنے میں انتہائی آسانی ہوگی والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ خیر کی شرعی حیثیت فرضِ اعتقادی بھی ہے اور فرض عملی بھی صورت اس کی یہ ہے کہ منصوص علیہ اُمّہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تذکرے ان کے اخلاقی روحانی مرتبے اُن کی پاکیزہ سیرت ان کی عصمتوں کے مقدس اَحوال اور ان کی دینی شرافتیں سب منصوص اور قطعی ہیں وہ اس اعتبار سے کہ وہ اُمّہاتُ الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں اُم النبی ہونا ہی اصل علّت منصوصہ ہے اور یہ اُم النبی مخدومۂ کائنات محسنۂ عالمین سیدتنا حضرت آمنہ بی بی سلم اللہ علیہا میں بدرجہ اَتم موجود ہے بنا بریں جس طرح اِن نفوسِ قدسیہ کا تذکرۂ عظمت کرنا فرض ہے اس طرح اِس نفسِ رحمت کا تذکرہ بھی فرض ہے جس کو والدۂ مصطفیٰ

علیہا الصلوٰۃ والسلام ہونے کا شرف حاصل ہے اور اقتضاءً والدِ گرامی محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شامل عظمت ہیں ان کے مرتبہ عظمت کو تو قرآن میں براہِ راست منصوص انداز عظمت میں بیان کیا گیا ہے لہٰذا ایسی مبرہن شخصیات کا تذکرہ یقیناً فرض تر ہے اعتقادی فرض بھی اور عملی فرض بھی ہے۔

اِس علمی تمہید کے بعد اب آیئے ہم ان تقدس مآب اُمہات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں جو منصوص علیہنّ ہیں اور انہیں پر قیاس کرے غیر منصوص جو پردۂ عظمت میں تھیں یعنی ام النبی حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا اور سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام مقیس ہیں جن کو مقیس علیہنّ پر قیاس کیا جائے گا جو عظمتیں اُن نفوسِ قدسیہ میں انفرادی طور پر پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود ہیں بنا بریں ان کے ذکرِ خیر کی فرضیت کا قول کرتے ہوئے میں خود کو بفضلِ تعالیٰ حق بجانب محسوس کر رہا ہوں اگر کسی کے پاس میرے مستدل اور میرے استدلال کے درمیان کوئی معارض ہو تو لے آئے ذمہ داری سے قبول کروں گا مگر ضرور یہ خیال رہے کہ معارضہ کسی علمی بنیاد پر ہو قطعیات کے معارض قطعیات ہی قابل قبول ہو ں گی اس سے کم درجے کی دلیل قابل نہیں ہوگی اب آیئے میرے مستدل دلائل اور استدلال کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ: اے حبیب یاد فرماؤ حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں کو قارئینِ محترم، اِس جملے پر بار بار غور فرمائیں یہ جملہ ثبوت میں بھی قطعی اور یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنِ حکیم کا جملہ ہے جو ثبوت یعنی ہم تک پہنچنے میں قطعی

ہیں اس میں شک کی گنجائش نہیں اور دلالت میں بھی قطعی اور یقینی ہے کیونکہ اس آیت کا مفہوم ومصداق جناب سیدہ مریم سلم اللہ علیہا کے علاوہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

بنا بریں اس قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت سے حسب ضابطہ ثابت ہونے والا حکم فرض ہی ہوتا ہے اب یہ منصوص علیہا ہیں مقیس علیہا ہیں یعنی ان پر قیاس کیا جائے گا اوران کی عظمتوں کا تذکرہ تاجدارِ کائنات حضور شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر فرض قرار دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے آپ کی امت پر بھی اُمِ نبی حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں ذکر کرنا دلیل کے مطابق فرض قرار دیا گیا ہے بلکہ قرآن نے اس حوالے سے ایک توثیق فرمادی فرمایا:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ○ (نحل/۴۴)

اے حبیب صلی اللہ علیک ووالدیک وآلک وسلم ہم نے تو آپ پر قرآن اتارا ہی اس لئے ہے کہ آپ اس میں بیان ہونے والی عظمتوں کو کھول کھول کر بیان فرمائیں کیا کیا عظیم شانیں ہم نے اپنے عظمت والے بندوں کی اس قرآن میں نازل فرمائیں اور یہ اہتمام اس لیئے فرمایا تاکہ کائنات کے باسی غور وفکر کریں اور اُنہیں شعور ادب ونیاز آئے اللہ اکبر کیا ہی اہتمام قدرت ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور عظیم بندوں کو کیا کیا شانیں دے رہا ہے، نواز رہا ہے ان کے ذکرِ خیر کی فرضیت کو کیسے زوردار الفاظ میں بیان فرمایا تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو اوران کے وسیلے سے اُن کی امت کو یعنی امت مسلمہ کو پابند فرمادیا کہ وہ حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں رفعتوں کو عصمتوں کو خوب کھول کھول کر بیان کریں وجہ اور علت اس کی یہ ہے کہ مائی مریم سلم اللہ علیہا نے ایک

علیہا الصلوٰۃ والسلام ہونے کا شرف حاصل ہے اور اقتضاءً والدِ گرامی محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی شامل عظمت ہیں ان کے مرتبہ عظمت کو تو قرآن میں براہِ راست منصوص انداز عظمت میں بیان کیا گیا ہے لہٰذا ایسی مبرہن شخصیات کا تذکرہ یقیناً فرض تر ہے اعتقادی فرض بھی اور عملی فرض بھی ہے۔

اِس علمی تمہید کے بعد اب آیئے ہم ان تقدس مآب اُمہات الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بالتفصیل بیان کرتے ہیں جو منصوص علیہنَّ ہیں اور انہیں پر قیاس کرے غیر منصوص جو پردۂ عظمت میں تھیں یعنی ام النبی حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا اور سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام مقیس ہیں جن کو مقیس علیہنَّ پر قیاس کیا جائے گا جو عظمتیں اُن نفوسِ قدسیہ میں انفرادی طور پر پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود ہیں بنا بریں ان کے ذکرِ خیر کی فرضیت کا قول کرتے ہوئے میں خود کو بفضلِ تعالیٰ حق بجانب محسوس کر رہا ہوں اگر کسی کے پاس میرے متدل اور میرے استدلال کے درمیان کوئی معارض ہو تو لے آئے ذمہ داری سے قبول کروں گا مگر ضرور یہ خیال رہے کہ معارضہ کسی علمی بنیاد پر ہو قطعیات کے معارض قطعیات ہی قابل قبول ہوں گی اس سے کم درجے کی دلیل قابل نہیں ہوگی اب آیئے میرے متدل دلائل اور استدلال کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

وَ اذْكُرْ فِى الْكِتَابِ مَرْيَمَ: اے حبیب یاد فرماؤ حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں کو قارئینِ محترم، اِس جملے پر بار بار غور فرمائیں یہ جملہ ثبوت میں بھی قطعی اور یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنِ حکیم کا جملہ ہے جو ثبوت یعنی ہم تک پہنچنے میں قطعی

ہیں اس میں شک کی گنجائش نہیں اور دلالت میں بھی قطعی اور یقینی ہے کیونکہ اس آیت کا مفہوم و مصداق جناب سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے علاوہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

بنا بریں اس قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت سے حسب ضابطہ ثابت ہونے والا حکم فرض ہی ہوتا ہے اب یہ منصوص علیہا ہیں مقیس علیہا ہیں یعنی ان پر قیاس کیا جائے گا اور ان کی عظمتوں کا تذکرہ تاجدار کائنات حضور شفیع المذنبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر فرض قرار دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے آپ کی امت پر بھی اُم نبی حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی عظمتوں ذکر کرنا دلیل کے مطابق فرض قرار دیا گیا ہے بلکہ قرآن نے اس حوالے سے ایک توثیق فرما دی فرمایا:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ (نحل/۴۴)

اے حبیب صلی اللہ علیک ووالدیک وآلک وسلم ہم نے تو آپ پر قرآن اتارا ہی اس لئے ہے کہ آپ اس میں بیان ہونے والی عظمتوں کو کھول کھول کر بیان فرمائیں کیا کیا عظیم شانیں ہم نے اپنے عظمت والے بندوں کی اس قرآن میں نازل فرمائیں اور یہ اہتمام اس لیئے فرمایا تاکہ کائنات کے باسی غور و فکر کریں اور انہیں شعور ادب و نیاز آئے اللہ اکبر کیا ہی اہتمامِ قدرت ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور عظیم بندوں کو کیا کیا شانیں دے رہا ہے، نواز رہا ہے ان کے ذکرِ خیر کی فرضیت کو کیسے زوردار الفاظ میں بیان فرمایا تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو اور ان کے وسیلے سے اُن کی امت کو یعنی امت مسلمہ کو پابند فرما دیا کہ وہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی عظمتوں رفعتوں کو عصمتوں کو خوب کھول کھول کر بیان کریں وجہ اور علت اس کی یہ ہے کہ مائی مریم سلام اللہ علیہا نے ایک

عظیم الشان نبی کی ماں بننا ہے ام النبی ہونا ہی تذکرہ عظمت کے لیئے عِلتِ مؤثرہ اور دلیل قرار پائی ہے جس کو قرآن نے اگلی (۱۶) سولہ آیتوں میں بیان کیا جن کی تفصیل معاً آ رہی ہے۔

اب طے یہ ہوا کہ منصوص علیہا اور مقیس علیہا جناب حضرت مریم سلم اللہ علیہا ہیں جبکہ غیر منصوص محسنۂ عالمین حضرت سیدہ آمنہ سلم اللہ علیہا ہیں اور یہ مقیس ہیں یعنی ان کی عظمتوں عصمتوں اور شرافتوں اور بزرگیوں کو قیاس کیا جائے گا حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں پر اب دیکھنا یہ ہے کہ اُمّ النّبی ہونا ہی وجہِ عظمت ہے اور منصوص اور قطعی اور یقینی حقیقت ہے اُمّ النّبی ہونے کے حوالے سے حضرت مریم کی عظمتیں قطعی اور یقینی ہیں اور علت اس میں نبی کی ماں ہونا ہے جس بنا پر ان کی عظمتوں کا تذکرہ فرض قرار پایا اب یہ علتِ منصوصہ قطعیہ یقینیہ محسنۂ عالمین اُمِ رحمۃ اللعالمین حضرت سیدہ آمنہ بی بی سلم اللہ علیہا میں بدرجہ اتم مکمل کامل بلکہ اکمل موجود ہے مقیس میں مقیس علیہا کی بنسبت یہ علّت زیادہ قوی تر انداز میں مؤثر ہے کیونکہ یہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی ماں مبارکہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تو جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آقا ومولا ہیں جب مقتدی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی والدۂ مکرمہ کی عظمت وشان یہ ہے، تو مقتدیٰ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی والدۂ مکرمہ کی عظمتوں وشان کا عالم کیا ہوگا اللہ اکبر۔ طے یہ ہوا کہ جس طرح اُمِ عیسیٰ علیہ السلام کی رفعتوں کا تذکرہ نصوصِ قطعیہ کی صورت میں فرض ٹھہرا تو اُمّ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا تذکرہ فرض تر ٹھہرا قرآن سے ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں اس حوالے سے: دیکھو قرآن کریم میں آیا ہے: وَ لَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ماں باپ کو اُف تک نہ کہو علّت اُس کی یہ ہے کہ اس سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ جس امر سے ان کو

تکلیف ہو اُس امر سے بچنا لازمی ہے اولاد کے لئے ان کی عظمت کا تقاضا یہ ہے تم اُف تک نہ کہو یہ ان کی تکلیف کا باعث ہے جب اُف کا لفظ نا قابلِ برداشت ہے تو اُف سے زیادہ سنگین تر رویّہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے ان کے لئے اس آیت کریمہ کی روشنی میں طے یہ ہوا کہ ان کو اُف تک کہنا حرام ہے اور اف سے زیادہ تکلیف دہ معاملہ کرنا حرام تر ہے اب اس دلیل کی بنیاد میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اُمِ عیسیٰ حضرت مریم سلم اللہ علیہا کا تذکرہ تو قرآنی نصوص اور دلائل قطعیہ کے حوالے سے فرض ٹھہرا جبکہ اُمِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیہا کا تذکرہ مبارک فرض تر ٹھہرا یہ اس لئے کہ محسنۂ عالمین مخدومۂ کائنات حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا تو مقتدائے کائنات سید المرسلین وامام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وسلم کی والدۂ معظمہ ہیں۔

اب آپ کے سامنے منصوص تذکرۂ عظمت پیش کر رہا ہوں اس تذکرے کے ہر ہر جملے میں غور فرمائیں اور مسلم عظمت کا پختہ یقین کریں مقیس علیہ اور مقیس میں مذکورہ بالا ضوابط کی روشنی میں عظمتوں کے تسلسل اور نور بیزیوں سے سرشار محبت ہوتے رہیں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

اے محبوب حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی عظمتوں کو زبانِ نبوت سے خوب خوب اندازِ عظمت میں بیان فرماؤ یہ آپ پر بحیثیت نبی فرض ہے ان کی عظمتوں کا آغاز یوں ہوا: اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا جس وقت وہ اپنے اہل خانہ سے پردۂ عصمت وعفت میں خلوت گزیں ہو گئیں شرقی مکان میں جہاں وہ خدائے ذوالجلال سے سرشارِ عبدیت ہو کر مصروفِ عبادت ہو گئیں عبادت خداوندی میں اس قدر کھو گئیں ہر طرف سے کٹ گئیں پردۂ عصمت وشرافت میں محجوب ہو گئیں

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا کی تفسیر بن گئیں ہر ایک سے پردہ فرمالیا پس اس عالم جذب وشوق میں مجرد ہو گئیں ایسے میں ہم نے فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ہم نے اپنی روح بھیجی اسے ایک مضبوط صورتِ بشر میں بھیجا باوجود اس کے کہ وہ فرشتوں کے رسول تھے جبریل امین تھے عفت مآب عصمت مآب جناب مریم سلم اللہ علیہا فوراً بول اٹھیں قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا میں اللہ تعالیٰ رحمٰن کی پناہ میں آتی ہوں ہمارے عصمت کدوں میں آج تک کسی نے ایسی جرأت نہیں کی تم کیسے عصمت کدے میں داخل ہو گئے کاشانۂ عصمت وعفت میں کیونکر داخل ہوئے اگر آپ میں عظمتِ تقویٰ ہے تو بولئے ایسا کیوں ہوا؟ اس پر جناب جبریل علیہ الصلاۃ والسلام بولے قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ کہا میں تو صرف اور صرف آپ کے رب العزت کا بھیجا ہوا ہوں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مگر ہاں مجھے آپ کے رب کریم نے محض محض اس لئے بھیجا ہے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا تاکہ آپ کو ایک پاکیزہ بیٹا ہدیہ کروں پیش کروں بارگاہ قدس کا تحفۂ نادر حاضرِ خدمت کروں عفت مآب جناب حضرت مریم سلم اللہ علیہا بولیں قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ کہا میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہو سکتا ہے حالانکہ میری تو ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی؟ وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا اور نہ ہی مجھ سے کوئی سرکشی ممکن ہے یعنی گناہ کا ہمارے ہاں کبھی تصور ہی نہیں ہو سکتا عصمت وعفت ہمارا خمیر ہے حیاء وشرافت بزرگی اور فضیلت ہمارا گھریلو ماحول ہے تو جو آپ بات کر رہے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے قَالَ كَذٰلِكِ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام بولے یہ ایسا ہی ہے اور ہو کر رہے گا یقیناً ہوگا، کیونکہ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ایسا کرنا تیرے رب کی قدرت ہے، وہ فرماتا ہے میں مشکلات سے پاک ہوں مجھ پر ہر بڑے سے بڑا انوکھا اور ان ہونا

کام انتہائی آسان ہے ہم تو وہ ذات ہیں بغیر ماں باپ کے بھی صورت بشر کی تکمیل کر دیتے ہیں، اور پوری انسانیت کے وجود کا سرچشمہ بنادیتے ہیں، ہمارے تو دوحرف ''ک'' اور ''ن'' کی ترکیب لفظی نے پوری کائنات کو وجود دے دیا ہے بے باپ بیٹا پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے! اور یہ اس لئے ہم کر رہے ہیں تا کہ کائنات میں ہماری عظمتوں کی تا قیامت ایک علامت ونشانی قائم ہو جائے اور کائنات کے باسیوں میں ہماری رحمت کا انوکھا راز کھل جائے وَلِنَجْعَلَهٗ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا یہ بلند وبالا فیصلہ محض محض ہم نے اپنی رحمت کاملہ شاملہ کے ظہور کے لئے فرمایا ہے تا کہ بزم کون ومکان میں ہماری عنایتوں رحمتوں کے آثار نظر آئیں اور کائنات کے باسی اس سے مستفیض ہوتے رہیں وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا یہ فیصلہ قطعی اور یقینی ہے کاملاً طے ہو چکا ہے اور ہو کر ہی رہے گا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کا ظہور یہ ہوا کہ فَحَمَلَتْهُ پس جناب مریم سلام اللہ علیہا اُمید سے ہو گئیں فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا دور کی جگہ پر جا کر خلوت گزیں ہو گئیں۔ پھر فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ پس بچہ جننے کے حالات اُنہیں ایک کھجور کے تنے کے قریب لے آئے۔

یکا یک ظالم سماج کے ظالمانہ رویّے دِل ودماغ میں گردش کرنے لگے یہ خیال بار بار پریشان کرتا کہ لوگ اس صورت حال پر طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اور ہمارے عصمت مآب گھرانہ اور تاریخی پسِ منظر کی پاکیزگیوں پر نہ جانے کون کون سے شک کیئے جائیں گے اور مخالفین نہ جانے کیا کیا پھبتیاں کسیں گے اور گھناؤنے الزامات کی یلغار ہو گی جس سے عفت مآب عصمت مآب روحیں تڑپ جائیں گی پارہ پارہ ہو کر بیقرار اور مضطرِب ہو جائیں گی جب یہ خیالات نگاہوں کے سامنے گھومنے لگے تو حالت اضطرار میں یہ جُملے سرزد ہو گئے جن کو قرآن کی

آیت ہونے کا شرف مِلا بولیں قَالَتْ يٰلَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا اے کاش میں اس صورتِ حال سے قبل ہی مر چکی ہوتی وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا میں لوگوں کے خیال سے بھی اتر چکی ہوتی بھلائی جا چکی ہوتی۔

قارئین محترم! قدرتِ الٰہی نے جب اپنی بندی اُمّ النّبی اُمِ عیسٰی جناب حضرت مریم سلم اللہ علیہا کی اضطراری کیفیت دیکھی تو فوراً رحمتِ خداوند نے رحمت کے نور نے ڈھانپ لیا نشست گاہ کے قریب وادی کے نیچے سے ندا آئی آواز آئی: اَلَّا تَحْزَنِيْ اے مریم غم نہ کر خوف زدہ نہ ہو یہ معاملہ ہمارا ہے عزت ہماری ہے، ہم خود اس کی حفاظت صیانت کرنے والے ہیں ذرا نیچے تو دیکھو ہم نے تو آپ کی تکریم کی خاطر آپ کی گردِ راہ میں آپ کے لختِ جگر نورِ نظر کی ایڑی کی برکت سے ٹھنڈی اور میٹھی نہر بہا دی ہے ہماری قدرتِ کاملہ آپ کے ہر حال میں شاملِ حال ہے وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ بس آپ اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دیں ہلائیں تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا تر و تازہ پکی ہوئی کھجوریں خود بخود آپ کی آغوشِ کرم میں حاضر خدمت ہونگی فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ بی بی آپ جاری نہر سے ٹھنڈا اور میٹھا مشروب نوش فرمائیں پکی ہوئی تازہ کھجوریں تناول فرمائیں یہ ماحضر ہماری طرف سے قبول کریں وَقَرِّيْ عَيْنًا اور اپنے نورِ نظر کی نور ریزیوں سے اپنی بے تاب آنکھیں ٹھنڈی کریں اپنی نگاہوں کو جِلا بخشیں بیقرار ممتا کو تسکین سے مزین فرمائیں خوف زدہ جذبوں کو بے خوف ہونے کا مژدہ سنائیں پریشاں خیالوں کو تسلی دیں خاندانی عصمت وعفت پر یقین مستحکم فرمالیں اہلِ قرابت کے ممکنہ اضطراب سے باہر آجائیں اپنے وقار سے مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے حامی و مددگار ہے اور ہاں: فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا اگر آپ کسی شخص کو اس معاملہ پر سوال کرتا دیکھیں تو جواب میں صرف اتنا

فرمادیں فَقُولِیۡۤ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا میرا رحمٰن کے لئے روزہ ہے فَلَنۡ اُکَلِّمَ الۡیَوۡمَ اِنۡسِیًّا ۝ آج کے دن میں کسی بھی فرد بشر سے کلام ہرگز نہیں کروں گی:

اے مریم آپ اِسے لے چلو اپنی قوم کے پاس یعنی ابتدءاً اپنے خاندان کے عظیم بزرگوں کے پاس فَاَتَتۡ بِهٖ قَوۡمَهَا تَحۡمِلُهٗ پس مریم سلم اللہ علیہا جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو لے کر اپنی آغوشِ رحمت میں اُٹھا کر لے آئیں اپنی قوم کے پاس آپ کی قوم کے دانشور صالح افراد گھبرا گئے کہ یہ ہمارے عظمت والے خاندان میں کیا ہو گیا ہے ہم نے تو ابھی تک ان کی شادی ہی نہیں کی یہ نوزائیدہ بچہ کیونکر لائیں ہیں اس پر لوگ کیا کہیں گے اس عظمت والے خاندان میں یہ انہونی کیوں ہوئی اِس پر حالتِ اضطراب میں بولے قَالُوۡا یٰمَرۡیَمُ لَقَدۡ جِئۡتِ شَیۡـًٔا فَرِیًّا

کہا: اے مریم بن باپ کے بیٹا جننا بہت پستی والی بات ہے پھر بولے یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ مَا كَانَ اَبُوۡكِ امۡرَاَ سَوۡءٍ اے ہارون کی بہن آپ کا باپ تو انتہائی پارسا تھا کبھی بھی چھوٹی بڑی بدی نے اسے چھوا تک نہیں عصمت وشرافت ان کا خمیر تھا عصمت حیاء ان کا ضمیر تھا وقار اس کا تمدن تھا نیکی ان کا پہناوا تھا وَمَا كَانَتۡ اُمُّكِ بَغِیًّا اور آپ کی ماں حنہ بھی حیا کا پیکر تھیں عصمت ان کی چادر تھی عفت ان کا لباس تھا پاکدامنی ان کا واضح شعار تھا عبادت وریاضت ان کا ذوق تھا رضائے اِلٰہی ان کا شوق تھا تو ایسے پاکیزہ ترین ماحول میں یہ صورت حال کیونکر پیش آئی فَاَشَارَتۡ اِلَیۡهِ اس پر جناب مریم سلم اللہ علیہا خود تو خاموش رہیں جواب کے لئے جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف اشارہ فرما دیا کہ مجھ سے نہ پوچھو یہ معاملہ کہ یہ بچہ کیسے لائی ہوں بلکہ خود اس بچے سے پوچھو کہ یہ کیسے تشریف

لائے ہیں اس پر قوم بولی: قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا کہا یہ تو معصوم ہے ابھی بولنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا آغوش مادر میں ہے ہم اس سے کلام کیسے کریں؟

محترم قارئین! ابھی سلسلہ کلام جاری ہی تھا کہ یکا یک شانِ نبوت نے جوش مارا آغوشِ مادر ہی کو نبوی منبر بنایا اور پھر فصیح خطاب فرمایا بے مثال گوہر فشانی فرمائی ان کے لفظی تکلم کو قدرت نے قرآن بنا دیا اللہ اکبر فرمایا: قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللهِ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں آتٰنِيَ الْكِتٰبَ میرے اللہ نے مجھے صاحبِ کتاب بھی بنایا ہے حالانکہ میں حالتِ صغر میں ہوں اور حد یہ ہے کہ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اس نے مجھے عظمت نبوت بھی عطا فرمائی ہے اور کرم بالائے کرم یہ ہے کہ وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ اس نے مجھے ہر مقام پر بابرکت بنایا ہے جہاں میرا قدم ہوگا وہیں برکتیں نازل کر دی جائیں گی میرے انگ انگ میں برکتوں کا نور بھر دیا گیا ہے میری ہر سانس برکتوں کے خزانہ سے معمور ہے: ان عنایات کے تسلسل میں ایک یہ بھی خصوصی عنایت ہے کہ مجھے۔ اَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا مجھے تا حیات نماز اور زکوۃ کی نوازشوں سے مالا مال فرما دیا ہے وَ بَرًّا بِوَالِدَتِي اور والدہ مکرمہ کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے والا نیک پارسا بھی بنا دیا ہے وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا اور مجھے تا حیات بدبختی اور سخت مزاجی سے ہمیشہ دور رکھا۔: تو کیوں نہ ہو کہ میں ان عظمتوں پر سلامتیوں کا سوال کروں وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا سلام ہو اس دن پر جس میں مجھے میری ماں نے جنم دیا اور یہ سلامتی مجھ پر بھی ہو میری والدہ پر بھی اور اس دن پر بھی ہو اور جس دن میں وصال فرماؤں گا اور جس دن میں اُٹھایا جاؤں گا اُس دن پر بھی سلامتیاں ہوں۔

# خلاصۂ کلام

درج بالا تمام حقائق چونکہ بطور خبر نازل ہوئے بنابریں یہ دونوں اعتبار سے یعنی ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہیں لہٰذا ان کا تذکرہ کرنا فرض ہے ان پر یقین واعتقاد کرنا فرض ہے انہیں بیان کرنا یقیناً فرض ہے کیونکہ یہ تمام نصوص دلالت وثبوت میں قطعی ہیں اور ان میں بیان کردہ تمام مناقب وفضائل فرداً فرداً بیان کرنا فرض ہے اتنا بڑا اہتمامِ قدرت اس لئے ہے کہ جناب مریم سلام اللہ علیہا کو اُمّ النبی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

بنابریں ان کے تمام تقدس مآب حالات کو بیان کرنا فرض ہے یہ منصوص علیہ ہے اور اس میں عِلّت مؤثرہ اُمّ النبی ہونا ہے وہ بھی منصوص قطعی ہے لہٰذا اس پر ہونے والا قیاس بھی قطعی ہے جس نوعیت کا حکم (فرض) اس منصوص علیہ میں معلوم ہوا ہے قطعیت کی بنا پر عین ایسے ہی یہ حکم من وعن ثابت ہوگا غیر منصوص محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا کی بابت بھی بلکہ ان میں فرض تر ہے کیونکہ ان کے اندر علت مؤثرہ بنسبت منصوص علیہا کے زیادہ ہے کیونکہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا ام النبی ہونے میں حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ کریمہ ہونے کا شرف پاتی ہیں جبکہ محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا امام الانبیاء کی ماں ہیں والدۂ کریمہ ہیں ان کی عظمتوں کا تذکرہ بدرجۂ اَتم فرض ہے کیونکہ ان کی بزرگی ان سے کہیں زیادہ ہے اسی لئے تو حضرت مریم سلام اللہ علیہا بوقتِ ولادت باسعادت مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء مائی آمنہ سلام اللہ علیہا کے حضور بطور خدمت گذار حاضرِ خدمت ہوئیں جب ان کا ذکر وبیان فرض ہے تو مخدومۂ کائنات محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کا تذکرہ وبیان فرض تر ہے محسن عالمین جناب سیدنا

عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما السلام کا تذکرہ اِقتضاء فرض ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر بطور نبی یہ فرض تھا اور آپ کی وساطت سے تا قیامت امت پر بھی فرض ہے ایک اور زاویے سے قرآن کریم نے اس بزرگی کو بیان فرمایا: وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا اور مریم بنت عمران نے اپنے شرم وحیا کی حفاظت کو معراج بخشی عفت وعصمت کو معیار بخشا یعنی شرم وحیا کو بھی اپنے عزم واستقلال سے کمال عطا کیا اور عفت وعصمت کو بھی عروج بخشا۔ تو اس پر ہم نے بھی اُنہیں اپنی روح کی عظمتوں سے مالا مال فرما دیا (یعنی فرزندِ ارجمند جناب عیسٰی عطا کیا) اور بن باپ کے عطا کیا ان کی تکریم کے لئے قواعدِ فطرت کو بھی خاموش کر ڈالا بعد ازاں جناب مریم سلم اللہ علیہا کو وہ مرتبۂ کمال عطا کیا کہ فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ہم ان میں اپنی روح کی عظمت نفخ فرمائی اور وہ اس مرتبۂ کمال کو پہنچیں کہ وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ انہوں نے اپنے رب کے کلمٰت کی تصدیق فرمائی وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ وہ اعلیٰ درجے کے فرمانبرداروں میں شامل ہو گئیں (تحریم ۱۲) ایک اور حوالہ عظمت ملاحظہ فرمائیے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝

بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا جناب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو اور جناب حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو اور جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی آل اور آلِ عمران کو تمام جہانوں پر بزرگیاں عطا فرمائیں۔

اس آیہ مبارکہ میں آل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام براہِ راست منصوص ہیں جن کی مصطفائیت مسلم ہے اور ان کی مصطفائیت میرے کریم آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے پیارے والدین کریمین محسنین کائنات سیدنا عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام

سیدتنا محسنہ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا بدرجہ اتم منصوص ہیں کیونکہ وہ منتہاءِ آل ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں بنابریں ان کی مصطفائیت کا تذکرہ کرنا فرض ہے اورانہیں عالمین پر عظمت وفضیلت بخشی گئی ہے کیونکہ انہوں نے رحمۃ للعالمین کے والدین کریمین ہونے کا شرف پایا ہے بعدازاں آل عمران علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکرِ خیر شروع ہوتا ہے اِذْ قَالَتِ امْرَءَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اے حبیب یاد فرماؤ ذکر فرماؤ حضرت عمران علیہ الصلاۃ والسلام کی بیوی جناب حضرت حنہ سلم اللہ علیہا والدۂ عظمت ورحمت ہیں جناب سیدہ حضرت بی بی مریم سلم اللہ علیہا کی انہوں امید ہونے کے بعد اپنے رب تعالیٰ سے دعا کی نذر مانی منت مانی عرض کی پروردگارِ عالم جو کچھ بھی حمل کی صورت میں میرے پیٹ میں ہے میں پیش کرتی ہوں تیرے حضور وہ گھریلو معاملات سے بالکل آزاد ہوکر تیرے گھر کی خدمت کرے گا اور محض تیری عبادت کے لئے وقف ہوگا پس تو میری اس نیاز کو قبول فرما میری اس خدمت کو قبول فرما اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بیشک تو ہی تو اپنی علمی عظمت کے ساتھ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے آرزوؤں کو سننے والا ہے۔

محترم قارئین! اللہ تعالیٰ کی مقبول بندی کی دعا شرفِ قبول سے سرفراز ہوئی: فَلَمَّا وَضَعَتْهَا جب حمل مبارک تکمیل پذیر ہوا تو جنم ہونے والی شخصیت ایک عظیم بیٹی کی صورت میں رونما ہوئی اس پر جناب حنّہ سلام اللہ علیہا نے بے تاب تمناؤں کے ساتھ عرض کی قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی کہا یا اللہ یہ بیٹی پیدا ہوئی حالانکہ منشاءِ کلام بیٹا تھا! اس پر جواباً رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ اے حنّہ اللہ خوب جانتا ہے تو نے کس عظمت کو جنم دیا ہے حال یہ ہے کہ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی یہ بیٹی ہی ہے مگر بے مثل ومثال ہم نے

آپ کو طلب سے سوا دیا جو بیٹا مانگا تھا اُس سے کہیں زیادہ عظمت والی یہ بیٹی ہے وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ اور بیشک میں نے ان کا نام مریم رکھا ہے (مریم کا معنیٰ عابدہ ہے) اس پر حضرت حنہ سلم اللہ علیہا نے عرض کی وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُ هَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اے مولا کریم بیشک میں اس بیٹی مریم کو تیری پناہ میں دیتی ہوں اور اس کی اولاد کو بھی تیری پناہ میں پیش کرتی ہوں تو ان کو شیطان مردود کے شر سے محفوظ فرما۔ اس پر حُسنِ عنایات ربانیہ بول اُٹھیں فرمایا فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ جناب مریم سلم اللہ علیہا کے رب نے انہیں قبولیت حسن کی عظمت سے نوازا خوب مرتبہ قبولیت عطا فرمایا تا قیام قیامت ان کی عظمتوں کے چرچے فرمائے عفت وعصمت کو ان کا لباس بنایا شرافت وحمیت کو ان کا اوڑھنا بنایا اور ان کی عظمتوں کو بقائے دوام بخشا وَ اَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور اپنی حسنِ تربیت کے ساتھ ان کو پروان چڑھایا اور حد کردی وَ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ان کی کفالت میں کیا خوب انتظام فرمایا خاندان کے ہر عام آدمی کے ذریعے سے نہیں بلکہ کائنات کے پاکیزہ ترین فرد رحمت عظیم نبی حضرت ذکریا علیہا لصلوٰۃ والسلام کے ذریعے ان کی کفالت فرمائی اور جس دولت سرائے رحمت میں جناب مریم سلم اللہ علیہا کو ٹھہرایا اس کو عظمتوں برکتوں کے نور سے معمور کردیا اور اتنا معمور فرمایا کہ موسمی اثرات سے بھی اسے بلند وبالا کردیا بے موسم بھی پھل وہاں حاضرِ خدمت کیے جاتے رہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا جب حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام داخلِ محراب ہوئے جو اِقامت گاہ ہے جناب مریم سلم اللہ علیہا کی یکا یک ان کے حضور بے موسم پھل پاتے ہیں۔ حیرت سے پوچھتے ہیں قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا یہ بے موسم پھل کہاں سے آپ کی خاطر آئے جناب مریم سلم اللہ علیہا جواباً فرماتی ہیں قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ حضور والہ یہ سب کچھ بارگاہ

قدس سے آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب بے موسم پھل اور رزق عطا فرماتا ہے۔

محترم قارئین! اس منظر کو دیکھ کر فطرت پیغمبری فرط جوش میں آتی ہے ایک دیرینہ بے تاب تمنا من میں انگڑائی لیتی ہے وہیں کھڑے کھڑے جناب زکریا علیہ الصلاۃ والسلام پکار اُٹھتے ہیں هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ: اے بدیع السموت والارض، اے بے ساز وسامان اور بغیر کسی نقشے کے کائنات کو وجود بخشنے والے اب تو تیری شان عنایت کا منظر بچشم خود دیکھ رہا ہوں تو بغیر میٹریل کے کائنات بنا سکتا ہے بے موسم پھل محراب مریم میں مہیا کرتا ہے تو تجھ سے کیا بعید ہے مجھے بھی قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً مجھے بھی میرے پروردگار نعمتِ اولادی سے مالا مال فرمادے اپنی جناب خاص سے کرشمہ سازی کر دے میں جانتا ہوں اب یہ عمرِ کہولت بچہ جننے کی ظاہری فطری لیاقت نہیں رکھتی مگر تیرے ہاں یہ محتاجیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں بس اب دِل بھر آیا اپنے خزانہ خاص سے پاکیزہ اولاد عطا کر دے اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ دعاؤں کو قبول کرنا ہی تیری عظمت وقدرت ہے۔

قارئین محترم! ابھی یہ جملے زباں پر ہی تھے اور آپ جناب محراب مریم ہی میں تھے کہ اجابت وقبولیت پکار اُٹھی فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ: بارگاہِ قدس سے نور کے فرشتے مژدۂ جانفزا لے کر حاضرِ خدمت ہوئے بولے: اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ○ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دیتا ہے وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرے گا سردار ہوگا عفت مآب ہوگا عصمت مآب ہوگا شان والا نبی ہوگا صالحین کی شان ہوگا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اُمُّ النُّهٰى کے قرب وحضور میں مانگے جانے والی دعا کا کیا

مرتبہ ومقام ہے: اور قبولیت میں کیا اثر پذیری ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ○

مزید اگلے مرحلے میں شانِ ام النبی میں غور فرمائیں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرماؤ بیان فرماؤ اس وقت کو جب نوری فرشتوں نے جناب مریم سلم اللہ علیہا سے مخاطب ہو کر فرمایا اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقامِ مصطفائیت میں معراج بخشی اور پاکیزگیوں کا معیار بنادیا اور مرتبہ، عظمت میں آپ کو عالمین کی عظمتوں میں چن لیا ہے منتخب فرمالیا ہے اب بس اے مریم یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اپنے رب کے حضور اس نعمتِ غیر مترقبہ کے حوالے سے خود کو اپنے مولا کا فرمانبردار بنا لے بارگاہِ اقدس میں حضورِ اقدس میں کھڑی ہو جا سجدوں میں سر بسجود ہو جا اور بارگاہِ اقدس میں نہایت ادب سے جھک جا: پھر ارشاد ہوتا ہے: اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یاد فرماؤ اے حبیب بیان فرماؤ اے محبوب ان حالات کو جب فرشتوں نے جناب مریم سلم اللہ علیہا سے کہا اے مریم بیشک تیرا رب تجھے خوشخبری دیتا ہے اپنی جنابِ خاص سے ایک عظمت والے بیٹے کی اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وہ دنیا وآخرت میں صاحب وجاہت ووقار ہوگا اور ومن المقربین اللہ تعالیٰ کا مقرب وحضوری ہوگا بارگاہِ رب العزت کے حضوریوں میں سے ہوگا وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ وہ اپنی معصوم بچپنے والی عمر میں اپنی ماں کی آغوشِ رحمت میں ہی اپنی نبوت کا، اعلان

فرمائے گا، پختہ عمر مبارک میں بھی فصاحت وبلاغت سے لبریز گفتگو فرمائے گا اور تعلیم کتاب وحکمت فرمائے گا تورٰۃ وانجیل کی تلاوت کرے گا، بنی اسرائیل کی طرف شان والا رسول ہوگا، اور صاحبِ معجزہ ہوگا، سادہ مٹی کو صورت پرندہ بنائے گا اور اس میں پھونک مارے گا وہ پرندہ بحکمِ خدا اڑنے لگ جائے گا، مادر زاد اندھوں کو آنکھیں اور نگاہ دے گا، سفید داغ والوں کو شفا دے گا، مردوں کو زندگی عطا کرے گا غیب کی خبریں دے گا اور توراۃ کی تصدیق کرے گا، خدا تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں عظمتِ قدرت پر قائم کرے گا، وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا حکم دے گا یہ عظمتیں باِذنِ الٰہی ہوں گی، (آل عمران)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ○

اے میرے حبیب صلی اللہ علیک وسلم ام النبی کی یہ ساری عظمتیں ہم نے خصوصی اہتمام قدرت کے مطابق آپ کی طرف وحی فرمادی ہیں۔

محترم قارئین! کیا شان ہے اُم النبی ہونے کا کیا عظمت والا مرتبہ ہے نبی کی ماں ہونے کا یہ تو جناب حضرت عیسیٰ علیہا لصلوٰۃ والسلام والدہ عظمت ورحمت کا مقام ہے امامُ الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کا کیا مقام ہوگا، ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ مکرمہ کا ذکر قرآن نے قطعی اور یقینی انداز عظمت میں فرمایا ہے ارشاد فرمایا:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ○

ہم نے وحی فرمائی (بصورتِ الہام) جناب موسیٰ علیہا لصلوٰۃ والسلام کی والدہ محترمہ کو کہ ہمارے کلیم کو دودھ پلائے، اگر حالات ناگفتہ بہ ہوجائیں تو فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ اے ام موسیٰ اگر آپ جناب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت خوف زدہ ہوں تو انہیں دریا میں ڈال دیں ہم جانیں ہمارا کلیم

جانے وَلَا تَخَافِیْ آپ بالکل نہ ڈریں وَلَا تَحْزَنِیْ اوران کے روشن مستقبل کے بارے بے غم ہو جائیں یہ ہمارے کلیم ہیں ان کی حفاظت ہمارے ذمہ کرم پر ہے، رہا آپ کی ممتا کا تڑپنا تو سنیئے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ بیشک ہم آپ کو آپ کا بیٹا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام صحیح سلامت باحفاظت واپس فرمادیں گے۔آپ نہ گھبرائیں اِنَّا جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ، ہم اُن کو شان والا رسول بنائیں گے اور وہ عظیم رسولوں سے ہوں گے۔

قارئین محترم !جب جناب یوحائذ ام موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جناب اُمِّ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں ڈال دیا جن کو بعد میں فرعونیوں نے دریا سے نکال لیا دربار شاہی لے گئے جب ممتا کا لختِ جگر ممتا سے جدا ہوا تو ممتا تڑپ اٹھی اس جدائی کو قیامت سمجھی تو ان کیفیات کو قرآن یوں بیان فرماتا ہے: وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا صبح کے وقت جناب موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کا دل نورِ نظر کی عجیب ترین جدائی سے بے قابو ہو گیا قریب تھا کہ راز کھل جائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جناب موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کے قلبِ اطہر کو قوت بخشی مظبوطی عطا کی تا کہ ان کے یقین میں پختگی آئے اسے قرآن نے یوں بیان فرمایا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

بعدازاں جناب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ مکرمہ نے اپنی بیٹی جو جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن تھی اُن سے فرمایا جاؤ خفیہ طریقے سے پتہ لگاؤ کہ میرے بیٹے کا کیا بنا، راز اتنا پوشید ہو کہ کسی کو علم تک نہ ہو سکے قرآن اسے یوں بیان فرماتا ہے وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○

قدرتِ خداوندی کی کرشمہ سازیاں کیا خفیہ تدبیریں فرماتی ہیں فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب جناب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو شاہی محلات میں لایا گیا تو مختلف دودھ پلانے والی عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلائیں مگر قدرت کی تدبیر نے جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا اے پیارے کلیم آپ کی فطرت پاکیزہ ہے طبیعت نظیف ہے آپ کی شایانِ شان ہی نہیں کہ آپ کسی غیر پاکیزہ عورت کا دودھ پیئیں آپ صاحب وحی ہیں آپ پر غیر پاکیزہ دودھ حرام ہے۔

بنا بریں بدیں صورت جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی دایہ کا دودھ منہ تک نہیں آنے دیا اس حد تک منہ موڑ لیا کہ محلات والوں کو حد سے زیادہ تشویش ہوئی اتنے میں آپ کی بہن بھی رفتہ رفتہ خفیہ سُراغ لگاتے ہوئے وہاں پہنچ گئی صورتِ حال کے جائزہ کے بعد بولیں فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ فرمایا میں تمہاری راہنمائی کرتی ہوں ایک ایسے پاکیزہ گھرانے کی يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ جو اس کی اچھی صورت میں کفالت کر سکتے ہیں اور تمہاری تشویش کو کم کر سکتے ہیں کیونکہ وَهُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ یقیناً اس کے لئے خیر خواہ ثابت ہوں گے، پھر قدرت کاملہ کی حکمت بالغہ نے اس حوالے سے جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی والدہ مکرمہ کی طرف لوٹا دیا تا کہ اُن کی بے تاب نگاہیں قرار پاسکیں اور ان کا غم دور ہو سکے اور وہ جان لیں کہ ان کا رب اپنے وعدہ میں سچا ہے لیکن اکثر لوگ ان حکمتوں کو نہیں جانتے اس کو قرآن یوں بیان فرماتا ہے:

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اب جناب حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کریمہ کو قرآن یوں بیان فرماتا ہے:

وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَيْخًا ۝ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِيْبٌ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

مفہوم: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرشتوں نے فرزندِ ارجمند کی بشارت دی تو وہ بھی قریب ہی کھڑی تھیں یہ معاملہ سن کر ہنس پڑیں بولیں یہ کیسے ہوسکتا ہے ہم تو بالکل بوڑھے ہو چکے ہیں یہ بڑی ہی عجیب بات ہے اس پر فرشتوں نے جواباً عرض کی یہ امرِ الٰہی ہے اس پر تعجب کی کیا بات ہے یہ رحمتِ خداوندی کا انوکھا اندازِ عظمت ہے اور اس کے خزانہ قدرت سے برکات کا ظہور ہونے والا ہے طے ہو چکا ہے اس پر حیرت زدہ ہونے کی کیا بات ہے اہل بیت نبوت اس قسم کی عظمتوں سے مالا مال ہوتے ہی رہتے ہیں تمام بزرگیاں اور تعریفیں ذات حق ہی کے لائق ہیں کیونکہ وہ اپنی قدرت میں کسی عادی نظام کا پابند نہیں اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ ہے بے پرواہ ہے بے مثال ہے جو چاہے وہی کرتا ہے جیسے چاہے ویسا ہی کرتا ہے جو کرتا ہے حق کرتا ہے کسی کو اُس کے سامنے مجال نہیں ایسے ہی جناب ہاجرہ سلم اللہ علیہا کا ذکر خیر ہے اگرچہ اقتضاءً ہے مگر صرف اب اِن نفوسِ رحمت کو اللہ تعالیٰ نے جو جو مرتبے دیے ان میں عِلّتِ مؤثرہ اُم النبی ہونا ہے ان کو بیان کرنا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحیثیت نبی فرض ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے تمام امتیوں پر فرض ہے کیونکہ مسلم قاعدہ ہے خصوصیاتِ نبوت کے علاوہ جو حکم خداوندی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس حیثیت سے مخاطب ہے اُسی

حیثیت سے تمام امتیوں سے بھی مخاطب ہے اُمّھاتُ الانبیاء علیھا الصلوٰۃ والسلام اجمعین کی عظمتوں کے تذکرے رفعتوں کے احوال شرافتوں کے بیان کو پھیلانا امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر بصورتِ دلائل قطعیہ فرض ہے عین ایسے ہی تمام امتیوں پر بھی فرض ہے ایسے ہی آباءِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ ہے کیونکہ یہ تمام احوال دلائل قطعیہ میں وارد ہوئے رہا یہ معاملہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے احوال تو اس درجہ کی قطعیت سے مزین نہیں تو ان کا بیان کرنا کیونکر فرض قرار پایا۔

تو آیئے غور فرمائیں جو جملہ احوال قطعیت میں بیان ہوئے وہ محض داستان سرائی کے طور پر بیان نہیں ہوئے بلکہ ان کو تو بیان ہی اسی لئے کیا گیا ہے کہ آنے والی ذات اِمام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے والدین کریمین کا تقدس تو اس سے کہیں زیادہ ہے باستثناءِ انبیاء کے، ان کو تو بیان ہی انہیں کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے کیا گیا ہے حیرت ہے دلیلِ مؤثرہ کی قطعیت پر تو یقین کیا جائے اور مُدَلَّل کی عظمت پر یقین نہ کیا جائے حالانکہ دلیل لائی ہی اسی لئے گئی ہے کہ اس سے مُدَلَّل کی عظمت کو ثابت کیا جائے وگرنہ دلیل لانا بے کار رہتا عبث ہوتا جبکہ قدرتِ الٰہیہ ان علائق سے پاک ہے اب آیئے ذرا ہم اس کی علمی تفصیل میں اترتے ہیں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنی آیاتِ کریمہ کو عنوانات کی بنیاد پر پانچ انواع میں تقسیم فرمایا ہر نوع کے کثیر افراد ہیں اور ان کی الگ الگ تفصیلات ہیں مگر اجمالاً ایک خاص ترتیب میں بیان کیا گیا ہے حدیث کے الفاظ یوں ہیں جو قرآن فہمی کے مسلم اصول ہیں ان کی اجمالی صورت یہ ہے فرمایا:

نُزِّلَ الْقُرْآنُ عَلٰی خَمْسَةِ اَوْجُهٍ، مِنْهُ الْحَلَالُ وَ الْحَرَامُ وَ ا

لُمُحکَمُ وَ الُمُتَشابِهُ وَ الُاَمْثَالُ فی روایة وَ الُقِصَصُ وَ الاَمْثَالُ ○

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآنی آیات کو پانچ عنوانات میں تقسیم فرمایا گیا ہے کچھ آیات حلال کو بیان کرتی ہیں اور کچھ آیات حرام کو بیان کرتی ہیں کچھ آیات اپنی مراد میں بالکل واضح ہیں کچھ آیات اپنی مراد میں رازالٰہیہ ہیں اسرار ربانیہ ہیں، اور کچھ آیات امثال کو قصوں کو بیان کرتی ہیں۔ان کا حکم یہ ہے کہ۔

نمبرا﴿ فَاَحِلُّوا الُحَلَالَ: قرآن کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو۔

نمبر۲﴿ فَحَرِّمُوا الُحَرَامَ: قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو۔

نمبر۳﴿ وَ اعْمَلُوْا بِا لُمُحکَمَاتِ: اور قرآن کی واضح المراد آیات پریقین کے ساتھ عمل کرو۔

نمبر۴﴿ وَآمِنُوْا بِا لُمُتَشَابِهَاتِ: متشابہ آیات جو صرف اور صرف خدااور رسول کے مابین راز ہیں ان کی حقیقت پر بے سوچ سمجھے ایمان لے آؤ ان کی جو بھی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان راز کی حقیقت وہ سب سچ حق ہے۔

نمبر۵﴿ فَاعْتَبِرُوْا بِا لاَمْثَالِ وَ الُقِصَصِ ○

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان)

قرآن کریم کی وہ آیات جن کا عنوان گذشتہ لوگوں کے احوال ہیں ان سے عبرت نصیحت حاصل کرو، یعنی پاکیزہ لوگوں کے احوال اور قصّوں سے نصیحت حاصل کرو غیر پاکیزہ لوگوں کے قصوں سے عبرت حاصل کرو، اب آپ درج بالا

بیان کردہ حدیث کے پانچویں نمبر والے اصول پر غور فرمائیں بار بار غور فرمائیں بصیرت حاصل ہو جائے گی میرا مؤقف کبھی قابل اعتراض نہیں نظر آئے گا اب آیئے وضاحت کی طرف چلتے ہیں کفار مشرکین منافقین فاسقین کی شخصیات کردار طرزِ فکر طرزِ عمل رویّے قابل نفرت ہیں اور ان کا انجام باعث عبرت ہے گویا ان کے احوال و آثار سے نفرت بھی انتہائی کرنی چاہئے اور ان کے انجاموں سے عبرت بھی حاصل کرنی چاہئے، جبکہ قرآن میں بیان کردہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے کاملین صالحین صالحات کی شخصیات سیرت و کردار خدا تعالیٰ سے وفا و محبت کے آثار من کی سچائی کی عظمتیں عنایت ہونے والا کمالات معجزات کرامات برکات جملہ فضائل خصائل پر ایمان لانا بھی فرض ہے انہیں بیان کرنا بھی فرض ہے ان کے بہتر انجام کی عظمت پر یقین کرنا بھی فرض ہے ان سے محبت و عقیدت رکھنا بھی فرضِ ایمانی و اعتقادی ہے کیونکہ اخبار ہونے کی صورت میں یہ سب اپنی ولالت و روایت میں قطعی ہیں ان نفوسِ قدسیہ کے جملہ احوال پاکیزہ عظمتیں محبتِ ایمانی کا باعث ہیں اور سب احوال و آثار باعث نصیحت بھی ہیں باعث رحمت و برکت بھی ہیں باعث خیر و عافیت بھی ہیں لہٰذا ان سے نصیحت حاصل کرنا عین مقتضائے حدیث نبوی ہے۔

اب اس مسلم اصول کی روشنی میں غور فرمائیں آنکھوں میں نور آئے گا دل میں سرور آئے گا، مذکورہ مقدس شخصیات میں سے کچھ نفوسِ قدسیہ ایسے ہیں جنہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدینِ کریمین ہونے کا شرف حاصل ہے قرآن نے ان کے تقدس مآب تذکروں کو موضوعِ سخن اس لئے بنایا کہ آنے والی ذات امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جس طرح پہلے نبیوں کے والدین کریمین قابلِ تکریم و تعظیم ہیں صاحبِ فضائل و خصائل ہیں صاحبِ سیرت و کردار ہیں صاحب

عظمت و وقار ہیں صاحبانِ قرب و حضورِ الٰہی ہیں عین ایسے ہی والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہر عظمت کی وہ اپنے اعتبار سے انتہاء ہیں والدینِ رسول ہونے کے حوالے سے وجہ اس کی یہ ہے کہ رسول کے دینی خاندانی پس منظر کا مقدس ہونا متبرک ہونا صاحبِ حمیت و وقار ہونا صاحب سیرت و کردار ہونا صاحبِ عظمت و رفعت ہونا صاحبِ علم و معرفت ہونا صاحب حِلم و حیاء ہونا اس لئے ضروری ہے کہ نبوی جدُّ جہد اور تبلیغی مساعی میں ممد و معاون ثابت ہوں اعتماد کے لئے باعثِ اوّل ہوں تا کہ کوئی کمینہ سرشت ان کو یہ طعنہ نہ دے سکے کہ نبی تو ہمیں تبلیغیں کرتا ہے حالانکہ تُو تو ایسے لوگوں سے ہے جن کا معاشرے میں کوئی خاص مقام ہی نہیں اور نہ ہی وہ قابلِ اعتماد لوگ تھے اور نہ ہی وہ صاحب کردار تھے بنا بریں نہ تو ہم تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ ہی تیری اطاعت کرتے ہیں سو اس لئے تو ہم سے دور رہ۔

قارئین کرام: اب حکمت خداوندی سمجھ میں آئی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد کا تقدس مآب ہونا کیونکر ضروری ہے قرآن گواہ ہے ہر نبی کے معجزے کو چیلنج کیا گیا ہے مگر کسی نبی کے کردار کو چیلنج نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی ان کے آباء و اجداد کی حمیت و اعتماد کو چیلنج کیا جا سکا ہے کفار کا انکار محض عنادِ قلبی ہے اس کے سوا کچھ نہیں اسی لئے مشیئتِ الٰہی نے ابتداءً طے فرما لیا تھا کہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاندانی پس منظر محترم و محتشم ہونا ضروری ہے مقدس ہونا ضروری ہے معتبر ہونا نہایت ضروری ہے صاحبِ عظمت و وقار ہونا بہت ضروری ہے صاحبِ خصائل و فضائل ہونا بہت ہی ضروری ہے تا کہ اپنی تجربی زندگی میں لوگ ان کا مطالعہ کریں تا کہ انہیں اعتقادی یقین حاصل ہو اس طرح وہ نبی کی ذات کو اس حوالے سے نہ زچ کر سکیں نہ طعنہ دے سکیں اور نہ نیچا دکھا سکیں جس سے عام

لوگوں کو بے اعتنائی کا موقع مل سکے فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ:

اب آیئے قرآن کے اس اجمالی مطالعہ کے بعد خاتم المرسلین وخاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا کی نبوت اور اس کے جغرافیے میں غور فرمائیں:

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً آپ کو ساری مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اے محبوب فرمادیں کہ میں بیشک ساری کائنات کے باسیوں کے لئے رسول ہوں اب ایسی شان والے رسول کے والدین کریمین کا اور خاندانی پسِ منظر کا عظیم الشان ہونا کس قدر ضروری ہوگا اسی لئے قرآن کریم پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آباء واجداد کی عظمت کو موضوعِ سخن بنایا تا کہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے اور خاندانی پسِ منظر کے نفوسِ قدسیہ کی عظمت وتکریم کا اندازہ ہوسکے اللہ اکبر کبیرًا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کَثِیْرًا۔

حضرت مریم حضرت یوحانذ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ سلم اللہ علیہن وصلوٰۃ اللہ علیہا وعلیہن اجمعین کو بطور نص بیان کرنا ان کی مسلّم عظمتیں اس لئے بیان فرمائیں کہ یہ نفوسِ رحمت اُمہات الانبیاء علیہم السلام ہونے کا شرف پاچکی ہیں مقیس علیہ میں اُمّ النبی ہونا ہی اصل اور دلیل مؤثرہ ہے عِلّت مؤثرہ ہے جو کہ محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا میں بدرجہ اتم موجود ہے کیونکہ آپ اِمام الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ماں ہیں جب مقتدی نبیوں کی ماؤں کا یہ مقام ومرتبہ ہے تو امام الانبیاء ومقتدیٰ نبی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ کا کیا مقام ہوگا ایسے ہی اقتضاءً آپ کے والد گرامی سیدنا محسنِ عالمین حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ومرتبہ ہے۔

نوٹ : ضابطہ کے مطابق جب سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کی عظمتوں کا ذکر کرنا بیان کرنا فرض ہے کیونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، تو جن کو بیان کرنے کے لئے یہ نصوص وارد ہوئیں یعنی والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم ان کی عظمتوں کو ذکر کرنا بیان کرنا کیونکر فرض نہیں؟ فرض ہے فرض ہے یقیناً فرض ہے جو نہیں مانتا اس کے من میں مرض ہے!

## قرآن اور عظمتِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

بیشک اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا فرمادی ہے پس آپ اپنے رب کے حضور نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

بیشک آپ کے دشمن ہی بے نام ونشان ہوں گے:

اِس سورۂ مبارکہ کا شانِ نزول مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کے جب صاحبزادوں کا وصال ہوا تو کفارِ مکہ نے خوشیاں مناتے ہوئے کہا کہ اَب محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی کہانی ختم ہوگئی یہ بے نشان ہوگئے ان کا کام ان کی زندگی کے بعد ختم ہوجائے گا ان کے مشن دینِ اسلام کی بساط خود بخود لپٹ جائی گی کیونکہ ان کی اولاد باقی نہیں رہی جو ان کے مشن کو آگے بڑھا سکے لہٰذا اب یہ بے نشان ہوگئے، اس پر غیرتِ خداوندی جوش میں آئی فرمایا: میرے محبوب یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں یہ ہماری خفیہ تدبیر سے بے خبر ہیں صورتِ حال اس کے برعکس ہے کائنات میں ان دشمنوں کا نام ونشان مٹادیا جائے

گا ان کے تذکرے نفرت ونکبت کی علامت ہوں گے اِن کی زندگی دنیا و آخرت میں ذلّت ورُسوائی کی جہنم میں جلے گی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رحمت وعنایت تو ازل سے ہی آپ کے ساتھ ہے ابد تک آپ کے ساتھ رہے گی آپ ذرا اپنے ماحول عظمت کے پسِ منظر میں غور فرمائیں ہم نے تو آپ کو ہر خیرِ کثیر عطا فرمادی ہے ہر خیر آپ کے دامنِ عظمت میں ڈال دی ہے ہر خیر کثیر آپ ہی کے پاس رہے گی کارخانہ قدرت میں جتنی خیر کثیر ہے وہ آپ ہی کی ہے آپ ہی کے لئے ہے آپ ہی کو عطا ہو چکی ہے۔

محترم قارئین: خیرِ کثیر کا مفہوم بڑا وسیع ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو بہتر سے بہتر تر تھا خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا وہ عطا کردہ خیرِ کثیر خواہ مادی ہو روحانی ہو اخلاقی ہو سماجی وسیاسی ہو، بہر حال خیر کثیر کا معنیٰ یہ ہوا کہ ہر بھلائی ہر خیر اتنی عطا کی کہ انتہا کر دی یعنی خیر کا کوئی فرد ایسا نہیں جو خیر تو ہو مگر آپ کے پاس نہ ہو گویا عطائے خیرِ کثیر میں انتہا کر دی اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر انتہاء کی کوئی نہ کوئی ابتداء ہوئی ہے، لہٰذا علم الٰہی میں عطا کردہ خیر کثیر کی کوئی نہ کوئی ابتداء ضرور ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتدائے خیر سے لے کر انتہائے خیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دی گئی ہے قرآنِ کریم کا اسلوب بیان بھی اسی کو بیان کر رہا ہے اور تائید کر رہا ہے، اَعْطَیْنٰكَ صیغہ ماضی مطلق ہے اور اِس میں کَ مفعول بہ ہے اور براہِ راست حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم مراد ہیں ماضی مطلق سے گذشتہ زمانہ کا مکمل دورانیہ مراد ہوتا ہے اس سے ایک لمحہ بھی مختص نہیں ہوتا اس اعطائے خیر کثیر کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے وہ شانِ سخا سے عطا کرتا ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے پیمانۂ رحمت وعظمت سے وصول کرتے ہیں اُسلوبِ کلام

الٰہی نے یہ بات طے کر دی کہ گذشتہ زمانہ میں جب سے خیر کثیر کی ابتداء ہوئی جب تک خیر کثیر کا تسلسل جاری رہے گا اس کے مخاطب اوّل حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی ہی ہوگی کائنات میں جس کو بھی خیر ملے گی دربار رسالت سے ملے گی ان کے وسیلے سے ہی ملے گی حدیث بھی اس کی گواہ ہے:

وَاللّٰهُ يُعْطِي اَنَا قَاسِمٌ (بخاری)

اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں محمد (صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم) تقسیم فرماتا ہوں، اس بیان کردہ خیر کثیر کے بے شمار تصورات ہیں دنیا ومافیہا اور آخرت کی خیر کے تمام افراد اس میں شامل ہیں گویا کوئی خیر ایسی نہیں جو اس خیر کثیر کا فرد نہ ہو کائنات کی تمام انواع کی خیر مرئی ہو یا غیر مرئی یعنی اسے دیکھا جاسکے یا نہ دیکھا جاسکے وہ خیر علمی ہو عملی ہو روحانی ہو جسمانی ہو خواہ کوئی ہو سب کو سمیٹ کر آپ کو عطا کر دیا گیا ہے اَعْطَيْنٰكَ کا جملہ فعلیہ ہے جس کا خاصہ تجدد اور تحدث ہے یعنی یہ اعطائے خیر کا کوئی ایک خاص مرتبہ اور انداز نہیں بلکہ ہر ہر لمحے نئے جدید اور انوکھے خزانے خیر کے عطا ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے یہاں کسی قسم کا حصہ نہیں مطلق نوازشات کی بات ہو رہی ہے اَعْطَيْنٰكَ کے جملہ کے شروع میں لفظِ اَنَّا لگا کر اسے اسمیہ بھی بنایا گیا جملہ اسمیہ کا خاصہ استمرار اور تسلسل ہوتا ہے اس صورت میں اِعطائے خیر کثیر کا انداز ہی نرالا بیان کر دیا فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ والسلام ہم آپ کو خیرِ کثیر قدرت کے شاندار تسلسل کے ساتھ خیر کثیر عطا کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے اس میں لمحہ بھر بھی قیامت تک رکاوٹ نہیں ہوگی ہم ہر لمحے نئے انوکھے طرز عنائت پر مسلسل آپ کو خیر کثیر عطا کر رہے ہیں، حاصل کلام یہ ہوا کہ ابتدائے خیر کثیر بھی آپ سے ہوئی اور انتہاء خیر کثیر بھی آپ پر ہے کتاب ہذا چونکہ والدین کریمین سلمہ اللہ تعالیٰ علیہا کی عظمت و وجاہت پر مشتمل ہے لہٰذا اس خیر

کثیر کا خلاصہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و وجاہت پر مشتمل ہے لہٰذا اس خیر کثیر کا خلاصہ جو آپ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم کو والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں میسّر آیا اس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی بلکہ فطری اور طبعی تصورات میں دیکھا جائے تو کائنات میں جن نفوسِ قدسیہ کا انتخاب آپ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم کیلئے بطور ماں باپ ہوا تو انہیں خیر کثیر کا خلاصہ کہنا بے جا نہ ہوگا بلکہ آپ کا بالائی خاندان اسی تسلسل کی ایک لڑی ہے، جس کی عظمت کو خود سرکارِ دو جہاں رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے بیان فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جب بزمِ کائنات میں بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو کائنات کے بہترین لوگوں سے منتقل فرمایا جس پشت مبارکہ میں مجھے رکھا پہلے اس پشت مبارک کو پاکیزگیوں کی خیر کثیر سے معمور فرمایا جس رِحم (پیٹ) میں مجھے منتقل فرمایا پہلے اسے طہارتوں کے نور سے سجایا اور اسی تسلسل کو ابتداء سے لیکر انتہاء تک جاری فرمایا پھر میرے عُنصرِ رحمت کی ایسی خوب حفاظت فرمائی کہ کائنات کے عظیم اخلاقی نظام جس سے نظمِ سماج قائم ہے یعنی نکاحِ حلال کا پوری نسل میں اِہتمام فرمایا غیر اخلاقی طرز معاشرت سے میری اتنی حفاظت فرمائی کہ کوئی آلودگی میرے قریب تک نہ آسکی میں پاکیزگیوں کے نور کے جُھرمٹ میں محوِ خرام رہا حتی کہ میں جب اپنے والدین کریمین جناب سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشتِ پاک میں اترا تو اُن کے ماتھے سے میرے نور کے جلووں کا ظہور ہونے لگا جونہی میں اپنی والدہ کے شکمِ اطہر میں اُترا تو بشاراتِ خداوندی کے نور نے انہیں ڈھانپ لیا اور میری والدۂ ماجدہ رحمت کو بشارات کی صورت میں قبل از وقت بشارتیں اور مبارکیں ملنا شروع ہوگئیں یعنی میرے والدین کریمین صلوٰۃ للہ علیہما کو مہبط خیرِ کثیر بنایا گیا بشارتوں اور مبارکوں کی کثرت خیر کا نور اِن کے دامنِ عظمت میں نازل ہوتا رہا اِن

سے قبل میرے اجداد و اُمہات بھی ان برکتوں سے مالا مال ہوئے۔

محترم قارئین! حضور سرور کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کو سورۂ کوثر کے صریح اعلان عظمت کے مطابق جس خیر کثیر کو بیان کیا گیا یہ مطلقاً خیر کثیر ہے اس مطلق اعلان کو نہ تو کوئی تقید لاحق ہوئی یعنی کسی معلوم خیر کثیر کا احساس نظر آئے اور خیر کثیر کے عموم میں نہ کوئی تخصیص لاحق ہوئی جس سے کسی خاص خیر کا تصور آئے اور نہ ہی کوئی استثناء لاحق ہوا جس سے خیر کے بعض افراد کو الگ سمجھا جائے کیونکہ ذخیرۂ علم میں اِس درجہ کی کوئی دلیل ہی نہیں ایک سوال یہ ہوتا کہ کوثر سے مراد نہر کوثر ہے بعض روایات اس کو بیان بھی کرتی ہیں مگر یہ کثرتِ خیر کا کامل مفہوم نہیں بلکہ اس بیان کردہ خیر کثیر کا ایک فرد ہے، اس پر کئی قرینے دلالت کرتے ہیں جن کو کسی مناسب مقام پر بیان کیا جائے گا: اِنَّـآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سے عظمت وجاہتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا جو استدلال کیا گیا ہے یہ بداھۃً صریح ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ نفوس قدسیہ مَبدءِ پیکر رحمت عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں اِس صفت میں ان جیسی کائنات میں بہتر سے بہتر تر کوئی ذات رہتی ہی نہ تھی، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے وجود عنصری کے لیے مبدءِ شفقت بن سکے لہٰذا مشیتِ الٰہی نے پوری کائنات کے انسانوں میں جو سب سے بہتر تر وجود تھا جن کے دامنِ عظمت میں اعلیٰ اخلاقیات کی خیر کثیر کا سب سے بڑا خزانہ تھا جن کی عفت وعصمت شرافت وحمیت تقویٰ وطہارت پر کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ تھا جن کے پیکرِ رحمت کا خمیر خود خیر کثیر کا سر چشمہ تھا اور خلاصۂ خیر کثیر تھا، لہٰذا اس آیت کریمہ کا فطری طبعی اعتبار سے مفہوم اَوّل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین ہی قرار پائے کیونکہ ان کا وجودِ مسعود اُس لمحے پوری کائنات میں سب سے بہتر تھا اور ہے گویا ان

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب اس لیئے فرمایا کہ یہ نفوسِ قدسیہ اس وقت اَخیار الخلائق تھے سب سے خیر تھے، سب سے بہتر تھے قرآنِ کریم کی بیسیوں شہادتیں اس پر موجود ہیں جن کو اپنے اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا، میں نے ذخیرۂ علم میں بہت غور کیا کہ اس اِستدلال کے خلاف کوئی قرینہ یا علمی مانع ملے مگر نہ مل سکا بلکہ ہے ہی نہیں تو میں علی وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں جہاں یہ آیت کریمہ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وسلم کی جس طرح شاہد عادل بطور عبارت النص ہے عین ایسے ہی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کی بھی شاہد عادل ہے کائنات کی کوئی علمی قوت دلیل ان نفوسِ قدسیہ کو خیر کثیر کی شرافتوں سے الگ نہیں کرسکتی یہاں ایک حدیث عرض کیے دیتا ہوں جس سے اس استدلال کی عظمت اور واضح ہو جائے گی، اوران نفوس قدسیہ کی وجاہت وعظمت کا بیان روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

اس حدیث کے مندرجات میں خوب غور فرمائیں ہر حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی: ان شاء اللہ تعالیٰ

حدیث:) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ ثُمَّ قَسَّمَ اَلْخَلْقَ قِسْمَیْنِ فَجَعَلَنِیْ خَیْرِھِمَا قِسْمًا کَذَالِکَ قَوْلُـہٗ اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ○

بیشک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا اسے دو قسم کے طبقوں میں تقسیم فرمایا، تو مجھے ان دونوں میں جو سب سے بہتر تھا ان میں رکھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بیان فرمایا ہے دہنی طرف والے یعنی جنت والے،، اہل جنت،، اور بائیں طرف والے یعنی جہنم والے اہل جہنم اہل الجنۃ دائیں طرف والے ہیں فَاَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ، اور دہنی طرف والوں میں جو اہلِ جنت ہیں ان میں سے

جو لوگ سب سے بہتر ترین تھے، ان میں سے مَیں ہوں، حدیث شریف کا یہ حصہ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر ہے، جن کے دامن میں خیر کثیر کی خیرات تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو انہیں بھلے ترین لوگوں میں رکھا وہ ابتدا سے ہی اہل یمین ہیں یعنی جنت والے قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ

یہ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ اہل جنت محض جنت میں داخل ہی نہیں ہونگے بلکہ اللہ تعالیٰ کی پوری جنت کے وارث و مالک ہوں گے، قرآن کریم نے ایک اور شہادت دی:

تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ کَانَ تَقِیًّا○ (مریم)

یہ وہ جنت ہے جس کا ہم نے پاکیزہ لوگوں کو جو ہمارے بندے ہیں ہم نے اس جنت کا انہیں وارث و مالک بنا دیا ہے۔

اللہ اکبر: قرآن کے اسلوب بیان کے اعتبار سے خاندانِ نبوت کے نفوسِ قدسیہ مالکانِ جنت بنائے گئے ہیں نہ جانے ملّاں اِن نفوسِ قدسیہ کو کیوں نہیں سمجھ پایا، لگتا ہے اس کی رگوں میں یہود اور بنو امیہ کے بعض غُنڈوں کا متعصب خون گردش کر رہا ہے جو ابتداء ہی سے خاندانِ نبوت کے ازلی ابدی دشمن ٹھہرے ہیں الا ماشاء اللہ حیرت ہے مالکانِ جنت کو بنو امیہ کے ملوانوں سے جنتی بننے کے لئے کسی علمی سر ٹیفکیٹ کی ضرورت پڑگئی: نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ ان ملوانوں سے امت کو بچائے آمین ثم آمین!

پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جملہ:

وَاَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ○

یعنی اہل جنت سے جو سب سے بہتر ترین تھے یعنی میں عظمتوں سے معمور اس طبقۂ انسانیت سے ہوں جو جنت میں سب سے بہتر ہیں خیر ہیں اس

بہترین طبقہ سے بھی جو سب سے بہتر تھے میں اُن میں سے تشریف لایا ہوں۔

محترم قارئین! آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس جملہ کو بار بار پڑھیں اور وجد میں آجائیں اس خاندانِ عظمیٰ کو بزم کائنات میں باستثنا انبیاء علیہم الصلوٰۃ وسلام بالعموم پورا خاندان نبوت بالخصوص والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ عظیم و بہتر ہیں کیونکہ مطلع پیکرِ نبوت ہیں مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ کی اصل تفسیر ہیں جنت کے اصل وارث و مالک ہیں قرآن کی قطعی نص نے شہادت دے دی ہے، کیونکہ لوگ حصولِ تقویٰ میں زہد ریاضات و مشقت کرتے ہیں مگر یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کا خمیر ہی تقویٰ کے نور پر مشتمل ہے، بلکہ ان کا وجودِ مسعود معیارِ تقویٰ ہے۔ اللہ اکبر کَبِیْرًا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کَثِیْرًا

انہی کے وجود کو خیر کثیر بنایا گیا جس کا اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ نے بیان فرمایا، قرآن نے انہیں مالک و وارثِ جنت کہا اور رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے بیان فرمایا مذکورہ حدیث میں درج جملوں میں غور فرمائیں اب مزید کونسی تصدیق رہ گئی ہے جو ان کے جنتی ہونے کے لیۓ ضروری ہے مگر ستیاناس ان ملاؤں کا جو نہ تو خدا تعالیٰ کی تصدیق پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی تاجدار انبیاء حضرت محمد مُصطفی صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی تصدیق پر یقین رکھتے ہیں پھر بھی اسلام کی ٹھیکیداری پاسبانی کا چکمہ دے کر سادہ مسلمانوں سے مذہبی بھتہ وصول کرنے میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ ان ابلیس، شیطان منش ملاؤں سے اُمّت کو محفوظ رکھے، آمین ثم آمین!

محترم قارئین! اس حدیث کا اگلا حصہ ملاحظہ فرمائیں:

ثُمَّ جَعَلَهَا ثَلَاثًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهَا ثَلَاثًا فَذَالِكَ قَوْلُهٗ وَاَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ ○ مَآ اَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ ○ وَ اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ

○ مَآ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ○ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ○ اُولٰٓئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ○ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ○ فَاَنَا مِنَ السّٰبِقِیۡنَ ○ فَاَنَا مِنۡ خَیۡرِ السّٰبِقِیۡنَ ○

مفہوم پھر اللہ تعالیٰ نے اِن دو حصوں کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا اس کا گواہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، داہنی طرف والے یعنی جن کے اعمال کی تحریریں ان کے دائیں ہاتھ میں ہونگی اور وہ اہلِ جنت ہی ہونگے کیسی شان والے ہوں گے وہ وہ داہنی جانب والے ہی اہل عظمت ہیں مبارک ہیں بائیں جانب والے یعنی وہ لوگ جنکے نامۂ اعمال اُن کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے، اور وہ دوزخ والے ہوں گے بد بخت ہوں گے وہ بائیں جانب والے کیسی ذلت و رسوائی میں ہوں گے،...... یہ دو مختلف طبقے حدیث کے پہلے حصے میں بیان ہو چکے ان دو طبقوں میں اہل سعادت طبقہ اصحاب یمین کا تھا داہنے جانب والا تھا اس حصہ میں انہیں ایک اور انداز عظمت میں بیان کیا گیا ہے یہاں بھی انہیں داہنی جانب والا ہی کہا گیا ہے مگر یہاں اس حصہ کو پھر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حصہ تو وہی اصحابِ یمین یعنی دائیں جانب والے جنتی طبقہ دوسرا طبقہ السابقون والا یعنی جنتی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ طبقہ قرب و حضور الٰہی میں سب سے آگے بڑھنے والا یعنی قرب حضور الٰہی میں بلند مرتبہ پر فائز طبقہ فرمایا یہی طبقہ قرب و حضور الٰہی میں مقرب ٹھہرا اُولٰٓئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ کی قرآن کریم نے شہادت دی ہے:

اب ان تین طبقات میں یعنی

۱) اصحاب یمین

۲) اصحاب شمال

۳) پھر اصحابِ یمین میں سے سابقون سب سے اعلیٰ طبقہ ہے: اور یہ

تیسرا طبقہ عظمت ہے جو قرب و حضورِ الٰہی میں حضوری کا مرتبہ رکھتا ہے۔

قارئین محترم! رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم کا اگلا ارشاد پڑھیے اور فرطِ محبت سے جھوم جائیے اور جوشِ جنوں میں فوراً سجدے میں گر جائیے کہ خدائے ذوالجلال نے ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خاندانِ عظمٰی بالخصوص والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کو کیا مرتبہ عطا فرمایا ہے جسے خود سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، فرمایا فَاَنَا مِنْ خَیْرِ السّٰبِقِیْنَ پس قرب و حضورِ الٰہی میں جو اصحابِ یمین ہیں اور جو ان سے حصولِ منزل میں آگے بڑھ گئے مقربین خاص کے مقام پر فائز ہوئے ہیں اُن سے آگے والوں میں سے بھی جو آگے والے 'سبقت والے' الخواص ہیں میں اُن میں سے ہوں یعنی میں اُن نفوسِ قدسیہ سے ہوں' جو قربِ خداوندی کے اس درجہ میں جلوہ افروز ہیں جس سے آگے قرب و حضور کسی کے لئے ممکن ہی نہیں میں نے ترجمہ و مفہوم اسلوبِ کلام کے تقاضوں کے مطابق کیا ہے کیوں کہ تفضیل میں تین اعتبارات بیان کئے جاتے ہیں اُن میں جو سب سے زیادہ قوی تر اعتبار ہے وہ اُس تفضیل کا ہے جو حرفِ مِن سے مفہوم ہو درج بالا حدیث میں تفضیل ہے، وہ بھی حُسن اتفاق سے حرف مِن سے ہے اور عبارت النص ہے اور تفضیل کا بھی معنی کسی وصفِ مشترک میں کسی کو کسی پر فضیلت دینا ہے تو اس قاعدہ کے اعتبار سے طے یہ ہوا کہ جس طبقۂ انسانیت سے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ظہور ہوا ہے وہ طبقۂ رحمت و عظمت بالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء قرب و حضورِ الٰہی میں سب سے اونچا درجہ انہیں کا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کَثِیْرًا۔

قرآن کریم نے بہت بڑی شہادت و گواہی دے دی فرمایا: اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہی بلند مرتبہ لوگ سب سے زیادہ مقرب ہیں بلکہ الخواص مقرب تر

ہیں۔ سبحان اللہ! یہ کیا خوب تر مرتبہ ہے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کا اور خاندانِ عظمیٰ کا کہ پہلے تمام کائنات کے باسیوں سے ایک عظمت والے لوگوں کا حصہ الگ کیا گیا پھر اُن عظمت والوں میں جو سب سے زیادہ عظیم تھے ان کا الگ انتخاب فرمایا پھر اُن منتخب عظیم تر لوگوں سے سبقت والے لوگوں کا انتخاب فرمایا اُن سبقت والوں سے جو سب سے عظیم تر تھے انہیں خاندانِ نبوت بننے کا شرف عطا فرمایا پھر اس انتخاب عظمت کا تسلسل جاری فرمایا اس سلسلۃ النور سلسلۃ الرحمت کی معراج' والدینِ کریمین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منتج ہوئی ان نفوس قدسیہ کو آبروئے کائنات ہونے کا شرف بخشا انہیں کے وجودِ مقدس سے امام الانبیاء فخرِ آدم و بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے پیکرِ عنصری کو وجود بخشا جس پر وحی نازل فرمائی اپنا ذاتی اعتماد فرمایا اللہ اکبر یہ کیسا نصیب یہ کیسی بلندی ہے اس بلندی پر تو خود بلندیوں کو بھی ناز ہے یہ کیا قرب ہے جس پر قربتوں کو ناز ہے یہ کیسا مرتبہ ہے جس پر مرتبوں کو ناز ہے یہ کیسی شان ہے جس پر شانوں کو ناز ہے یہ کیا حُسن ہے جس پر محاسنِ عظمت کو ناز ہے دوستو خدا اِلٰہ ہونے میں بے مثال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفیٰ ہونے میں بے مثال ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام ماں باپ ہونے میں بے مثال ہیں مذکورہ حدیث شریف کا اگلا حصہ:

ثُمَّ جَعَلَ ا ثلاثَ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمَا قَبِیْلَۃً فَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی: شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ:

مفہوم پھر اللہ کی ذات نے کائنات کے باسیوں کے تین قبائل بنائے پھر مجھے بہتر سے بہتر قبیلے میں رکھا قرآن اِس کی یوں گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کائنات کے لوگوں کو قبائل میں تقسیم فرمایا' تا کہ باہمی تعارف

قائم رہے مگر ہاں! سب سے زیادہ صاحبِ تکریم اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہیں جو سب سے زیادہ متقی اور پاکیزہ ہیں۔

محترم قارئین! منشاءِ سیاق کلام یہ ہے کہ قبائل میں جو سب سے زیادہ متقی اور پاکیزہ قبیلہ ہو اس کو متشخص کیا جائے تو اس طرزِ تکلم میں یہ طے ہوا کہ اس بزمِ ہستی میں خدائے ذوالجلال کے ہاں جو سب سے زیادہ معزز و محترم متقی و پاکیزہ قبیلہ ہے وہ وہ قبیلہ ہے جس میں باعثِ کون و مکان سیاحِ لامکان حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں فِیْ خَیْرِھِمَا قَبِیْلَۃً کا جملہ کیا خوب فیصلہ ہے کہ (ہر لحاظ سے) بزرگی و برتری جس قبیلہ کا مقدر بنی وہ میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا مبارک معزز تر اور محترم تر قبیلہ ہے جسے خلّاقِ کائنات نے خود ترتیب دیا ہے سیادت شرافت' نجابت' حمیت' عفت وعظمت' تقویٰ وطہارت اس قبیلہءِ عظمت کا خمیر رہی ہے ان نفوسِ قدسیہ کی اِن عظمتوں میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ خود قرآن نے ان کی گواہی دی ہے اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ اس خاندان عظمیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ اصْطَفٰی اِجْتَبٰی اِرْتَضٰی جیسے عظیم مرتبے پر بیان فرمایا کیا خوب اہتمامِ قدرت ہے جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی پھر ان ساری عظمتوں کا خلاصہ والدینِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں کیونکہ وہ اس کائنات میں مطلعینِ وجودِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ اکبر کبیراً فللہ الحمد کثیراً۔

مذکورہ حدیث کا اگلا جملہ: فَاَنَا اَتْقٰی مِنْ وُلْدَ آدَمَ وَاَکْرَمُھُمْ عَلَی اللہِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا فَخْرَ: پس میں اولادِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سب سے زیادہ متقی ہوں اور اس کے حضور معزز و محترم ہوں مجھے اِس بات پر فخر نہیں، بلکہ ہر حال میں ہمَیں اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوں۔

قارئین محترم! اس جملے میں جو کچھ بیان ہوا، وہ ماسبق عظمتوں کی مزید توثیق ہے، کہ جب میرا یہ مرتبہ ومقام ہے جس کا اعتقاد کرنا لازم ہے تو میرے آبا واجداد کی عظمتوں کا یقین کرنا بھی لازماً ٹھہرا کیونکہ میں اُنہیں نفوسِ قدسیہ سے ہوں لہٰذا جس پر میری تعظیم لازم ہے اس پر میرے والدین کریمین بلکہ خاندان نبوت کی تعظیم بھی لازمی ہے کیونکہ سیاق وسباقِ کلام کا مقصدِ عظیم بھی یہی ہے خاندانِ نبوت کی خِلقی اور خُلقی رفعتوں کو بیان کیا جائے بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام تو ان عظیم عظمتوں کی انتہا ہیں مذکورہ حدیث کا اگلا اور آخری حصہ:

ثُمَّ جَعَلَ الْقَبَائِلَ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِىْ فِىْ خَيْرِهِمَا بيتاً فَذَالِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ اَنَا اَتْقٰى مِنْ وُلْدِ آدَمَ وَاَكْرَمُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

مفہوم: پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قبائل کو پھر گھروں میں تقسیم فرمایا تو مجھے سب سے عظیم گھر عطا فرمایا: قرآن نے اس کی یوں شہادت دی ہے، بیشک میرے حبیب ہم تو طے ہی کر چکے ہیں کہ آپ کے گھر کے ماحول کو پاکیزگیوں کے نور سے بھر دیں اہل بیت اطہار کو معیارِ طہارت بنا ڈالیں، انہیں خوب صاف ستھرا کر دیں، کائنات کی کوئی آلودگی ان کے قریب تک نہ آسکے، لوگ حکمت وعظمت کے نور میں نہا جائیں، پاکیزگیاں اِن پر ناز کریں اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے حُسن میں سرشار رہیں، ان کی معنوی عظمت کا مصداق بنیں حکمتِ الٰہی کے یہی تقاضے ہیں۔

محترم قارئین: متکلّم کا مدعائے کلام سامنے آ گیا کہ پسِ منظر میں جو بیان ہوا اسے پھر سے ذہن میں لائیں اور ربطِ کلام جو قرآنی دلائل کی شہادتوں سے مزیّن ہے اس میں ذرا غور فرمائیں تو خلاصۂ کلام سے یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی۔

جہاں رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے اپنی عظمتوں کی نقاب کشائی فرمائی ہے اور اس ضمن میں قرآنی دلائل بیان فرمائے وہیں اپنے خاندان آباء واجداد کی عظمت کو بھی ملحوظ رکھا' قرآنی حوالہ جات کی جو ایک مسلّم عظمت ہے' جو خاندانِ نبوت کی عظیم ترتیب میں بطورِ ندرت بیان فرمائے گئے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانِ عظمٰی بالخصوص والدینِ کریمین سلم اللہ علیہما کی عظمت میں مسلم حقیقت بن کر نازل ہوئے کیونکہ خود صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس عظمت کی قوت میں بیان فرمایا کر ایک عظیم کام کی بنیاد ڈال دی کہ لوگو! ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ مشیتِ الٰہی بھی ہے سنتِ ومرضیءِ رسول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور اس ذکرِ خیر کا کرنا' سننا طریقۂ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ہے اور اِسے کائنات کے باسیوں تک پہنچانا بھی فرض اور ضروری ہے۔

نوٹ: اِس عنوانِ عظمت کی شرعی حیثیت کے اعتبار سے ایک الگ عنوان قائم کیا جائے گا مطلوبہ مقام پر اس کا مطالعہ فرمالیں۔

قارئینِ محترم: مذکورہ حدیث شریف کے آخری اقتباس میں بار بار خوب غور فرمائیں: آپ کو خاندانِ نبوت کی عظمت کا (خوب) اندازہ ہو جائے گا فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے قبائل کی تقسیم میں گھروں کا انتخاب فرمایا تو سب سے عظیم عظمت والا گھر مجھے عطا فرمایا اس پر بطور دلیل آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم کی مشہور ترین آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

مفہوم: کہ خدائے ذوالجلال والاکرام نے طے ہی کر لیا ہے کہ محبوب صلی

اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم کے اہل بیت کو تمام آلودگیوں سے پاک رکھے اور پاکیزگیوں کا نوران کی فِطرت وطبع اور خمیر ہی بن جائے، حدیث کے مندرجات سے ایک ذہن میں یہ صورت بھی آتی ہے کہ گھر سے مراد درودیوار ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ (ایسا ہی ہے) مکین کی عظمت نے مکان کو عظمت والا بنادیا ہے مگر اسلوب کلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کلامِ الٰہی نے واضح کردیا ہے کہ گھر سے صریح مراد اہلِ بیتِ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اس آیت کریمہ کی معنوی وسعت میں غور فرمائیں گے تو قلب و روح میں اور نور آئے گا مذکورہ حدیث شریف کے سیاق وسباق اور مندرجات میں بار بار غور کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ خاندانِ نبوت کے اصول یعنی آباء واجداد فروع یعنی اولادِ اطہار کی طہارت کا تصور نزولِ وحی کے وقت سے قائم نہیں ہوا، بلکہ اِن نفوسِ قدسیہ کی طہارت کا فیصلہ تو ازل ہی سے تھا حدیث کے مندرجات اس کی تائید کرتے ہوئے یہی بتارہے ہیں اہل بیتِ نبوت کی طہارت کا تسلسل ابتداء ہی سے تھا

ایک دوسری حدیث اِس کو یوں بیان کررہی ہے:

اَنتقِلُ مِنْ اَصْلَابِ طَاهِرَةٍ اِلٰی اَرْحَامِ طَاهِرَةٍ ○

کہ میں منتقل ہوتا رہا پاک پشتوں سے پاک رحموں تک یہاں تک کہ سب سے پاکیزہ تر صُلبِ رحمت یعنی پشتِ سیدنا حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا محسنۂ کائنات حضرت سیّدہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کے شکم اطہر میں منتقل ہوا ارادۂ الٰہی نے مطلقاً اہل بیت کا بیان فرمایا خواہ وہ اہلِ بیت اطہار اُصولی ہوں یعنی ماں باپ ہوں یا فروعی یعنی اولاد اطہر اس آیت میں نہ تو کوئی (تقیید) ہے اور نہ ہی کوئی تخصیص رہا اُس ضمن میں وارد شدہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم نے حسنین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی والدۂ رحمت سیدۃُ النساء

العالمین حضرت بی بی فاطمۃ علیہا الصلوٰۃ والسلام اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ردائے رحمت میں بلا کر یہ فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں اس میں کوئی شک نہیں یہ ایسا ہی ہے مگر اِس سے یہ کیسے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اِس طہارت کی عظمت میں والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام شامل نہیں؟ بلکہ بدرجہ اتم شاملِ عظمت ہیں اور ابتداءً شامل ہیں رہا مذکورہ نفوس قدسیہ کا بیان تو وہ ظاہر ہے کہ اس وقت کے کاشانۂ نبوت میں میسر یہی نفوسِ قدسیہ تھے جن کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں فروع اولاد تو عظمتِ طہارت میں شامل ہوں اور والدین کریمین شامل نہ ہوں، عرف، عادت میں اہل بیت سے تمام افرادِ خانہ مراد ہیں خواہ ماں باپ ہوں اولاد ہوں یا بیویاں، مذکورہ آیت میں سیاق وسباق کے اعتبار سے غور کیا جائے تو صریح اَسماء عظمت اور ضمائر اَسماء میں ازواج مطہرات سے ہی کلام الٰہی مخاطب ہے ان کو اہلِ بیت سے خارج کرنا کسی بھی طرح ممکن نہیں سورۂ نور میں اور سورۂ احزاب میں ان کی پاکیزگی کا واضح بیان ہے، تاہم اس آیت پر اختلاف کرنا بلا وجہ ہے اس پر کوئی علمی قطعی دلیل ہی نہیں جب میں نے اس مسئلہ میں طرفین کے دلائل کا تجزیہ کیا تو تطبیق کی طرف ذہن منتقل ہو گیا یہ اختلاف محض (طباقی) سوچ کا خمیازہ نظر آیا: دیکھو یار جو خدا تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے موزہ مبارک پر ایک خفیف نقطہ کے برابر بھی آلودگی برداشت نہیں کرتا تو اس کی طرف سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ ان کی بیویاں غیر پاکیزہ رہیں۔ معاذ اللہ!!

اس تطبیق کی علمی بنیادوں پر تو ایک مستقل کتاب لکھوں گا جس کی یہاں گنجائش نہیں مگر ایک عقلی تطبیق حاضرِ خدمت ہے وہ اس طرح کہ خاندانِ نبوت کی طہارت تو مُسلّم ہے خونی طہارت کے حوالے سے بھی اور اخلاقی رُوحانی حوالے

سے بھی اس میں تو شک محال ہے، بلکہ یہ طہارت منصوص ہے رہا ازواجِ مطہرات کی طہارت تو سورہ احزاب میں مذکورہ آیت کے سیاق وسباق میں ربط ہی تب قائم ہوسکتا ہے کہ ان کی طہارت کو بھی یقینی مانا جائے ورنہ ربطِ کلام ہی ٹوٹ جائے گا جو خدا تعالیٰ کی بابت محال ہے اسے جملہ معترضہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ معنوی اعتبار سے سباق وسیاق سے مربوط ہے ہاں اس طہارت میں ایک اعتباری امتیاز ہوسکتا ہے کہ خاندانِ نبوت اصول وفروع میں طہارت خون بھی مُسلّم ہے اور طہارتِ اخلاق بھی مُسلّم ہے جبکہ ازواجِ مطہرات میں روحانی واخلاقی طہارت مُسلّم ہے مگر یہ ہرگز نہ کہا جائے کہ خاندانِ نبوت میں دو طہارتیں ہیں خونی اور اخلاقی روحانی جبکہ ازواجِ مطہرات میں فقط ایک طہارت یعنی اخلاقی ورحانی طہارت: سچ یہ ہے کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین خونِ نبوت سے تو ہرگز ترکیب نہیں پائیں مگر خونِ نبوت کا محل ضرور ہیں اس صورت میں اعتباری امتیازات یوں ہیں کہ خاندانِ نبوت بالعموم والدین کریمین بالخصوص اس نسبت سے بے مثل وبے مثال ہیں آل پاک اولادِ اطہار اپنی نسبت سے بے مثل وبے مثال ہیں۔

ازواجِ مطہرات اپنی نسبت سے بے مثل وبے مثال ہیں یعنی والدین کریمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں باپ ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں، آل پاک اولاد ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں ازواجِ مطہرات بیویاں ہونے میں اور امہات المؤمنین ہونے میں بے مثل وبے مثال ہیں ان تینوں میں وصفِ اطہار اپنے اپنے اعتبار سے باکمال وصف ہے اور بے مثال ہونے کا وصف بھی اپنے اپنے اعتبار سے قائم ہے اب تینوں امتیازی اوصاف عظمت اور تینوں اعتبارات بے مثال ہیں ان میں باہمی موازنہ کرنے کے لئے امتی کو کوئی حق نہیں کہ ترازو اپنے ہاتھ میں لے اور تولتا پھرے کیونکہ تینوں امتیازات اپنی اپنی نسبت کے اعتبار سے

بے مثل و بے مثال ہیں، ماں باپ کی طہارت کا اپنا اعتبار ہے، اولادِ پاک کی طہارت کا اپنا اعتبار ہے ازواجِ مطہرات کی طہارت کا اپنا اعتبار ہے قرآن نے ان تینوں اعتبارات کو وصف طہارت میں بیان فرمایا آباء بھی پاک ہیں اولاد بھی پاک ہے اور ازواج بھی پاک ہیں: وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ وَالطَّیِّبٰتِ ایک اضافی قطعی دلیل ہے اسے مانا جائے اور، امہات المؤمنین کی بابت اچھا اعتقاد رکھا جائے مذکورہ قرآن کے بیان کردہ اعتبارات کو باہمی طور پر ہرگز نہ ٹکرایا جائے خاندانِ نبوت کی ہرزہ سرائی حرام ہے اس حرام کاری کے تمام اعتبارات سے بچا جائے جہاں تک ہو سکے اِن نفوسِ قدسیہ کا احترام کیا جائے بلکہ یہ احترام فرض ہے مذکورہ حدیث کی مختصر تفصیلی روشنی میں طے یہ پایا کہ مذکورہ افرادِ عظمت یعنی والدین کریمین خاندانِ نبوت ابتدا ہی سے، اور اولاد اطہار اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کائنات میں صرف خیر کثیر ہی نہیں بلکہ عظمتِ خیر کثیر ہیں اور خلاصۂ خیر کثیر میں جن کا اعلان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سورۃ الکوثر میں انا اعطینک الکوثر کی آیتِ کریمہ نازل کر کے فرمایا ہے کہ حبیب ہم نے آپ کو ہر خیر کثیر عطا فرمادی ہے، آپ کے والدین کریمین بھی خیر کثیر کا مصداقِ اوّل ہیں اولادِ اطہار اور ازواجات طیبات بھی مصداقِ خیر کثیر ہیں۔

ایک اور حدیث شریف اس عنوان کی توثیق کررہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قرناً فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْهُ○ (بخاری صفحہ ۵۲)

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اولادِ آدم کے خیرِ قرون یعنی سب سے بہترین لوگوں میں سے بھیجا گیا ہوں حتیٰ کہ جس زمانہ میں میں ہوں پیدا ہوا ہوں یہ نفوس قدسیہ اُس زمانے کے سب سے عظیم ترین لوگ بہترین لوگ ہیں۔ یہاں قرن سے مراد گردشِ لیل ونہار نہیں بلکہ سب سے اعلیٰ کردار، اعلیٰ اخلاق، اعلیٰ محاسن کے حامل (لوگ مُراد ہیں) یعنی جو لوگ خلاصۂ خیر کثیر میں ہیں ان میں سے آیا ہوں قرن سے پہلے لوگ مراد لینے کی دلیل ایک حدیث شریف میں موجود ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ○

مفہوم: فرمایا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر اس کے ساتھ والے لوگوں کا زمانہ ہے پھر اُن کے ساتھ والوں کا زمانہ ہے، پھر ان کے ساتھ والوں کا زمانہ ہے، یہاں بھی تین زمانوں کی تعدیل فرمائی اپنا زمانہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا زمانہ اور تابعین کا زمانہ مقتضائے حدیث یہ ہے کہ سب سے پختہ اعتقاد اور بلند کردار واخلاق والے لوگ میرے زمانے میں ہوئے پھر اگلا زمانہ صحابہ کرام کا تھا یہ لوگ براہ راست تربیتِ نبوی کی برکت سے ایمان واخلاص واخلاق کی بلندیوں پر فائز تھے لہٰذا عادل ٹھہرے، بعدازاں تابعین علیہم الرضوان کا زمانہ آیا انہوں نے براہ راست صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فیضِ تربیت پایا۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد بنی آدم میں سب سے پاکیزہ ترین اور عظیم ترین اس کائنات میں اگر کوئی لوگ تھے تو وہ خاندانِ نبوت والے تھے بالخصوص والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانی اخلاق وکردار کی خیر کثیر کا خلاصہ خاندانِ نبوت ٹھہرے، بنابریں اس اعتبار سے خیر کثیر کا مصداق اول یہی

نفوسِ قدسیہ ٹھہرے قرآنِ کریم کی بیان کردہ خیرِ کثیر اور اِن نفوسِ قدسیہ کے درمیان کوئی بھی علمی مانع موجود ہی نہیں جس کو دلیل بنا کر یہ کہا جائے کہ نعوذ باللہ یہ نفوسِ قدسیہ اس آیت کے مفہوم میں شامل نہیں جب علمی مانع ہی کوئی نہیں تو براہ راست خیرِ کثیر کا مصداق اول طبعی لحاظ سے یہی نفوسِ قدسیہ ٹھہرے۔ اب فقیر کے استدلال میں کوئی ابہام نہیں رہا۔ اللہُ اکبر کبیرًا فَلِلّٰہِ الحمدُ کثیرًا۔

## وجاہتِ والدینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن

قارئینِ کرام! آپ نے کتاب ہذا کے ابتدائی اوراق میں وجاہت کا مفہوم سمجھ لیا ہوگا، وجاہت کا معنی صاحبِ آبرو ہونا، صاحبِ تکریم ہونا صاحبِ وقار ہونا صاحبِ حمیت ہونا، اس کائنات میں یہ عظمتیں اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور کی مرہونِ منت ہیں خدا تعالیٰ کے ہاں جو جتنا قریب ہے وہ اتنا عظیم ہے سابقہ بیان میں آپ پڑھ آئے اللہ تعالیٰ جسے جتنا پسند فرماتا ہے اپنے قرب وحضور میں اتنا ہی اس پر اپنی عنایات کی بارش برساتا ہے اس کائنات میں قرب وحضورِ الٰہی کی بنا پر اِنسان کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا نور خود ڈھانپ لیتا ہے اُس نورِ عظمت کی برکت سے انسان اسی کائنات میں صاحبِ عظمت وعزت کہلاتا ہے، صاحبِ آبرو بنتا ہے صاحبِ تکریم بنتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرما لیتے ہیں چن لیتے ہیں اُسے مقامِ اِصطفائیت (بلند وبالا مقامِ وجاہت) عطا فرما دیتا ہے اسے اپنا مرکزِ محبت قرار دیتا ہے پھر بزمِ عالم میں اس کی وجاہت وتکریم کا اعلان کر دیا جاتا ہے، تاکہ کائنات کے باسی اس کی وجاہت کے تقدس کا احترام کریں وہ شخص پوری کائنات میں صاحبِ وجاہت، محترم اور معزز سمجھا جاتا ہے وہ شخص خدا تعالیٰ کے ہاں مصطفٰی قرار

پاتا ہے اور دنیا میں بھی اس کی مصطفائیت کا اعلان کر دیا جاتا ہے یہ طے ہے کہ اس کائنات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات قدسیہ کے بعد اس مقامِ مصطفائیت کا اگر کوئی وجود ہے تو میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین طیبین طاہرین منزہین مطہرین یعنی محسنِ کائنات سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب ذبیح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں اور محسنۂ کائنات، عفیفۂ کائنات، معصومۂ کائنات، سیدۃُ النساءِ العالمین حضرت بی بی آمنہ خاتون بنت وہب سلم اللہ علیہا وصلوت اللہ علیہا کی ذات والاصفات ہیں جو صاحبہ خیرِ کثیر ہیں بلکہ خلاصۂ خیر کثیر ہیں قرآن ان کو یوں بیان فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ (آل عمران پارہ ۳، آیت نمبر ۳۴)

مفہوم: بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمالیا، چن لیا، مصطفیٰ بنالیا، جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آلِ ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اور جناب حضرت عمران کی آلِ پاک کو تمام جہانوں پر مرتبۂ عظمت وآبرو کے لئے منتخب فرمالیا۔ قارئین محترم! مذکورہ نفوسِ قدسیہ کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ اِصطفاء (پسندیدہ ترین مقام) عطا فرمایا یہ وہ مقام ہے جس کی کمیت وکیفیت فقط اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا صاحب مقام جانتا ہے یہ خاص الخاص بلکہ اخص الخاص بندے کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اَب اِن حضرات میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالمِ بشریت کا اصولِ اوّل ہیں، انہیں مصطفیٰ بنایا گیا، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نسلِ انسان کے اصول ثانی ہیں انہیں بھی مصطفیٰ بنایا گیا، آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مصطفیٰ بنایا گیا، آلِ عمران کو بھی مصطفیٰ بنایا گیا۔

زیرِ نظر کتاب میں آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گفتگو ہوگی کیونکہ آلِ ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کی نسل سے والدینِ کریمین مصطفٰی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ بنا بریں اس پر بحث ہوگی آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقامِ اِصطفاء (محبوب ترین مرتبۂ عظمت) عطا فرمایا: اس آیت میں بیان کردہ عنوان کی شرح خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ آدَمَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ وَ اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ، ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ نِزَارَ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ نِزَارَ مُضَرَ، ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ مُضَرَ کِنَانَۃَ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ کِنَانَۃَ قُرَیْشًا وَ اصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ ثُمَّ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ اصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ○ (السیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۷،۲۶ مطبوعہ بیروت)

مفہوم: بیشک اللہ تعالیٰ نے جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے سب سے عظیم مرتبۂ مصطفائیت پر حضرت جدِّ انبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فائز فرمایا یعنی اِنہیں مصطفٰی بنایا پھر اولادِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفٰی بنایا حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے نزار کو مصطفٰی بنایا، پھر نزار کی اولاد سے مُضر کو مصطفٰی بنایا، پھر مُضر کی اولاد سے کنانہ کو مصطفٰی بنایا، پھر کنانہ کی اولاد سے قریش کو مصطفٰی بنایا، پھر قریش سے بنی ہاشم کو مصطفٰی بنایا، پھر بنی ہاشم سے بنی عبدالمطلب کو مصطفٰی بنایا، پھر اولادِ عبدالمطلب سے مجھے محمد مصطفٰی بنایا اللہ اکبر۔

یہ کیسی شانِ وجاہت و آبرو ہے! سبحان اللہ!

قارئینِ محترم: اس مصطفائیت کے تسلسل میں خوب غور فرمائیں یہ چناؤ کیسا خوب صورت ہے کتنے مصطفیٰ ملے جن کا خلاصہ لے کر محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم مصطفیٰ بن کر تشریف لائے اب مذکورہ آیت کریمہ کو پھر پڑھیں۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○

مفہوم: ہم نے تمام جہانوں پر جناب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام آلِ عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ بنایا، علی العٰلمین کے الفاظ نے وضاحت فرمادی کہ یہ لوگ کائنات کے تمام لوگوں پر فضیلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ پسندیدہ، مقرب، صاحبِ کرامت، صاحبِ وجاہت وعظمت، صاحبِ مرتبہ مصطفائیت ہیں یہ انتخاب ہر خصوصیت کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ مقدس لوگ بارگاہِ قدس کے حضوری اور محترم ہیں، جس کا قرب وحضور جتنا زیادہ ہے اُس کی وجاہت کائنات میں اتنی ہی زیادہ ہے کائنات کے عظیم مرتبہ لوگوں پر سب سے زیادہ عظیم تر مرتبہٗ خاندانِ نبوت باالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہے کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ اپنے سے پہلے تمام مصطفاؤں کا خلاصہ ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ان دو مقدس ذاتوں کا خلاصہ ہیں ایک اور حدیث شریف میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاندانی وجاہت وعظمت کا بڑے خصوصی اہتمام کے ساتھ باقاعدہ خطبہ ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ہاں اُن کے خاندانِ پاک باالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی وجاہت مُسلّم اور یقینی تھی اور اس

عنوان کی عظمت اس قدر اہم تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور تعلیم، اُمت کو خطبہ ارشاد فرمایا اللہ اکبر۔ فرمایا:

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِبْنِ مَالِكِ بْنِ نَضَرَ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مدركة بْنِ اِلْيَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نَزَّارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ○

اِن اسماءِ گرامی کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا:

فَجَعَلَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ خَیْرِھِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیْنِ فَلَمْ یُصِبْنِی شَیْئٌ مِنْ عَھْدِ الْجَاھِلِیَّةِ مِنْ لَّدُ نْ آدَمَ حَتّٰی اِنْتَھَیْتُ اِلٰی اَبِی وَاُمِّیْ○

مجھے اللہ تعالیٰ نے اس حصہ انسانیت میں رکھا، جو عزت وجاہت کے اعتبار سے سب سے بہتر تھا پس میں اپنے ماں باپ کے وجودِ اقدس سے پیدا ہوا جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اپنے والد مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پاک پشتوں سے پاک رحموں تک اس پاکیزہ تسلسل میں ظہور فرمایا۔ میں حضرت آدم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اپنے ماں باپ کی ذواتِ قدسیہ تک پاکیزگیوں کے نور میں محوِ خرام رہا عظمت و وجاہت میرا خاندانی پس منظر ہے:

فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُکُمْ اَبًا○

میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی صاحبِ وجاہت ہوں اور اپنی ماں کے اعتبار سے بھی اور میرا باپ بھی صاحبِ مرتبہ و وجاہت میں، سب سے بہتر ہے ، میں باپ کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں (دلائل النبوۃ صفحہ ۱۷۴ طبقات

ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عظیم فتوی زیب قرطاس کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو جائے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ بھی خاندانِ نبوت کی بابت بڑی عظمت والا ہے بلکہ ان کے ہاں تو خاندانِ نبوت کا اتنا عظیم مقام ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر بھی بڑے ادب سے کرتے تھے بلکہ فتویٰ دیتے تھے کہ **فَلَا تُذَكِّرُوْهُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔**

خبردار: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء کا ذکر پورے ادب کے ساتھ کیا کرو، ان کی عزت ووجاہت کا پورا لحاظ رکھو، بغیر بھلائی کے ان کا نام لینا منع ہے ، آخر میں خلّاقِ کائنات جلَّ وعلا کا ایک عظیم فیصلہ لکھ رہا ہوں جو اطمینان قلب کے لئے ایک عظیم علمی قوت ہے۔

**وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ** اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ فرمادیں کہ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، اور پھر اعلان فرمائیں۔

**وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ○**

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی تمام عظمتوں کے اور محبتوں کے ساتھ اپنے پسندیدہ، منتخب محبوب بندے جو مصطفیٰ بنائے گئے تمام مصطفاؤں کو خدا محبت بھرا سلام کرتا ہے، (قرآن سورۂ نمل آیت نمبر ۵۹)

قارئین محترم: کیا اب بھی کوئی شک رہ گیا ہے؟ لاریب کتاب نے فیصلہ فرمادیا کہ ابوین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کا پورا خاندانی پس منظر تمام افرادِ عظمت جن کے وجود اقدس سے تاجدار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ التحیۃ والثنا کی ترکیب عنصری ہوئی، پیکرِ رحمت مرکب ہوا اللہ تعالیٰ نے سب کو پہلے مصطفیٰ بنایا، پھر

تمام جہانوں پر فضیلت بخشی ان کے محاسنِ فطرت کو دیکھا کردار کی پاکیزگیوں کو دیکھا جوشِ رحمت ومحبت میں پیار بھرا خدائی سلام فرمایا۔ واہ سبحان اللہ! کیا شانِ عزت ووجاہت ہے کتنا قرب وحضور ہے۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا اور بالائی خاندانِ نبوت کا کہ خود خدا خدا ہو کر ان کو سلام فرماتا ہے (جن کو اللہ تعالیٰ سلام فرمائے) ان کی شانِ عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

فوائد: درج بالا بیان کی صورت میں چند فوائد میسر آئے۔

نمبر۱) خاندانِ نبوت کی عصمت وشرافت اور عظمت وکرامت کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی مَشیّت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو ہی مصطفیٰ بناتا اور بزرگیاں عطا فرماتا ہے۔

نمبر۲) خاندانِ نبوت کی خِلقی اور خُلقی حفاظت وصیانت کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم پر لیا ہوا ہے۔

نمبر۳) خاندانِ نبوت بالعموم اور والدین کریمین محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہِ وآلہ وسلم کی بالخصوص وجاہت وعظمت اور شانِ مصطفائیت کو پورے اہتمام کے ساتھ بیان کرنا یہ سنتِ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہے۔

نمبر۴) ان نفوسِ قدسیہ کا پورے ادب ونیاز کے ساتھ نام لینا اور ان سے عقیدت ومحبت رکھنا جملہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

نمبر۵) ان نفوسِ قدسیہ کے حضور سلام پیش کرنا لازمی ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو سلام آیا ہے وہ سلام محبت ورحمت ہے مگر امتی جب سلام کریں تو نہایت عقیدت اور ادب ونیاز کے ساتھ سلام کریں، ان کا سلام، سلام نیاز ہے جو اِن مقدس بارگاہوں کے علوِّ شان کی محبت بھری حاضری ہے۔

نمبر۶) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذات کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہیں اور اپنے ماں باپ کے اعتبار سے بھی سب سے اعلیٰ ہیں یعنی والدینِ مصطفیٰ اِس کائنات میں بحوالہٗ حدیث سب سے اعلیٰ ہیں۔

نمبر۷) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے چونکہ اس حدیث کو بطیبِ خاطر روایت کیا ہے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا خاندانِ پاک بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام جملہ صحابہ اور ان کے خانوادوں سے سب سے بہترین تھے، اُن کی عظمت وعقیدت میں محافل کو قائم کرنا، صحابہ کرام کی، سنت ہے اس میں خطاب فرمانا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

## ایک عظیم حوالہٗ وجاہت

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وبارک وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام سعید بن معلّی ہے، یہ صحابی نماز پڑھ رہے تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی نماز کی طرف متوجہ نہ ہو پائے تو آپ نے آواز دے دی مذکور صحابی فوراً لبیک نہ کہہ سکے کچھ دیر بعد حاضر خدمت ہوئے اس تاخیر پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وبارک وسلم نے وجہِ تاخیر پوچھی عرض کی، میں حالتِ نماز میں تھا اس پر آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖٓ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ○ (آیت نمبر ، سورۃ انفعال، پارہ )

اے ایمان والو جب اللہ اور رسول تمہیں آواز دیں تو فوراً لبیک کی آواز

پر حاضر ہو جایا کرو۔ وہ تمہیں زندگیاں دیتا ہے اِن کا قرب وحضور تمہارے قلب و روح اور ایمان کی زندگی ہے۔

تمہاری عظمتِ زندگی یہی ہے کہ میرے محبوب کے بلاوے پر اپنی نمازوں کو قربان کردو تم جتنی بڑی عبادت میں مصروف ہو بلکہ نماز جیسی عظیم عبادت کو چھوڑ کر دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آجایا کرو یہی تمہارے ایمان کی زندگی ہے۔

محترم قارئین! یہ کیسی آبروئے رسالت کی عظمت ہے کہ جن کے بلاوے پر پوری امت کو خدا تعالیٰ حکم دے رہا ہے ایمان والو! محبوب کے بلاوے پر اپنی نمازوں کو قربان کردیا کرو یہاں خصوصی واقعہ کو سبب بنایا گیا ہے محض یہی ملحوظ نہیں بلکہ عمومِ الفاظ ملحوظ ہوتے ہیں اور یہاں حُسنِ اِتّفاق سے صیغہ جمع مذکر (مخاطب) کا آیا ہے گویا پوری امت کو تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ نمازیں محبوب کے بلاوے پر قربان کردیا کرو یہ کیسی وجاہت ہے اللہ اکبر مگر آج صاحبِ وجاہت اپنی تمام وجاہتوں کے ساتھ اعلان کر رہا ہے اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنی شانیں عطا فرمائی ہیں کہ میرے اشارے پر کائنات کے باسیوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازیں قربان کرڈالیں مگر باوجود ان سب عظمتوں کے اگر میں خود نماز پڑھ رہا ہوتا، اور عین نمازِ نبوی میں میرے والدین گرامی دونوں یا اِن میں سے ایک ذات مجھے آواز دیتی تو ان کے بلاوے پر میں اپنی نبوت والی نماز قربان کردیتا۔ اور میں ان کی وجاہت وعظمت کے سامنے حاضرِ خدمت ہو جاتا، واہ کیا شان ہے والدینِ کریمین صلوٰۃ اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی، کہ تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاوے پر پوری کائنات کے نمازیوں کی نمازیں قربان ہو رہی ہیں ادھر خود مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی نبوی نماز اپنے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے

بلاوے پر قربان کر رہے ہیں کیا شانِ وجاہتِ والدین مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہے برکت کے لئے حدیث شریف کے اصل متن والے الفاظ لکھے جا رہے ہیں غور فرمالیں!

عَنْ طَلَقِ ابْنِ عَلِيٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدَیَّ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاَنَا فِیْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَقَدْ قَرَأْتُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تُنَادِیْ يَا مُحَمَّدُ لَاَ جَبْتُهَا لَبَّيْكَ ○

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۲۳۳ جلد ۲)

حضرت طلق بن علی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے والدین کریمین یا دونوں میں سے کسی ایک کو پاتا اور میں حالتِ نمازِ عشاء میں ہوتا صورتِ حال یہ ہوتی کہ میں سورہ فاتحہ پڑھ چکا ہوتا یعنی نماز کے درمیان ہوتا عین اسی وقت مجھے میری اماں حضور یا والد گرامی کی طرف سے بلاوا آتا، تو میں اپنی نبوت کی نماز اپنے ماں باپ کے بلاوے پر قربان کر دیتا نماز چھوڑ کر ان کے بلاوے پر لبیک کہتا ہوا ان کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جاتا۔

اللہ اکبر کبیراً فللہ الحمد کثیراً ○

کیا شانِ وجاہتِ والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وجاہت وعظمت کے باوجود اپنی نماز اپنے ماں باپ کے بلاوے پر قربان کر رہے ہیں۔

## دعوتِ فکر

عظمت ووجاہتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے

مذکورہ بیان سے بہت ساری عظیم اور انوکھی باتیں سامنے آتی ہیں۔

1۔ عظمت ووجاہتِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بیان کرنا خاندانِ نبوت کو ان کی شرافتوں کے ساتھ بیان کرنا خدائے ذوالجلال کی مشیّت وسنت ہے۔

2۔ عظمت ووجاہت والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو قرآنی دلائل کے ساتھ بیان کرنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

3۔ اِن کو نقل کرنا، اہتمام کے ساتھ سننا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت ہے۔

...... عظمت ووجاہتِ والدینِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیان چونکہ نصوص میں وارد ہوا جس کی تفصیلات اپنے موقع ومحل پر بیان ہوں گی تاہم اصولی اعتبار سے اُن کے تقدس مآب حیات وعظمت کا احترام اور بیان سب فرض ہے۔

نوٹ: اگر یہ سوال ذہن میں آئے کہ آیات واحادیث میں مطلقاً خاندانِ نبوت کا ذکر آتا ہے جبکہ کتاب ہٰذا میں فقط والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کو ہی بار بار ذکر کیا جارہا ہے، جبکہ اِن کا نام لفظاً منصوص نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ مَبدءِ نبوت ہیں اور اس کائنات میں مظہرینِ نبوت ہیں، رہا ان کا بطورِ خاص ذکر کرنا تو اس کی ضرورت یہ ہے کہ نظمِ کائنات میں سات آسمانوں کی ترتیب بڑی متعارف ہے آسمانِ دنیا ہی تمام آسمانوں کی مؤثرات کا حاصل اور مظہر ہے اس دنیا میں اسی کے ساتھ ہی نظام مربوط ہے تمام سیاروں کی گردشوں کا مظہر یہی آسمانِ دنیا ہے۔

خاک نشینوں کی جب نگاہیں اُٹھتی ہیں تو آسمانِ دنیا ہی پر جا کر رُک جاتی

ہیں لہٰذا خلا وفضا کی وسعتوں میں آسمانِ دنیا ہی قریب تر رابطہ، عظمت و بلندی ہے لہٰذا طے یہ ہوا کہ آسمان دنیا ہی سب بالائی روشنیوں کا مظہر ہے، اس اعتبار سے تمام خاندانِ نبوت کی مصطفائیت کا نور جمع ہوا بنی عبد المطلب اور بنی زہرہ کے حسین سنگھم محسنِ کائنات جناب سیدنا حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محسنہ کائنات جنابہ حضرت سیدتنا بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام یہ دونوں نفوسِ قدسیہ اس دنیا میں مظہرینِ پیکرِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں اور علمی ذخائر میں بحث بھی زیادہ انہیں پر مشتمل ہے بعض ظالموں نے ان نفوسِ قدسیہ کے تقدس کو پامال کرنے کی ایک ناکام کوشش کی لہٰذا حق یہی ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کا ہی ذکر ہو، کتاب بھی چونکہ ان کے مقدس نام سے موسوم ہے۔ مقصودِ عظمت بھی یہی لوگ ہیں۔ لہٰذا انہی کا ذکرِ خیر حرزِ جاں رہے، کیونکہ والدینِ کریمین صلوٰت اللہ وسلمہ علیہما بیان کردہ تمام مصطفاؤں کی مصطفائیت کا خلاصہ ہیں اور پیکرِ نبوی کا خمیر اَتم ہیں یہ آسمانِ دنیا جو کہ عالمِ شہادت کے نظام میں ظاہری مؤثر ہے اِسی طرح یہ نفوسِ قُدسیہ بھی مؤثر ظاہری ہیں پیکرِ نبوی میں کیونکہ مؤثر حقیقی تو خدا تعالیٰ کی قدرت ہے، لہٰذا کائنات میں اس اعتبار سے وجاہت کے مفہوم کا مصداقِ اول یہی نفوسِ قدسیہ ہیں انہیں پر درود وسلام پیش کیا جاتا ہے۔ باقی بالائی خاندانِ مطہرہ کے نفوسِ قدسیہ بھی اپنے اپنے اعتبار سے عظیم تر ہیں۔

## تکریمِ والدینِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن

خدائے بزرگ وبرتر کا قرب وحضور ہی انسانی عظمت وتکریم کا باعث ہے ماسبق بیان میں آپ پڑھ آئے کہ خاندانِ نبوت بالعموم اور والدینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہِ وسلم بالخصوص قرب وحضورِ الٰہی میں وہ مرتبہ پا چکے، جس

کی مثال نہیں، قرآن کریم نے ان کی بابت شہادت دے دی اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کے الفاظ اسی عظمت کے نقیب ہیں تاہم اس باب میں اُن کی تکریم کا حسین اور انوکھا اضافہ ہے یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی شانِ خدائی کے ساتھ شانِ کبرائی کے ساتھ شانِ رحمت کے ساتھ درود پڑھتا ہے ان پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اپنی محبت بھری نگاہوں کے ساتھ اُن پر اِعتنا فرماتا ہے کامل توجہ فرماتا ہے، انہیں قرب وحضورِ سرمدی میں مقامِ تکریم عطا فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ذات نبی پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود پڑھو اور خوب خوب سلاموں کا نذرانۂ عقیدت، ان کے حضور پیش کرو۔

محترم قارئین! یہ آیہ کریمہ درود شریف کی فرضیت میں بطورِ دلیل پیش کی جاتی ہے اور یقیناً یہ عمل اتنا اہم ہے کہ خدائے ذوالجلال نے اسے اپنی جنابِ خاص سے فرضیت کا درجہ عطا فرمایا اور اس عمل کی عظمت کتنی بڑی ہے کہ خود خدائے بزرگ وبرتر اس عمل کو مسلسل دوہراتا ہے لاکھوں سالوں سے لاتعداد سالوں تک اس تسلسل کو جاری رکھے گا اور نور کے فرشتے بھی اس مقدس عمل میں مصروفِ محبت ہیں اور کائنات بھر کے تمام اہلِ ایمان پابند ہیں کہ یہ عمل مسلسل جاری رکھیں۔ اہل ایمان پر اِس پاکیزہ اور عظیم عمل کے حوالے سے لاتعداد رحمتوں برکتوں اور عنایتوں کا نزول ہوتا ہے مذکورہ آیہ کریمہ کے نزول کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی کہ ہم سلام کا طریقہ تو جانتے ہیں مگر صلوۃ کا طریقہ نہیں جانتے براہِ کرم ہمیں صلوۃ کا طریقہ تعلیم فرمایا جائے، اس پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ

وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ صلوٰۃ کا طریقہ یہ ہے کہ تم بارگاہِ قدس میں یوں کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

اے اللہ درود بھیج تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن کی آل پاک پر ، جیسا تو نے بھیجا درود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی آل پر بیشک ہر تعریف اور بزرگی تجھے ہی موزوں ہے، ہر بزرگی تراہی حق ہے۔

## ایک عظیم علمی نکتہ

قارئین محترم! مذکورہ حدیث آیت کریمہ کی تفسیر ہے یا اجمال کی تفصیل ہے: بہر حال اس درود کا تسلسل کب سے جاری ہے کب تک جاری رہے گا چونکہ قرآن کریم یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِی کا لفظ صریح بیان کر رہا ہے کہ اس درود کی نہ کسی کو ابتداء کا علم ہے نہ ہی انتہاء کا علم محض ایک سرسری بات ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ درود نبی پر ہے جب سے آپ نبی ہیں جب تک نبی رہیں گے تب سے تب تک آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کا تسلسل جاری تھا اور جاری رہے گا، آیت کریمہ کا یہ جملہ فعلیہ بھی ہے کیونکہ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِی مکمل جملہ ہے اور جملہ فعلیہ کا امتیازی خاصہ تجدّد اور تحدّث ہے، جس کا معنٰی ہے نیا اور انوکھا اس اضافی معنیٰ کے اعتبار سے آیت کے اس جملے کا معنٰی بنے گا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر نت نئے اور انوکھے اندازِ رحمت کے ساتھ درود پڑھتا ہے، پھر چونکہ یہ جملہ خبر بنتا ہے اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کی کیونکہ لفظ اللہ اور

ملائکہ اسم ہیں اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل کے، اَب اس طرح یہ جملہ اِنَّ کے اعتبار سے اسمیہ بھی ہوا، اور جملہ اسمیہ کا خاصہ تسلسل اور استمرار ہے جس میں ایک لمحہ بھی رکنا نہیں بلکہ کام کرنے کا تسلسل بیان کیا جاتا ہے۔

اب اس مکمل جملے کا مکمل معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نت نئے اور انوکھے اندازِ رحمت میں پورے تسلسل کے ساتھ، جس میں ایک لمحہ کے لئے بھی رکنا ممکن نہیں۔

## لفظِ صلوۃ کا اصل معنیٰ

لفظِ صلوۃ کے کئی معانی ہیں اور کئی مناسبات ہیں اور کئی دلالات ہیں جن پر الگ الگ بحث کرنے سے کتاب کی طوالت کا خوف ہے اس کتاب میں مَیں صِرف اس کا مقصودی معنیٰ ہی بیان کروں گا اس آیت کریمہ میں لفظ صلوۃ کا مقصودی معنیٰ وَھُوَ الاعتناء ہے یعنی کامل توجہ کرنا، پوری یکسوئی کے ساتھ توجہ فرمانا، تکتے رہنا، چاہت کے ساتھ تکنا وغیرہ۔

محترم قارئین! اس معنیٰ مقصودی اور جملہ کی خصوصیات کے اعتبار سے بات بالکل نکھر کر سامنے آ گئی، نزولِ آیت کا مقصد سامنے آ گیا، مشیت الٰہی کا طرزِ محبت، سامنے آ گیا خدائے ذوالجلال والاکرام فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات اور اس کے تمام فرشتے حسنِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی رعنائیوں میں متوجہ رہتے ہیں۔ ملاحتِ حُسن کو اپنی تمام تر چاہتوں کے ساتھ رُخِ زیبا کو تکتے رہتے ہیں اور بس تکتے ہی رہتے ہیں نت نئی اور انوکھی چاہتوں کے ساتھ اعتنا فرمایا جاتا ہے جس کی نہ ابتداء کا کسی کو کوئی علم ہے نہ انتہاء کا۔ یہ محبت کا راز ذاتِ الٰہ جانتے یا ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں قرآنِ

کریم نے کہیں کہیں سرّی اِشارے فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسنِ عظمت کو تک کر خاموش نہیں رہتا بلکہ انہیں سراہتا رہتا ہے جب نگاہِ محبت ماہِ تمام کے رُخِ رحمت کی سرخی پر پڑتی ہے، تو اللہ فرماتا ہے **وَالضُّحٰی** جب زُلفِ عنبریں کی گھٹاؤں پر پڑتی ہے تو فرماتا ہے **وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی** جب چشمِ بینا کے کاجل پر پڑتی ہے تو فرمادیتا ہے **مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی** جب زبانِ اقدس کی لطافتوں پر پڑتی ہے تو فرمادیتا ہے **وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی** جب حسنِ کلام کو سنتا ہے تو فرمادیتا ہے: **اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی** جب خرامِ ناز کی بلندیوں پر پڑتی ہے، تو فرمادیتا ہے **وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی** جب قربتوں کا تسلسل دیکھتا ہے تو فرماتا ہے **ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی** اور جب قرب وحضور کا مرتبہ دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے **فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی** جب رازوں کی گہرائی کو دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے: **مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی** جب حُسنِ عظمت کو دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے **طٰهٰ** جب مسکراہٹ کو دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے **یٰسٓ** جب اوڑھنے کو دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے **یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ** جب رعنا جوانی کو دیکھتا ہے تو فرمادیتا ہے **لَعَمْرُكَ** حتیٰ کہ ہر اندازِ عظمت کی طرف کامل اعتنا فرماتا ہے، جس کی قرآنِ کریم نے یوں شہادت دی **وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیْکُمْ شُھُوْدًا** اے میرے محبوب آپ جس شان کے ساتھ طلوعِ عظمت ہوتے ہیں خاص کر جب قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں تو ہم آپ کے مشاہدۂ عظمت میں متوجہ ہوجاتے ہیں خوب تیرے حسنِ بے مثال میں اعتنا فرماتے ہیں اور تیرے حسن بے مثال کی عظمتوں کو سراہتے رہتے ہیں:

**یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○**

اے ایمان والو! آؤ تم بھی حُسنِ یار میں محوِ نظارہ ہوجاؤ اور قلب وروح

کی نیاز مندیوں کے ساتھ بارگاہِ رحمت میں سلام کی صورت میں خوب خوب عقیدتوں کو نذر کرو، محبوب کی عظمتوں کے گُن گاتے رہو، یکسو ہو کر ان کے حُسنِ رحمت کے حضور اپنی محبتوں کے گجرے پیش کرتے رہو، یہی تمہاری معراج ہے۔

اَب آپ آئیں، اپنے اصل عنوان کی طرف، ہم درود ابراہیمی کے مندرجات میں غور فرمائیں گے تو آپ کو نبوت اور خاندانِ نبوت کی تکریم کا اندازہ ہو جائے گا اس تعلیم کردہ درود شریف میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہٖ وآلہٖ وسلم کی ذات والا صفات اور آپ کے خاندانِ عظمیٰ خواہ اصول ہوں یعنی آباء کرام والدینِ کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام تا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکہ آلِ ابراہیم سے یہی نفوسِ قدسیہ مراد ہیں یا فروع ہوں یعنی اولا د اطہار علیہم الرضوان، یہ ان کی تکریم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ اقدس کے ساتھ اِن نفوسِ قدسیہ پر درود بھیجتا ہے، فرشتے بھی ان پر درود شریف پیش کرتے ہیں ان کی تکریم کی خاطر اور ایمان والوں کو بھی ان کی اسی تکریم کا حکم دیا جا رہا ہے اور خوب خوب سلامِ نیاز کا حکم دیا جا رہا ہے اس عمل پر لاتعداد رحمتوں کے نزول اور برکات کے نزول کا وعدہ کیا جا رہا ہے

## ایک علمی وضاحت

درود ابراہیمی شریف کے مندرجات میں بار بار غور فرمائیں تو اس کے دو اعتبار قائم ہوتے ہیں نمبرا) محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات پر درود اور ان کی آلِ اطہار پر درود شریف، ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آلِ پاک پر، درود اَب اِن ہر دو آل میں کہیں بھی کوئی واضح فرق نظر نہیں آتا کیونکہ ایک آل جو آلِ ابراہیم سے موسوم ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد ہیں اور اس آل میں بذاتِ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی اولادِ اطہار مراد ہے۔ تو معلوم ہوا کہ درود شریف کا جب سے آغاز ہوا۔ اس کا تسلسل جاری رہا اور رہے گا۔ بہر اعتبار اس نزولِ رحمت، کامل اعتناء عنایات اور محبت وشفقتِ الٰہی کا مخاطب اول ابتدا ہی سے خاندانِ نبوت ہی قرار پائے ہیں اور ذاتِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مخاطب اوّل رہے ہیں اور رہیں گے قیامت تک بلکہ بعدِ قیامت بھی بولئے جناب جن نفوسِ قدسیہ پر لامحدود عرصہ سے درود کا آغاز ہوا اور لامحدود عرصہ تک جاری رہے گا اور ہر اہل ایمان اپنی ہر نماز میں پابند ہے کہ درود ابراہیمی کو اپنی نماز کا حصہ بنائے اور علاوہ ازیں لاتعداد لوگ لامحدود زمانے سے لامحدود زمانے تک اس عمل شریف کو دہراتے رہیں کامل اعتنائے عقیدت سے سرشار رہیں تو ایسی صورت میں کیا شان تکریم ہوگی خاندانِ نبوت کی، اتنی رحمتوں کے نزول پر یقیناً ان کے وجودِ اقدس بھی خود رحمت بن چکے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان نفوسِ رحمت کا کیا مرتبہ ہے، اس کے لئے اندازے لگانا ہی غلط ہے یہ قرب وحضورِ الٰہی میں مصطفائیت کے منصب پر فائز ہیں اور قرآن کے عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کے الفاظ نے طے کر دیا کہ یہ پاک ہستیاں سارے جہانوں پر بہت بلند وبالا شان رکھتی ہیں اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ صاحبِ تکریم وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ پاکباز اور پاکیزہ ہیں یہ نفوسِ قدسیہ اس آیت کی مکمل عملی تفسیر ہیں کیونکہ قرآن نے خود شہادت دی ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے طے فرمالیا ہے کہ خاندانِ نبوت پر

پاکیزگیوں کا نور نازل ہوتا رہے گا اور کَمَا صَلَّیْتَ ماضی مطلق کا صیغہ ہے جس سے گذشتہ زمانہ پورے کا پورا مراد ہے آقائے نعمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے بھی طے فرما دیا ہے جب سے کارخانۂ قدرت میں کسی زمانے کی اکائی کا آغاز ہوا، تب سے رحمتوں کا نزول آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام (جو خاندان نبوت قرار پائے) پر ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ تکریم ہے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ان کے اصولی اور فروعی خاندانِ عظمیٰ کی والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم چونکہ اسی کا خلاصہ ہیں اور مبدءِ وجود نبوی ہیں لہٰذا اس تکریم کا وہ مصداق عظیم ہیں پوری مصطفائیت کا مظہر اُتم ہیں اور مطلعینِ پیکرِ نبوی ہیں، بنا بریں ان کی تکریم خدا تعالیٰ کے حضور اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِن پر اتنی رحمت نازل فرمائی کہ انہیں ذاتِ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام ہونے کا شرف مِلا ان کے وجودِ اقدس کی لطافت عین رحمت ہوگئی اور مظہر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہوگئی یہ نفوسِ قدسیہ اصولی رشتہ نسب کے اعتبار سے قریب تر ہیں، عالمِ شہادت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکرِ عظمت کا باعث ہیں، مظہر ہیں، مبدءِ وجودِ عنصری ہیں مطلعِ عظمت ہیں، لہٰذا اس اعتبار سے صلوۃ وسلام کے مخاطب اوّل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ عظمت کے ساتھ فرشتے اپنی شانِ محبت کے ساتھ، اہلِ ایمان اپنی شان عقیدت کے ساتھ ان پر درود پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے۔ کیا شان ہے تکریم والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، اللہ اکبر۔

## تعظیمِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن

ویسے تو ہر والدین ہر انسان کے لئے اپنے اپنے اعتبار سے واجبُ التعظیم

ہوتے ہیں ان کے ساتھ حُسنِ سلوک، خدمت، ان سے فطری انس ومحبت، ان کا ہر لحاظ سے احترام، ان کا ادب، ہر دین میں مسلّم ہے مگر دینِ اسلام میں ان کی اہمیت کہیں زیادہ معتبر ہے، ہمارے دین نے باپ کی رضا کو خدا تعالیٰ کی رضا قرار دیا ہے ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی ان کے ساتھ نرم گوئی کو فرض قرار دیا، ان کی خدمت کے لیے اپنی عظمت والے بازو پھیلائے رکھنے کا حکم دیا ہے، اِن کے لئے رحمت ومغفرت کی دُعا کو فرض قرار دیا ہے، یہ ساری باتیں بجا ہیں۔ ساری عظمتیں اپنے اپنے مرتبے میں ہر ایک ماں باپ کو میسر ہیں مگر اس کائنات میں جو عظمتیں والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ کے ساتھ دینِ اسلام میں مذکور تمام خدمات کے لئے مخدومِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب ہوا، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری کائنات کے مخدوم ہیں اور محسنِ کائنات سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محسنۂ کائنات مخدومۂ دوعالم اُمِ محمد سیّدتنا جناب حضرت آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا کا وجودِ اقدس تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخدوم ہیں...... کتنی بڑی تعظیم کے لائق ہیں یہ ہستیاں جن کی خدمتِ تعظیم حسنِ سلوک کے لیے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کو حکم دیا جا رہا ہے، ارشاد باری ہوتا ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ حبیب آپ کے رب نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے اور یہ بھی فیصلہ فرمایا ہے کہ ،وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ،آپ اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حسنِ سلوک کریں...... خاصکر اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ ......○

جب یہ نفوسِ رحمت بڑھاپے میں پہنچ جائیں اُن میں سے ایک یا دونوں ،تو اُن کی تعظیم اس قدر، بلند ہو جاتی کہ اب انہیں کلمۂ اُف یعنی (اوں) کہنا بھی حرام ہو جاتا ہے۔..... وَلَا تَنْهَرْهُمَا، انہیں جھڑکنا بھی حرام ہے،اور اگر ان سے بات کرنے کی صورتِ حال بن جائے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا...... نہایت نرم لہجہ میں انتہائی ادب و نیاز میں بات کرنے کی اجازت ہے...... وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ، ان کے حضور نہایت رحمت و شفقت کے ساتھ پورے ادب واحترام سے اپنی محبتوں کے بازو پھیلا دو...... پھر بھی یہاں رک نہیں جانا بلکہ ...... وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا آپ کی ہمیشہ یہ حالت ہونی چاہیے کہ تمام خدمتوں محبتوں کے باوجود بھی اِن نفوسِ قدسیہ کے لیے اپنے رب کے حضور یہ دعا مانگتے رہنا چاہیے اے میرے رب میری ماں اور میرے باپ پر خوب رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ پر میرے بچپنے میں رحم فرمایا تھا۔

کتنی عظیم شان ہے میرے آقا کریم کے والدین کریمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، جن کی تعظیم و تکریم کے لیے حضور رحمۃ اللعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم ...... کو حکم دیا جا رہا ہے حالانکہ قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق پوری کائنات کے باسیوں پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہے جس کی قرآن کریم نے یوں شہادت دی:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ○

اے ایمان والو! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر تم پر فرض ہے مگر آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ان بے مثال شانوں کے باوجود اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کی مثالیں قائم فرما رہے ہے نماز جیسی عظیم عبادت میں اپنے

والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعائے عظمت ومغفرت کو نماز کا حصہ قرار دیا اور یہ دعا بڑے قدیمی جذبوں کی عکاس ہے یہ دعا جدّ الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسلسل کرتے رہے ہیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس دعا کو پوری امت پر لاگو فرمایا اب ہر امتی جہاں اپنے والدین کے لئے نماز میں دعا کرتا ہے، وہیں اس پس منظر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی دعا ہو جاتی ہے اور پھر اس پس منظر کے اگلے پس منظر یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے لئے دعا ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی کیا ہی خوب اِن نفوسِ رحمت کی تعظیم وتکریم ہے۔

محترم قارئین: حدیث کی جن روایات میں یہ کہا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اپنے والدین کے لئے دعا کی اجازت چاہی مگر نہیں ملی یہ سراسر غلط ہے اور ایسی ہر روایت مسترد کر دینے کے قابل ہے کیونکہ یہ روایت قرآن کی آیت کے مخالف ہے قرآن نے برملا کہا وَقُلْ ارْحَمْهُمَا اے محبوب! آپ اپنے رب سے یوں کہیں، اے اللہ! میرے ماں باپ پر رحم فرما یہ آیت ثبوت اور دلالت میں قطعی ہے جبکہ حدیث کی روایت ہر دو اعتبار سے ظنی ہے بلکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری ہر حدیث کو قران پر پرکھو، اگر قرآن کے مطابق ہے تو میری ہے اگر قرآن کریم کے مطابق نہیں تو میری حدیث ہی نہیں اور قران بھی اس بات کی توثیق یوں فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کہ میرا محبوب اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وحی الٰہی ہوتی ہے تو، کرتا ہے، ورنہ نہیں کرتا۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ○

اے ہمارے رب میری مغفرت فرما، میرے والدین کی مغفرت فرما اور

ایمان والوں کی مغفرت فرما، آج ساری امت اسے اپنی نماز میں پڑھتی ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعا منع کی جاتی تو کیا قرآن میں احترامِ والدین کریمین کے آداب نازل ہوتے؟ ہرگز نہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا باضابطہ حکم جاری فرمایا لہٰذا اب یقین کرلینا چاہئے جو روایات اس قسم کی ہیں وہ قرآنِ کریم کی منشاء کے خلاف ہیں لہٰذا اُن پر غور کرنا بے جا وقت اور صلاحیت ضائع کرنا ہے قرآن ایک حقیقت ہے اس حقیقت کے مدمقابل بے حقیقت چیز پر اعتماد کرنا نادانی ہے رہا یہ معاملہ کہ وہ مسلّم کتب احادیث میں وارد و نقل ہیں۔

تو اِس کی بابت فقط اتنی گذارش کروں گا کہ کسی معتبر کتاب میں کسی روایت کا آجانا اس کی صحت کی سند نہیں بلکہ صحتِ احادیث کے اپنے علمی کوائف ہیں اور وہ اِن رواۃ کی اخلاقی علمی عظمت ہے منضبط خصوصیات عدالت حِفظِ اِتقان وغیرہ وغیرہ کمالات ہیں راوی کا علمی اور اخلاقی پایہ، نہ کہ کوئی کتاب۔ دوسری بات یہ ہے ان صحیح تر کتابوں کی بھی بعض روایات متکلم فیہ ہیں، میری گذارش یہ ہے کہ ملا علی قاری جیسی ناپاک جسارت کے لئے تو شاید یہ نازیبا روایات کام آسکتی ہیں مگر اہل حق ان کو برملا مسترد کرچکے ہیں (کتاب ہذا ایسی فضول بحثوں کی متحمل نہیں۔)

لہٰذا میں اپنی اس کتاب کو ایسی نادار بحثوں سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا، آیات کے ہوتے ہوئے ایسی فرسودہ روایات کی کوئی حقیقت نہیں، اس عنوان کے تحت بیان کردہ مشہور آیت کے تمام مندرجات کے براہ راست مخاطب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم ہیں اور محسنین کائنات کے تقدس مآب تشخص کو یہاں مراد لینا بالکل بے جا نہیں ہے کیونکہ اس قطعی حقیقت کے خلاف نہ تو کوئی قطعی علمی مانع ہے اور کائنات میں نہ ہی کوئی قطعی علمی دلیل ہے تو پھر اس صورت میں ہم

ان عظمتوں کا مصداق اوّل پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام ہی کو مانتے ہیں ان کے بعد بوساطتِ تاجدارِ انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کی امت کے لوگوں کے والدین ہیں، اگر کوئی سوال کرے کہ نزول آیت کے وقت والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تو نہ تھے، لہٰذا یہ کلام غیر محل میں نازل ہوا جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کرنا محال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے محل کلام وہ ہوتا ہے جس کا محل بالکل معدوم ہو محال ہو ممکن ہی نہ ہو جبکہ یہاں ایسا ہرگز نہیں، یہاں محلِ کلام ممکن بھی موجود بھی ہے بلکہ نزولِ آیت کے وقت ان کا تشریف فرما، نہ ہونا ان کی مزید عظمت کا باعث ہے کیونکہ مشیتِ الٰہی نے طے فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب! آپ کے والدینِ گرامی اگرچہ پردۂ برزخ میں ہیں آغوشِ رحمت الٰہی میں جلوہ افروز ہیں مگر پھر بھی وہ صاحب عظمت ہیں ہم آپ سے ان کا ذکر خیر کر رہے ہیں کم از کم آپ کی دعاؤں کا محل تو ضرور ہیں اگرچہ دیگر خدمات کا آپ کو موقع نہیں مِل سکا آپ ان کے لئے ضرور دعا فرمائیں ان کی مغفرت کے لئے دعا کرنا آپ پر اور آپ کی وساطت سے آپ کی اُمّت پر فرض ہے یہ کیسی بے مثال شان وعظمت ہے والِدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

## مقامِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم اور قرآن

قارئین محترم: آپ پڑھ چکے کہ پچھلے بیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عبادت کے بعد حکم دیا کہ آپ اپنے عظیم والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حسنِ سلوک کروان کی خدمت نہایت عزت واحترام کے ساتھ ان کے ساتھ پیش آؤ اگر وہ میسر آسکیں یا نہ آئیں تو ان کے لئے

دعا فرماؤ، اب اس بیان میں ایک عظیم بات بیان فرمائی جا رہی ہے فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۝

اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ پیار کرے، ...... کیونکہ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ ......اس کی ماں نے اسے اٹھائے رکھا تہہ در تہہ کمزوریوں کے باوجود بھی ...... وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ، مکمل دو سال تک ماں نے دودھ سے نہیں ہٹایا لختِ جگر کو اپنے جگر ہی سے خوراک دی، مشقت در مشقت حالات میں شفقتوں کے جذبے سے سرشار رہی اس محبت کی عظمت پر ضروری ہے کہ انسان اپنے والدین کا شکریہ بھی ادا کرتا رہے اور ان کی خدمت بھی کرتا رہے۔

نوٹ: رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی والدہَ رحمت محسنہَ کائنات جناب سیدتنا بی آمنہ پاک سلم اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ جب میرے لختِ جگر میرے شکم مبارک میں تھے تو مجھے کوئی گرانی محسوس نہیں ہوئی، نہ کمزوری محسوس ہوئی تو کیا یہ جملے نعوذ باللہ خلاف قرآن ٹھہرے، نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ طے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُسی فطری تسلسل کے ساتھ ہی دنیا میں شکم مادر سے تشریف لائے مگر ولادت باسعادت سے قبل ولادت کے وقت ولادت شریفہ کے بعد جو کچھ بھی عجائبات ملاحظہ کئے گئے یہ آپ کی طبع لطیف کی خصوصیات تھیں جو مادرِ نبوت کو میسر آئیں قائدہَ فطرت اس سے بدلتا نہیں، یہ لطافتِ طبع کا اعجاز تھا...... اور بس...... پھر اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا......

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (لقمن نمبر ۱۴)

اے میرے حبیب! ہماری ان عنایات پر جو ہم نے آپ پر فرمائیں ہمارا شکریہ ادا کرو ہماری نعمتوں کی قدر کرو وَلِوَالِدَيْكَ اور اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بے پناہ شفقتوں اور محبتوں کا بھی شکریہ ادا کرو اور اُن کی ان

شفقتوں اور محبتوں کی قدر کرو جو انہوں نے آپ کی پرورش میں سرانجام دیں سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے مقام و مرتبہ کی کہ ساری کائنات کو حکم ہوتا ہے نبی کی قدر کرو، تعظیم کرو، توقیر کرو اور خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم محسنینِ کائنات حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت بی بی آمنہ خاتون علیہا الصلوٰۃ والسلام کی قدر کرو۔

قارئینِ کرام! قرآن اس بات پر گواہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہ رب العزت میں یوں عرض کی جسے قرآن کی آیت بنایا گیا عرض کی قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِی اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِی اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ ......اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے میں تیرا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین کریمین پر انعام فرمائیں...... وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ ،اور مجھے ہر اُس نیک عمل کی توفیق دے جس پر تو از خود راضی ہو یعنی میرا ہر عمل تیری رضا پر مشتمل ہو...... وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد کو بھی صاحب اصلاح بنایا...... اس عنایت عظمت پر...... اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ...... بیشک میں تیری ہی طرف رجوع لایا...... وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (احقاف نمبر ۱۵) اور بیشک میں نیاز مندوں سے ہوں مجھے فرمانبردار بنایا...... اس طرز نیاز پر اس بے نیاز ذات حق نے ہی خوب فرمایا...... اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا ...... محبوب ہم آپ کے اس حسنِ عمل کو قبول فرماتے ہیں وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ...... ہم آپ کو اپنے پردہ عصمت میں سمیٹتے ہیں جنت میں فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ اہل جنت میں وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ یہ اس ذات کا سچا وعدہ ہے جو اہل جنت سے کیا جاتا ہے۔

نوٹ: اِس آیت کے اور بھی محامل ہیں مگر ملحوظ عموم الفاظ ہے نہ کہ

خصوصی واقعہ، اس آیت کی شرافت کا مصداق اوّل میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات ہے اور آپ کے والدینِ گرامی علیہما الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی اولادِ اطہار...... کیونکہ کوئی قطعی علمی مانع نہیں، کیا مقام بیان فرمایا، قرآن نے والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا کہ ساری کائنات شکر گزار رہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم شکر گزار ہیں اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے جس کا خدا تعالیٰ نے اپنے شکر کے بعد اُن کے شکر کا حکم دیا درج بالا بیان کی روشنی میں چند امور طے ہو گئے......۔

۱) مقام والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندی کہاں تک پہنچی خدا تعالیٰ نے خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے شکریئے کا حکم فرمایا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مشکورِ کائنات ہیں۔

۲) اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ کی قطعی نص نے بات کھول دی بے غبار کر دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انعام یافتہ ہیں اور والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی انعام الٰہی سے بہرہ ور ہیں۔

۳) رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل رضائے الٰہی ہی ہے۔

۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک اولادِ اطہار اصلاح والے ہیں۔

۵) اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا کے اعلان خداوندی نے یہ بات کھول دی ہے کہ خاندان نبوت بارگاہ الوہیت کے مقبول ترین لوگ ہیں جن کو پردۂ عصمت وعفت میں سمیٹا گیا جنت کا ان سے وعدۂ خداوندی

ہو چکا ہے۔

۶) اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ کہ تو نے انعام فرمایا مجھ پر اور میرے والدین پر، اس میں ایک لطیف اشارہ ہے وہ یہ کہ اے اللہ تیرا مجھ پر احسان وانعام یہ ہوا کہ مجھے محسنہُ کائنات عفیفہُ کائنات معصومہُ کائنات سیدتنا بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا جیسی پاکیزہ ماں عطا فرمائی اور محسنِ کائنات، پاکیزہ خِصال، خوش مقال، اعلیٰ کردار والے باپ سیدنا حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا حسین وجمیل عظیم متقی باپ عطا فرمایا اور میرے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام پر احسانِ عظیم اور انعام جلیل کیا خوب فرمایا کہ اُنہیں مجھ جیسا بیٹا جس کی دستار کا پیچ یٰسٓ ہے جن کے کردار کی عظمت خُلقِ عظیم ہے جن کے مزاج کی شان رحمۃً للعالمین ہے جن کی شان کا تصور سید المرسلین ...... کیا خوب تفسیر ہے اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ کی۔

(سورۃ احقاف پارہ ۲۶)

## خاندانِ نبوت کا دینی مقام اور قرآن

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا خاندانی پسِ منظر جدّ الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات قدسیہ سے ہی موسوم ومتعارف ہے لہٰذا ہم زیادہ اِس میں جانے کی بجائے اس عنوانِ عظمت کو یہیں سے شروع کرتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدِّ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت قرآنِ کریم کی سینکڑوں آیاتِ بینات کا موضوع و بیان ہے وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبۡرٰہِیۡمَ خَلِیۡلًا اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل خاص الخاص مقرب گہرا دوست قرار دیا ہے، آپ کی شخصیت وکردار کی تفصیلات کے لئے لاکھوں صفحات

وقرطاس ناکافی ہیں، یہاں صرف ان کا امتیازی اور انفرادی تشخص جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اُس کا صرف ایک حوالہِ عظمت، پیش خدمت ہے وَاِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰٓى حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کے پیار کے وعدوں میں وفا کو معراج بخشی، ہر وفا میں کامل رہے اہلِ وفا کے سردار رہے، ہر آزمائش میں پورے اترے تو اس پر ہم نے فرمایا اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اے میرے خلیل! بیشک ہم نے آپ کو پوری انسانیت کا امام وسردار بنایا...... پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے فرمایا میرا خلیل کوئی عام آدمی نہیں بڑی عظمت والے بلکہ ان کا تشخص کسی فطری ترتیب میں کسی ایک فرد کی طرح نہیں بلکہ ...... اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا ؕ وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝

بیشک حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ایک ذات نہیں بلکہ عظمتوں کی ایک کائنات ہیں۔ آپ اپنی پوری عظمتوں اور رفعتوں کے باوجود، اپنے اللہ کے حضور جھکے ہوئے، مجسم فرمانبردار ہر باطل سے کٹ کر اپنے مولا کے حسنِ عظمت میں، بندگی میں، مکمل کھو چکے ہیں۔ آپ کا دھیان کسی غیر کی طرف اُٹھ ہی نہیں سکتا ذاتِ حق میں بس فناء ہو چکے شَاكِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ وہ اپنے مولا کریم کی نعمتوں کی قدر دانی، میں شکریے میں مسلسل سربسجود ہیں، بحرِ حُسنِ اُلوہیت میں مستغرق ہیں، اِن کی حالتِ استغراق اس قدر شدید ہو چکی کہ حسنِ الوہیت پکار اٹھا اِجۡتَبٰهُ وَهَدٰٮهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ہم نے انہیں بارگاہِ صمدیت وعظمت میں اپنا قرب وحضور بخشا اور حُسنِ ذاتِ حق کے جلووں سے نوازا اور انہیں ان کے مطلوب تک پہنچا دیا ( ان کا مطلوب مدد) فقط ذات الٰہ ہے وَاٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً ہم نے اِن کے حسنِ فطرت سے جو ان کے اوپر حضورِ الٰہی میں نازل ہوتا رہا، کی برکتوں سے دنیا کی کائنات کو حسین بنا دیا وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ اور بیشک وہ آخرت

میں ضرور حسین ترین لوگوں میں جلوہ افروز ہوں گے صالحین کی عظمت ہوں گے۔

**ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ○**

پھر ہم نے اے حبیب! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو بذریعہ وحی حکم فرمایا کہ آپ بھی ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کریں ہم نے ان کی محبت کی رسموں کو ہی دین بناڈالا کیا ہی خوب رسمیں ہیں کہ میرے نام لینے والے کو اپنا سارا مال پیش کر دیا جاتا ہے پھر تقاضا کیا جاتا ایک مرتبہ میرے مطلوب کا نام پھر لو، تو جو اب آتا ہے اب تو دینے کو کچھ ہے ہی نہیں، کیا دو گے؟ ابراہیم تو فرطِ جوش میں ہیں میرا خلیل کہہ دیتا ہے مال چرانے کے لئے چرواہے کی ضرورت تو ہوتی ہے اِن کے لئے نوکر رکھ لو۔ عمر بھر نوکری کروں گا بس میرے یار کا نام لیتے رہنا اور مجھے بے دام غلام بنائے رکھنا،...... اللہ اکبر...... (نحل صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۳)

محترم قارئین اگر میں نے رسومِ محبت کی تار کو چھیڑا تو کئی عمریں بیت جائیں گی، زمانے ختم ہو جائیں گے مگر رسومِ محبت کی انتہاء نہیں کر پائیں گے کتاب ہٰذا میں مقصدِ وحید فقط خاندانِ نبوت کے دینی مقام کو بیان کرنا ہے تو آیئے! ہم اس طرف چلتے ہیں...... تعمیرِ کعبہ کے بعد جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کی صورت میں بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی:

**رَبَّنَا وَ اجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ وَ مِنۡ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبۡ عَلَيۡنَا اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ○**

اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بارگاہِ اقدس میں جھکنے والا بنا ہم تادم آخر تیرے حضور جھکے رہیں، ادب و نیاز کا یہ ذوق تادم واپسیں ہم میں قائم دائم فرما اور ہماری اولاد میں سے بھی بعض لوگ ایسے ہی پیدا فرما کہ وہ بھی تادم آخر تیرے حضور اپنی گردنوں کو جھکائے رکھیں اور ہمیں ادائیگی حج میں طرز نیاز کے وہ طریقے

تعلیم فرما جو تجھے راضی کرنے میں مفید ثابت ہوں، اور ہم پر اپنی تمام رحمتوں کے ساتھ توجہ فرما تیری رحمتوں کا ٹھاٹھیں مارتا بے کنار سمندر ہمیں آمادہ طلب کر رہا ہے پھر اسی چاہت وعنایت کے تسلسل میں اپنا سب سے پیارا محبوب مبعوث فرما اور وہ اسی طبقۂ عظمت سے ہو، جن کی گردنیں تا حیات تیرے حضور جھکی رہیں ان مسلسل نوری سجدوں کے افقِ عظیم پر سِرَاجًا مُّنِیْرًا کی شان والا محبوب مطلعِ محبت وعظمت پر طلوع فرما جس کے رُخِ رحمت کی ضُوفشانیوں سے بے نور دلوں میں روشنی آئے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کی زبان تلاوتِ کلامِ الٰہی اور اسرارِ مشیت الٰہی کائنات کے باسیوں پر بیان فرمائے۔ اپنے کردار اور نگاہ کی پاکیزگی کے نور سے لوگوں کے کردار اور قلب وروح سے آلودگیوں کو دھوڈالے، ان کے مَن کی کائنات کو اتنا اُجلا اور صاف کر ڈالے کہ ان کے قلوب اللہ کی ذات کا عرش بن جائیں، تقویٰ وطہارت ان کا لباس بن جائیں شرافت وعفت ان کا مزاج بن جائیں، صورت وسیرت میں یہ لوگ نکھر جائیں، دوستو! کیا ہی خوب دُعا ہے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسے قرآن نے اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اے ہمارے رب بھیج دے تو اُن میں سے یعنی ذریتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کہ خاندانِ نبوت قرار پائے شان والا رسول بھیج دے جو انہیں میں سے ہو جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور تیری کتاب کی تعلیم دے اور حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے، تیری غالب حکمت کے یہی شایانِ شان ہے۔

......اِس پر اللہ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا: وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ

اِبۡرٰهٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِهَ نَفۡسَهٗ ۝

جس نے بھی ملت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ پھیرا، وہ اپنی نادانی میں کھویا ہوا ہے، یہی رسوم محبت ہیں، جو اس طرز محبت پر نہیں چلتا وہ خدا تعالیٰ کے ہاں بڑا نادان ہے، بیوقوف ہے۔ وہی خطوطِ محبت ہی ملتِ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھہرے جس کا حکم تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے، پھر خلاقِ کائنات نے فرمایا:

وَلَقَدِ اصۡطَفَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا، تحقیق ہم نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں مقامِ مصطفائیت عطا فرما دیا ہے وَاِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ آخرت میں وہ صالحین میں جلوہ افروز ہوں گے، کیا ہی خوب، وہ بندہ ہے جسے اس کے رب نے کہا قَالَ لَهٗ اَسۡلِمۡ بندے جھک جا بارگاہ صمدیت میں، تو نیاز مند وفادار بندے نے فوراً عرض کی قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے حضور جھک چکا ہوں'' کبھی بھی سر نہیں اُٹھا سکتا، بارگاہِ اقدس میں جھک جانا ہی بندہ کی عظمت ہے۔

قارئینِ محترم! جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مقامِ مصطفائیت پر فائز رہے، جب ان کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنی اولاد (بیٹوں) کو بُلایا جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا:

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبۡرٰهٖمُ بَنِيۡهِ وَ يَعۡقُوۡبُ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى لَكُمُ الدِّيۡنَ ۝

اے میرے بیٹو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مصطفیٰ بنا لیا ہے، پسند فرمالیا ہے، چُن لیا ہے دین کے لئے، فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ دین خداوندی پر مسلسل قائم رہنا حتّٰی کہ تمہاری زندگی کی شام بھی اسی دین پر ہو آخری وقت

تک تم دین پر قائم رہنا تمہاری موت بھی دینِ خداوندی پر ہو۔

محترم قارئین: اِن آیاتِ بینات نے خاندانِ نبوت کا دینی مقام متعین کر دیا جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں چھوڑی مگر غور طلب اِن آیات کے دو مقام ہیں۔

نمبرا...... وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ○ اور ہماری اولاد میں سے وہ عظمت والے لوگ ہوں وہ مُسلسل تیرے حضور جھکے رہیں، سر بسجود رہیں تا آنکہ اُن میں سے ہی شان والا رسول تشریف لائے قرآنِ کریم نے خاندانِ نبوت کی سجدہ ریزیوں کی ایک اور شہادت بیان فرمائی:

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ○

میرے محبوب! آپ غالب رحمت والے اللہ پر کامل بھروسہ کریں وہ ذات تو ایسی تو وہ ذات ہے جو آپ کو اس وقت سے پیار بھری نگاہوں سے تک رہی ہے جب وقت بھی اپنے کسی تعیّن میں نہ تھا، ہم آپ کی گردشِ سفر کو عالم امر سے لیکر عالم دنیا میں ظہور پذیر ہونے تک، کی منزلوں کو دیکھ رہے ہیں آپ فطرتِ اِنسانی کے اُن مقدس وجودوں سے گزارا جن کی طبائع عظمت نے زندگی کے تمام لمحات کو سجدہ ریزیوں میں گذارا یہ سارے مقدس وجود، اپنے اپنے عرصۂ حیات تک سجدہ ریز رہے یہ پُرخلوص سجدے جب بارگاہِ قدس میں قبولیت کی معراج کو پہنچے، تو اُس مطلعِ محبت پر آپ محبوب بن کر طلوع ہوئے یہ کیسا خوبصورت مشیّتِ الٰہی کا اہتمام ہے۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کی ایک بدیعی اور انوکھی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں، مُسْلِمَــــةً کو اگر تشدید کے ساتھ پڑھیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے

مُسۡلِمَةً اس کا معنیٰ ہے بے عیب ہونا، عیبوں سے سلامت ہونا تو اب اس دعائے ابراہیمی کا معنیٰ ہوگا اے اللہ! ہماری اولاد سے ایک گروہ ایسا ہو جو عیبوں سے محفوظ ہو بے عیب ہو اخلاق عالیہ کی معراج پر ہو، ان میں شان والا رسول بھیج دے حدیث شریف بھی اس معنیٰ کی تائید کرتی ہے، اَنۡتَقِلُ مِنۡ اَصۡلَابِ طَاهِرَةٍ اِلٰی اَرۡحَامِ طَاهِرَةٍ میں پاک صلبوں اور رحموں، سے منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں، میرا پورا خاندان، بفضل الٰہی، بے عیب رہا میں پاکوں کی اولاد ہوں شاید حضرتِ حسان اسی عنوان کی طرف اشارہ فرما گئے خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِنۡ كُلِّ عَيۡبٍ اے محبوب! آپ پاکوں سے پاک ہی پیدا ہوئے خاندانِ نبوت کا کیا ہی خوب دینی اور اخلاقی تقدس ہے واہ سبحان اللہ۔

نمبر۲...... دوسرا جملہ مذکور آیات میں اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى لَكُمُ الدِّيۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو یعنی خاندانِ نبوت کو اپنے دین کے لئے مصطفیٰ بنایا ہے پسند فرمایا ہے چُن لیا ہے فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ کی شہادت نے سارے شک دور کر دیئے ہیں خاندانِ نبوت کے افراد، تمام کے تمام، تا دمِ زیست، بے عیب بھی رہے اور مسلمان بھی رہے بلکہ کائنات میں صاحبِ وقار بھی رہے۔

قرآن کریم اس کی یوں شہادت دیتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آل عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ تمام جہانوں، پرانہیں دینی فضیلت دی۔ دین کی عظمت کے لئے، ان کو چُن لیا، منتخب فرمالیا...... اول کے تین مصطفیٰ خاندانِ نبوت کے

اصول ٹھہرے، اصلِ اول جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اصل دوم نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اصل سوم ابراہیم اور اُن کی آل پاک اس عنوان کی تائید۔ ایک حدیث شریف سے بھی ہو رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی جہاں پناہِ عالم ذرا فرمایئے کہ جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں تشریف فرما تھے تو اس وقت آپ کہاں تھے، فرمایا اَنَافِیْ صُلْبِ آدَمَ میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت میں تھا اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم خوب ہنسے پھر فرمایا جب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کشتی میں تھے تو میں اس وقت ان کی پشت میں تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نارِ نمرود میں ڈالے گئے تو میرا نور ان کی لوحِ جبین پر چمک رہا تھا اس طرح میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا میرے خاندان کے ہر فردِ رحمت کو دینی مرتبہ مصطفائیت عطا ہوتا رہا۔ تا آنکہ بنی عبدالمطلب کے مصطفیٰ کی پشتِ رحمت سے اپنی اماں کے رحمِ رحمت میں منتقل ہوا اور پھر مجھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم بنایا گیا...... الحدیث...... قرآن کریم نے اِس مصطفائیت کے منصب کو علی العلمین کی وسعت کے ساتھ بیان فرمایا ہے، کیا خوب دینی مقام ہے خاندانِ نبوت کا اور قرآنِ کریم نے کیسے حسین پیرائے میں بیان کیا! نہ جانے مُلّاں اِزم نے ان حقائق سے کیوں آنکھیں بند کرلی ہیں...... خاندانِ نبوت کے دینی مقام کا قرآن نے ایک اور عظیم حوالہ بیان فرمایا ہے...... جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر جانب سے کٹ کر محض حُسنِ اُلوہیت میں خود کو کھو دیا تو زبان بے ساختہ بول اُٹھی جسے قرآن بنایا گیا فرمایا:

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا۝

بیشک میں نے اپنی کامل توجہاتِ محبت کا مرکز، اس ذات کو بنایا جس نے

زمین اور ساتوں آسمانوں کی وسعت کو پیدا فرمایا اور میں ہر طرف سے کٹ کر فقط اس ذاتِ حق میں کھو چکا ہوں اِس پر خوش ہو کر خلّاقِ کائنات نے تائیدًا فرمایا...... وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ...... یہ ہمارے حسن کی عظمتوں کا نور تھا جو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمایا اُن کی قوم کے فرسودہ خیالات کے مقابلے میں...... نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ...... ہم اپنی مرضی کے مطابق جسے چاہتے ہیں اسے بلند و بالا درجات میں بلند کرتے رہتے ہیں اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ، بیشک آپ کے رب کے علم و حکمت کی یہی شان ہے...... وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا اور ہم نے انہیں حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمائے۔ یہ سب عظیم لوگ ہماری ہدایت کے نور میں رہتے ہیں...... وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ ...... جناب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ان سے بھی پہلے ہماری ہدایت کے نور میں رہتے ہیں...... وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ...... اور اُن کی اولاد میں سے حضرت داؤد اور سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں...... کیا ہی خوب خاندان ہے...... وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ایسے ہی پیار والوں درجہ احسان والوں کو قرب و حضورِ الٰہی میں رہنے والوں کو صلے دیتے ہیں...... وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ...... اور حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت یحیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یہ تمام لوگ اپنی دینی عظمتوں کے حسین شاہکار تھے...... وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ...... اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یسع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت

یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تمام نفوسِ قدسیہ اپنے دین اور اخلاقی کردار کی عظمت کے حوالے سے تمام جہانوں پر فضیلت رکھتے ہیں ہم نے انہیں سب فضیلتیں عطا فرمائیں...... وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ،اور ہم نے مُجْتَبٰی بنالیا، محبوب بنالیا، پسند فرمالیا، اپنی محبت وقرب وحضور میں۔ان کے آباء کو ان کی اولادوں کو اور ان کے بھائیوں کو اور ہم نے انہیں اپنی نور ہدایت میں ڈھانپ لیا، صراط مستقیم ہی ان کی منزل وراہ ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں صریح اور واضح الفاظ میں خاندانِ نبوت کے دینی مقام کو بیان فرمایا گیا کہ وہ ہدایت یافتہ بھی اور صاحبِ مقامِ مجتبائیت بھی تھے...... قرب وحضور الٰہی میں ان کا خاص مقام تھا جس کا اندازہ فکر وشعور کی پرواز سے کہیں بلند ہے...... پھر فرمایا:

ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (انعام ۶۹ تا ۸۸)

یہی وہ ہدایت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اور انہیں نفوسِ قدسیہ کے وسیلہ سے اپنے بندوں پر ہدایت کا نور نازل فرماتا ہے، کیا ہی خوب مقام ہے نبوت کا اور خاندانِ نبوت کا کہ یہ نفوسِ قدسیہ ہدایت یافتہ بھی ہیں اور ہدایتِ خداوندی کا وسیلہ اور معیار بھی ہیں۔

قرآن نے ایک اور حوالۂ عظمت بیان فرمایا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ

یہی وہ عظیم لوگ ہیں اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جن پر اللہ نے خصوصی انعام فرمایا انہیں شانِ نبوت عطا ہوئی۔

وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ اور ان پر بھی انعام فرمایا جن کو نوح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی کشتی میں سوار فرمایا، اور وَمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْرَائِيْلَ اور آل ابراہیم پر بھی خوب انعام فرمایا اور حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پر بھی انعام فرمایا، وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا۔

اور انہیں اپنی ہدایت کے نور میں ڈھانپ لیا اور مرتبہ مجتبائیت عطا فرمایا...... ان کی شان یہ ہے کہ...... اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا جب ہی اُن پر رحمٰن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو فوراً روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے ہیں اس آیت کریمہ میں خاندانِ نبوت کی سجدہ ریزیاں بھی بڑی شان سے بیان ہو چکی ہیں۔ قرآن میں آتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ تم سجدے کرو اور حسنِ الوہیت کے قریب ہو جاؤ کیونکہ قرب وحضورِ الٰہی کا یہ سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

تاہم خاندان نبوت کا دینی مقام قرآن کریم نے بیان فرما دیا ہے یاد رہے کوئی بھی دین منزل من اللہ ہو تو اس کے بنیادی دو ہی پہلو مقاصد کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

(۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد

خاندانِ نبوت کے اندر یہ دونوں اعزاز مھتم بالشان رہے بلکہ یہ دونوں مرتبے ان کا طرّہ امتیاز ہے جس کی شہادت قرآن نے بھی دی ہے اور زمانے نے بھی دی ہے حقوق اللہ میں اوّلین مرتبہ عبادت خداوندی رہا ہے عبادت خداوندی خاندانِ نبوت میں تادم آخر جاری وساری رہی جس کی تفصیلات کا آپ مطالعہ فرما چکے ہیں بقیہ تفصیلات کے لئے آنے والے صفحات پر ایک مستقل عنوان قائم کر دیا گیا ہے رہا حقوق العباد کا معاملہ تو اس پر کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں لاتعداد شہادتیں زمانے نے بھی دی ہیں علمی ذخائر میں بھی بے شمار شواہد موجود ہیں کہ

خاندانِ نبوت کی کریم النفسی سخاوت، شجاعت ، بسالت، جرأت، صداقت ،امانت، دیانت، شرافت، الفت ومحبت، حمیت، وغیرت، نجابت، صلہ رحمی، مشکلکشائی، ہمدردی، تدبر وحکمت جیسی عظمتیں ان کا خمیر رہیں بلکہ یہ عظمتیں ان کا ذکر کرتی رہیں کیونکہ دین ان کے گھروں میں نازل ہوتا رہا ہے ان کے دین میں شک کرنا تو خود بے دین ہونے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو مصطفیٰ نہیں بناتا بلکہ جن نفوس قدسیہ میں دینی واخلاقی عظمتیں ہوں انہیں یہ مقام دیا جاتا ہے۔ میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانِ عظمیٰ بالخصوص والدین کریمین سلمٰہ اللہ علیہما کی مصطفائیت تو تمام جہانوں پر مسلّم ہے قرآن کریم وعلی العلمین کے جملے میں اعلانِ قدرت کا کھلا اظہار ہے اس سے بڑا خاندان نبوت کا دینی مقام اور کیا ہوسکتا ہے کیونکہ اس کے آگے محل اور مقام ہی کوئی نہیں سوائے نبوت کے گویا خاندانِ نبوت اپنے دینی مقام میں بھی بے مثل وبے مثال رہا ہے۔

## خاندانِ نبوت، منصب امامت اور قرآن

امامت کا لفظ بڑا عام ہے یہ ہر مقتدائیت پر بولا جاتا ہے، کوئی فن کا امام کہلاتا ہے، کوئی کسی علمی وجاہت پر امام کہلواتا ہے، کوئی مصلے کا امام ہے، کوئی فنونِ علمی میں کوئی مہارت کی بنیاد پر امام گردانا جاتا ہے مگر یہاں اِن نوعی اماموں کا تصور نہیں دیا جارہا، یہاں امامت علی الاطلاق ہے۔ یہ وہ قوت ہے جس کا تصرف کائنات کے ذرّے ذرّے پر ہے کائنات کا ہر احساسِ فطرت ان کی عظمتوں کا اعتراف کرتا ہے اور اُن کا حیا کرتا ہے تاہم اس کی مزید علمی تفصیلات جن کا یہاں وقت نہیں کتاب ہذا میں اس منصب کی ترسیلِ مسلسل جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خاندانِ نبوت میں جاری رہی جس پر قرآنی شہادتیں

موجود ہیں...... ارشاد ہوتا ہے...... وَاِذِ ابْتَلٰۤی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ...... اے محبوب، یاد کرو اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رب نے انہیں چند آزمائشوں سے گزارا تو انہوں نے کمالِ وفا کے ساتھ انہیں پورا کر دکھایا، اس پر ربِ ذوالجلال نے...... انہیں نوازا...... فرمایا ...... قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا...... اے میرے پیارے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیشک ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لیے امام بنایا ہے...... اس پر جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی...... پروردگار عالم...... قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ...... عرض کی اے اللہ میرے بعد میری اولاد آل کو بھی یہ منصبِ عظمت عطا فرما قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ...... اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا اے میرے خلیل یہ منصبِ عظمت ظالموں کے لئے نہیں...... ہاں جو آپ کی اولاد میں ظالم نہیں ہوں گے وہ اس منصبِ عظمت کے اہل ہوں گے انہیں یہ منصب عطا کیا جائے گا، پہلے عنوانات میں طے ہو چکا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاندانِ عظمیٰ مصطفائیت کے نور سے معمور رہا ہے جس پر قرآنی آیات بھی گواہ ہیں اور احادیث طیبات بھی گواہ ہیں۔ جن کی تفصیل گذر چکی ہے اُن صفحات میں دوبارہ سے غور فرمائیں تو حقیقت واضح ہو جائے گی، دوستانِ محترم! جن نفوسِ قدسیہ طاہرہ کو چادرِ تطہیر میں لپیٹا گیا مصطفائیت کی گود میں سمیٹا گیا، اجتبائیت کے نور سے نہلایا گیا، اخلاق حسنہ کو جن کا خمیر بنایا گیا، عفت و عصمت جن کا مزاج بنایا گیا تو کیا نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ ان کے دامنِ شرافت کو ظلم کی آلائش سے آلودہ ہونے دیں گے؟ نہیں نہیں۔ خدا کی قسم! ہرگز نہیں، وہ مصفّٰی اور مزکّٰی وجودِ رحمت ہی، کائنات میں منصبِ امامت کے صحیح حقدار اور مصداق ہیں...... رہا یہ سوال کہ...... لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کا جواب کیا ہو گا یعنی ظالموں کو یہ عہدِ امامت نہیں پہنچے گا اس کا

جواب بھی خود قرآن نے ہی دیا ہے...... جب ذبح عظیم حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ جدِّ اعلیٰ ہیں خاندانِ نبوت کے، جن کی نبوت کے سوا اِس پوری خاندانی لڑی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہی تاجدار نبوت ٹھہرے اور کوئی نبی نہیں، اس جذبہ محبت واطاعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دی اس لازوال قربانی پرانہیں انعام سے نوازا...... فرمایا وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ...... اور ہم نے اس لازوال محبت کے اظہار پر جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت بڑی خوب خوشخبری دی ان کے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی...... پھر فرمایا: وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ، اور ہم نے اِن دو شخصیتوں کو اپنی طرف سے بے شمار برکات سے معمور فرمایا...... اب اِن دو...... کی اولاد میں سے...... وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ ...... ان کی اولادِ اطہار محسن ہوں گے، نیکوکار ہوں گے بعض...... اور بعض...... وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ...... اور اپنی ذات پر کھلے ظلم کرنے والے ہوں گے۔

قرآن نے طے کر دیا کہ اولاد اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظالم ہو سکتے ہیں اور یقیناً ہوئے اور آج بھی ہیں یہود کی صورت میں ساری کائنات میں فساد فقط ان کے ظلم کی وجہ سے ہے۔

یہ بدفطرت جتنا مرضی زور لگالیں انہیں امامت کبھی بھی نہیں مل سکتی انہوں نے بہت دعوے کئے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں وَاَحِبَّآؤُهٗ اور ہم اس کے محبوب ہیں مگر ان کے ایسے بے ہودہ دعووں کو کسی نے بھی نہیں مانا بلکہ ان کے ہمدرد، آج عیسائیت بھی انہیں امام نہیں مانتی دوسری طرف خاندانِ نبوت کی امامت سبحان اللہ! جب سے ان نفوسِ قدسیہ کا اعلانِ خداوندی ہوا تب سے آج

تک بلکہ تا قیامِ قیامت امامت کا منصب انہیں کے پاس رہے بلکہ آخری امام بھی اس کائنات میں اسی خاندانِ عظمیٰ سے ہی ہوں گے جن کا نام نامی اسمِ گرامی حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا یہود بے بہبود کے کہنے پر اُکسانے پر بنوامیہ کے لوگوں نے امامت پر جبراً قبضہ کرنے کی کوشش کی مگر بُری طرح ناکام رہے امامت کا ٹائٹل اپنے نام نہ کر سکے، بلکہ غاصب اور قابض کہلائے، بعض تو ملعون کہلائے، فاسق فاجر کہلائے، کیونکہ حقِ امامت ظالموں کو تفویض نہیں ہوسکتا قرآنی وعدہ ہے:

لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ آج بھی کائنات کا بچہ بچہ شہنشاہِ کربلا سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہی امام مانتا ہے، نہ کہ یزید پلید کو قیامت تک یہ تسلسل جاری رہے گا...... ان نفوسِ قدسیہ کی تکریم و تعظیم اور ان کی مودت و محبت کو ایمان کی بنا قرار دیا گیا، نہ کہ یزید پلید کو محبت کی بلکہ ان نفوسِ قدسیہ کی محبت و مودت کو اللہ تعالیٰ نے کائنات بھر کے انسانوں کے دلوں کی فطرت بنا دیا ہے قرآن اس کی یوں شہادت دیتا ہے...... رَبَّنَا لِیُقِیْمُو الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیٓ اِلَیْھِم ...... جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان نفوسِ قدسیہ کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دُعا کی کہ اے ہمارے پروردگار یہ میری اولاد نماز قائم کرتی رہے اور کائنات کے باسیوں کے دِل ان کی محبت میں بے تاب رہیں ان کی محبت انسانوں کے دلوں کا خمیر بنا دے، ان کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے، قرآن کی اس شہادت کے مطابق طے یہ ہوا کہ کائنات میں انسان فقط وہی ہیں، جن کے دلوں میں خاندانِ نبوت کے نفوسِ رحمت کی محبت ہے اور جن کے دلوں میں ان کی محبت نہیں وہ مسلمان تو دور کی بات ہے بلکہ وہ انسان ہی نہیں۔

لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ○ کہ میرا عہد امامت ظالموں کو نہیں پہنچے گا اس کا حقیقی مصداق یہود ہیں کیونکہ قرآن اور تاریخ کی بے شمار شہادتوں کے مطابق یہود بے بہود، نہ اپنے زمانہ میں امامت کے اہل ٹھہرے نہ اس زمانہ میں اہل ہیں اور نہ ہی قیامت تک یہ اہل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے جا بجا ان کی خیانتوں کی مذمت کی ہے اس وقت بھی وہ دنیا کی خبیث ترین قوم سمجھی جاتی ہے کیونکہ ظلم ان کی عادت بن چکا ہے، جبکہ میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصولی خاندانِ عظمیٰ میں بھی امامت رہی اور خود بھی امام الانبیاء ٹھہرے بعد ازاں آپ کی اولادِ اطہار اہلِ بیت رسول امام ہیں اور قیامت تک ہیں کیونکہ آخری امام بھی اسی نسلِ پاک سے ہی ہوگا جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی سیدنا امام حضرت محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جب ان کی امامت کا وقت مکمل ہوگا، کائنات کی بساط کو لپیٹ کر اللہ تعالیٰ قیامت قائم کر دے گا۔ کائنات دنیا کو ختم کر دے گا، کیونکہ کائنات میں خاندانِ نبوت کے یہ آخری فرد ہوں گے جو منصبِ امامت کے اہل ہوں گے ان کے بعد چونکہ کوئی اِس منصب کے اہل ہی نہیں رہے گا بنا بریں اللہ تعالیٰ کائنات ہی کا خاتمہ کر دے گا۔ ان کی امامت بڑی شان والی ہوگی، ان کی امامت کی برکت سے زمانہ ہر خیر و برکت سے بھر دیا جائے گا۔ ہر شخص دینے والا ہوگا کوئی لینے والا نہیں ملے گا، واہ کیا ہی خوبصورت امامت ہے اور اس پر مستزاد یہ ہے کہ جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے مقدس شخصیت ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے رہیں گے، یہ ہے خاندان نبوت کا دینی مقام یہ اولاد کی شان ہے، والدین کی کیا شان ہوگی سبحان اللہ۔

## خاندانِ نبوت اور عبادت خداوندی کا قرآنی حوالہ

انسانی تخلیق کا بنیادی مقصد معرفتِ خداوندی ہے عبادت الٰہی ہے اور حصول مقصد ہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○

ہم نے صرف انسان اور جنات کو عبادت ہی کے واسطے پیدا فرمایا عبدیت وعبادت ہی مقصدِ تخلیق ہے معراج انسانیت ہے مرتبہ، عظمت ہے زندگی کے تمام معروضی اور غیر معروضی حالات میں زندگی کا نور ہے رحمتِ خداوندی ہے،اس حوالے سے خاندانِ نبوت کے تقدس کو بڑا پامال کیا گیا اس وحشیانہ سوچ کے لوگوں نے خاندانِ نبوت کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے کہیں دور بتایا بلکہ ظلم کی انتہاء کردی اُنہیں کفر تک کا طعنہ دیا اس طرح انہوں نے اپنی خُبثِ باطنی کی تیغ سے قلبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخمی کیا اور اہل ایمان کے دلوں کو بھی پارہ پارہ کیا جس پر میں نے ان کے دلائل کا جائزہ لیا تو انہیں جاننا تو دور کی بات ہے انہیں انسان کہنا بھی دشوار لگا نہ جانے کون سی عصبیت خون بن کر اِن کی آنکھوں میں اُتر آئی۔ تاہم جب حقائق کا مطالعہ کیا تو خاندانِ نبوت کو اس کائنات میں سب سے زیادہ عابد، زاہد متقی، صاحبِ استقامت ،صائب الرائے، دانشور اور مدبر پایا اور جہاں تک علمی حقائق یا روایات کا معاملہ ہے بالخصوص وہ روایات جن میں صحت وسقم ممکن ہے، فقیر نے ان کو اس موضوع پر بطور دلیل لانا مناسب ہی نہیں جانا، یہ اس لئے کہ خاندانِ نبوت کے تقدس مآب افرادِ عظمت کا مرتبہ، اِن روایات سے کہیں زیادہ بلند ہے۔ ان کی عالی مرتبت عظمت کے شایان شان ہی نہیں کہ ان مذبذب دلائل کو ان کی عظمت میں بطور قوت پیش کیا جائے۔ اور نہ ہی یہ نفوسِ قدسیہ ایسے سطحی دلائل کے محتاج ہیں، بنا بریں ہم ان کی عظمت ورفعت میں وہ دلائل بیان کریں گے جو اُن کی شایانِ شان ہوں اور وہ دلائل ایسی حقیقتیں ہوں گی کہ ان کو

قیامت تک چیلنج نہ کیا جا گا، اور وہ دلائل حقیقۃ الحقائق ہیں اس مجموعۂ حقائق کا نام قرآن حکیم ہے جو لاریب کتاب ہے...... ہم خاندانِ نبوت کی عبدیت کی عظمت فقط قرآنِ کریم سے ثابت کریں گے۔

وَما تو فِیقی اِلّا بِاللہِ العَلِیّ العَظِیم○

جدالانبیاء جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ قُدس میں یوں عرض کی:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَ اجْنُبْنِی وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ○

یاد فرماؤ اے حبیب! جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ اقدس میں یوں عرض کی، اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بچالے کہ ہم بتوں کی عبادت نہ کریں...... یعنی اے پروردگار ہمیں بُت پرستی کی پلیدی سے بچالے...... کیونکہ...... رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِنَ النَّاسِ...... اے میرے رب بیشک ان کی وجہ سے بہت زیادہ لوگ گمراہ ہوئے...... اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرا شیوہ

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا○:

...... اے مولا کریم! جانتے ہو ہماری ہر محبت وچاہت کا قبلہ فقط اور فقط تیری ہی ذات ہے...... ہم ہر باطل سے کٹ کر تیرے ہی ہو چکے ہیں، تو وجود کائنات کا خالق بھی ہے عظیم بھی ہے۔ اے اللہ! یہ جذبہ بیدار مجھ میں اور میری اولاد میں بھی جاری فرما...... فَمَنْ تَبِعَنِی فَاِنَّهٗ مِنِّی...... اے اللہ جس نے بھی تیری عبادت کے حوالے سے میری پیروی کی یعنی تجھے لاشریک مانا تیری عبادت میں محو رہا، بیشک وہ میرا ہے...... وَمَنْ عَصَانِی فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○

جس نے تیرے حضور جھکنے سے نافرمانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ...... بیشک تو غفور ہے رحیم ہے، اسے تیرے سپرد کرتا ہوں اب تیری مرضی ہے جیسا چاہے تو اس سے سلوک کرے (ابراہیم: ۳۴ تا ۳۶)

خاندانِ نبوت کے عابد ہونے کی تصدیق نصِ قطعی کر رہی ہے...... بعد ازاں جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بحکمِ الٰہی مکہ میں پہنچے اور حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اوران کی والدۂ عظمت سیدہ عفیفۃ الخلائق حضرت بی بی ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو لائے اور یہاں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور خود واپس چلے گئے چونکہ مکہ کا ماحول بے آب و گیاہ تھا، وہاں زندگی کی رونقیں نہ تھیں خورد و نوش کے اسباب مہیّا نہ تھے تو طبیعت میں رحمت و شفقت کا جوش آیا ہاتھ اُٹھ گئے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں گویا ہوئے:

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۝

اے ہمارے پروردگار اپنی پیاری اولاد کو آپ کے حکم کے مطابق میں ایک بیابان میں ٹھہرا کر جا رہا ہوں جہاں سامانِ زیست میسر ہی نہیں، یہاں ٹھہرنے کا مقصد وحید یہ ہے کہ ...... رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ...... کہ یہاں یہ میری اولاد نماز قائم کرے...... طوفانِ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جب ہر شئے ملیا میٹ ہو چکی تھی حتیٰ کعبۃ اللہ بھی زمین پر باقی نہ رہا اس سرزمین پر کوئی نقشِ عبادت نہ تھا اور نہ ہی مرکز عبادت تھا...... یہ اعزاز خاندانِ نبوت ہی کو حاصل ہے جنہوں نے اس سرزمین کو پھر سجدوں کے نور سے سجایا اور یہ تسلسل جاری فرمایا اور قیامت تک جاری رہے گا ضمناً قرآن ہی کا ایک عظیم حوالہ پیش خدمت ہے:

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِسۡمٰعِیۡلَ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝

اے محبوب! اور خوب یاد کرو حضرتِ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کو بیشک وہ وعدوں کے سچے تھے شان والے رسول تھے، شان والے نبی تھے......اُن کا مشن کیا تھا......وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وہ مسلسل اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم فرمایا کرتے تھے اور زکوۃ کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے یعنی نماز اور زکوۃ کی عظمتیں ان کے گھر میں جاری وساری رہیں، یہ نعمتیں ان کا اثاثۂ عظمت رہیں اس خاندانِ عُظمٰی میں نماز اور زکوۃ کا تسلسل جاری رہا، پوری کائنات میں اس دلیلِ قطعی کے خلاف کوئی اس قوت کی دلیل قطعی ہے ہی نہیں، جو اس کا معارضہ کر سکے جس سے یہ مستفاد ہو سکتا ہو کہ خاندانِ نبوت میں نہ نماز تھی، نہ ہی زکوۃ بلکہ ایسے سینکڑوں علمی شواہد ملیں گے کہ خاندانِ نبوت اپنے کرم اور جود وسخا میں ممتاز رہا ہے......جب علمی مانع میسر نہیں تو اِن نفوسِ قدسیہ کو کفر اور اسلام میں کیونکر ماپا تولا جاتا ہے جس سے ان کی عظمت مشکوک ہو، نعوذ باللہ نقلِ کفر کفر نہ باشد......وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ آپ سجدہ کرنے والوں سے محوِ خرام ہو کر دنیا میں تشریف لائے ہیں اِن کی توثیق ہو گئی بلکہ اس آیت میں ایک اضافی امر زکوۃ کو بھی بیان کر دیا، اب تو ملاں ازم کو اپنی بیہودگی سے باز آ جانا چاہئے خاندانِ نبوت کے ساتھ جارحانہ رویہ ترک کر دینا چاہئے ورنہ لوگ خود یہ کُفر کر کے جہنم میں جائیں گے......پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبۂ عظمت بیان فرمایا، (فرمایا):

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝

کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام مرضیہ پر فائز تھے (مریم ۵۳ تا ۵۵)

یعنی اللہ تعالیٰ اِن کی رضا کا خواہاں ہے۔ جبکہ کائنات والے خدا کی رضا

چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان پاکیزہ عصمت مآب لوگوں کی رضا چاہتا ہے۔ گذشتہ سے پیوستہ...... پھر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ اقدس میں عرض کی...... فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ...... اے ہمارے پروردگار میری اولاد اور گھر والوں کی محبت کائنات کے تمام لوگوں کے دلوں میں رکھ دے ان کے دل عقیدت سے سرشار ہو کر اُن کے حضور جھک جائیں، اُن کی محبت میں مائل ہو جائیں کھینچے چلے آئیں...... وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ...... اے میرے پروردگار میرے گھر والوں کو اولاد کو اس بیابان میں جہاں سامانِ زندگی میسر نہیں، انہیں پھلوں سے مالا مال کر دے، تا کہ یہ تیری نعمتوں کے قدردان بن جائیں، تیرا شکریہ ادا کرنے والے ہو جائیں...... اے اللہ کائنات کی ہر پوشیدہ اور ظاہر حقیقتوں کو، تو خوب جانتا ہے...... پھر یوں عرض کی......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ○

تمام تعریفیں اس ذات لاشریک ورحیم کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں شان والے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عظمت والے حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمائے بیشک میرے رب نے میری دعا کو یقیناً خوب قبولیت کا درجہ عطا فرمایا (ہے)، دعاؤں کو قبول کرنا ہی میرے رب کی شان ہے...... ایک مرتبہ پھر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اُٹھ گئے اور عرض کی:

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ○

اے میرے رب، مجھے اور میری اولاد کو مسلسل نماز قائم کرنے والا بنا......

اور ہماری ان دعاؤں کو قبول فرما!

جب دعائے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائی گئی تو پھر ہاتھ اُٹھ گئے......عرض کی:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

(ابراہیم آیت نمبر ۴۱ تا ۳۴)

اے ہمارے پروردگار! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت فرما......اور قیامت تک ایمان والوں کی مغفرت فرما......کیا ہی خوب دعا ہے......اللہ اکبر کبیراً فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کَثِیْراً

خاندانِ نبوت کی ایمانی عظمت اور ادائیگیٔ نماز وزکوۃ میں قطعی اور یقینی دلیل ہے، ملاں اِزم میں ہے کوئی دم خم کہ اس کا انکار کرے اِن کے مدِّ مقابل اس قوت کی کوئی دلیل قائم کرے، یہاں تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کی ایمانی عظمت کو بھی بیان فرما دیا گیا ہے سیاق کلام کا قرینہ ایک کُھلی گواہی ہے۔

قرآن کریم کے ان قطعی دلائل نے طے کر دیا کہ نبی اکرم نورِ مجسم شفیع آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے خاندانِ عظمیٰ کا بے مثال تقدس ہے، یہ نفوسِ قدسیہ تمام اعلیٰ اخلاقی اور روحانی کمالات کے جامع ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اِن کا خمیر ہے، اس کی اطاعت ان کا ضمیر ہے، اس کی محبت اِن کی فطرت ہے اُس سے وفا اُن کا شیوہ ہے اور اُسی کا ہو کے رہنا اِن کی طبیعت ہے عادت ہے، اسی لئے یہ مبارک خاندان صاحبِ عظمت و وجاہت ہے اُن کی عظمتوں کا سچا اعتقاد رکھنا ہماری ایمانی ضرورت ہے، ان کی شرافتوں پر یقین رکھنا ضروریات دین سے ہے قرآنی حقائق اس کے گواہ ہیں، ایک اور حوالۂ عظمت ان عظمتوں کے تسلسل کا گواہ ہے قرآن کریم نے اسے یوں بیان فرمایا:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

یاد کرو محبوب! اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا آزر اور اپنی قوم کے سامنے نعرۂ مستانہ لگایا، کھلے لفظوں میں اعلان فرمایا، اے میری قوم! میں بتوں کی پوجا و پرستش سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ وہ پلیدی ہے، جس کی تم پوجا کرتے ہو۔

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ۝

مگر عبادت کا مستحق وہی خالقِ ارض وسما ہے جس نے مجھے یہ پاکیزہ وجود دیا بیشک وہی مجھے عنقریب ہدایت کے نور سے مالا مال فرمائے گا۔

قارئین محترم! اللہ وحدہٗ لاشریک کو جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جملہ، یہ نعرہ، اتنا پسند آیا کہ اس نے بھی برملا اعلان فرما دیا:

وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ (زخرف ۲۶ تا ۲۸)

اے پیارے ابراہیم! آپ کے اِن پُرخلوص محبت بھرے، حقیقت پر مبنی کلمات کو آپ کے خاندان میں بعد میں آنے والے لوگوں میں بھی باقی رکھا جائے گا اس یقین پر کہ وہ رجوع اِلی اللہ کے نور سے مزین رہیں گے۔ اللہ اکبر۔

اس عظیم شہادت کے بعد اب تو گنجائش ختم ہو گئی ملاں اِزم سے کہتا ہوں اگر قرآن کی صداقت پر یقین ہے تو اپنے فرسودہ اور گندے خیالوں سے توبہ کر لو ورنہ بربادی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ......الخ ۝

کہ ہماری اولاد سے ایک امت (طبقۂ انسانیت) ایسا ہو میرے مولا! جو مسلسل (مولا) تیرے حضور جھکا رہے، اور انہیں میں سے شان والا ایک رسول

بھیج۔

قارئینِ محترم! خاندانِ نبوت کی خِلقی اور خُلقی شرافتوں کی ایمانی اعتقادی عظمتوں، روحانی اور معاشرتی رفعتوں کی گواہی درجنوں آیاتِ قرآنی نے فراہم کر دی ہے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں، تاہم اس عنوان میں اللہ تعالیٰ کی عبادات کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے جو جاری ہے اس خاندانِ عظمیٰ میں اَب خلاصے کے طور پر وہ آیات نہایت اختصار کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں جو براہِ راست خاندانِ نبوت کے عابدین ہونے کو بیان کرتی ہیں۔

۱) وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ......الخ○

دعائے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تھی کہ اے اللہ اس خاندان نبوت کی گردنیں مسلسل تیرے حضور جھکی رہیں۔ (بقرہ/۱۲۸)

۲) يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ (بقرہ/۱۲۹)

اے خاندانِ نبوت! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مصطفیٰ بنالیا ہے، چُن لیا ہے اور دین کے لئے پسند فرمالیا ہے، پس! (تمہاری زندگی اس حال میں بیتے) کہ زندگی کے آخری سانس تک تمہاری گردنیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی رہیں یعنی تمہاری موت بھی عبادت الٰہی کے حوالے سے آئے، جب آئے تم مصروفِ عبادتِ الٰہی میں سر بسجود ہو، گردنیں جھکی ہوئی ہوں، بحضورِ الٰہی میں

۳) وَاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ○ (ابراہیم/ ۳۸)

اے اللہ تعالیٰ مجھے اور میری اولاد یعنی خاندانِ نبوت کو بُت پرستی سے بچا اور دُور رکھ، ہم فقط تیری ہی عبادت میں تیرے حضور جھکیں

۴) رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ...... ○ایضًا

اے ہمارے پروردگار! خاندانِ نبوت کو یہاں اس بے آب وگیاہ وادی میں اس لئے ٹھہرایا ہے تاکہ تیری نماز قائم کریں۔

۵) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ○

اے اللہ! مجھے اور خاندانِ نبوت کو نماز ادا کرنے والا بنادے (ابراہیم ۴۰)

رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاءِ ○ اے ہمارے رب! ہماری اس دعا کو قبول فرما!

۶) وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا ○

حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کا مسلسل حکم فرماتے اے محبوب ان کا یہ عمل خوب بیان کرو۔

۷) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْرَآئِیْلَ وَ مِمَّنْ ھَدَیْنَا وَ اجْتَبَیْنَاؕ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ○

یہ انعام یافتہ لوگ ہیں، جماعت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اولاد آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے اور کچھ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کشتی میں سوار لوگ ہیں ،اور خاندانِ نبوت اور اولادِ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی عظمت یہ ہے کہ جونہی رحمٰن کی آیتیں سنتے ہیں، فوراً روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے ہیں۔ (مریم ۵۸)

۷) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ وَ قَوْمِہٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ ○ (زخرف/۲۷)

یاد فرماؤ میرے محبوب اس وقت کو، جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے بَرملا فرمایا کہ میں بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، ان بتوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو، میں تو فقط اپنے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے جوابًا فرمایا:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

اے میرے خلیل! میں آپ کے اس کلمۂ عبادت کو آپ کے نبوی خاندان میں مسلسل جاری رکھوں گا یقینًا وہ لوگ اس کلمہ طیبہ اور ادائے عبادت کے ساتھ وابستہ رہیں گے سبحان اللہ کیسی شہادت ہے۔

۸:) وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

خاندانِ نبوت کے آباء اور اولاد اور اخوان کو ہم نے اپنے قرب وحضور کے لئے پسند فرمالیا ہے، مجتبیٰ بنالیا ہے۔ (انعام ۸۷)

اپنی عبادتوں کی حلاوت عطا فرمادی ہے اور منزل قرب وحضورِ صمدیت میں انہیں خاص مقام عطا فرمادیا ہے۔

قارئین کرام! کیا ہی رحمت ومحبت کا اظہار ہے خاندان نبوت کے ان نفوس قدسیہ کو، پہلے مصطفیٰ بنایا، پھر مجتبیٰ بنایا، پھر مقتدا بنایا، پیشوا بنایا، خود ان پر درود بھیجا پھر بندوں سے بھی پڑھوایا، پھر ان نوری عطاؤں کے تسلسل اور جھرمٹ میں ذات محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث فرمایا پیدا فرمایا، کیا شانِ اعجاز ہے؟ خاندانِ نبوت کی بالخصوص محسنِ کائنات عفیفِ خلائق حضرت سیدنا ابو محمد جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محسنۂ کائنات معصومۂ کائنات عفیفۃ الخلائق اُمِ محمد سیدتنا جناب آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا کی، جن کے مَرَجَ البحرین سے پیکر مصطفوی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ظہور پذیر ہوئے واہ! واہ! سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ○

## خاندانِ نبوت اور مرتبۂ احسان

محترم قارئین! لفظِ احسان کا عمومی معنی تو ہے نیکی حسنِ سلوک وغیرہ (جیسے) هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ○ کیا نیکی کا بدلہ نیکی نہیں؟

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو (وغیرہ) مگر جس مرتبہ احسان کا یہاں ذکر کیا جارہا ہے، وہ قرب وحضورالٰہی کا عظیم مرتبہ ہے جس کی وضاحت خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمائی، مشہور ترین حدیث ہے اس کا نام بھی علمی ماحول میں حدیثِ جبریل گردانا جاتا رہا ہے۔

جس کا مختصر ترین خلاصہ یہ ہے کہ رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں جناب حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضرِ خدمت ہوئے عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیک وسلم مَا الْاِيْمَانُ؟ ایمان کیا ہے؟ اس پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایمان کی تمام تفصیلات بیان فرمائیں: پھر عرض کی مَا الْاِسْلَامُ؟ اسلام کیا ہے؟ جواباً اس کی تفصیلات بھی بیان فرمائیں، پھر عرض کی مَا الْاِحْسَانُ؟ اِحسان کیا ہے جواباً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ عبادت ایسے کرو جیسے تم ذاتِ حق کے حسنِ سرمدی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اگر ایسا تمہارے لئے ممکن نہ ہو فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ اگر تم اِسے نہیں دیکھ سکتے کہ تو یہ یقین کرلو وہ ذات اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے، کامل استغراق حسن سرمدی میں مرتبۂ احسان ہے، مرتبۂ احسان دیدارِ ذاتِ حق کا نام

ہے یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ الحمد لله علی ذالك.

خاندانِ نبوت کو یہ عظیم مرتبہ بدرجہ اَتم حاصل رہا قرآن اس کی یوں گواہی دیتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ ۝

سب سے حسین اُن کا دین ہے جن کے چہرے عظمتِ ذوالجلال کے حضور سراپا نیاز بن کر جھکے رہے وھو محسن اور حال یہ ہوا کہ وہ مشاہدۂ حق میں مستغرق ہوں یا ذات ذوالجلال ان کو پیار سے دیکھ رہی ہو، قدرت کی نگاہیں ان کے نیاز مند سراپا کو دیکھ رہی ہوں، وَاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا اور اس نے اتباع کی، مِلّت ابراہیم کی، کیونکہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا اللہ تعالیٰ نے جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنالیا ہے، آیت میں دو امور طے ہوئے۔

نمبر ۱۔ خاندانِ نبوت کا دین سب سے حسین ہے۔

نمبر ۲۔ خاندانِ نبوت کے لوگ مرتبۂ احسان پر بھی فائز رہے ہیں، اسی لئے ان کے رویوں میں اخلاقی عظمتیں کارفرما تھیں بلکہ قدرت نے ان کی حفاظت وصیانت کا خود اہتمام فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ تعالیٰ آپ کی خود حفاظت فرمائے گا قرآن کریم کی ایک عظیم شہادت ہے، ولادت سے قبل اس کی حفاظت فرمائی بعد از ولادت طبعِ عظمت کی حفاظت فرمائی کیا ہی خوب ہے اہتمام قدرت کا اعلیٰ نظام۔

## خاندانِ نبوت کا دین سب سے اعلیٰ و حسین ہے

قارئینِ محترم: بیان سابق میں قرآنی شہادتوں کے مطابق یہ طے ہو چکا

ہے کہ خاندانِ نبوت کو اللہ نے بہت بڑی دینی عظمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔

وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَكَ

ان کے مسلسل طرز نیاز کی شہادت ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ

ان کے دین میں مقامِ مصطفائیت کی شہادت ہے:

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ :ان کے تاحیات فرمانبردار مسلمان ہونے کی شہادت ہے۔

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ :ان کے اقامت صلوۃ کی عظمت کی شہادت ہے۔

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان کی سخاوت کی شہادت ہے۔

وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا○

ان کے رضائے الٰہی میں امر ہو جانے کی شہادت ہے:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ:

ان کے لئے نورِ توحید الٰہی میں مستغرق ہونے کی شہادت ہے۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا○

ان کی رقتِ قلب کی عظمت اور خوفِ خدا تعالیٰ کے ساتھ سجدہ ریزیوں کی شہادت ہے۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○

ان کے مقامِ مجتبائیت اور مقامِ مصطفائیت و استقامت ہے: ان پر

ہدایت الٰہی کے نور کے غلبے کی شہادت ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَنُوْحًا وَّآلَ اِبْرَاہِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ○ (آلِ عمران پارہ ۳، آیت نمبر ۳۴)

تمام جہانوں پر ان کی فضیلت وعظمت کی شہادت ہے۔

اور ان کے مقامِ مصطفائیت کی شہادت ہے۔

اسی لئے ان کا دین سب سے حسین ہے، جس کی قرآن نے یوں صراحتاً شہادت دی:

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ ○

سب سے حسین دین تو اس کا ہے جس نے اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکائے رکھا اور حالت یہاں تک پہنچی کہ وَھُوَ مُحْسِنٌ کہ وہ مشاہدۂ حق میں مستغرق ہو گیا یا ذاتِ حق کی نگاہوں کی نور بیزیوں نے اُسے ڈھانپ لیا،......اور پھر اُسے......وَاتَّبَعَ مِلَّۃَ اِبْرَاہِیْمَ حَنِیْفًا ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خود کو کھو دیا اُن کے نقوشِ قدم میں گم ہو گیا وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے تاب تمناؤں کو اللہ تعالیٰ نے اتنا قبول فرمایا کہ اُنہیں اپنا خلیل گہرا دوست بنا لیا: (نساء آیت ۱۲)

قارئینِ محترم! مذکورہ آیاتِ بینات نے طے کر دیا کہ خاندانِ نبوت کا دین سب سے حسین دین ہے سب سے عظیم دین ہے، اور والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم جیسے اپنے خاندانی مصطفاؤں کا خلاصہ ہیں ایسے ہی اُن حسین لوگوں کے حُسن کا خلاصہ ہیں اور مقامِ احسان میں سب سے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں اور حسنِ الوہیت میں کامل استغراق کی معراج پر ہیں بلکہ اعلیٰ معراج پر ہیں۔

عفت عصمت شرافت نظافت استقامت تقویٰ طہارت اور لطافت یہ سب اِن حسین نفوسِ قدسیہ کے اقدار وشعار ہیں اور یہ خاندانِ نبوت بالخصوص والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا خمیر ہیں ان کا داخلی خارجی ماحول ہیں ان کا طرز حیات ہیں جس کا خود قرآن گواہ ہے لہٰذا طے یہ ہوا کہ کائنات میں سب سے حسین دین والدینِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا ہے اِس کے خِلاف کائنات میں کوئی علمی مانع ہے ہی نہیں جوان قطعی حقائق کا معارضہ مقابلہ کر سکے پھر تسلیم حق میں کون سی چیز مانع ہے؟ اور دوستو حق کو قبول کر لو خاندانِ نبوت کے دریوزہ گر ہو جاؤ ہر خیرات کا خزانہ یہی نفوسِ قدسیہ ہیں، کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ مبدءِ وجودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا حیا کرتے ہیں ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم ان کا حیا کریں یہی فلاح ہے فلاح ہے فلاح ہے

## خاندانِ نبوت اور ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

معزز قارئین کرام: خانوادۂ رسالت نسلاً بھی سیدنا ابراہیم سے وابستہ ہے اور اولادِ مطہرہ ہے، اور بطورِ دین بھی مِلت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہیں ہمیں اس پر کسی تاریخی شواہد کی ضرورت نہیں کیونکہ خود قرآن جو سب سے بڑی اور سچی کتاب ہے اس نے بار ہا مرتبہ اس کا صراحتًا ذکر کیا ہے اتنی بڑی قطعی دلیل کے ہوتے ہوئے ہم کسی ظنی دلیل کا سہارا نہیں لیں گے تاہم سرِ دست ہم قرآنِ حکیم سے ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ارتقاء اور مقام معلوم کریں گے بعد ازاں خاندانِ نبوت سے اس کا تعلق کتنا رہا بیان کریں گے تو آیئے قرآن ملتِ ابراہیمی کے بارے میں کیا بنیادیں فراہم فرماتا ہے، چنانچہ ارشاد

ربانی ہوتا ہے:

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا ۝

یہ دین تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت ہے، اُس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، پہلے سے بھی اور اب بھی، تا کہ...... رسول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تم پر گواہ رہیں۔ اور تم لوگوں پر گواہ رہو۔

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۝

پس تم نماز قائم کرو زکوۃ ادا کرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو وہی تمہارا مولا ہے کتنا ہی خوب تر مددگار ہے...... فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا (حج ۷۸) بات بالکل واضح ہے کہ ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی دینِ اسلام ہے یا اسلام ہی ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۝

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ یہودی تھے نہ ہی نصرانی تھے، لیکن وہ تو ہر طرف سے کٹ کر ذاتِ حق میں محو تھے اور مسلمان تھے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہ ہی وہ مشرکین سے تھے بلکہ وہ کامل مسلمان تھے، یہ آیت کریمہ تب نازل ہوئی جب یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے مل کر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ کس دین کی دعوت دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دینِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی ملت کی اس پر یہودیوں نے کہا کہ وہ تو یہودی تھے ہم یہودیت کے پیروکار ہیں لہٰذا ہمیں از سرِ نو آپ کے دین

قبول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں لہٰذا آپ ہمیں تبلیغ نہ فرمائیں، نہ ہی ہم آپ کی بات مانیں گے ایسا ہی نصاریٰ نے کہا اور مشرکین نے بھی ایسا ہی کیا اس پر مذکورہ آیت اتری کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور نہ ہی مشرک ان کا تو دین ہی اسلام تھا۔

پھر ان طبقات نے کہا وہ تو ویسے ہی ہمارے تھے، قریبی تھے جداعلیٰ تھے اس پر رب العزت نے جواباً فرمایا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ ○

بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قریبی تو وہی ہوسکتا ہے جس نے ان کی اتباع کی فرمانبرداری کی: وَهٰذَا النَّبِيُّ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قریبی تو وہی ہوسکتا ہے جس نے اِس نبی محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی، تم تو ان کی غلامی سے اطاعت واتباع سے کوسوں دور ہو لہٰذا تمہارا دعویٰ قربت جھوٹا ہے۔

(آلِ عمران آیت ٦٨)

یعنی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین اسلام ہی مسلم ہے اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی معمولی آدمی نہ تھے جدالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے خلیل اللہ تھے، اس لئے قرآن نے اِن کے تشخص کو معمول سے بلند ہو کر فرمایا ہے:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً

بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کائنات تھے امام تھے صاحبِ عزیمت تھے، صاحبِ استقامت تھے صاحبِ اِجتبائیت تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے آقا سیّد المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی حکم فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ○

اے محبوب ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ بھی ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی فرمائیں (نحل آیت ۳۲)

بلکہ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ط

اپنا چہرا دینِ حنیف کی طرف قائم رکھنا (یونس ۱۰۵)

بلکہ کھلے لفظوں میں اعلان فرمادو اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم:

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی منزل عطا کر دی ہے کیونکہ یہی:

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا○

یہی مضبوط ترین دین ہے ہر باطل سے کٹ کر ذاتِ حق کے حضور حاضر رہنا ہی دینِ قیم ہے اور ملتِ ابراہیم ہی اصل دین ہے اسلام ہے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا○

آپ فرمادو کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تم تمام لوگ ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی اتباع کرو، کیونکہ ملتِ ابراہیم ہی اسلام ہے اور اسلام ہی ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، اور یہ بھی فرمادو:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

جس نے بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قبول کیا تو ہرگز اس سے اُس دین کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ، بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین دین دینِ اسلام ہی ہے۔

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کائنات کے باسیو میں خدائی اعلان فرماتا ہوں کہ میں نے تمہارے لئے اسلام ہی کو بطور دین پسند فرمایا ہے میں اسی پر ہی

راضی ہوں، ملتِ ابراہیم ہی ملتِ بیضاء ہے۔

قارئینِ محترم: اب یقین کے سِوا کوئی چارہ ہے ہی نہیں ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابتداء ارتقاء اور بقا کے ساتھ ساتھ کون سے نفوسِ قدسیہ تھے جو اِس کے حاملِ رہے خادم رہے اس پر عامل رہے تا آنکہ قیامت تک امت مسلمہ کو بھی اس کا پابند بتایا گیا ہے وہ فقط خاندانِ نبوت ہی تھا جو اس ملت بیضاء کے ساتھ وابستہ رہا کیونکہ قوم ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بت پرستی کی دلدل میں پھنس چکی تھی جس سے جناب خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھلے عام بیزاری کا اعلان فرمادیا تھا قرآن کریم جس کی یوں شہادت دیتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

یاد فرماؤ میرے محبوب اس وقت کو جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا آزر اور اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے اس بُت پرستی کے رویّے سے بیزاری کا کھلے عام اعلان کرتا ہوں (زخرف ۴۵: آیت ۲۶)

ایک مقام پر اور واضع الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۝

تحقیق تمہارے لئے کامل نمونہ ہے جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ذات میں اور اُن کی معیت والوں کی ذات میں۔

جب انہوں نے اپنی قوم سے بیزاری کا اعلان کیا اور یوں کہا:

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۝

ہم تم سے بھی اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور جن کی تم پوجا کرتے ہو ان سے بھی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں...... كَفَرْنَا بِكُمْ ہم تمہارا یقیناً انکار کرتے ہیں تمہارے اس رویّے سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَ الْبَغْضَاءُ اَبَدًا۝

اب ظاہر ہوگئی ہماری اور تمہاری کھلی ہوئی دُشمنی اور یہ جنگ ہمیشہ کے لئے ہے، حَتّٰی تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ کے لاشریک واحد ہونے پر ایمان لے آؤ (ممتحنہ پارہ ۲۸ آیت نمبر ۴)

قوم کے اس رویّے سے تو قطع تعلق ہو چکے تھے مگر خاندانِ نبوت آپ کے قرب وحضور میں زیر تربیت رہا جناب حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحب رسالت ونبوت رہے اور اپنی نسل کو دینی اقدار کی تبلیغ کرتے رہے یہ تسلسل قائم رہا نماز، زکوۃ، قربانی، حج، روزہ کی عبادات اور اعلیٰ اخلاقی محاسن اس خاندان کا طرۂ امتیاز رہا ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری شرافتیں اِن میں موجود رہیں یہ نفوس قدسیہ توحیدِ الٰہی کے نور میں مسلسل نہائے رہے ڈھانپے رہے دینِ اسلام ملتِ ابراہیم کی صورت میں مسلسل اس خاندانِ عظمٰی میں موجود رہا جس کی قرآن نے بیشمار گواہیاں دی ہیں آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں، قطعی دلائل کے ساتھ انہیں بیان کردیا گیا ہے۔

یہ نور ونکہت کا ماحول جاری وساری رہا تا آنکہ وہ وقتِ عظیم آیا جس میں اس خاندانِ عظمٰی کے اعلیٰ ترین نفوسِ رحمت سے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْم تشریف لے آئے یعنی جب محسنِ کائنات سیدنا سیدتنا ابو محمد وحضرت عبداللہ سلم اللہ علیہ اور محسنۂ کائنات حضرت بی بی آمنہ سلمہ اللہ علیہما کا مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ ہوا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کا پیکرِ عظمت ظہور پذیر ہوا جس پر وحی الٰہی کا نزول ہوا اور آپ کو ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پابند بنایا گیا رہا یہ سوال کہ بنی اسرائیل بھی ملت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے دار ہیں پیچھے وضاحت ہوچکی ہے کہ وہ ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

بھٹک گئے تھے، لہٰذا قرآن نے ان کی قطع تعلقی کا اعلان کر دیا ہے، اب بات واضح ہو گئی کہ جس ملتِ ابراہیم کا نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کو حکم دیا اس وقت وہ کہاں تھی یقیناً خاندانِ نبوت ہی میں تھی ورنہ اس کا نزول بار بار از سرِ نو ماننا پڑے گا، قرآن نے ملتِ ابراہیمی کے مسلم اصولوں کو صرف بیان فرمایا ہے جس پر ایک الگ سے کتاب لکھی جائے گی ان حقائق کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ خاندانِ نبوت اور ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپس میں روح اور جسم کا سا تعلق تھا ملت ابراہیمی روح تھی اور خاندانِ نبوت اس کے لئے جسم اور عملی پیکر تھے۔

## خاندانِ نبوت کی محبت اور قرآن

نظمِ انسانی کی بقاؤ ارتقاء کے لئے باہمی محبت واخوت ایک بنیادی ضرورت ہے لیکن محبت کے عنوانات نوع بنوع ہیں کبھی فطری محبت کبھی اخلاقی محبت کبھی روحانی محبت کبھی دینی محبت اگر ان محبتوں کا سرچشمہ رضائے الٰہی ہو جائے تو یہ سُلگتی ہوئی کائنات جنت نظیر بن جائے کائنات میں ہر طرف نور ونکہت کا ماحول ہو، مگر آج فقیر جس محبت کا ذکر کر رہا ہے وہ کائنات میں بنائے ایمان قرار پائی اور اسی پر ہی نجات اُخروی کا انحصار ہے وہ ہے خاندانِ نبوت کی محبت جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۝

اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ ہم تبلیغِ دین کی مشقتوں پر تم سے کسی اُجرت کا سوال نہیں کرتے، مگر ...... ہاں ہمارے قرابت داروں کی محبت ضروری ہے۔

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا۔

جس کا ارادہ اس عظیم اور نیک عظمت والے کام میں مزید آگے بڑھنے کا ہو یعنی مودتِ قربیٰ میں مزید حضور قلب کا جذبہ ہو تو ہم اس حُسنِ عظمت میں اسے مزید آگے بڑھائیں گے ان کی محبت کا نور تمہارے ایمانوں میں اور بڑھا دیں گے......

اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ (شوریٰ ۲۳)

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لے گا اور تمہارے اس جذبہ بیدار محبتِ قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کریگا یعنی اہل محبت کو مرتبہٗ قرب وحضورِ الٰہی میں عظمت وتکریم کا مقام عطا فرمائے گا واہ سبحان اللہ کیا ہی خوب مرتبہ ہے، خاندانِ نبوت کی محبت کا کہ اہل محبت کو اللہ تعالیٰ اپنے نور اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے گا اس کے گناہوں پر رحمت کا قلم پھیر دیگا پھر اسے قدر والا مرتبہٗ قرب وحضور عطا فرمائے گا۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ مَحَبَّۃَ قَرَابَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَمَحَبَّۃَ وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ وَالِدَیْہِ وَ آلِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ ○

فَیَآ اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُحِبُّوْنَ لِقَرَابَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ خُصُوْصًا مَحَبَّۃَ وَالِدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ اٰمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْعَظِیْمِ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْمُ" ○

قارئینِ محترم: اس آیہ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ سے تشریف لائے تو اہلِ مدینہ نے استدعا کی جہاں تک عالم صلی اللہ علیک و آ اور آ کے جرسا ا سارے اثاثے تو ڑ کر آئے

یہاں راہ ورسمِ زندگی کے لئے کچھ سرمائے کی ضرورت ہے آپ کے ہاں مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے مسلسل مہمان نوازی آپ کے کاشانۂ اقدس کی شناخت ہے جبکہ ذرائع آمدن سردست میسر نہیں لہٰذا ہم اپنے اثاثے پیشِ خدمت کرتے ہیں قبول فرمائیں اس پر یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی کہ اے اہلِ مدینہ تمہاری یہ محبت وعقیدت بجا مگر میرا رسول خود غنی کرتا ہے، سائل نہیں معطی ہے لہٰذا تم ایسا کرو کہ متاعِ زیست کی بجائے سامانِ زندگی کی بجائے ضروریات کے مہیا کرنے کی بجائے میرے محبوب کے قرابت داروں سے محبت کرو اور جو اس حسنِ عظمت میں آگے بڑھنا چاہے گا یعنی جتنی محبت زیادہ کرے گا ہم اس کے ایمان میں اتنا ہی کمال زیادہ کردیں گے اسے معراج ایمان عطا کردیں گے اُسے کامل الایمان بنادیں گے ایمانی برکات سے معمور کردیں گے اس کے عیبوں کو ڈھانپ لیں گے اس کے قدردان پیدا کردیں گے دونوں جہانوں میں وہ شخص قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا (القرآن پارہ ۲۵)

قارئین محترم: اس آیت شریفہ کے نزول کے وقت صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والرضوان نے عرض کی رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت امت مسلمہ پر فرض ٹھہری تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت فاطمہ الزاہرا حضرت علی المرتضٰی حضرت امام حسن مجتبیٰ حضرت امام حسین تاجدار کربلا سلم اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ جن کا نام یہاں مذکور ہے فقط یہی قرابتدار رسول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں ایسا ہی ہے مگر یہاں قرابت خونی کو آپ نے واضح فرمایا اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قرابتِ خونی انہیں نفوسِ قدسیہ پر آکر ختم ہوگئی آپ کے خونِ

مطہرہ کا تسلسل یہاں آ کر رک گیا باقی نسلِ مطہرہ اس سے مراد نہیں ہو سکتی چونکہ علتِ قرابت خون ہے لہٰذا جب تک خونِ نبوی کا فطری اعتبار قائم رہے گا اس قرابت کا تعلق اور اس کی محبت کی فرضیت کا تصور اور تسلسل قائم رہے گا ورنہ ماننا پڑے گا امام زین العابدین شہزادہ علی اکبر شہزادہ علی اصغر عون و محمد اور دیگر نفوسِ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام اس محبت کے حکم میں شامل نہیں۔ نعوذ باللہ!

یہاں قرابت کا مطلقاً حکم ہے خواہ وہ قرابت اصولی ہو یعنی والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی یا فروعی ہو یعنی اولاد اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ والدین کی قرابت فطرتاً اولاد کی قرابت سے زیادہ قریب تر ہے کیونکہ ان کو قرب اوّل حاصل ہے جبکہ اولاد کو قربِ آخر دوسرا قرب حاصل ہے اولاد کا پیکر عنصری انسان کے وجود سے ترکیب پاتا ہے جبکہ خود انسان کا وجود ماں باپ کے وجود سے ترکیب پاتا ہے لہٰذا اس ترتیبی اعتبار سے ماں باپ کا قرب بندے کو اولاد کے قرب سے پہلے میسر آتا ہے لہٰذا وہ قریبی اوّل ہوئے جبکہ انسان کو اولاد کا قرب جوانی کے بعد شادی کے بعد ظاہری اعتبار سے میسر آتا ہے جبکہ ماں باپ کا قرب انسان کے لئے شکم مادر ہی سے شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس نسبی قرابت میں پہلا قرب والدین کا انسان کو میسر ہے، دوسرا قرب اولاد کا آپ اب غور فرمائیں مودتِ قربیٰ کا حکم اور فرضیت کا اعتبار اگر خونی ہو تو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وو الدیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام تا حضرتِ آدم وحوا علیہما الصلوٰۃ والسلام ان سب نفوسِ قدسیہ کی محبت بھی فرض ٹھہری اگرچہ بات اقتضاء النص یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص میں ہی ہے مگر ہے کیا مذکورہ اسمائے عظمت کا بطور نص بیان فرمایا تو یقیناً یہ نفوسِ قدسیہ آیۂ کریمہ کا مصداق ہیں مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ان منصوص افرادِ عظمت کے علاوہ خاندانِ نبوت کا اصولی یا فروعی کوئی فرد

یہاں مراد نہیں، نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں جیسا مذکورہ نفوس کی محبت نصًا فرض ہے ایسے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت بھی بدرجہ اولیٰ فرض ہے مودتِ قربیٰ میں سارا خاندان نبوت شامل ہے بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کیونکہ ان کی قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولادِ اطہار کی قرابت سے پہلے میسر ہے باقی میں نے مودتِ قربیٰ میں باہمی موازنہ نہیں کیا اور نہ ہی کرنا چاہئے کیونکہ آل پاک کی شان بھی وراء الوراءیٰ ہے اور والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شان تو پھر سبحان اللہ!

تاہم ازواج مطہرات امہات المؤمنین صلوٰۃ اللہ علیہن کا حیاء اور محبت بھی بھی ایسے ہی فرض ہے اصحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی قرب وحضوری میسر ہے اگرچہ ان نفوس عظمت کا قرب وحضور روحانی ہے نسبی نہ سہی مگر ہیں تو یہ عظیم ترین لوگ بھی روحانی قریبی وحضوری اس قرب وحضور کا بھی حیا کرنا چاہئے ان کی محبت بھی فرض ہے فقیر انشاء اللہ العزیز ان نسبتوں پر الگ سے ایک ضخیم کتاب لکھے گا جس میں تمام قرابتوں کی علمی قوتوں کو بیان کرے گا اور امت میں پایا جانے والا افتراق ختم کرنے کی کوشش کریگا کیونکہ امت مسلمہ میں تفرقہ اور دوریاں ملاں اِزم کی ذہنی عیاشی کے سوا کچھ نہیں یہ افتراق ملاں اِزم کے نظریہ ضرورت کی بناپر وجود میں آیا لہٰذا امتِ مسلمہ کے لوگ اسے یکسر مسترد کردیں فرقہ پرست ملاں ابتداء ہی سے جھوٹا ہے اور آج تک اپنے مزعومہ جھوٹ پر قائم ہے کائنات میں فساد برپا کررہا ہے لہٰذا سادہ لوح مسلمانوں سے گذارش کرتا ہوں کہ ایسے ملاؤں سے فورًا نفرت کرلیں جتنا آپ ان سے نفرت کریں گے اتنا ہی آپ کو اللہ تعالیٰ اپنا عرفان عطا کریگا اور خاندان نبوت کی برکات سے مالا مال فرمائے گا، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان شرپسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے! آمین ثم آمین!

# ایک علمی نکتہ

مودۃ فی القربیٰ میں قربیٰ کا لفظ فُعلیٰ کے وزن پر ہے اور یہ فُعلیٰ اسمِ تفضیل کا صیغہ اور وزن ہے اسمِ تفضیل وہ اسم ہے جس میں کسی کو کسی پر وصفِ مشترک میں فضیلت دی جائے تو یہاں اس بیان میں وصفِ مشترک قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اب یہاں قرابت کے دو اعتبار ہیں۔

نمبرا......اصولی قرابت یعنی والدین کریمین۔

نمبر۲......اولادِ اطہار آلِ پاک

اِن ہر دو قرابتوں میں عالمِ شہادت کے اعتبار سے ایک رشتۂ قرابت والدین کا ہے اور ایک رشتہ اولاد کا ہے عالمِ دنیا میں جو قرابت انسان کو رشتہ قرابت کے اعتبار ابتداءً میسر ہے وہ والدین کی قرابت ہے دوسری قرابت دنیا میں انسان کو کئی سال بعد میسر آئی ہے وہ قرابتِ اولاد کی قرابت ہے اس لئے حکمِ مؤدتِ قربیٰ میں ابتداءً والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جبکہ ثانیًا آلِ پاک مراد ہیں، دیگر یہاں میں نے یہ بات فقط سمجھانے کے لئے کی ہے نہ کہ اوّل دوم کی ضرب تقسیم یہاں حکم مطلقًا قرابت کا ہے وہ قرابت اصولی ہو یعنی والدین ہوں یا فروعی ہو یعنی آلِ پاک بہر حال ہر قرابتدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت فرض ہے، اس نصِ قرآنی نے طے کر دیا کہ آلِ پاک کی محبت بھی ایمانی فرض ہے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی محبت بھی بہت بڑا ایمانی فرض ہے۔ تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

# نبی کو منہ بولا بیٹا کہنے والی خاتون کا مقام اور قرآن

قارئینِ محترم: قرآن وحدیث کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ بات طے

شدہ اور مسلّم ہے کہ چاہت نبوی ہی اصل عظمتِ حیات اور ایمان کی معراج ہے مگر میں جس چاہت کا یہاں ذکر کر رہا ہوں وہ ایک انوکھی چاہت ہے اور میرے عنوان سے متعلق بھی ہے اور وہ چاہت قرآن کریم کی بیان کردہ چاہت ہے تاریخ انسانیت میں عظمتوں کے اعتبار سے ایک نام آتا ہے حضرت سیدہ آسیہ بنت مزاحم یہ فرعون کی بیوی ہے عشرت کدہ شاہی محلات میں ایک دور آیا جس نے جناب آسیہ کے مقدر کی ایک نئی تاریخ لکھی جس کا ہر لمحہ عظمتوں سے معمور ہے اور تا ابد یہ اعزاز ایک عظیم اور انوکھا اعزاز ہے، حالات کی سنگینی نے جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صندوق میں مقفل ہو کر دریا کے سفر پر آمادہ کیا دورانِ سفر جب فرعون کا محل قریب آیا تو صندوق پکڑ لیا گیا جب کھولا گیا تو اس عصمت کدے سے جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام برآمد ہوئے حسنِ نبوی نے ہر آنکھ کو مخمور کر دیا فرعون کی بیوی جناب آسیہ آگے بڑھیں سو جان سے قربان ہونے لگیں فرطِ جذبات سے بولیں جسے قرآن نے یوں پذیرائی بخشی:

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ (قصص)

فرطِ جوش میں بولیں کہ یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اے فرعون یہ تیرے لئے بھی ایسا ہے ہو سکتا ہے ہمیں یہ نفع دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنا لیں گے صورت حال یہ تھی کہ انہیں حقیقت کا علم ہی نہیں تھا۔

قارئین محترم یہ فرط محبت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان کو یعنی حضرت آسیہ سلم اللہ علیہا کو عظمت ایمان عطا فرما دی اور جنتی بھی بنا دیا اسے سورۂ تحریم میں یوں بیان فرمایا:

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ (سورہ تحریم پارہ ۲۸)

اللہ تعالیٰ تو اہل ایمان کو فرعون کی بیوی کی عظمت کو بیان کرنا چاہتا ہے اور بیان فرمایا ہے جس وقت وہ بولیں اے میرے رب مجھے اپنے حضور بارگاہِ قدس میں بلالے اور اپنے قرب وحضور الٰہی میں مجھے جنت میں ایک شاندار گھر عطا کر اور مجھے فرعون اور اس کے کردار سے نجات عطا فرما اور مجھے ظالموں سے چھڑا لے نجات عطا کردے۔

قارئین محترم: یہ کیا خوب منظر قرآن نے بیان فرمادیا حضرت آسیہ سلم اللہ علیہا نے نبی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فقط اتنا ہی کہا تھا کہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس پر کیا انعامات خداوندی میسّر آئے۔

نمبر۱) اس اِظہار محبت پر سب سے پہلے عظمت ایمان عطا فرمادی گئی۔

نمبر۲) پھر نعمت جنت عطا فرمادی گئی۔

نمبر۳) پھر قرب وحضور الٰہی میسّر آیا۔

نمبر۴) پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت کو اپنی زبان قدرت سے اہل ایمان پر بیان فرمادیا۔

نمبر۵) پھر اُن کی عظمت کو آیتِ قرآن ہونے کا شرف بخشا تاجدارِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جنتی بیوی ہونے کا شرف عطا کیا:

سب سے بڑا اعزاز یہ دیا کہ اُنہیں جنت میں والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہو بنایا جنتی مومنوں کی ماں ہونے کا شرف عطا کیا جب بہو کا یہ مقام ہے تو ساس ماں کا کیا مقام ہوگا۔

قارئین محترم: جب کوئی عورت نبی کو منہ بولا بیٹا کہہ دیتی ہے تو اس کا یہ مرتبہ ومقام ہوتا ہے اور جس ماں نے نبی علیہ السلام کو جنم دیا ہوتا ہے اس کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا۔ سبحان اللہ اور جس ماں نے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا ہے اس کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا، اللہ اکبر کبیرًا۔

## محسنۂ کائنات اُمّ النبی بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا اور قرآن

محترم قارئین: اس وقت جس ذات ستودہ صفات کا تذکرہ زیرِ قرطاس ہے کروڑوں بار قلم وصفحات دہن اور زبان فکر ودانش شعور وفراست نگاہ وآگہی نور کی بارشوں سے دُھل جائیں مشک وگلاب سے معطر ہو جائیں تب بھی ان کے تقدس کا تذکرہ کہیں بلند وبالا ہے، ان کی عفت وعصمت کی شان بلند وبالا ہے ان کے صبر واستقامت بلند وبالا ہیں الفاظ وسُخن کی مجال ہی نہیں کہ اس نفسِ رحمت بلکہ مصدرِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ کی عفت وشرافت کو بیان کر سکیں جس کے گھر کا قدسی طواف کریں حورانِ جنت جھاڑو دیں غلمانِ جنت پانی بھریں جن کو اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سلام کرنے آئے اور بشارت دینے آئے جن کی خدمت کے لئے اُم البشر حضرت حوّا علیہا الصلوۃ والسلام حاضر ہوں حضرت آسیہ حاضر ہوں حُورانِ جنت حاضر خدمت ہوں اِن کے پیمانۂ عظمت کو بیان کرنے کی ہمت کہاں ہو کس کو ہو اس وقت میرے حواس دَم بخود ہیں قلم کانپ رہی ہے قلب وروح پر ان کی عظمت کے نور کا غلبہ ہے الفاظ وبیاں جواب دے چکے ہیں مذہبی افکار وروایات معطل ہو چکے ہیں سیرت نگاری کا فن پسِ منظر میں جا چکا ہے تاریخی نشیب وفراز بے حیثیت ہو چکے ہیں کس کو جرأتِ کلام ہے کہ یہاں دَم مار سکے بس اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام کے کلام حق نے ہی حوصلہ بخشا ہے راہنمائی فرمائی ہے

امید بندھائی ہے کیونکہ میں خود کچھ کہنے کا خود کو مجاز ہی نہیں سمجھتا کہاں میرے الفاظ وبیاں کی خامی اور کہاں اُن کی شانِ لاثانی کہاں میرے خیالوں کی کثافت اور کہاں اُن کے قُربتوں کی لطافت خدا کی قسم بندہ ناچیز جرأت نہیں کر پا رہا کہ کیا لکھے کیسے لکھے مگر ان کی شانِ کریمی آمادۂ عقیدت کر رہی ہے ان کے مشفقانہ رویوں کی عظمت میری ڈھارس بندھا رہی ہے اِدھر کلام الٰہی بھی تسلی دے رہی ہے کلام الٰہی کا بڑا بدیعی اسلوبِ بیان ہے بڑا انوکھا طرزِ تکلّم ہے کبھی کسی عظیم شخصیت کو بیان فرماتا ہے ،تو اس کے تشخص پر صریح الفاظ سے وضاحت فرماتا ہے اور اس وضاحت کا مطلب محض وضاحت نہیں ہوتا بلکہ پیش آمدہ کسی عظیم تر حقیقت کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے ورنہ تو قرآن نعوذ باللہ داستان سرائی کی کتاب کہلائے گا جو کہ محال ہے قرآن اللہ تعالیٰ کا حسنِ بے مثال ہے ایسے عیبوں سے پاک ہے۔ اسی لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَاعْتَبِرُوا بِالْاَمْثَالِ وَالْقَصَصِ ○

قرآن کے قصص اور امثال سے عبرت حاصل کرو!

کیونکہ قرآن قصہ گوئی نہیں کرتا بلکہ قصص کو بطور نصیحت بیان فرماتا ہے تاہم یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ قرآن نے گذشتہ حالات کو بطور کہانی نہیں بیان فرمایا بلکہ مقصدیت کو سامنے رکھ کر پسِ منظر کے حقائق بیان فرمائے تاکہ فِکرِ رسا گذشتہ حالات سے عبرت ونصیحت حاصل کرے ایسا ہی صورت حال شخصیات عظیم کے حوالے سے ہے اللہ تعالیٰ اگر کسی عظیم ترین شخصیت کو بیان کرنا چاہتا ہے تو اسے پردۂ عظمت ونور میں مخفی رکھ کر پہلے عظیم شخصیات کو صراحتاً بیان فرمایا تاکہ لوگوں کی ذہن سازی ہو جائے کہ بیان کردہ شخصیات کا یہ مقام ہے اور جن کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے اِن شخصیات کو بیان کیا گیا ہے اُس عظیم ترین شخصیت کا کیا مقام

ہوگا اور یہاں اِس عنوان میں بھی ایسا ہی ہے محسنۂ کائنات سیدتنا و سیدہ نساء العالمین اُم النبی حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کی ذات ستودہ صفات کا معاملہ ہے پہلے انہیں پردۂ عظمت و نور میں مخفی رکھا ان کے بے مثال مرتبہ کی بنا پر اُن کو بیان کرنے کے لئے آئینہ عظمت کے طور پر صریح الفاظ و بیان میں امہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی اُم حضرت اِسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمِ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمِ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وصلوٰۃ اللہ علیہن اجمعین کے مراتبِ عظیمہ کو بیان فرمایا اِن نفوسِ قدسیہ کی کیا کیا اخلاقی ایمانی عرفانی ایقانی عظمتیں ہیں آنے والی ذات تو امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی والدہ رحمت و عظمت ہیں ان کا مرتبہ کتنا ہی عظیم مرتبہ ہے بطور مقدمہ اُمہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کی شرافتوں اور بزرگیوں کے ساتھ صراحتًا بیان فرمایا اور بطور مقصد اُم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بی بی آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کو بیان فرمایا ان کی عظمت و شرافت اور عفت و عصمت کو بیان فرمایا تا کہ امت اُن کے مرتبے کا لحاظ رکھے اور ان کے مرتبے کا حیا و مقام قیامت تک قائم رہے جو خصائص ام النبی ہونے میں ان تمام میں پاکیزہ ماؤں میں فردًا فردًا تھے وہ خصائص و شمائل تمام کے تمام مجموعی طور پر میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ عظمت محسنۂ کائنات عفیفۃ الخلائق حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا میں جمع فرما دیے گئے جن کی تفصیلات آگے آ رہی ہیں، اب آیئے قرآن کریم میں بیان کردہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ماؤں کی عظمتوں کا مختصر مگر جامع بیان کیا جاتا ہے بعد ازاں محسنۂ عالم والدۂ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم صلوٰۃ اللہ علیہا کی عظمتیں بیان ہوں گی ملاحظہ فرمایئے۔

جب جد الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ قُدس میں عرض کی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اے میرے رب مجھے صالح بیٹا عطا فرما بارگاہِ قدس سے آواز آئی:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○

پس ہم نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی خوش خبری دی ایک عقل مند حِلم والے بیٹے کی (الصّٰٓفّٰت، ۱۰۰ تا ۱۰۱)

اس آیت کریمہ میں منصوص اگرچہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مگر اِقتضاء جناب سیدہ ہاجرہ سلم اللہ علیہا کا ذکر بھی مذکور ہے پھر بیٹے کی عظمت کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

بعدازاں حضرت سیدہ سارہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو بیان فرمایا:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ○

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ایک عظیم بیٹے کی خوشخبری لے کر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے آتے ہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کیا قَالَ سَلٰمٌ جواب میں جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی سلام پیش کیا پھر:

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لئے ایک بھُنا ہوا بچھڑا لے کر آئے پھر جب دیکھا کہ فرستادہ لوگ کھانے کو ہاتھ بھی نہیں لگا رہے تو جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام قدرے پریشان ہوئے تو فرشتوں نے کہا آپ مت گھبرایئے ہم تو قوم لوط کو عذاب دینے آئے ہیں، فرشتوں نے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹے کی بشارت دی تو یہ

گفتگو ان کی بیوی حضرت سارہ سلام اللہ علیہا بھی کھڑی سُن رہی تھی وَامْرَأَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ، اچانک کھڑی کھڑی ہنس دیں اس پر...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ...... پس ہم نے اُم نبی حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کو بشارت دی خوشخبری دی ایک بیٹے حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور پوتے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پر وہ بولیں:

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ○

کیا میں بھی بچہ جنم دوں گی حالانکہ میں بالکل بوڑھی ہوں ضعیف العمر ہوں خاص کر میں بانجھ بھی ہوں طبعاً اولاد جننے کے اہل ہی نہیں ہوں اور حد یہ ہے کہ میرا خاوند بھی بالکل بوڑھا ہے یہ بات بڑی عجیب سی لگ رہی ہے کہ ہم بچہ جنم دیں گے اِس پر جواباً...... بشارت دینے والے فرشتوں نے کہا: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود ۶۸،۷۲)

فرشتے بولے: بی بی کیا آپ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر تعجب فرما رہی ہیں حالانکہ جب اس کی رحمت اور برکات کا نور جوشِ عظمت میں آتا ہے تو عادت وفطرت کے قاعدے خاموش ہو جاتے جو وہ کہتا ہے وہی ہوتا ہے آپ اس پر تعجب نہ فرمائیں بلکہ آپ اپنا دامنِ طلب پھیلا دیں اللہ تعالیٰ نے طے فرمالیا ہے کہ آپ کے دامنِ عصمت کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرمادے گا یہ کاشانۂ نبوت ہے جس میں ہمہ وقت رحمتوں عظمتوں برکتوں کا نزول ہونا مشیّتِ خداوندی کا طے شدہ فیصلہ ہے پروگرام ہے طرز قدرت ورحمت ہے ایک اور مقام پر یوں فرمایا:

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ جب فرشتوں نے بشارت دی حلم والے بیٹے کی

تو فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ○
بی بی سارہ سلام اللہ علیہا نے ان کی طرف رخ فرما کر اپنی جبینِ عظمت پر ہلکا سا ہاتھ مارا اور جوشِ عظمت میں فرمایا بانجھ اور بوڑھی بھی بی بی بچہ جن سکتی ہے؟ فرشتے بولے: قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ○ کہنے لگے کہ تیرے رب نے تو ایسے ہی عظمت والا فیصلہ فرمالیا ہے اس کی غالب حکمت بالغہ اور وسیع علم ہی ان حکمتوں کا جاننے والا ہے، بہرحال آپ کو یقیناً اللہ تعالیٰ حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں اولاد سے نوازے گا، اب یہاں سے جناب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ رحمت کا ذکر ہو رہا ہے جن کا نام نامی اسمِ گرامی جناب یوحائذ تھا، آپ لاوی بن یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت وحی فرمائی الہام فرمایا، جسے قرآن حکیم یوں بیان فرماتا ہے:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِیْهِ ○

اور ہم نے وحی فرمائی، ام موسیٰ کو اے اُم موسیٰ! آپ بے دھڑک میرے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلائیں: فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ اگر آپ کو فرعونیوں کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہو تو ان کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دیں اس بات پر آپ غم بھی نہ فرمائیں اور نہ ہی خوف زدہ ہوں کیونکہ، اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ، ہم انہیں یعنی جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیح سلامت آپ کو لوٹا دیں گے اور اُن کے سر پر تاجِ رسالت رکھیں گے انہیں جلیل القدر مرتبہ عطا فرمائیں گے۔

جناب یوحائذ صلوۃ اللہ علیہا والسلام نے اللہ کے حکم پر جناب موسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کو دریا کے سپرد فرما دیا واپس گھر تشریف لے آئیں مگر ماں کی ممتا کی بے قراری کو کون روک سکے وَ اَصۡبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوۡسٰی فٰرِغًا صبح اِن کا دل بے قابو ہو گیا اِنۡ کَادَتۡ لَتُبۡدِیۡ بِہٖ قریب تھا کہ ماں کا کلیجہ پھٹ جاتا راز راز نہ رہتا......مگر......لَوۡلَاۤ اَنۡ رَّبَطۡنَا عَلٰی قَلۡبِہَا ہم نے ان کے دل پر اطمنان کا نور نازل فرمایا جس سے دِل مضبوط ہو گیا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو رازداری نہ رہتی، یہ اس لئے کیا کہ......لتکون من المؤمنین ان کے قلب وروح کو تسلی میسر رہے ہمارے وعدہ پر کامل یقین کی دولت نصیب ہو، پھر صورت حال معلوم کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ عظمت نے جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمشیرہ جن کا نام جناب مریم تھا انہیں بھیجا کہ جاؤ کسی کو پتہ تک نہ لگے معلوم کر کے آؤ میرے لختِ جگر کا کیا بنا:

وَ قَالَتۡ لِاُخۡتِہٖ قُصِّیۡہِ فَبَصُرَتۡ بِہٖ عَنۡ جُنُبٍ وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۝

ہوا یہ کہ وَحَرَّمۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ، ہم نے جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمام دودھ پلانے والی دایوں کا دودھ روک دیا حرام فرما دیا:

فَقَالَتۡ ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰۤی اَہۡلِ بَیۡتٍ یَّکۡفُلُوۡنَہٗ لَکُمۡ وَ ہُمۡ لَہٗ نٰصِحُوۡنَ ۝

وہاں موجود حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن نے جب دیکھا کہ صورت حال ہمارے حق میں ہے کہ موسیٰ کسی کے دودھ کو منہ تک نہیں لگاتے تو فوراً بولی مجھے ایک ایسی پاک دامن عفت مآب عصمت مآب دایہ کا علم ہے جس کا دودھ اتنا شیریں اور پاکیزہ ہے کہ یہ بچہ یقیناً ان کا دودھ ضرور پیئے گا اور وہ اس کے لئے بہت خیر خواہ ہوں گی......اس پر فرعون آمادہ ہوا......فَرَدَدۡنٰہُ اِلٰۤی اُمِّہٖ کَیۡ

تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ○ (قصص ۴ تا ۱۳) پس ہم نے اپنے وعدہ عظمت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی والدہ رحمت کو واپس لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کا خوف بھی کافور ہو جائے اور خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہی ہوتا ہے مگر اکثر لوگوں کو اس عظمت کا علم نہیں۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ رحمت کی عظمت کی بابت قرآنی آیات کا جائزہ لیتے ہیں:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○

یاد فرماؤ اے میرے حبیب! جب عمران کی بیوی نے کہا اے میرے رب میں منّت مانتی ہوں نذر مانتی ہوں جو کچھ میرے پیٹ میں حمل کی صورت میں ہے خالص تیرے گھر کی خدمت کے لئے آزاد ہو گا پس تو اس خدمت کو قبول فرما مجھ سے بیشک تو سمیع اور علیم ہے۔

تفصیل: عمران دو ہیں: ایک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی دوسرے عمران بن ماثان یہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی ان دونوں عمرانوں کے درمیان تقریباً اٹھارہ سو سال کا فاصلہ ہے یہاں مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی کا ذکر خیر ہے، ان کی بیوی والدہ مریم کا نام حنّہ بنت فاقوذا ہے زمانہ دراز تک ان کے ہاں اولاد نہ ہوسکی بالآخر انہوں نے منت مانی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیٹا دے تو اس کو خدا کے گھر کی خدمت میں وقف کر دیا جائے گا چنانچہ مائی صاحبہ امید سے ہوئیں حضرت عمران وضع حمل سے قبل ہی انتقال فرما گئے حسنِ اتفاق جب حضرت حنّہ کے ہاں ولادت ہوئی تو لڑکی پیدا ہوئی یہ سارا خاندان

چونکہ صالحین کا تھا بلکہ مصطفاؤں کا تھا، مانی ہوئی منت پر قدرے دل گرفتہ ہوئے کہ مَافِی بَطْنِی کے عموم میں جو کچھ بھی پیٹ میں ہوگا آزاد ہوگا خدمت گاری کے لئے، مگر بیٹی پیدا ہوئی ہے جبکہ بیٹیوں سے مسجد کی خدمت کا یہاں رواج نہیں مناسب ہی نہیں سمجھا جاتا تو ایسی صورت حال کے پیشِ نظر ہم اپنی مانی ہوئی منت سے عُہدہ برا کیسے ہوسکتے ہیں۔

**فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی ○**

جب حضرت حَنّہ سلام اللہ علیہا کے ہاں ولادت ہوئی تو ایک لڑکی نے جنم لیا حضرت حنہ بولیں اے اللہ یہ تو لڑکی پیدا ہوئی میں اپنی منت کیسے پوری کر پاؤں گی جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ** اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ کس مرتبے کے وجود کو تم نے جنم دیا ہے...... حال یہ ہے...... کہ...... **وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى** یہ بیٹی ہی ہے مگر بے مثال ہے اپنی خلق میں اور خُلق میں بھی جس لڑکے کا سوال کیا گیا تھا اس سے کہیں زیادہ یہ بیٹی عظمت و شرافت والی ہوگی اور اس کی شان یہ ہے کہ...... **وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ** ہر بیٹی جو پیدا ہوتی ہے اس کا نام ماں باپ تجویز کرتے ہیں یا خاندان والے تجویز کرتے ہیں مگر یہ وہ عظمت والی عفت مآب عصمت مآب بیٹی ہے جس کا نام خود خلاقِ کائنات جَلَّ وعلا ربُّ العزت کی ذات نے تجویز فرمایا ہے، رکھا ہے، اسمِ بامسمّٰی ہے کیونکہ مریم کا معنی ہے عابدہ زاہدہ ہے، اس پر حضرت حَنّہ بولیں **وَاِنِّیْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ**، اے اللہ میں اسے اور اِس کی اولاد کو تیری پناہ میں سپردرحمت کرتی ہوں شیطان مردود کے شر سے انہیں اپنے دامنِ رحمت کی پناہ میں رکھنا اِن کی حفاظت فرمانا، بارگاہِ قدس سے آواز آئی **فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا**

حَسَنًا ہم نے اسے حُسن قبولیت کے اعلیٰ ترین درجات عظمت میں قبول فرمایا اور اُن کی خدمت کے لئے کوئی معمولی لوگوں کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ کائنات میں سب سے پاکیزہ ترین نفوس قدسیہ جو ولایت ونبوت جیسے عظیم مرتبوں پر فائز ہیں انہیں ان کی پرورش کا فریضہ سونپا اور ان کی پرورش کا طرز فطری قواعد سے کہیں زیادہ بلند مقرر فرمایا عام بچے ایک سال میں اتنی بڑھوتری نہیں پا سکتے جتنی بڑھوتری یہ مریم ایک دن میں پائیں گی، وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا خاص کر ان کی کفالت جناب حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذمہ ءِ عظمت پر ہوگی یہ خدمت مسلسل جاری رہی ایک دن جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے حجرے میں داخل ہوئے تو دنگ رہ گئے کہ بے موسم پھل نیا رزق ان کے اردگرد پڑا ہوا ہے۔

فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا جب داخل ہوئے زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محرابِ عظمت میں جس میں جناب مریم سلمہ اللہ علیہا تشریف فرما تھیں تو وہاں اشیاءِ خُردنی کی فراوانی دیکھی تو بول اٹھے:

قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا فرمایا اے بیٹی مریم سلام اللہ علیہا یہ رزق کی بہتات کہاں سے آئی قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ جناب مریم سلم اللہ علیہا بولیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور سے آیا ہے، یہ اس لئے کہ...... اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق سے مالا مال فرما دیتا ہے۔

اِن عنایات ربانی کو جب جناب حضرتِ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ تو قدرت الٰہی کے نور میں حیران رہ گئے کہ یہ کیسی شانِ قدرت ہے بے موسمہ پھل بغیر فطری اسباب کے خوردونوش کا وافر سامان اِس معصوم بچی کو محراب ہی میں مہیا فرما دیئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے اس جوشِ رحمت پر حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ

والسلام وجد میں آ گئے قلب وروح میں قدرت الٰہی کے محاسنِ عنایت کا نور بھر گیا فکر ودانش اِن عظمتوں کے حضور مخمورِ محبت الٰہی ہو گئے ذوقِ تمنا بھڑک اٹھا زبان حال بے ساختہ پکار اٹھی چاہتیں بے تاب ہو کر محوِ اُمید ہو گئیں ضعیف العمری میں ایک اُمنگ پیدا ہوئی اولاد نہ ہونے کی تاخیر سے جو دلی گرفتگی کی کیفیت تھی وہ سب زنجیزیں ٹوٹ گئیں اسی محراب میں جس میں جناب مریم سلمٰہ اللہ تعالیٰ علیہا تھیں کھڑے ہوئے بارگاہِ قدس میں حال دل سنا دیا جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے :

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ وہیں پکار اٹھے جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

اے پیارے اللہ کریم مجھے بھی اپنے خزانۂ رحمت سے مالا مال فرما اور اپنی جناب خاص سے پاک صاف اولاد نرینہ کا بے مثال تحفہ عطا فرما بیشک تیری ہی ذات تو دعاؤں کو سنتی بھی ہے قبول بھی فرماتی ہے، تو ہی تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا اور پورا کرنے والا ہے۔

قارئینِ محترم: بس کیا تھا! ابھی دعا اختتام کو بھی نہیں پہنچی تھی کہ قبولیت اجابت نے فوراً لبیک کہا قرآن نے اسے یوں بیان فرمایا:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

فوراً فرشتوں نے پکارا، ندا دی صورت حال یہ تھی کہ جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی محراب ہی میں تھے ابھی تک باہر بھی نہ نکلے تھے کہ رحمت الٰہی

نے اعلان فرمایا اور کیا ہی خوب صورت الفاظ عظمت تھے، فرمایا اے میرے پیارے زکریا بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے خوشخبری دیتا ہے حضرت یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بیٹا اس شان کا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا یعنی حضرت عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والا ہوگا سردار ہوگا پاکیزہ تر ہوگا عورتوں سے بہت بچنے والا ہوگا اور عظمت والا نبی ہوگا خاصانِ خدا پر مرتبے والا ہوگا۔

واہ سبحان اللہ! کیا ہی شانِ عنایت ہے، بندۂ بے مثال اپنے مولائے ذو الجلال کے حضور پھر عرض پرداز ہوا قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ وَ امْرَاَتِیْ عَاقِرٌ مولا بیٹے ہونے کی ظاہری صورتِ حال تو عجیب سی ہے میں بالکل بوڑھا ہو چکا ہوں میری اہلیہ بچہ جننے کے قابل نہیں رہی اس پر جوشِ قدرتِ الٰہی یوں گویا ہوا قَالَ کَذٰلِکَ یَفْعَلُ میرے پیارے میں جیسے ہی فیصلہ فرماتا ہوں وہی ہوتا ہے جو میں چاہتا ہوں میں کسی بھی ظاہری اسباب کا پابند نہیں ہوں بس ہم نے طے فرمالیا ہے آپ کو بیٹا دینا ہے ایسا ہو کر ہی رہے گا۔اس پر پھر جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی:

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةًؕ

اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی بیان فرمادے تو جواب کے طور پر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًاؕ

اے زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ تین دن تک کلام نہیں کرسکیں گے مدعائے ذات اشاروں سے بیان فرمائیں گے پھر فرمایا:

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ○

ایسی صورت میں آپ اپنے رب کا کثرت کے ساتھ ذکر فرمائیں، صبح وشام اس کی تسبیح بولتے رہیں......اب اس صورت حال کے بعدام النبی جناب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے عظیم مرتبے پر قرآن یوں گویا ہوا۔

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○

خدائے رحمٰن رحیم نے ارشاد فرمایا اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظمتوں کے لئے چن لیا ہے مصطفیٰ بنالیا ہے،اور پاکیزگیوں کی معراج عطا کردی ہے،اورتمام جہانوں کی عورتوں پر کرامت وبزرگی کے مرتبے پر منتخب فرمالیا ہے،اب ایسا کرواس عنایت عظمت پر۔

یٰمَرْيَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

اے مریم آپ اپنے رب کے حضور فرمانبرداری میں کھڑی ہواس عنائت عظمت پر سجدہ ریزیوں میں کھوجانا جھکنے والے نیازمندوں کے ساتھ بارگاہ قدس میں تو بھی جھک جا۔

قارئین محترم: یہ نیاز مندیاں سجدہ ریزیاں اتنی قبول ہوئیں اتنی قبول ہوئیں کہ خدا تعالیٰ کے فرشتے پکار اٹھے:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

اے مریم خوش ہوجاؤ بیشک خدائے ذوالجلال خود اپنی ذات اقدس کی طرف سے آپ کو ایک بے مثال بشارت دیتا ہے خوش خبری عطا فرماتا ہے ایک

خوبصورت کلمہ کی جو اسی ہی کی طرف سے عطیہ ہوگا جس کا نام مسیح بن مریم ہوگا صاحب مرتبہ ہوگا وجاہت والا ہوگا دنیا وآخرت میں صاحبِ عظمت ہوگا اور خاص مقربین حق سے ہوگا قرب وحضور الٰہی میں ایک خاص مقام والا ہوگا یہ مرتبے عطا کئے جائیں گے ان کو...... اور پھر اس شان کا مالک ہوگا۔

وَ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَ کَھْلًا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

وہ ماں کی آغوش میں حالتِ شیر خوارگی میں فصیح کلام فرمائے گا اور پختہ عمر میں بھی کلام فرمائے گا، قرب وحضور الٰہی میں مرتبہ والوں میں سے ہوگا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ وہ لختِ جگر بہت بڑی عظمتوں کا مالک ہوگا۔

وَیُعَلِّمُہُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ○

وہ اس شان فہم کا مالک ہوگا کہ کائنات کے باسیوں کو تعلیم دے گا کتاب وحکمت کی اسرارِ الٰہی کی اور شان والا رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف...... اور پھر یہ اعلان فرمائے گا۔

اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ○

میں بیشک اے قوم تمہارے پاس تمہارے رب کی خاص نشانیاں لے کر آیا ہوں۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ○

اور مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا فرمائی ہے کہ میں اپنی قوتِ نبوت سے مٹی کا ایک پرندہ بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ امرِ الٰہی سے اُڑنے لگ

جاتا ہے، میرے دست رحمت میں قدرت نے یہ کمال وشفا بھی رکھی ہے کہ میں اندھوں کو شفا دیتا ہوں آنکھیں دیتا ہوں کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور قوتِ نبوت سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اِذن عطا فرمایا ہے، اور پھر میرا مرتبہ یہ بھی ہے غیبی حقائق سے بھی آگاہ ہوں حتیٰ کہ جو تم کھا کر آتے ہو وہ بھی جانتا ہوں اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ کر کے آئے ہو وہ بھی جانتا ہوں اور میں تمہیں ہر چیز کی خبر دے سکتا ہوں۔

پھر فرمایا:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

بیشک اس میں یقیناً تمہارے لئے میری سچائی کی دلیل ہے اور نشانی ہے مگر یہ سب عظمتیں ایمان والے ہی مانتے ہیں بے ایمانوں کو توفیقِ ایمان کہاں نصیب ہو

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ○

اور میں تصدیق کرنے والا ہوں جو تمہارے سامنے ہاتھوں میں توراۃ ہے اور حلال کرنے والا ہوں وہ بعض جو تم پر حرام کیا گیا تھا میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی نشانی لے کر آیا ہوں پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

محترم قارئین: یہ ساری عظمتیں بیان فرما کے فرمایا اے میرے حبیب:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ ○

یہ سب عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو آپ کی طرف ہم نے وحی فرمادی ہیں۔ (آل عمران ۴۴ تا ۵۰)

اللہ اکبر! ام النبی عیسیٰ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی عظمتوں کے ضمن میں ان کے لختِ جگر کی عظمتوں کو بھی بیان فرمایا، پھر بعدازاں تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ان پر فرض فرمایا کہ ان تقدس مآب ماؤں کی عظمتوں کو بیان فرمائیں تاکہ سب عظمت والی ماؤں سے عظیم تر جو امام الانبیاء کی ماں ہے ان کی عظمت کا اندازہ ہوسکے کیا ہی عظیم مرتبہ ہوگا اس ماں کا جس نے سید الخلق نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کو جنم دیا ہے، آلِ عمران میں فرمایا میرے حبیب تمام امہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بیان فرماؤ خاص کر امِّ عیسیٰ حضرت میریم کی شرافتوں کو بیان فرماؤ جن کا زمانہ نبی کی ماں ہونے کے اعتبار سے آپ کی والدۂ رحمت کے قریب تر ہے کیونکہ آپ کی والدۂ عظمت کے بعد کوئی ماں قیامت تک نبی نہیں جنم دے سکتی لہٰذا آپ پوری تفصیل کے ساتھ مریم سلمہ اللہ علیہا کا ذکرِ خیر شروع فرماؤ فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ یاد فرماؤ میرے محبوب بیان فرماؤ میرے حبیب عظمتِ حضرت مریم صلوٰۃ اللہ علیہا کو یہ عظمتیں کتاب اللہ میں تحریر ہیں انہیں پڑھ کر اپنی امت کو مادرِ نبوت کا مقام ومرتبہ بیان فرماؤ:

اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○

جس وقت وہ بیت المقدس کی شرقی جانب قرب وحضورِ الٰہی کے لئے اپنے خلوت خانہ میں محوِ عبادت تھیں انہوں نے فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا اپنی ذات سے ہٹ کر ہر ایک سے پردہ فرمالیا تھا، فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا پس ہم نے ان کی طرف اپنی روح کو بھیجا یعنی جناب حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ایک کامل بشر کی صورت میں، جب جناب مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خلوت خانہ میں اس اجنبی کو دیکھا خاندانی عفت اور

اپنی عصمت کا تقدس سامنے رکھ کر پُر جلال لہجے میں فرمایا:

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝

میں خود کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں تیرے حوالے سے اگر تم بھی پاکیزہ متقی خدا سے ڈرنے والے ہو۔

سبحان اللہ! کیسا شاندار جملہ ہے اپنی عصمت کی حفاظت کا اور اپنے خاندانی وقار کا، کاش آج کی مائیں بہنیں بیٹیاں اس عظیم جملے پر عمل پیرا ہوں، بعدازاں بولے وہ بَشَرًا سَوِيًّا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ مریم گھبراؤ نہیں مجھے تو تیرے رب نے ہی بھیجا ہے اور اس لئے بھیجا ہے کہ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا تاکہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پاکیز بیٹا عطا کرو، اس پر جناب مریم بولیں:

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۝

پیکرِ عفت وحیاء بی بی مریم سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوسکتا ہے حالانکہ میری تو ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی، وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا اور نہ ہی مجھ سے کبھی سرکشی بدکاری سرزد ہوسکتی ہے جو عادتاً بچہ جننے کا سبب ہے میں ایک عصمت مآب خاتون ہوں میری حسبی نسبی شرافت مسلّم ہے پاکیزگیاں ہمارے گھر کا طواف کرتی ہیں ایسی بلند وبالا صورتِ حال کے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے؟ جناب جبریل علیہا الصلاۃ والسلام بولے قَالَ كَذٰلِكِ یہ ایسا ہوکر رہے گا، کیونکہ یہ میرا فیصلہ نہیں بلکہ قَالَ رَبُّكِ یہ تو تیرے رب کریم کا فیصلہ ہے، وہ اسباب عادی اور فطری تسلسل کا نہ محتاج ہے نہ ہی پابند ہے وہ کہتا ہے هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ کہ اس پر یہ سب کچھ یعنی بغیر عادت وفطرت کے بلا اسبابِ عادت کے یہ کرنا اس پر نہایت آسان ہے۔

وہ قادرِ مطلق ہے، اور یہ اُس نے ایسا کیوں کیا وَلِنَجْعَلَهٗ آيَةً لِلنَّاسِ یہ اس لئے کہ ہم کائنات کے باسیوں کو اپنی قدرت کی نشانی دِکھا دیں، اور عفت مآب عصمت مآب جناب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا مقام و مرتبہ دِکھا دیں کہ کِس شان کی مالکہ ہیں اُمِّ عیسی علیہا الصلاۃ والسلام وَرَحْمَةً مِّنَّا اور یہ ہماری طرف سے شانِ رحمت کا کامل اظہار ہے، وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا یہ فیصلہ طے شدہ ہے ہو کر ہی رہے گا اس میں تاخیر نہیں ہوگی فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا پھر جناب مریم سلمہ اللہ علیہا نے جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے شکمِ اطہر میں لئے ہوئے دور کی جگہ تشریف لے گئیں فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ پھر جب جناب مریم سلام اللہ علیہا کو بچہ جننے کا احساس محسوس ہوا...... ظالم سماج کے ظالم رویّے ذھن میں اترنے لگے کہ اس قدرتِ خداوندی کے کرشمانہ اندازِ عظمت پر نہ جانے کیا کیا لوگ زبان درازی کریں گے اس تقدس مآب خیال میں وہ پیسچ گئیں، زبان اقدس پر جاری ہوگیا قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا کاش میں قبل اس کے مر چکی ہوتی کہ لوگ خدائی قدرت پر اور میری عصمت پر طرح طرح کی باتیں بناتے وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا اور کاش میں ایسے حالات پیدا ہونے سے پہلے ہی کائنات کے باسیوں کے نقشۂ خیال سے مِٹ چکی ہوتی پھر بھولی جا چکی ہوتی تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

جناب مریم سلام اللہ علیہا کی یہ جذباتی بات عالمِ خوف میں یہ کلمات بارگاہِ قدس میں اِتنے مقبول ہوئے کہ رحمتِ الٰہی پکار اٹھی:

فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝

اے مریم گھبرائیں نہیں تیرا رب تیری حمایت و نصرت میں مصروف عمل ہے ذرا نیچے تو دیکھو ہم نے اس بیابانے میں آپ کی خاطر میٹھی اور ٹھنڈی نہر جاری

فرمادی ہے باقی معاملات بھی میرے ہی ذمہ کرم پر ہیں آپ بالکل نہ گھبرائیں میری رحمت ہر حال میں آپ کے ساتھ ہے، آپ روح اللہ کی ماں بننے والی ہیں کلمۃ اللہ آپکی آغوش عظمت میں تشریف لانے والے ہیں آپ نسآءِ عالمین پر مرتبہ عظمت کے حوالے سے منتخب ہو چکی ہیں، بس آپ...... وَهُزِّىٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ آپ جس سوکھے ہوئے کھجور کے تنے کے ساتھ اوٹ لگا کر بیٹھی ہوئی ہیں اسے اپنی طرف ہلائیں کھینچیں تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا، وہ سوکھا ہوا کھجور کا تنا آپ کے دستِ رحمت وعظمت کی برکت سے ہرا بھرا بھی ہو جائے گا اور آپ کو تازی اور پکی ہوئی کھجوریں پیش کرے گا فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَ قَرِّىْ عَيْنًا پس آپ تازی پکی ہوئی کھجوروں کو تناول فرمائیں جاری شدہ نہر سے پانی نوش فرمائیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں...... فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا پس اگر آپ کو کوئی شخص نظر آئے اور آپ سے اس مسئلہ میں کلام کرنا چاہے تو آپ اسے برملا کہہ دیں:

فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝

آپ اسے فرمائیں کہ میں نے آج خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے آج کسی انسان سے کلام نہیں کر سکتی...... فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ...... پھر جب جناب حضرت مریم سلمہ اللہ علیہا اپنے لختِ جگر جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر اپنی آغوشِ عظمت میں اُٹھائے ہوئے قوم کے پاس تشریف لائیں تو قوم نے کہا:

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝

بولے اے مریم! اس طرح بچہ جنم دینا تو بالکل نازیبا ہے ناقابل برداشت

ہے:

يَا أُخْتَ هَارُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَءَ سَوْءٍ ○

پھر بولے کہا اے ہارون کی بہن آپ کا باپ تو انتہائی پارسا تھا پاکباز تھا کبھی کسی برائی نے اسے چھوا تک نہ تھا وَمَا كَانَ اُمُّكِ بَغِيًّا اور نہ ہی آپ کی ماں غلط کار تھی بلکہ یہ سارا خاندان نیکوکار تھا عفت مآب تھا عصمت مآب تھا نیکی کا نور ان کی فطرت تھا اخلاقی عظمتیں ان کا پہناوا تھا خاندانی شرافتیں اُن کا طرّہ امتیاز تھا پاکدامنی ان کا مزاج تھا...... یہ معاملہ کیا ہوا جوابًا فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ جناب مریم سلمہ اللہ علیہا نے جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری قوم آپ لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ یہ بچہ کیسے جنم کے لائی ہو یہ بات مجھ سے نہ پوچھو کہ اسے میں نے کیسے جنم دیا بلکہ اسی نوازئیدہ بچے سے ہی پوچھ لو کہ یہ کیسے اس دنیا میں تشریف لائے ہیں یہ سب کچھ تمہیں حالتِ شیر خوارگی میں ہی بتا دیگا...... اس بات پر قوم کو تعجب ہوا قوم بولی۔

قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○

بولے یہ بچہ ابھی بالکل معصوم ہے چھوٹا ہے بولنے کی لیاقت ہی نہیں رکھتا ہم اس سے کیسے کلام کریں...... اس پر جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلال میں آ گئے ماں کا دودھ پینا چھوڑ دیا آغوشِ مادر میں ہی خطاب فرمانا شروع کر دیا، فرمایا:

قَالَ اِنِّي عَبْدُاللهِ میں بیشک اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں آتٰنِيَ الْكِتَابَ اس نے مجھے صاحبِ کتاب بنایا ہے وَجَعَلَنِي نَبِيًّا اور مجھے صاحبِ نبوت بنایا ہے وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ اس نے میری ذات کو ہر جگہ کے لئے بابرکت بنایا ہے میرا پیکر جہاں ہوگا وہیں برکتیں نازل ہوں گی وَاَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا اور مجھے اس نے تاحیات نماز اور زکوۃ کا حکم فرمایا ہے

وبـرًا بـوالـدتـی اوراس نے مجھے اپنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے، وَلَمْ یَجْعَلْنِی جَبَّارًا شَقِیًّا ہر بدبختی کو مجھ سے ہمیشہ سے دور رکھا ہے، وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُ اور سلام ہو اس دن پر جس میں پیدا ہوا وَیَوْمَ اَمُوْتُ اور سلام ہو اس دن پر جس میں مَیں وصال فرماؤں گا وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اور سلام ہو اس دن پر جس میں مَیں دوبارہ اٹھایا جاؤں گا۔

(مریم ۱۵ تا ۳۳)

## والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنتی بہویں

محترم قارئین! ویسے تو تمام ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن اجمعین ان نفوس قدسیہ کی دنیاوی بہویں ہیں اور جنتی بہویں یہی ہیں مگر یہاں تین اور جنتی بہوؤں کا اضافہ ہوتا ہے وہ یہ ہیں حضرت آسیہ بنت مزاحم سلام اللہ علیہا حضرت حلیمہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن اور سیدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا یہ نفوسِ رحمت تاجدارِ کائنات آقائے کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وسلم کی جنتی جنت میں ازواج مطہرات ہونگی اور محسنِ عالم ابو محمد سیدنا عبد المطلب علیہا الصلوٰۃ والسلام اور محسنۂ عالمین سیدتنا اُمِ محمد حضرت بی بی آمنہ صلوٰۃ اللہ علیہا وسلامہ کی بہویں ہوں گی کیا ہی خوب اعزاز ہے۔ (ملخص از تبیان القرآن پارہ نمبر ۲۰۔ ۲۸۔ بحوالہ المعجم الکبیر ۳۸۵ مجمع الزوائد نمبر ۱۵۲۴۷)

روایت اس کی یوں ہے حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مریم بنت عمران آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن سے میرا نکاح کردیا ہے پھر ان کی عظمت کو الگ الگ بیان فرمایا۔

تفصیل اس کی یہ ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے پھر آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ خطوط کیسے ہیں؟ مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں میں سے سب سے افضل واعلیٰ مقام اور مرتبے کے لحاظ سے

(۱) خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

(۲) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(۳) مریم بنت عمران ہیں۔

(۴) آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ حدیث کی مزید چھ کتابوں میں یہ روایت ہے)

ایک روایت میں یوں ہے جنتی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران فاطمہ بنت محمد ہیں پھر خدیجہ بنت خویلد ہیں پھر آسیہ بنت مزاحم ہیں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے ایک روایت میں ابو موسیٰ اشعری بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مردوں میں بہت کامل لوگ ہیں مگر عورتوں میں صرف چار آسیہ بنت مزاحم مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے حضرت معاذ بن جبل سے یہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خدیجہ کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جب وہ اپنی سانسوں کی خیرات دے رہیں تھی یعنی ان کی روحِ رحمت بارگاہ قدس میں حاضری کے لئے بالکل تیار تھی آپ نے فرمایا اے خدیجہ تم جنت میں جارہی ہو

وہاں تم اپنی سوتنوں کو میرا اسلام کہنا مائی صاحبہ نے سوال کیا کیا آقا وہاں ہماری سوتنیں کون ہیں فرمایا وہ مریم بنت عمران ہیں اور آسیہ بنت مزاحم ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن حلیمہ ہیں (الکشف والبیان جلد۹ صفحہ ۱۳۵۹ الجامع الاحکام القرآن جز۸ صفحہ ۱۸۸)

قارئین محترم حاصل کلام یہ ہے نسبِ نبوی اور محبت نبوی ہی سب سے بڑا اعزاز ہے حتّٰی کہ جس عورت نے جذباتی طرز محبت میں نبی موسیٰ علیہ السلام کی بابت کہا کہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو کیا کیا انعام میسر آئے تفصیل آپ پڑھ آئے اور جس ماں کی واقعی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور پیکر نبوت نے اس عظیم ماں کی کوکھ مبارکہ سے جنم لیا ہو بولئے اس کا کتنا بڑا مقام ہے اور حقیقی ماں کا کتنا عظیم مقام ہوگا اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا۔

## حضرت مریم علیہا السلام کا ایک اور قرآنی مقام

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (سورۂ انبیاء/۹۱)

مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام تو وہ ذات ہیں جنہوں نے اپنی پارسائی اور پاکدامنی کی خوب حفاظت فرمائی اس عظمت کی بنا پر ہم نے اُن کو اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمتوں کی نشانی بنادیا ہے تمام جہانوں کے لئے

وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ○ (تحریم/۱۲)

اور مریم بنت عمران نے اپنی شرم وحیاء کی خوب حفاظت فرمائی اس شرافت و بزرگی پر ہم نے اُنہیں اپنی روح کا عطیہ عنایت فرمایا جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا صاحب وجاہت پیغمبر عطا فرمایا۔

جناب مریم ایسی شانِ عظمت کی مالکہ تھیں انہوں نے اپنے عملِ اخلاص اور پاکیزہ کردار سے اپنے رب کے کلمات کی شریعتوں کی تصدیق فرمائی یعنی ان کا عمل پاکدامنی شریعت کا معیار بنی اور اپنے رب کی کتابی تعلیمات کی تصدیق فرمائی ان کی پاکیزہ زندگی اتنی بلند تھی کہ تعلیمات الٰہیہ کا نمونہ عمل بنی اسوۂ کاملہ بنی ،

وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ۝

ان کے مزاج کی یہ عظمت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے رب کی فرمانبردار بنی رہیں۔

## اُمَّہات الانبیاء کی مجموعی شرافتیں اور قرآن

قارئین محترم: آپ پہلے اوراق میں فرداً فرداً امہات الانبیاء علیہم السلام وصلوۃ اللہ علیہن اجمعین کی بزرگیوں کا بیان قرآنی آیاتِ بینات کی صریح نصوص کی صورت میں مطالعہ فرما چکے اب اُس بیان کو ایک خلاصے کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں، کائناتِ فطرت میں اولاد کو نعمتِ خداوندی گردانا جاتا ہے یہ بات بدیہی ہے کہ ماں باپ کو جب اولاد کی خوشخبری ملتی ہے تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی بلکہ اکثر اوقات خوشخبری دینے والے کو انعامات سے نوازا جاتا ہے اور اس صورت میں انعام میسر نہ آئے تو ماں باپ دعائیں ضرور دیتے ہیں بچے پیدا ہوتے ہیں اِن کی تربیت ہوئی ہے جب عقل وشعور کا آغاز ہوتا ہے تو تعلیمی میدان سامنے آتا ہے بچے اس میں بڑی مشقت کے ساتھ داخل ہوتے ہیں تعلیم مکمل

ہونے کے بعد ملازمت کا دور شروع ہوتا ہے بچہ معاشرتی اقدار اور روایات کے تجربے میں اترتا ہے تراش خراش ہوتی ہے اس کا کردار متعین ہوتا ہے پھر کردار تجربات کی زد میں آتا ہے پھر موافق و مخالف نظریات کے حامل کردار کا تعین کرتے ہیں پھر اس کی عملی زندگی رد اور قبول کی زد میں آتی ہے پھر کہیں جا کر لوگ اسے اچھے یا بُرے ہونے کا تجربی فیصلہ دیتے ہیں پھر بھی اس کا کردار متنازع ہی رہتا کچھ لوگ اسے اچھا کہتے ہیں اور کچھ بُرا کہتے ہیں انسان مرنے کے بعد بھی اپنے کردار کے اعتبار سے متنازع رہتا ہے تنقید و تعریف میں معلق رہتا ہے، مگر جس اولادِ عظمت کی بات فقیر اس کتاب کا حُسن بنانا چاہتا ہے وہ اولادِ مطہرہ ابھی تک کائناتِ دنیا میں کسی تجربے سے گذری نہیں، مگر ان کے کردار کو خدائے ذوالجلال نے مینارۂ نور کا معیارِ عظمت کہا اسوۂ کاملہ کہا ابھی تک ان کا کردار کسی فطری عملی زندگی سے شناسا ہی نہیں مگر خدا تعالیٰ ان کے کردار کی تعریف و توصیف بیان فرما رہا ہے، بلکہ کائنات کے باسیوں کو ان کی اتباع کی دعوت دے رہا ہے حُکم دے رہا ہے اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ اِن نفوسِ قدسیہ کے کرداروں کو مُنزّل مِنَ اللہ کتابوں کی زینت بنا رہا ہے بلکہ اپنی کلام کی آیات قرار دیا ہے ان نفوس حرمت کے دنیا میں آنے سے قبل ہی سے ان کو سیرت و کردار کے معیار کے طور پر متعارف کرا رہا ہے آیئے اب ذرا اس حوالے سے ہم قرآنِ کریم کی سَیر کرتے ہیں، نہایت اختصار کے ساتھ سب سے پہلے ہم امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم کی بابت ایک قرآنی حوالہ پیش کرتے ہیں کہ ابھی تک آپ کی تشریف آوری دنیا میں ہوئی ہی نہیں ان کی تشریف آوری سے قبل ہی ان کے کردار کو کیسے متعین فرمایا گیا۔ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ یَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۝ (اعراف/۱۵۷)

جن لوگوں نے اِتباع اس نبی اُمی کی کی جس کے حسین تذکروں کو وہ پاتے تھے اپنی توراۃ میں بھی اور انجیل میں بھی، اور اس کی شان یہ تھی ان کی کتابوں میں بھی درج تھی وہ اس شان کا مالک ہوگا کہ لوگوں کو ہر اچھی بات کا حکم فرمائے گا اور ہر بری بات سے منع فرمائے گا اور ہر پاکیزہ چیز کو ان پر حلال فرمائے گا اور ہر پلید چیز کو ان پر حرام فرمائے گا......اور وہ اس قوت کا مالک ہوگا کہ کائنات کے باسیوں پر جو دنیاوی اور اُخروی بوجھ ہوں گے انہیں قوتِ نبوت سے اُتار پھینکے گا ......اور جن زنجیروں میں وہ جکڑے ہوں گے انہیں اپنی ضربِ یدُ اللّٰہی سے توڑ دے گا مشکلات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی انسانیت کی مشکل کشائی فرمائے گا، مشکل کشائی اسی نبی امّی کا مذہب اور مشرب ہوگا۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف/۱۵۷)

پس جو لوگ بھی اس ذات ستودہ صفات پر ایمان لے آئے اور ان کی عزت و تکریم کی اور ان کی خدمت وغلامی کی اور ان کے ساتھ نازل ہونے والے نور یعنی قرآن کریم کی اتباع کی وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں وہی کامیاب ہیں کیا ہی شان ہے میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابھی زندگی تجربے سے گذری ہی نہیں اس کا تقدس پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابوں میں بیان فرمادیا گیا، اب سوچئے ذرا جس والدین کو ایسے عظیم الشان بیٹے کی خوشخبری ملے ان کی خوشیاں کہاں تک پہنچیں گی اور ان کا مرتبہ کائنات میں کتنا بلند وبالا ہوگا، کوئی حد ہے؟ ان کی عظمتوں کی حدود کی کوئی حد ہے؟ ان کے عروج کی

،کوئی حد ہے؟ ان کے نصیب کی بلندی کی اس ماں کی کیا شان و عظمت ہے جس نے نبی آخری الزمان امام الانبیاء جیسا بے مثل و بے مثال بیٹا جنم دیا لا مکان کی وسعتوں میں قیام فرمانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنی والدۂ رحمت کا مرتبہ بیان فرماتے ہیں کہ کائنات بھر کے نمازیوں پر واجب و فرض ہے کہ میرے بلاوے پر اپنی نمازوں کو قربان کر دیں مگر میری عظیم ماں کا مرتبہ یہ ہے کہ مجھے حالتِ نماز میں اگر وہ آواز دیں تو میں اپنی نبوت والی کامل نماز ان کے بلاوے پر قربان کردوں اور اگر میرے والد گرامی بھی مجھے حالتِ نماز میں آواز دیں تو میں اپنی نماز کو ان کے بلاوے پر قربان کر ڈالوں لوگو تمہیں اللہ کی عزت کی قسم اور مرتبۂ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم بتاؤ اس سے آگے بھی کوئی مرتبہ عظمت ہے کائنات میں نہیں نہیں یقیناً نہیں جس طرح بیٹا بے مثل و بے مثال ہے ایسے ہی والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم بھی بے مثل و بے مثال ہیں...... آیئے اب دیگر امہات الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہن کو جن نفوسِ رحمت کی بشارت دی ان کا مرتبہ یعنی ہم قرآن ہی سے بیان کرتے ہیں ابھی تک ان کا ظہورِ قدسی مُنصۂ شہود پر نہیں ہوا ان کے شخصی اوصاف حمیدہ کو پہلے ہی بیان کر دیا گیا حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ زندگی جب تک تجربے میں نہ آئے اخلاق و کردار متعین نہیں ہو پاتے مگر یہ نفوس رحمت ان قاعدوں سے کہیں بلند و بالا ہیں کیونکہ انہیں کا طرز زندگی ہی معیارِ عظمت زندگی بنتا ہے آئیں ملاحظہ فرمائیں...... بیانِ سابق میں سب سے پہلے حضرت بی بی ہاجرہ سلام اللہ علیہا مذکور ہوئیں جو والدہ ہیں جنابِ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرآن نے انہیں یوں خوشخبری سُنائی:

فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيۡمٍ ۝

پس ہم نے بشارت دی ایک ایسے بیٹے کی جس کی فطرت ہی صبر و استقلا

ل کا منبع ہے جس کی طبیعت میں حِلم و حیا کا خمیر ہے عقل و دانش اس کا طواف کرتے ہیں فہم و تدبر اس پر قربان ہوتے ہیں۔

محترم قارئین کرام: یہاں ذہن میں یہ سوال آ سکتا ہے کہ **فَہُ** کی ضمیر مذکر ہے جس کا مرجع حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو یہاں جناب ہاجرہ سلام اللہ علیہا کا ذکر کہاں سے آ گیا، تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا یہاں اِقتضاء النص کی صورت میں مذکور ہیں کیونکہ یہاں ان کے وجود کا خود نصِ قرآنی تقاضہ کر رہی ہے اگر ان کو اس معنیٰ سے ہٹا دیا جائے تو نصِ قرآنی کا معنیٰ کامل نہیں ہو پاتے نص کے معنیٰ کو کامل بنانے کے لئے ان کے وجودِ اقدس کو ماننا ضروری ہے بنابریں ان کا تذکرہ بھی نصِ قرآنی میں ہے مگر اِقتضاءً ہے (صفت ۱۰۱)

جیسے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ اے ابراہیم ہم آپ کو علم والے بیٹے کی بشارت دیتے ہیں...... یہاں بھی حضرت سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا کا ذکر بطورِ اقتضاء النص ہے تاہم حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کو تو قرآن نے بصورتِ عبارۃ النص بھی بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں!

وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ○ (ہود/ ۷۱)

پس ہم نے ان کو بشارت دی بیٹے اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور پوتے یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جب وہ ملائکہ کا مکالمہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سن کر ہنس رہی تھیں ایک مقام پر یوں فرمایا:

وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ○ (ذاریات ۲۸/ ۲۹)

جب فرشتوں نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی تو قریب کھڑی ہوئی حضرت سارہ بول پڑیں اور اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں بانجھ ہوں مجھے بیٹا کیسے ہوسکتا ہے اس بیان میں ذات بھی منصوص ہے۔

اس بشارت میں صراحت بھی موجود ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ عظمت کی بابت قرآن نے کہا: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی ......اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّكَ مَا یُوْحٰٓی اور ہم نے وحی فرمائی الہام فرمایا (بشارت دی) جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ رحمت کو جناب سیدہ مریم سلام اللہ علیہا حضرت عیسیٰ کی والدۂ عظمت ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے براہِ راست ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ○

بیشک اللہ تعالیٰ اے مریم تمہیں ایک عظیم خوشخبری دیتا ہے ایسے خاص کلمہ کی اسم اس کا مسیح بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں عالی مرتبت ہوگا صاحب وقار و وجاہت ہوگا قرب و حضور الٰہی میں انتہائی مقرب ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتا ہے ایک ایسے عظیم بیٹے کی یحییٰ اس کا نام ہوگا وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرے گا سردار ہوگا عفت مآب و عصمت مآب ہوگا صاحبِ نبوت ہوگا صالحین کی شان ہوگا اس آیۃ کریمہ میں اُمِ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقتضاءً شامل ہیں ......اب مجموعی اعتبار سے طے پایا کہ تمام اُمہات الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و صلوٰۃ اللہ علیہن اجمعین بشارت والی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ پاکباز پاکدامن

خواتین عظمت کو بشارتیں دیتا ہے اور ان کی اولادِ اطہار کا عظمتوں سے معمور مستقبل بھی متعین کر دیتا ہے اور اس کی بھی ان کو بشارتیں دیتا ہے۔

گویا قرآنی آیاتِ بینات نے طے فرمایا کہ اُمہاتُ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام اَصحابِ بشاراتِ الٰہیہ ہوتی ہیں کیا ہی خوب یہ لوگ ہیں ابھی ان کی زندگی کسی تجربے سے گذری ہی نہیں ان کے کمالاتِ زندگی کو پہلے ہی بیان فرمایا کیا مقدر ہے اس ماں کا کیا شان و مرتبہ ہے اس ماں کا جس کو امام الانبیاء رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حضرت محمد مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جیسا لختِ جگر ملے ان کی خوشخبریاں ملیں۔ اللہ اکبر! واہ، سبحان اللہ!

اور ان کی شرافتوں اور بزرگیوں کی قبل از وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدتنا جناب حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کو بشارتیں مل رہی ہیں مقامِ اِصطفائیت مقامِ اِجتبائیت مقامِ لطافت وطہارت مقامِ عفت وعِصمت قرب وحضورِ اِلٰہی میں حضوری عنایاتِ ربّانی کا تسلسل جوان نفوسِ قدسیہ کی بابت آیاتِ قرآنیہ کی صورت میں ثابت ہو چکا ہے یہ بھی مجموعی عظمتیں ہیں اُمّہات الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بدرجہ اَتم موجود ہیں اور میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ عظمت ورحمت سلام اللہ علیہا تو ان تمام اوصافِ عظمت کی جامع ہیں خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو اوصافِ عظمت جملہ امہات الانبیآء علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کے نفوسِ قُدسیہ میں انفرادی یا اجتماعی مشترکات یا متفردات کے حوالے سے ہیں وہ تمام کے تمام اور اِن کے علاوہ بے شمار کمالات اوصافِ حمیدہ منبعِ جود وسخا مرکزِ مہر ووفا مہبطِ حلم وحیاء مبدءِ وجودِ مصطفیٰ سیدتنا سیدۃ نساء العلمین محسنہ کائنات جناب اُمِ محمد بی بی آمنہ اسم با مسماۃ بنت وہب صلوۃ اللہ علیہا وَاَبْنُھَا وَابْنَ اَبْنَھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کی ذات والاصفات میں بدرجہ اولیٰ وبدرجہ اتم

موجود ہیں بالخصوص حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا کے محاسنِ عظمت کی جو ترتیب
آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں، کلامِ الٰہی میں لگتا ہے کہ اس ستودہ صفات کا وجود مشیتِ
الٰہی کا کوئی خصوصی اہتمام ہے عین ایسے ہی محسنۂ کائنات صلوۃ اللہ علیہا کا وجود مسعود
بھی مشیتِ الٰہی کا خصوصی اہتمام ہے بلکہ اخص الخاص اہتمامِ قدرت ہے جس کا
اندازہ آپ کو انہیں کی زبانی ہوجائے گا جس کا بیان آگے آنے والا ہے
انتظار فرمائیں، جہاں تک محسنۂ کائنات صلوۃ اللہ علیہا کا اسم بامسماۃ ہونا ہے وہ تو
ظاہر ہی ہے آمنہ کا معنی ہے اَمن دینے والی اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے
فیضانِ فطرت کے لختِ جگر نے کائنات کے باسیوں کو دنیا کی ہر تنگی سے امن میں
رکھا آپ کی تعلیمات کا ہر لفظ امنِ عامہ کی ضمانت ہے۔ اَلْاِطَاعَةُ لِلّٰهِ وَ
الشَّفَقَتُ لِلنَّاسِ کے جملے پر غور فرمالیں خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ، پر
غور فرمالیں اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ کے جملے پر غور
فرمالیں! اَنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ کے
جملے پر غور فرمالیں وَ يُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا فرمایا جب لوگ قیامت کی ہولنا کیوں
سے گھبرا جائیں گے اَمن وسکون کو ترس جائیں گے تو میں لواءِ حمد لے کر میں اعلان
کردوں گا آؤ مایوس لوگو دامنِ محمد سے لپٹ جاؤ اَمن میں آجاؤ گے فلاح پاؤ گے
دارلقرار میں لے جائے جاؤ گے بیت العزت میں بٹھائے جاؤ گے بتایئے جناب
من ایسی عظیم محسن ذات ہمیں کس نے دی کروڑوں بلکہ لاتعداد سلام محسنۂ کائنات
بی بی آمنہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی ذات پر جنہوں نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا
کیئے دنیا و آخرت کی غرقابیوں سے بچایا اسم بامسماۃ ہو کر کائنات والوں کو اَمن
عطا فرمایا۔

# اُمَّہاتُ الْاَنْبِیاءِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مجموعی اوصاف کا خلاصہ اور قرآن

گذشتہ اوراق میں آپ سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا سیدہ سارہ سلام اللہ علیہا سیدہ یُوحائذ سلام اللہ علیہا سیدہ مریم پاک سلام اللہ علیہا کے اوصافِ عظمت پڑھ آئے ہیں یہاں خلاصہ کے طور پر عرض ہے کہ ہر نبی کی ماں بڑی شان وعظمت والی ہے ان کے حسبی نسبی اخلاقی روحانی معاشرتی کمالات کا قرآن گواہ ہے ان کا مختصر خلاصہ زیب قرطاس ہے قرآن کریم کے بیان کردہ مناقب نے طے کر دیا ہے کہ نبی کی ماں کائنات میں صاحبِ وقار وحیاء ہوتی ہے ہر اخلاقی عظمت ان کا زیور ہوتا ہے اور تمام جہانوں کی عورتوں پر وہ صاحبِ فضیلت وعظمت ہوتی ہیں۔

صاحبِ بشاراتِ الٰہیہ ہوتی ہیں:

فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

یہ حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کا مقام ہے وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ یہ اقتضاءً سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کا مقام ہے۔

پس ہم نے اعلیٰ نبی حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ جناب سارہ سلام اللہ علیہا کو بشارت دی، اور ہم نے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم والے بیٹے کی بشارت دی اس میں سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا بھی شاملِ حال ہیں اقتضاءً کیونکہ یہ نص اِس کا تقاضا کرتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

بیشک اللہ تعالیٰ جناب حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو مسیح علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی بشارت دیتا ہے حال یہ ہے کہ وہ صاحبِ وجاہت ہیں دنیا و آخرت میں بارگاہِ قدس کی مقرب ہیں اُمِ نبی صاحب الہام وحی ہوتی ہے وَاَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوۡسٰۤی قرآن کی تصدیق ہے وہ صاحبِ ایمان ہوتی ہیں لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ یہ بھی قرآنی شہادت ہے۔ صاحبِ مقام اصطفاء اور صاحبِ طہارت ہوتی ہیں اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ قرآن کی آیت کریمہ گواہ ہے تمام جہانوں پر صاحبِ عظمت وفضیلت ہوتی ہیں وَاصۡطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ کی گواہی پر غور فرمائیں خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ساجدہ راکعہ ہوتی ہیں يٰمَرۡيَمُ اقۡنُتِىۡ لِرَبِّكِ وَاسۡجُدِىۡ وَارۡكَعِىۡ ۝

عِفّت مآب عصمت مآب حیا و فا سخا کا پیکر ہوتی ہیں لاتعداد خصائل کا منبع ہوتی ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے عظیم ہستی نبی کی ماں ہوتی ہیں اس سے بڑا اور کمال کیا ہوسکتا ہے جب یہ طے ہے کہ سابق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس مائیں بڑی شان وعظمت والی ہوئی ہیں۔

تو امام الانبیاء سید المرسلین امام النبیین محبوب سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی ماں کا کیا مرتبہ وشان ہوگا کیا عزت ہوگی کیا وقار ہوگا جیسے اِمام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کے جامع ہیں ایسے ہی اُمِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم سیدتنا سیدۂ نساء العلمین محسنۂ عالم جناب سیدہ بی بی آمنہ خاتون صلوت اللہ علیہا تمام اُمّہات انبیاء کے کمالات کی جامع ہیں ان کی سردار ہیں قرآن میں مذکور خصائص امہات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انہیں نبی کی ماں ہونے کے حوالے سے میسر آئے ہیں علتِ منصوصہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ رحمت وعظمت جناب سیدۂ کائنات حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کی ذات میں بدرجہ اَتم موجود

ہے بلکہ اِن سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ وہ فقط انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مائیں ہیں اور یہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں ہے یہ وہ ماں ہے جس کے کاشانۂ اقدس کا طواف قدسی کرتے ہیں حضرت حوّا حضرت آسیہ سلام اللہ علیہا اور حورانِ جنت ان کی خادمائیں بن کر ان کے آنگن میں اترتی ہیں یہ وہ ماں ہے جن کے بلاوے پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نبوی نماز قربان کرنے کو تیار ہیں، اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمدُ کثیرًا

# محسنۂ عالمین کی شانِ لاثانی انہیں کی زبانی

محترم قارئین: اُمہّات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقام کا بیان آپ سابقہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں ان کا یہ مرتبہ فقط ام النبی ہونے کے حوالے سے ہے، ان کے جتنے بھی خلقی اور خُلقی سماجی معاشرتی اخلاقی روحانی کمالات خواہ انفرادی ہو یا وہ اجتماعی یہ تمام کے تمام سمٹ کر محسنۂ عالم مخدومۂ کائنات عظیم تاریخِ مادریت کا خلاصۂ عظمت جناب سیدہ متقیہ طاہرہ طیبہ رفیعہ راضیہ مرضیہ مخزنۂ رحمت مبدءِ حلم وحیاء معیارِ مہر وفا مرکزِ جود وسخا مہبطِ انوارِ تجلیاتِ خدا مصدر رحمتِ خدا حضرت مائی آمنہ خاتون صلوٰتُ اللہ علیہا وسلام اللہ علیہا کی ذاتِ اقدس میں موجود ہیں کیونکہ یہ نفسِ رحمت وعظمت تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی والدۂ رحمت وعظمت ہیں بلکہ اُمہات الانبیاء سے کہیں زیادہ صاحبِ عظمت ومرتبت ہیں قرآنی شہادتوں کا آپ مطالعہ فرما چکے ہیں۔

اب انہیں کی مقدس زبان سے اُن کی شان کے چند مناظر پیشِ خدمت ہیں:

عن عبد اللہ ابن عباس اس حدیث کو خاندانِ رسالت کے ایک عظیم فرد

نے بیان فرمایا ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھی ہیں اور صحابی بھی پوری اُمّت ان کے علمی وقار کی معترف ہے یہ سب سے پہلے مفسرِ قرآن ہیں اور تاویل وتفسیر کا علم انہیں دعائے نبوی سے خزانۂ عرش الٰہی اور لوحِ محفوظ سے عطا کیا گیا، اس لئے یہ کاشانۂ نبوت کی گھریلو شہادت ہے جس میں شک کی گنجائش ہی نہیں، وہ فرماتے ہیں:

كَانَتْ آمِنَةُ تُحَدِّثُ وَتَقُوْلُ :

سیدہ آمنہ فرمایا کرتی تھیں:

اَتَانِی آتٍ حِیْنَ مَرَّمِنْ حَمْلِیْ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فِی الْمَنَامِ ○

ایک آنے والا آیا خداتعالیٰ کی طرف سے اور یہ اس وقت آیا جب رسالت پناہِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو میرے شکمِ اطہر میں تشریف لائے ہوئے چھ ماہ گزر چکے تھے فَقَالَ لِی اُس نے مجھے کہا عرض کی یَا آمِنَةُ اِنَّكِ حَمَلْتَ بِسَيِّدِ الْعٰلَمِيْنَ اے آمنہ میں خدائے ذوالجلال بزرگ وبرتر کی طرف سے ایک عظیم بشارت لے کر آیا ہوں کہ آپ کے شکم اطہر میں جو ذات ستودہ صفات جلوہ افروز ہے وہ ساری کائنات کی عظیم تر ذات ہے تمام عالمین سے بہتر تر ذات ہیں فَاِذَا وَلَدْتِهٖ فَسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا جونہی آپ انہیں جنم دیں تو اِن کا نام محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم رکھنا، دوستو غور فرماؤ سید المرسلین کی ماں ہونا اِتنا بڑا شرف ہے کہ اس جیسا شرف ازل تا ابد کسی کو میسر آ ہی نہیں سکتا یہ کیسی شان ہے جہاں علمی عقلی فکری اندازے سب ٹوٹ چکے ہیں پس منظر کی اوٹ میں چلے گئے ہیں یہاں کسی کو جراٴتِ کلام نہیں کہ محسنۂ عالم کی شان بیان کرے لکھے، بلکہ آنے والے جملے پر بار بار غور فرمائیں گے تو پتہ چل جائے گا کہ محسنۂ عالم کا مرتبہ کیا ہے، پھر فرمایا، اُس آنے والے نے معاً یعنی ساتھ یہ کہا وَاُكْتُمِیْ

شانكِ اِے مخدومہ عالم محسنہ کائنات اے اُمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ساتھ ہی یہ بھی گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنی شان کو چھپائے رکھنا قارئین اس جملہ پر ہزار ہا بار غور فرمائیں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام آیا تھا اس میں بڑے اہتمام کے ساتھ فرمایا گیا کہ اے والدہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنی شان و عظمت کو بالکل ظاہر نہ کرنا چھپائے رکھنا۔

دوستو مجھے اس جملہ نے محوِ حیرت کر دیا ہے آخر ایسا کیوں ہے ایسا کس لئے ہے تبھی تو قلمکاروں کی صلاحیتیں دم بخود ہیں زبانیں گونگی ہو چکی ہیں روایتی علمی صفحات و قرطاس اس کے بیان سے معذور نظر آتے ہیں اَذہان و اِفکار اس مسئلہ میں دم توڑ چکے ہیں محققین کی تحقیق سرگرداں نظر آتی ہے اور مصنّفین کی تصانیف محوِ حیرت ہیں کیونکہ مشیتِ الٰہی اس راز کی عظمت کو جانتی ہے حکمت خداوندی سمجھ رہی کہ یہ وسیع و عریض کائنات اپنی وسعتوں کے باوجود اس بات کی متحمل ہی نہیں ہوسکتی کہ ان کی شان کا مکمل اظہار ہو اس میں اتنی سکت کہاں کہ محسنہ عالم کی شان ظاہر ہو اور یہ قائم رہ سکے؟ مخدومہ عالم کی شان کی عظمت اگر اسی بزمِ ہستی میں ظاہر ہو جائے تو یہ بزمِ ہستی مضمحل ہو جائے اس لئے ان کو کہا گیا کہ اپنی شان کو چھپائے رکھنا تا کہ نظمِ کائنات قائم رہے۔

محترم قارئین! یہ میرے الفاظ محض وجدانی اور جذباتی نہیں بلکہ ایک ٹھوس علمی دلیل پر مبنی ہیں آیئے ملاحظہ فرمائیں حدیث شریف میں آتا ہے جب سید عالم فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا حُسن بیان فرمایا تو آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے لطائف میں اتر گئے ذاتی مشاہدہ کی رو سے ارشاد فرمایا لوگو! خدا کی جنت اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ جو تیار کی گئی ہے متقین کے لیے اگر اس جنت کی ایک چھوٹی سی حور زمین و آسمان کے خلاء میں ایک

سانس لے لے تو پوری کائنات خوشبوؤں سے معطر ہو جائے اور اگر اس حُور کی کلائی کا کنگن زمین و آسمان کی خلاء میں ظاہر ہو جائے تو کائنات کا سورج بے نور ہو جائے اس کی لطیف روشنی پر جنت کی حور کی کلائی کے کنگن کی روشنی کے مقابلے میں بے وقعت ہو جائے (الحدیث)

دوستو بتاؤ! جس ذات والا صفات کی خادماؤں کا یہ عالم ہو نوکرانیوں کا یہ مرتبہ و مقام ہو اور وہ بھی ایک چھوٹی سی کنیز نہ کہ بہت بڑی، بولئے جناب اس مالکہ جنت کے محاسنِ عظمت کا کیا عالم ہوگا ہے کہیں کائنات کی قُوتوں اور وسعتوں میں ہمت ہے ان کی ہمت و شان و عظمت کے سامنے ٹھہر سکیں کیا جانتے نہیں کہ مخدومۂ کائنات تمام مصطفاؤں کا خلاصہ ہیں۔

ایک اور حدیث قدسی جس میں یہ فرمایا گیا کہ ہم نے حُسنِ محمد پر ستر ہزار پردے ڈال رکھے ہیں جن کو قیامت کے دن ہی کھولیں گے کیونکہ اگر آپ کا حُسن سارا ظاہر کیا گیا تو بزم عالم کی بساط لپٹ جائے گی، جن کے لختِ جگر کی شان کا یہ عالم ہو ان کی والدہ مکرمہ کی کیا شان ہوگی اسی لئے فرمایا گیا اے والدۂ مصطفیٰ آپ اپنی شان کو چھپائے رکھنا وَاکْتُمِیْ شَانَكِ محسنۂ عالم اپنی شان چھپاؤ اپنی شان چھپاؤ اپنی شان چھپاؤ اللہ اکبر کبیراً والحمدللہ کثیراً محسنۂ دو عالم نے اپنی شان چھپانے کے بعد فرمایا۔

قَالَتْ ثُمَّ اَخَذَنِیْ مَا یَاْخُذُ النِّسَاءَ فرمایا پھر مجھے فطری تقاضوں کے مطابق نسائی کیفیات نے آ سلام کیا جو بوقت ولادت آیا کرتی ہیں عورتوں کو صورتِ حال یہ بنی کہ وَلَمْ یَعْلَمْ بِیْ اَحَدٌ لَا ذَکَرٌ وَّ لَا اُنْثٰی میری اس عظمت کی بابت کسی مرد و عورت کو علم تک نہ ہو سکا وَ اِنِّیْ لَوَحِیْدَةٌ فِی الْمَنْزِلِ میں ہی فقط اپنے گھر میں تھی وَعَبْدُالْمُطَّلِبِ فِیْ طَوَافِهٖ جناب عبدالمطلب طواف کعبہ میں

مصروف تھے۔

**فَسَمِعْتُ وَجْبَةً عَظِيمَةً وَ اَمْرًا عَظِيمًا** پس میں نے ایک عظمت والی زوردار آواز سُنی اور ایک عظیم الشان معاملہ سنا دیکھا تھا یعنی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امرِ عظیم کے حوالے سے محوِ حیرت ہوئی۔ **ثُمَّ رَءَيْتُ كَانَ جَنَاحُ طَيْرٍ اَبْيَضَ** پھر میں نے پرندوں کے پروں کی صورت جو سفیدی رنگت والی تھی اسے دیکھا، **قَدْ مَسَحَ عَلٰى فُؤَادِى فَذَهَبَ عَنِّى الرَّوْعُ** جونہی یہ روحانی نورانی سفید رنگت والی چیز میرے سینے پر لگائی گئی تو میری ساری حیرت ختم ہوگئی ،اور میری طبع عظمت کو تسکین مل گئی یہ سکینہ رحمت تھا جس سے محسنہ عالم کو تسکین بخشی گئی واہ کیا شان ہے سبحان اللہ۔

**ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِشَرْبَةٍ بَيْضَآءَ** اسی اثناء میں مجھے سفید رنگ کا شربت پیش کیا گیا یہ یکا یک ہوا فوراً شربت حاضرِ خدمت لایا گیا **فَتَنَاوَلْتُهَا** پس میں نے فوراً اسے پی لیا۔

پس کیا تھا **فَاَصَابَنِى نُوْرٌ عَالٍ**، پس بارگاہِ حضورالٰہی سے مجھے ایک نور میں ڈھانپ لیا گیا میں نے اس نور کو بلند ہوتے ہوئے خود دیکھا، اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا۔

واہ کیا مرتبہ ہے محسنۂ کائنات کا جناب مریم سلام اللہ علیہا کو اس وقت جو مشروب مِلا وہ **تَحْتَكِ سَرِيًّا** کے مطابق کھجور کے تنے کے نیچے سے میسر آیا مگر مخدومۂ کائنات محسنۂ عالم سیدہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کو وہ مشروب جنت کی نہروں سے یا عرشِ عظیم کی نہروں سے پیش کیا گیا خدائے ذوالجلال والاکرام نے اپنی جناب خاص سے خصوصی اہتمام فرمایا، پھر فرماتی ہیں:

**ثُمَّ رَاَيْتُ نِسْوَةً كَالنَّخْلِ طِوَالًا كَاَنَّهُنَّ مِنْ بَنَاتِ عَبْدِ**

مَنَافٍ○

پھر میں نے لمبے قد والی عورتیں دیکھیں گویا وہ عبد مناف کی بیٹیاں لگ رہی تھی، یَحْفَفْنَ بِیْ انہوں نے مجھے اپنی محبت میں لپیٹ لیا اَنَا فَبَیْنَا اَنَا اَتَعَجَّبُ مجھے اس وقت اس وارفتہ محبت پر تعجب ہوا وَا غَوْثَاہ مِنْ اَیْنَ عَلِمْنَ بِیْ میں نے جوشِ محبت میں پکار کر کہا آپ نے مجھے کیسے اور کہاں سے معلوم کر لیا، حالانکہ میری شان تو پوشیدہ تھی، فَقُلْنَ لِیْ نَحْنُ آسِیَۃُ امْرَءَۃُ فِرْعَوْنَ وَمَرْیَمُ ابْنَۃُ عِمْرَانَ وَھٰؤُلَآءِ مِنْ حُوْرِ الْعِیْنِ انہوں کہا کہ ہم میں سے ایک آسیہ فرعون کی بیوی ایک پاک مریم بنت عمران اور باقی تمام حورانِ جنت ہیں خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہیں ...... سبحان اللہ کیسی شان وعظمت ہے محسنۂ عالم کی، جن کی خادمائیں کتنی عظمت والی ہیں اور مخدومۂ کائنات کتنی عظمت والی ہیں، اللہ اکبر کثیرًا و الحمد للہ کثیرًا○

پھر فرمایا: وَ اشْتَدَّ لِیَ الْاَمْرُ یہ معاملہ مجھ پر اور تعجب خیز بنتا گیا کہ کیا اہتمام قدرت ہے جس کی کوئی مثال ہی نہیں، وَ اَنَا اَسْمَعُ الْوَجْبَۃَ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ اَعْظَمَ وَ اَھْوَلَ میں ہر لمحے شان و شوکت والی عظمت والی حیران کرنے والی زوردار آواز سن رہی تھی گویا عرشیوں میں دھوم مچی ہوئی تھی کسی عظیم معاملے کی اِذَا بِتَاجٍ اَبْیَضَ قَدْ مُدَّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْض اچانک ایک سفید ریشم پیش کیا گیا جو زمین و آسمان کے درمیان تانا گیا تا کہ عصمت مآب پیکرِ رحمت پر کسی فرشتے کی بھی نگاہ نہ پڑے وَ اِذَا بِقَائِلٍ یَّقُوْلُ خُذُوْا عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ اچانک عین اسی وقت کسی آواز دینے والے نے پر جوش آواز دی کہ کائنات کے باسیوں کی نگاہوں سے محبوب کو فورًا چھپالیا جائے (حُسنِ بے مثال کا مشاہدہ پہلے ہم کریں گے یہ ہمارا ہی محبوب ہے) پھر ارشاد فرماتی ہیں:

قَالَتْ رَءَيْتُ رِجَالًا قَدْ وَاقِفُوْا فِى الْهَوٰى بِاَيْدِيْهِمْ اَبَارِيْقَ مِنْ فِضَّةٍ ○

فرمایا میں نے کچھ نورانی لوگوں کو دیکھا جو ہوا میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں چاندی کے برتن ہیں صُراحیاں ہیں یقیناً وہ جہاں پناہِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے اعزاز میں بطورِ استقبالیہ ہی کھڑے ہوں گے) ثُمَّ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِقِطْعَةٍ مِّنَ الطَّيْرِ پھر میں نے اچانک کچھ نوری پرندوں کا ایک غول دیکھا، غَطَّتْ حِجْرَتِىْ جنہوں نے میرے حجرے کو کمرے کو اپنے نوری پروں میں ڈھانپ رکھا تھا۔

یقیناً یہ بھی کوئی اعزاز یا اہتمام قدرت ہے، مَنَاقِيْرُهَا مِنَ الزُّمُرُّدِ وَ اَجْنِحَتُهَامِنَ الْيَاقُوْتِ ان کی خوبصورتی کا یہ عالم تھا کہ ان کی چونچیں زمرد نوری موتیوں کی تھیں اور ان کے پر یاقوت کے تھے، یہاں ان کی چونچوں اور پروں کی رنگت کا استعارہ ہے نہ کہ اصل یاقوت اور زمرد، کیونکہ یہ پتھر ہیں خوبصورت خوش رنگ ہیں جبکہ چونچ اور پر پتھر کے نہیں ہوتے، بہر حال یہاں ان کی کمال خوبصورتی کا بیان ہے کیا خوبصورت اعزاز یہ ہے کہ ارشاد فرماتی ہیں:

فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِىْ ، فَرَءَيْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا○

اے اہلِ محبت اِس جملے کو اربوں مرتبہ پڑھیے اور قلب وروح کو گرمائیے، بحضورِ الٰہ سجدہ ریز ہو جائیے، یہ محسنۂ عالم کا وہ مرتبہ ہے جس سے آگے مرتبہ ہی کوئی نہیں۔

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے دستِ قدرت سے میری نگاہوں کو وہ وسعت نور بخشی کہ کائنات کی ہر ابتدا ہر انتہاء سمٹ کر میری نگاہوں میں آ گئی میں نے روئے

زمین کے تمام مشارق دیکھے تمام مغارب دیکھے، کیا ہی خوبصورت جملہ ہے حیرت ہے ہزاروں سال کے مسلسل مطالعہ اور جستجو نے حضرت انسان کو ایک ہی شرق اور ایک ہی مغرب کا جغرائیہ بتایا ہے مگر آج انسان نہ مشرق کی انتہا و ابتدا کو جانتا ہے نہ مغرب کی بلکہ آج کی ایک گھنٹہ کی رفتار ہزاروں میل تک پہنچ چکی ہے مگر پھر بھی کائناتِ ارض کے مشرق و مغرب تک رسائی حاصل نہ کر سکا سکندر ذولقرنین بھی فی عَینٍ حَمِئَۃٍ صرف کیچڑ دل دَل تک رہا انتہاء کو وہ بھی نہ پہنچ سکا لاتعداد صلوۃ وسلام ہوں محسنۂ عالم پر اُم محمد صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم پر جن کی نگاہِ عظمت نے صرف ایک مشرق و مغرب کا احاطہ نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی پوری کائنات کے تمام مشرقوں کو تمام مغربوں کو پلک جھپکنے سے پہلے ہی مشاہدہ فرمالیا نہ جانے خدا تعالیٰ کی کائنات کے کتنے مشرق ہیں کتنے مغرب ہیں ان کی تعداد فقط خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر قربان جائیے مخدومہٗ کائنات کی عظمتوں پر جن کی نگاہِ عظمت کی اتنی بڑی وسعت ہے پوری کائنات کے تمام تر مشرق تمام تر مغرب سمٹ کر ان کی نگاہوں میں حضورِ عظمت حاضر ہو گئے جن کی نگاہ کا یہ عالم ہے اس کی باقی صلاحیتوں کا کیا عالم ہو گا جن کے ایک حاسۂ عظمت کا یہ مقام ہے باقی حواسِ عظمت کا کیا بلند و بالا مقام ہو گا جن کی وسعتوں کو لطافتوں کو شرافتوں کو محض خدا تعالیٰ اور اس کا محبوب مکرم صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم ہی جانتے ہیں، پھر فرمایا:

وَرَءَیْتُ ثَلَاثَۃَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا بِالْمَشْرِقِ وَعَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ ○

اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں نصب کیا گیا دوسرا مغرب میں گاڑا گیا ہے اور تیسرا کعبۃ اللہ کی چھت پر لگایا گیا ہے۔

قارئین محترم: ان جھنڈوں کی کمیت و کیفیت پر علم بھی خاموش ہے عالم

بھی خاموش ہیں کس قدر شان والے جھنڈے ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے نہ لفظ ساتھ دے سکتے ہیں نہ فکر کی پرواز کام آ سکتی ہے ان عظیم علَموں کی عظمت وسعت کو کیفیت کمیت کو خدا تعالیٰ کی ذات اقدس اور مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ رحمت اور محسنہٗ کائنات اُمُّ النبی حضرت سیدہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا ہی جانتے ہیں، کیا ہی خوب اعزاز وشرف ہے ماں کا کیا ہی شرف ووقار ہے بیٹے کا ماں ماں ہونے میں بے مثل وبے مثال ہے بیٹا بیٹا ہونے میں بے مثل وبے مثال ہے، پھر ارشاد فرمایا:

فَاَخَذَنِی الْمَخَاضُ ○

پھر مجھ پر بچہ جننے کی کیفیت طاری ہوئی۔

فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ وَالِدَیْہِ وَ آلِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ ○

پس میں نے سراجًا منیرا کی شان والے طٰہٰ کے تاج والے یٰسٓ کے سہرے والے والضحیٰ کے مکھڑے والے والیل کی زلفوں والے کٓھٰیٰعٓصٓ کے حُسن والے وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی زبان والے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغٰی کے کاجل والے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی کے راز والے مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی کے قلب منور والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا۔ اللّٰہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا

پھر فرمایا: فَنَظَرْتُ اِلَیْہِ فَاِذَا ھُوَ سَاجِدٌ پس میں نے اچانک اپنے لختِ جگر کو دیکھا تو وہ حالت سجدہ میں تھا، کیفیت یہ تھی قَدْ رَفَعَ اِصْبَعَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ کَالْمُتَضَرِّعِ الْمُتَقَبِّلِ۔

میرے لختِ جگر نورِ نظر نے اپنی معصوم انگلیوں کو اوپر اُٹھایا ہوا تھا آسمان

کی طرف انگلیاں خوفِ خدا سے کانپ رہی تھیں کائنات کے ہر اِحساس سے بلکہ اپنی ذات سے بھی کٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی امت کی بخشش مانگ رہے تھے اللہ اکبر یہ کیسا عظیم منظر ہو گا جو سب سے پہلے مخدومہ کائنات نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا، اس کیفیت کو وہی جان سکتی ہیں محسوس کرسکتی ہیں پھر فرماتی ہیں۔

ثُمَّ رَءَیْتُ سَحَابَۃً بَیْضَآءَ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ حَتّٰی غَشِیَتْہُ فَغَشِیَتْہُ عَنِّیْ فَسَمِعْتُ مُنَادِیًا یُّنَادِیْ○

پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا وہ نوری بادل آسمان سے آیا یہاں تک کہ اس نے میرے بیٹے کو ڈھانپ لیا اس پر چھا گیا اور اسے مستور کر لیا ڈھانپ لیا...... پھر میرے لختِ جگر نورِ نظر کو مجھ سے غائب کر دیا، پس میں نے ایک منادی کو سنا وہ ندا دے رہا تھا کہ طُوْفُوْا بِہٖ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِھَا وَاَدْخِلُوا الْبِحَارَ لِیَعْرِفُوْا بِاسْمِہٖ وَ نَعْتِہٖ وَصُوْرَتِہٖ آواز یہ آ رہی تھی کہ میرے حبیب کو کائنات کی سیر کرائی جائے زمین کے مشرقوں کی مغربوں کی اور اسے داخل کیا جائے سمندروں میں تاکہ پوری کائنات کے تمام مخلوق جان لیں ان کا اسمِ گرامی ان کا مرتبہ، عظمت اور ان کی بے مثال صورت پوری کائنات میں متعارف ہو جائے ان کی عظمتوں سے اللہ اکبر کیا عظیم منظر ہے جو محسنہ کائنات نے مشاہدہ فرمایا کیا شانِ نظارہ ہے اور کیا ہی خوب صورت شانِ منظر ہے، پھر فرماتی ہیں:

ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْہُ فِیْ اسْتِرَاعِ الْوَقْتِ پھر وہ بادل آپ کے وجود اقدس سے چھٹ گیا ہٹ گیا اور اس میں کوئی دیر نہیں لگی یعنی فوراً ہٹ گیا، پھر فرماتی ہیں:

ثُمَّ رَءَیْتُ سَحَابَۃً عَظِیْمَۃً لَھَا نُوْرٌ اَسْمَعُ فِیْھَا صَھِیْلَ الْخَیْلِ وَخَفْقَانِ الْاَجْنِحَۃِ وَ کَلَامَ الرِّجَالِ حَتّٰی غَشِیَتْہُ وَ غَیَّبَ عَنِّیْ○

پھر میں نے ایک عظیم بادل نور کا دیکھا اس میں خوبصورت گھوڑے تھے، روشنیاں تھیں اور وہ گھوڑے ہنہنا رہے تھے اور بڑے ہی حسین وجمیل نوری پرندے تھے جو اپنی خوبصورت بولی بول رہے تھے نغمہ سرا تھے، اِذاً قَائِلٌ یَّقُوْلُ یہ لوگ بڑی میٹھی بولی بول رہے تھے یہاں تک کہ اس نوری بادل نے پھر سے میرے بیٹے کو ڈھانپ لیا ور مجھ سے اسے پھر غائب کر دیا، اور ایک عظیم عظمت والی آواز آئی اِذَا قَائِلٌ یَّقُوْلُ بَخٍّ بَخٍّ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِلَّا فِي قَبْضَتِهٖ، اور اچانک ایک عظمت والی آواز آئی کوئی بلند آواز سے یہ کہہ رہا ہے: واہ واہ مبارک ہو مبارک ہو محمد صلی اللہ علیہ وو الدیہ وآلہ وبارک وسلم نے پوری کائنات پر قبضہ فرمالیا ہے اس پوری کائنات میں سے کوئی مخلوق ایسی نہ بچی جو آپ کے قبضۂ عظمت میں نہ آگئی ہو، پھر فرمایا:

خَرَجَ مَعَهٗ نُوْرٌ اَضَآءَ لَهٗ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ○

فرمایا پھر میرے عظیم بیٹے کے ساتھ ایک نور نکلا جس کی روشنی سے پوری کائنات روشن ہوگئی کہیں بھی اندھیرا نہ رہا۔ (انوار محمدیہ صفحہ ۲۲ تا ۲۳)

اللہ اکبر کبیرًا والحمدللہ کثیرًا

قارئین محترم یہ ساری شانیں جس ذات سے ظہور پذیر ہوئی ہیں انہیں کا نامِ نامی اسمِ گرامی محسنۂ عالم مخدومۂ کائنات سیدۂ دو عالم جناب بی بی آمنہ خاتون صلوۃ اللہ وسلمُ اللہ علیہا کی ذاتِ گرامی ہے، حضرت وہب بن زمعہ اپنے باپ سے اپنی پھوپھی کے حوالے سے روایت فرماتے ہیں:

قَالَتْ كُنَّا نَسْمَعُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا حَمَلَتْ بِهٖ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ ○

فرماتی ہیں ہم سنا کرتے تھے کہ جب حضرت آمنہ بنتِ وہب رضی اللہ

عنہا تاجدارِ رُسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اقدس سے امید سے نوازی گئیں۔

كَانَتْ تَقُوْلُ مَا شَعُرْتُ اَنِّیْ حَمَلْتُ بِهٖ وَ لَا وَجَدْتُّ لَهٗ ثِقْلَةً كَمَا تَجِدُ النِّسَاءُ ○

آپ اکثر فرمایا کرتی تھیں یعنی سیدۂ عالم فرمایا کرتی تھیں جب رحمتِ عالم نور مجسم جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شکمِ اطہر میں تشریف لائے تو ان کے وجودِ اقدس کی لطافت اس قدر تھی کہ مجھے علم ہی نہیں ہوسکا کہ میں ماں بننے والی ہوں، جس طرح تمام عورتوں کو فوراً اندازہ ہو جاتا ہے، پھر فرماتی ہیں:

وَ اَتَانِیْ آتٍ وَ اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَ الْیُقْظَةِ فَقَالَ شَعُرْتِ اَنَّكِ حَمِلْتِ ○

ایک آنے والا آیا اور میں نینداور بیداری کے درمیان تھی یعنی اُونگھ رہی تھی، تو اس نے کہا: اے خوش خصال ذات والا صفات کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ایک عظیم المرتبت ذات والے بیٹے سے نوازی گئی ہیں آپ امید سے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا:

فَكَاَنِّیْ اَقُوْلُ مَا اَدْرِیْ ○

گویا میں اسے کہہ رہی ہوں کہ میں تو نہیں جانتی کہ ایسا ہے، فَقَالَ اِنَّكِ قَدْ حَمِلْتِ بِسَیِّدِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ نَبِیِّهَا، اس نے کہا اس امت کے سردار اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور فرمائی گئی ہیں: وَ ذٰلِكَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ یہ پیر کا دن تھا فَكَانَ ذَالِكَ مِمَّا یَقِنُ عِنْدِی الْحَمَلُ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ میں سید المرسلین کی ماں بننے والی ہوں: فَقِیْلَ لِیْ اِنَّكِ سَتَلِدِیْنَ غُلَامًا فَسَمِّیْهِ اَحْمَدَ عنقریب ایک عظیم الشان بیٹا آپ جنم دیں گی ان کا نام آپ نے احمد رکھنا ہے اور وہ سید المرسلین ہوگا تمام رسولوں کا سردار ہوگا ایک روایت میں ہے:

اِنَّ آيَةَ ذٰلِكَ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهٗ نُوْرٌ يَّمْلَاُ قُصُوْرَ بَصْرٰى مِنْ اَرْضِ شَامٍ فَاِذَا وَقَعَ فَسَمِّيْهِ مُحَمَّدًا فَاِنَّ اسْمَهٗ فِى الْقُرْاٰنِ مُحَمَّدٌ فَسَمَّتْهُ ذٰلِكَ ○

بیشک اُس عظیم الشان بیٹے کی نشانی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوگا جو کائنات کو بھر دے گا اس کی روشنی کی عظمت یہ ہوگی کہ ملکِ شام کے محلات بھی چھپے نہیں رہ سکیں گے آپ کو اپنے ہی کاشانۂ عظمت و رحمت میں نظر آنے لگیں گے پس جب وہ پیدا ہو جائیں تو ان کا نام محمد رکھنا کیونکہ قرآن میں بھی ان کا نام محمد ہوگا۔ اے محسنۂ عالم اے مخدومۂ کائنات یہ ساری عظمتیں فضیلتیں آپ کے حصۂ عظمت میں آئی ہیں آپ کے نصیب میں آئی ہیں کائنات میں خدا تعالیٰ کے ہاں اس عظمت کے لئے آپ ہی موزوں قرار پائی ہیں: كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ وِلَادَتِهٖ وَمَا رَاَتْ مِنَ الْعَجَائِبِ محسنہ عالم ہمیشہ یہ بیان فرماتی رہیں جو عجائبات انہوں نے بوقت ولادت مشاہدہ فرمائے یہ محض انہیں کی ہی شان ہے جس میں ان کا کوئی ثانی نہیں قالت فرماتی ہیں۔ فَبَيْنَمَا اَنَا اَعْجَبُ اِذَا اَنَا بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ ظَنَنْتُ اَنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ مِنْ خِلَالِ وُجُوْهِهِمْ وَبِيَدِ اَحَدِهِمْ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍ فرماتی ہیں کہ تین آدمی حاضر خدمت ہوئے ان کی خوبصورتی کا یہ عالم تھا کہ ان کے چہروں کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح تھی گویا سورج ہی ان کے چہروں سے طلوع کر رہا تھا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چاندی کی صراحی (برتن) تھی وَفِىْ ذٰلِكَ الْاِبْرِيْقِ رِيْحٌ كَرِيْحِ الْمِسْكِ اور اُس چاندی کے برتن میں یہ خاصیت تھی کہ اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی وہ ابریق مشک سے معمور تھی وَفِىْ يَدِ الثَّانِىْ طَسْتٌ مِّنْ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَآءَ عَلَيْهَا اور دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک تھال تھا عَلَيْهَا اَرْبَعَةُ نَوَاحِىْ اِس

کے چار کونے تھے وَعَلٰی کُلِّ نَاحِیَۃٍ مِنْ نَوَاحِیْھَا لُؤْ لُؤٌ بَیْضَآءُ اس تھال طشت کے ہر کونے پر ایک ایک سفید رنگ کا نورانی جڑاؤ کیا ہوا موتی رکھا ہوا تھا اور وہ موتی بہت بڑا اور بیش قیمت تھا اور کوئی کہہ رہا ہے: وَ اِذَا قَآئِلٌ یَقُوْلُ ھٰذِہٖ الدُّنْیَا شَرْقُھَا وَغَرْبُھَا بَرِّھَا وَبَحْرُھَا اعلان ہو رہا تھا کہ یہ مشرق و مغرب ہے دنیا کی یہ خشکی اور تری ہے یہ دنیا ہے کائنات ہے بزمِ ہستی ہے فَاقْبِضْ یَا حَبِیْبَ اللہِ عَلٰی اَیِّ نَاحِیَۃٍ شِئْتَ مِنْھَا کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیک و والدیک و آلک و بارک وسلم آپ قبضہ فرمالیں جس کونے پر آپ کا دل چاہے قبضہ فرمالیں یہ ساری کائنات حاضر خدمت ہے، قَالَتْ فرماتی ہیں: فَدُرْتُ لِاَنْظُرَ اَیْنَ قَبَضَ مِنَ الطَّسْتِ فَاِذَا ھُوَ قَدْ قَبَضَ عَلٰی وَسْطِھَا میں نے نظر گھما کر دیکھا کہ میرا لختِ جگر نورِ نظر سید المرسلین رحمۃً للعالمین بیٹا طشت کے کس کونے پر قبضہ فرماتا ہے تو اچانک آپ نے طشت، تھال کے درمیان ہی پر قبضہ فرمالیا: فَسَمِعْتُ الْقَائِلَ یَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَی الْکَعْبَۃِ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اَمَا اِنَّ اللہَ قَدْ جَعَلَھَا لَہٗ قِبْلَۃً وَمَسْکَنًا مُبَارَکًا پس میں نے سُنا کسی کہنے والے نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبۃ اللہ پر قبضہ فرمالیا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس کعبہ کو قبلہ بنادیا ہے مسکن بنادیا با برکت بنادیا ہے۔

ثم رَءَیْتُ بِیَدِ ثَالِثٍ حَرِیْرَۃً بَیْضَآءَ مَطْوِیَّۃً طَیًّا شَدِیْدَۃً فَنَشَرَھَا فَاِذَا فِیْھَا خَاتِمٌ تَحَارُ اَبْصَارُ النَّاظِرِیْنَ دُوْنَہٗ○

پھر میں نے تیسرے شخص کے ہاتھ ایک سفید ریشمی کپڑا دیکھا جو بہت زیادہ لپیٹا ہوا تھا اسے کھولا گیا اچانک اس میں ایک مہر لگانے والی انگوٹھی دیکھی جس کی خوب صورتی کا یہ عالم ہے کہ دیکھنے والوں کو اس کی زیبائی حیران کر ڈالے پس اسی کو ہی دیکھتے رہ جائیں، ثُمَّ جَآءَ اِلَیَّ پھر وہ آنے والا میری طرف آیا، جبکہ اسے

فَتَنَاوَلَهُ صَاحِبُ الطَّسْتِ اسے تھال والے نے پکڑ لیا فَغَسَلَ بِذَالِكَ الْاِبْرِيْقِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ خَتَمَ بَيْنَ كَتِفَيهِ بِالْخَاتَمِ خَتْمًا وَاحِدًا وَ لَفَّهُ فِي الْحَرِيرِ مَرْبُوْطٌ عَلَيْهِ يُخْتَمُ مِنَ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ پھر اس انگوٹھی کو سات مرتبہ دھویا گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک مرتبہ مُہر لگا دی اور اسے ریشم میں لپیٹ کر خالص مشک کے دھاگے سے اس پر گرہ لگا دی پھر اسے اُٹھا کر اپنے بازوؤں میں رکھا ثُمَّ حَمَلَهُ فَاَدْخَلَهُ بَيْنَ اَجْنِحَتِهٖ سَاعَةً ......قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ ذٰلِكَ رِضْوَانٌ خَازِنَ الْجِنَانِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ خازن جنت فرشتہ تھا وَقَالَ فِي اُذُنِهٖ لَمْ اَفْهَمْ پھر آپ کے کان میں کوئی راز کی بات کہی جو میں نہ جان پائی،......وَقَالَ......اور کہا اَبْشِرْ يَامُحَمَّدُ صلى الله عليه و آله ووالديه و سلم فَمَابَقِيَ لِنَبِيٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِيْتَهٗ اے محمد! اے سرورِ کون ومکاں آپ کو بشارت ہو خوشخبری ہو جو علوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نہ مِل سکے وہ سب آپ کو عطا کر دیے گئے یا جو ان سے بچ گئے وہ آپ کو ملے، فَاَنْتَ اَكْثَرُهُمْ پس آپ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سب سے زیادعلم والے ہیں یعنی حقیقۃً جتنا ان تمام کو علم ہے آپ کو اِن تمام سے بھی زیادہ علم ہے وَاَشْجَعُهُمْ قَلْبًا آپ دل کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہادر اور قوی ہیں مَعَكَ مَفَاتِيْحُ النُّصْرَةِ آپ کو تمام کامرانیوں کامیابیوں اور نصرتوں کے خزانوں کی چابیوں کا مالک بنایا گیا ہے کائنات بھر کی عظمتیں آپ کے دستِ رحمت میں پیش فرما دی گئی ہیں۔

وَقَدْ اُلْبِسْتَ الخوف والرُّعب آپ کو وہ لباسِ جلالت دیا گیا ہے مرتبہ دیا گیا ہے کہ کائنات کی ہر شئے آپ کی اس عظمت وجلالت کے سامنے لرزہ براندام ہے کانپ رہی ہے آپ کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں لَا يَسْمَعُ

اَحَدٌ بَذِكْرِكَ اِلَّا وَجِلَ فُؤَادُهٗ وَخَافَ قَلْبُهٗ جس کے سامنے بھی آپ کا ذکر ہوگا اس کا دل کانپ اٹھے گا آپ کی جلالتِ شان سے وہ خوف زدہ ہو جائے گا، وَ اِنْ لَّمْ يَرَاكَ يَا خَلِيْفَةَ اللهِ اگرچہ اس نے آپ کو دیکھا تک نہ ہوگا اے اللہ کے نائب! اللہ اکبر کبیراً و الحمد للہ کثیراً۔

قَالَتْ آمِنَةُ لَقَدْ رَءَيْتُ لَيْلَةً وُضِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ نُوْرًا اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حَتّٰى رَءَيْتُهَا سیدہ آمنہ محسنہ عالم فرماتی ہیں جس رات شہنشاہِ دو عالم کی ولادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جو مجھے رب العزت کی طرف سے دکھایا گیا جس کی ضوافشانیوں کا یہ عالم تھا کہ میں نے اپنے کاشانۂ اقدس میں بیٹھ کر شام کے محلات دیکھ لیے سابق میں گذر چکا ہے کہ پوری کائنات کے مشارق و مغارب محسنہ عالم کو دکھائے گئے قَالَتْ آمِنَةُ وَ لَدْتُّهٗ جَاثِيًا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنَ الْاَرْضِ وَ اَهْوٰى سَاجِدًا فرماتی ہیں محسنہ عالم مخدومۂ کائنات علیہا الصلوٰۃ والسلام شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے گھٹنوں کے بل تشریف لائے حالتِ سجدہ میں ایک مٹھی مٹی کی لی اور ایک نظر آسمان کی طرف تکتے ہوئے دیکھا ظاہر ہے حُسنِ مطلق ہی کو دیکھا ہوگا۔

محترم قارئین! یہ ساری شانیں عظمتیں وجاہتیں عزتیں اپنے اپنے مقام پر بجا، یہ اعزازات اور انوکھے مشاہدے بے مثال حلاوتیں لازوال رفعتیں ایک طرف مگر اُم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ایک طرف اگر یہ سوال ہو کہ روایتی شخصیات کے تذکروں میں اُن کی علمی عظمت و وجاہت ایک امتیازی وصف ہے مگر یہاں ایسا نہیں ہاں ہاں ایسا ہی ہے، مگر غور تو کرو اس مقدس جملے پر فَكَشَفَ اللهُ لِيْ بَصَرِيْ فَرَءَيْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا محسنہ عالم فرماتی ہیں جب اللہ

تعالیٰ نے میری آنکھوں کا کشف فرمایا میری آنکھوں کو بصیرتِ نور دی پھر کائنات کے علوم و حقیقتیں سمٹ کر میرے حضور حاضر ہوگئیں بولئے جناب مدرسے یا جامعات یا یونیورسٹیز سے حاصل کردہ علم اتنی وسعت رکھتا ہے جتنی وسعت محسنۂ عالم کی چشم زدن کے ایک لمحے میں سماگئی حصولِ علم کے لئے اَب کوئی مرکزِ علم رہا ہی نہیں جہاں محسنۂ عالم حصولِ علم کے لئے جاتیں اللہ تعالیٰ نے تمام علوم ایک لمحے میں عطا فرمادیئے۔

اگر کوئی سوال کرے روایتی شخصیات کا تشخص ان کے اعلیٰ کردار اور اخلاق سے متعارف ہوتا ہے جبکہ یہاں ایسا نہیں ہاں ہاں ایسا نہیں مگر غور فرمایئے ذرا اخلاق و کردار کی تراش خراش تمدن کے اعلیٰ رویوں پر مشتمل ہے کسی نقطۂ نظر کی مرہونِ منت ہے کسی صاحبِ بصیرت علمی اور روحانی پیشوا کی ممنونِ احسان ہے کسی مذہبی کتب کے ذخیرے کے حوالے سے موزوں ہے یا کسی مصلح قوم کے حوالے سے ہے مگر یہاں پر روایت ٹوٹتی نظر آتی ہے، محسنۂ عالم سلام اللہ علیہا کی حیات رحمت نے جس تہذیب میں وقت گذارا جس تمدن میں سانس لیا اس کی اخلاقی حالت بیان کرنے کے قابل ہی نہیں، اور جو مذہبی کتب کا ذخیرہ اس دور میں کہیں کہیں موجود تھا تو تحریف کیوجہ سے ناقابلِ اعتماد تھا اہل عرب جہالتوں کی دلدل میں تھے مذہبی لوگ خودساختہ افکار کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے بہر حال غیرتِ الٰہی نے ان ظاہری اسباب کا اس نفسِ رحمت کو بلکہ جملہ خاندانِ نبوت کو محتاج رہنے ہی نہیں دیا، بلکہ اِن نفوسِ قدسیہ کی اخلاقی روحانی تربیت اپنے ہی حریمِ ناز میں فرما کران کا مرتبہ و مقام مصطفیٰ اور قرب و حضورِ الٰہی متعین فرمایا قرآن نے اس کی یوں شہادت دی اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا آدم اور نوح علیہما الصلوٰۃ

والسلام کواور آلِ ابراهیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کواور آلِ عمران کو۔

پھران کو عالم اَمر سے لیکر عالمِ مثال تک عالمِ ارواح تک عالم شہادت تک اور تا ابدالآباد اپنے قرب وحضور میں اِن پر ہر طرح کی سلامتیوں کا نور نازل فرمانا شروع کر دیا تا ابد فرما رہا ہے قیامت تک فرماتا رہے گا بلکہ تا ابد سلامتیوں کا تسلسل بفضل تعالیٰ جاری وساری رہے گا قرآن نے اس کی یوں شہادت دی وَ سَلٰـمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی میں اللہ تعالیٰ ہو کر اپنے مصطفاؤں پر سلامتیوں کا نور نازل کرتا رہا ہوں کرتا رہوں گا بولئے جناب جن کا اخلاق وکردار خود پاکیزگیوں کا حصار ہوان کو کسی درسگاہ میں داخل ہو کر اعلیٰ اخلاق وکردار حاصل کر کے تاریخ بنانے کی قطعاً ضرورت نہیں ان کی زندگی کا ہر سانس حفاظت وصیانت خداوندی میں گذرتا ہے یہ نفوسِ رحمت تو خود تاریخ بناتے ہیں نہ کہ یہ نفوس رحمت کسی مؤرخ کی تاریخی حوالے کے محتاج ہیں پھر اس پر مستزاد یہ کہ یہ کیسا مہذب مقدس پیکرِ رحمت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تاجدارِ انبیاء امام الانبیاء کے وجود مقدس کو اپنی امانت بنا کر رکھا یہ کیسا بے مثال اعتماد ہے خدا خدا ہو کر ایسا کر رہا مگر ملعون ملاؤں کو ابھی تک ان کے دامنِ عفت وعصمت پر کفر کے دھبے نظر آرہے ہیں۔نعوذ باللہ من ذلك ! نقل کفر کفر نہ باشد۔

پھر اگر کوئی سوال کرے کہ روایتی شخصیات کے روحانی کمالات کا تذکرہ ان کی شخصی عظمت کا ایک انوکھا اضافہ ہے ہاں ہاں ایسا ہی ہے مگر یہاں کچھ معاملہ ہی اور ہے یہاں روحانیت کا نور بلا ریاضت خود نازل ہوتا ہے بلکہ یہ وہ ذات پاک ہے جن کے لختِ جگر کے پیکرِ رحمت سے پوری کائنات کو روحانیت میسر آتی ہے مگر خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مداح نظر آتے ہیں اس ذات کے حتی کہ اپنی نبوی نماز بھی قربان کرنے پر تُلے ہوئے ہیں، یہ وہ ذاتِ قدسیہ ہے جن کی بصیرت کے ایک

مختصراشارے میں ساری کائنات کی عظمتیں سمٹ کران کے حضور سراپا نیاز نظر آتی ہیں۔

پھر اگر کوئی سوال کرے کہ روایتی شخصیات جو ہیں ان کا دینی مرتبہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے ہاں جناب ایسا ہی ہے مگر یہاں کیا مرتبہ آپ متعین کریں گے۔

دینی مراتب تو ان کے اپنے گھر کی خیرات ہیں ان کے لئے کیا تعین کریں گے ان کا مرتبہ تعینات سے بلند وبالا ہے اُن کے اعتبار سے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا وَاکْتُمِنی شَانَکِ اے محسنۂ عالم آپ اپنے مرتبے کو ظاہر نہ فرمائیں چھپا کر رکھیں کائنات اس کی متحمل نہیں ہوسکتی تفصیل گذر چکی ہے۔

پھر اگر کوئی سوال کرے کہ روایتی روحانی شخصیات کی انفرادی کرامات بھی ان کی عظمت کا ایک اضافی باب ہیں ہاں جناب ایسا ہی ہے مگر دیکھو تو سہی جہاں بھر کے اولیائے کرام کو کرامات کا نور کہاں سے ملتا ہے؟ جب تک فیضانِ نبوی کے دروازے نہیں کھلتے تب تک کسی سے کرامت کا ظہور ہو ہی نہیں سکتا سب اہلِ کرامت محتاج ہیں فیوضات نبوت کے اور صاحبِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹے ہیں اس ذاتِ والاصفات کے جن کا نام محسنۂ عالم مخدومۂ کائنات جناب سیدہ آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا ہے کیا بے مثال شان ہے اس پاک ذات کی جب یہ محوِ خرام ہوتی ہیں تو عرب کی سنگلاخ زمین گوندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاتی ہے یا روئی سے بھی زیادہ نرم ہو جاتی پتھر مضمحل ہوجاتے ہیں سنگریزے نعلینِ عظمت کے تلوؤں کے عقیدت سے بوسے لیتے ہیں خلا میں اُڑنے والے ذرّات درختوں کے پتے بلکہ عالمِ سمٰوٰت کے نوری فرشتے رضوانِ جنت حورانِ بہشت بلکہ کائنات کا صاحبِ فطرت ذرہ ذرہ اِن کے حضور سلامِ نیاز پیش کرتا ہے بلکہ خود خلاق

کائنات اِن کو سلام رحمت پیش فرماتا ہے اور کائنات کے باسیوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ ان کے حضور سلامِ نیاز پیش کرو یہ میرے محبوب کی ماں ہے۔ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی کی صورت میں قرآن نے گواہی دی ہے آیئے دوستوان کے حضور ہم سب مل کر صلوٰۃ وسلام کی نیاز پیش کریں اگر خوش ہو گئیں تو یقیناً محبوبِ خدا خوش ہو جائیں گے اگر وہ خوش ہو گئے تو لازم ہے کہ خدائے ذوالجلال بھی خوش ہو جائے گا عمر بھر ان کی عقیدت و محبت سے سرشار رہیے یہی ایمان کی عظمت ہے بلکہ اصلِ ایمان ہے۔

معجزاتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے ظاہر ہوتے ہیں جبکہ کراماتِ اولیائے کرام علیہم الرضوان کے وجود سے ظہور پذیر ہوتی ہیں خلافِ عادت یہ امور تائیدِ الٰہی کی ایک انوکھی شان ہے جو اپنے مقرب و مخلص بندوں کو سرفراز فرماتا ہے یہ اعزازات ہوتے ہیں سبحان اللہ خصوصاً رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو منبع معجزات ہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے جامع ہیں باوجود اپنی ان عظمتوں کے خود اپنی نبوی نماز محسنۂ عالم مخدومۂ کائنات خیر النساء العلمین صَلوٰۃ اللہ علیہا کے اشارہ رحمت و عظمت پر قربان کرنے کے لئے تُلے ہوئے ہیں کیا شان ہے اس ماں کا کیا مقام ہے اس مبدءِ رحمتِ عالمیان ماں کا وَ اخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ میرے حبیب نبوت کے مقدس و بلند و بالا دونوں ہاتھ اپنی اماں کی تلیوں میں بچھا دے ان کے ادب و محبت میں ایسے بیٹے کا کردار ادا کر کہ قیامت تک یہ کردار ہر بیٹا اپنی شان سمجھے جیسے پرندہ اپنے پہلوؤں کے نرم و گداز پروں سے اپنے بچوں کو چھپا لیا کرتے ہیں اور اپنی کمال محبت کا اظہار کرتے ہیں آپ بھی اپنی کمال محبت کے پہلوؤں کو اپنے ماں باپ کے لئے بچھا دیں تا کہ یہ آپ کی محبتوں میں تسکین پائیں نص کی قوت کے اعتبار سے یہ حکم

آپ پر فرض ہے یہ نص ثبوت اور دلالت میں قطعی ہے...... بلکہ ابھی بھی حق ادا نہیں ہوا۔ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا بلکہ آپ اپنے نبوت والے ہاتھ بارگاہِ اقدس میں اٹھا کر یوں کہو اے اللہ میرے والدین کریمین پر اپنی جملہ رحمتوں کے دروازے کھول دے اور ان کو وہ معراجِ عظمت نصیب فرما ان کی خِلقی خُلقی عظمتوں کی یوں تربیت فرما کہ انہیں مرتبہ کمال عطا فرما۔

یہ تیرے عظیم اور عفیف بندے تیرے قرب وحضور کی معراج پر پہنچیں۔

نوٹ: لفظِ رب کا معنیٰ فقط پالنے والا نہیں بلکہ اس کا معنیٰ ہے تَبْلِيْغُ الشَّيْءِ اِلٰى كَمَالِهٖ بِحَسْبِ اسْتِعْدَادِهِ الْاَزَلِيَّةِ ہر شئے کی تربیت اس حکمت بالغہ کے ساتھ کرنا کہ اُس کی ازلی استعداد کے مطابق اسے مرتبہ کمال تک پہنچا دینا اسی بنا پر میں نے مذکورہ آیتِ کریمہ کا ترجمہ کیا ہے کیا ہی خوب مشیّتِ خداوندی کا اندازِ عظمت ہے اس نفسِ رحمت کی ازلی استعداد کیا ہے! قرآن کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

کہ تمام جہانوں پر انہیں مصطفیٰ بنایا گیا اپنے درجے کے مطابق وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ انہیں مقام مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ مقامِ مجتبیٰ بھی انہیں قرب وحضورِ الٰہی میں دیا گیا یہ چاہے گئے مرتضیٰ انہیں بارگاہ خدا میں راضی کیا گیا بنایا گیا یہ دونوں جہانوں میں مصطفیٰ بھی رہے مرتضیٰ بھی رہے اور مجتبیٰ بھی رہے۔

واہ سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے ان پاک لوگوں کا میرے حبیب آپ کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام اس مرتبے کے مالک ہیں اس شان کے مالک ہیں کہ تاجدارِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر بھی آپ پر فرض ہے کہ ان کا شکریہ ادا

کرتے رہا کرو آپ کائنات کے محسن ہیں اور یہ آپ کے محسن ہیں اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (لقمٰن) میرے حبیب صلی اللہ علیک وسلم جیسے آپ میری عنایتوں پر شکرادا کرتے ہو اور یہ آپ پر فرضِ عین ہے ایسے ہی آپ اپنے والدین کریمین کا بھی شکریہ ادا کریں یہ بھی عین اسی طرح واجب وفرض ہے، کیونکہ حقِ محبت تو ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ واہ سبحان اللہ! کیا ہی عظیم مرتبہ ہے میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا کہ خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پابند کیا جارہا ہے کہ اپنے والدین کریمین کا شکریہ ادا کریں اس سے بڑی کیا کرامت ہوسکتی ہے کہ صاحب معجزہ کی ماں ہیں۔

## سیدہ آمنہ کا سفرِ یثرب (مدینہ طیبہ)

(از ضیاء النبی) حضرت عبدالمطلب کے حالات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ آپ کے والدِ گرامی حضرت ہاشم نے یثرب کے بنی نجار خاندان کے رئیس عمرو بن لبید کی صاحبزادی سلمٰی سے شادی کی، جس کے بطن سے شیبہ (عبدالمطلب) پیدا ہوئے، حضرت ہاشم تجارتی سفر پر فلسطین گئے ہوئے تھے کہ غزہ کے مقام پر انتقال فرمایا اور یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ شادی کے بعد کچھ عرصہ مکہ میں رہے پھر بغرض تجارت شام گئے، جب واپس لوٹے تو ان کا گزر یثرب سے ہوا، چند روز کے لئے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کے ننھال میں قیام کیا، اسی اثناء میں وہ بیمار ہوگئے، آپ کے دوسرے ساتھیوں نے چند روز انتظار کیا لیکن جب آپ کی طبیعت نہ سنبھلی تو وہ لوگ مکّہ روانہ ہوگئے لیکن آپ رُک گئے کہ صحت درست ہو تو سفر اختیار کریں لیکن مشیتِ الٰہی کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ کی طبیعت بگڑتی چلی گئی، یہاں تک کہ آپ نے یثرب میں ہی داعی اجل کو لبیک کہا، جب یہ

جانکاہ خبر مکہ پہنچی ہوگی تو عبدالمطلب کے خاندان پر بجلی بن کر گری ہوگی حضرت عبد المطلب کو اپنے جواں سال اور فرخندہ فال لختِ جگر اور آپ کے بھائی بہنوں کو اپنے بلند اقبال اور خجستہ خصال بھائی کی وفات نے جس طرح تڑپایا ہوگا اس کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے لیکن حضرت آمنہ کے معصوم دِل پر اس جانکاہ صدمہ سے جو چوٹ لگی ہوگی اس کے دَرد کا کون اندازہ لگا سکتا ہے درگور ہوگئیں ہوگی، کتنی امنگیں ادھوری رہ گئی ہوں گی، ایک کامیاب اور ہر نوع کی سعادتوں سے مالا مال زندگی بسر کرنے کے سارے حسین خواب چور چور ہوگئے ہوں گے، سیدہ کے قلب حزیں نے کتنا چاہا ہوگا کہ اُڑ کر یثرب جائیں اور اس مٹی کے تودے کو دیکھیں اور اس کی خاک کو آنکھوں کا سُرمہ بنائیں جہاں ان کا قرارِ جاں استراحت فرما ہے لیکن وہ امانت جس کا آپ کو امین بنایا گیا تھا اس کی حفاظت کے احساس سے ان کے دلِ ناصبور کو اپنے محبوب کے مرقد کی زیارت سے باز رکھا، یہاں تک کہ وہ نورِ حق محمد معصوم کے پیکر رعنا میں ظاہر ہوا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کا فرض اس شوقِ فراواں کی تکمیل میں حائل رہا، جب اس لختِ جگر اور نورِ نظر کی عمر چھ سال ہوگئی اور آپ سات آٹھ سال کی عمر کے بچوں سے بھی زیادہ توانا اور تندرست معلوم ہونے لگے اور غمزدہ ماں کو یقین ہوگیا کہ ان کے گلشنِ آرزو کا یہ حملِ رنگین اب یثرب کے طویل اور کٹھن سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے قابل ہوگیا ہے تو انہوں نے سُسر حضرت عبدالمطلب سے اپنی اس دیرینہ آرزو کا ذکر کیا، اور اجازت چاہی کی آپ یثرب جاکر اپنے دُولہا کی قبر کی زیارت کریں جو انہیں ایک سہانی جھلک دکھا کر شبِ ہجر کی تاریکیوں کے حوالے کر کے ہمیشہ کے لئے اُن سے بچھڑ گیا ہے، حضرت عبدالمطلب اپنی بہو کی اس درخواست کو مسترد نہ کرسکے اور یثرب جانے کی اجازت دے دی۔

سیدہ آمنہ اپنے فرزندِ دلبند کو لے کر یثرب روانہ ہوئیں، ان کے ساتھ اُن کی کنیز اُمِ ایمن تھی، اس خوش بخت خاتون کا نام برکت تھا اور اس کا تعلق حبشہ سے تھا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والد سے ورثہ میں ملی تھی، یہ مختصر سا قافلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جَدِّ امجد حضرت عبد المطلب کے ننہال بنو عدی بن نجا کے ہاں جا اترا اور ایک ماہ تک وہاں مقیم رہا مہینہ بھر کے قیام کے دوران جو واقعات رو پذیر ہوئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد جب یہاں تشریف فرما ہوئے تو بسا اوقات حضور ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے، جب اس مکان کو دیکھتے جہاں اپنی پیاری ماں کے ساتھ رہائش فرمائی تھی تو فرماتے:

هٰهُنَا نَزَلَتْ بِیْ اُمِّیْ وَاَحْسَنْتُ الْعَوْمَ فِیْ بِئْرِ بَنِیْ عَدِیِّ النَّجَارِ ○

یعنی اس مکان میں میں اپنی والدہ کے ساتھ اُترا تھا اور میں نے بنی عدی بن نجار کے تالاب میں تیرنے کی مہارت حاصل کی تھی۔

اِس مختصر قیام کے دوران ایک یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پوچھا:

یا غُلَامُ مَا اسْمُكَ ؟

اے بچے تمہارا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: میرا نام احمد ہے، پھر اس نے میری پیٹھ کی طرف دیکھا پھر میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سُنا هٰذَا نَبِیُّ الْاُمَّةِ یہ اس امت کا نبی ہے، پھر وہ اپنے یہود علماء کے پاس گیا اور انہیں جا کر یہ بتایا، میری والدہ کو بھی اس کا پتہ چل گیا، ان کے دِل میں یہود کی طرف سے طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے یکے بعد دیگرے آتے تھے یہ کہتے سُنا هُوَ نَبِیُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهٰذِهٖ دَارُ هِجْرَ

تہ کہ اس امت کے یہ نبی ہیں اور یہ جگہ ان کی دارِ ہجرت بنے گی۔

اِن اندیشوں کے باعث حضرت آمنہ نے یہاں مزید ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور مکّہ جانے کی تیاری شروع کردی ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور جب ابواء کے مقام پر پہنچے تو آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ (ضیاء النبی صفحہ ۷۵ تا ۷۷ جلد دوم)

ابونعیم نے دلائل النبوت میں اسماء بنت رہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میری ماں سیدہ کی وفات کے وقت حاضر تھی، وہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ آمنہ نے اپنی وفات سے کچھ لمحات پہلے اپنے لختِ جگر کو دیکھا اور یہ اشعار پڑھے۔

بارك الله فيك من غلام
يا ابن الذي من حومة الحمام
نجا بعون الملك العلام
فودي غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام
ان صح ما ابصرت في المنام
فانت مبعوث الى الانام
من عندي ذي الجلال والاكرام
تبعث في الحل وفي الحرام
تبعث في التحقيق والاسلام
دين ابيك البر ابراهام
فالله انهاك عن الاصنام
ان لا توالیها مع الاقوام

(شرح الزرقانی علی المواهب صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ جلد اوّل الخصائص الکبریٰ صفحہ ۱۳۵ جلد

اوّل)

اے بیٹے! اللہ تجھے برکت دے تو اس (عبداللہ) کا، فرزند ہے کہ جس نے موت کی سختی سے اللہ کی مدد سے نجات پائی تھی (اور تو اس کا، فرزندار جمند ہے) جس کے فِدیے میں تیروں سے قرعہ اندازی کی صبح سو اعلیٰ اونٹ ذبح کیئے گئے تھے، یعنی میں نے جو (تیری صفات وکمالات سے متعلق) خواب دیکھے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو تُو لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے حِل وحرم ہر جگہ تیری بعثت جلوہ گر ہوگی، تیری بعثت تحقیق اور اسلام کے لئے ہوگی، اور اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر ہوگی، میں تجھ کو اللہ کا واسطہ دے کر بُتوں سے روکتی ہوں کہ تو دیگر لوگوں کے ساتھ مِل کر اِن (بتوں) کی دوستی نہ کرنا۔

ثُمَّ قَالَتْ كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَ كُلُّ جَدِيْدٍ قَدْ بَالٍى وَ كَبِيْرٍ يَفْنٰى وَ اَنَا مَيِّتٌ وَ ذِكْرِىْ بَاقٍ وَ قَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَ وَلَدْتُّ طُهْرًا ○

پھر فرمایا ہر زندہ ذائقۂ موت چکھے گا، ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر چیز بڑی فنا ہو جائے گی، اور میں تو فوت ہو رہی ہوں لیکن میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا، کیونکہ میں خیر کو چھوڑ کر جا رہی ہوں اور میں نے ایک پاکباز بچے کو جنم دیا ہے سیدہ آمنہ کی اس آخری گفتگو اور اشعار کا ماحصل شرح الزرقانی میں اس طرح مذکور ہے۔

وَ هٰذَا الْقَوْلُ مِنْهَا صَرِيْحٌ فِىْ اَنَّهَا مُوَحِّدَةٌ اِذْ ذَكَرَتْ دِيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَ بُعِثَ ابْنُهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ نَهْيِهٖ عَنِ الْاَصْنَامِ وَ مُوَالَاتِهَا ، وَهَلِ التَّوْحِيْدُ شَيْءٌ غَيْرُ هٰذَا التَّوْحِيْدِ الْاِعْتِرَافُ بِاللّٰهِ وَ اِلٰهِيَّتِهٖ وَ اَنَّهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ وَ نَحْوِهَا وَهٰذَا الْقَدْرُ كَافٍ فِى

التَّبرِّیْ مِنَ الْکُفرِ وَ ثُبُوْتُ صِفَتِہِ التَّوْحِیْدِ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ قَبْلَ الْبِعْثَۃِ ○

(شرح الزرقانی علی المواہب صفحہ ۱/۱۶۵)

اور آپ کے اس کلام میں آپ کے مؤحّدہ ہونے پر صراحت موجود ہے، کہ آپ نے دینِ ابراہیمی کا اور اپنے بیٹے کا اللہ کی طرف سے اسلام کے ساتھ نبی بن کر مبعوث ہونے کا ذکر کیا ہے، بتوں اور اُن کی دوستی سے منع کرنے کا ذکر ہے اور کیا توحید اس کے علاوہ کسی اور چیز کو کہتے ہیں؟ توحید یہی ہے نا: اللہ کو ماننا، اس کی الوہیت کا اعتراف کرنا اور یہ کہ اس کا کوئی شریک اور بتوں کی پوجا سے بیزاری کا اظہار کرنا۔

اور کفر سے بیزار ہونے کے لئے اتنا کچھ کافی ہے اور مؤحّد ہونے کے اثبات میں یہ باتیں کامل ہیں اور خصوصاً بعثتِ مبارکہ سے پہلے ایسی باتیں سیدہ آمنہ کے ایمان و عرفان پر بطریقہ اولیٰ دلالت کرتے ہیں۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اپنے لختِ جگر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے الوداعی و آخری گفتگو کرنے کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

فَکُنَّا نَسْمَعُ نَوْحَ الْجِنِّ عَلَیْھَا فَحَفِظْنَا مِنْ ذٰلِكَ
نَبْکِی الْفَتَاۃَ الْبَرَّۃَ الْاُمِیْنَۃَ
ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّۃِ الرَّزِیْنَۃِ
زَوْجَۃُ عَبْدِ اللّٰہِ وَالْقَرِیْنَۃ
اُمُّ نَبِیِّ اللّٰہِ ذِی السَّکِیْنَۃ
وَصَاحِبِ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَۃ
صَارَتْ لَدَیْ حُفْرَتِھَا رَھِیْنَۃ

تو ہم نے جنّوں کو سیدہ کی وفات پر نوحہ کرتے ہوئے سُنا، جسے ہم نے یاد

رکھا۔

(جن کہتے تھے) ہم روتے ہیں نوجوان نیکوکار، جمال وحیاء والی آمنہ کو (جو کہ) جناب عبداللہ کی زوجہ پاک ہیں اور صاحبِ سکینہ، اور منبرِ مدینہ کے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ہیں، اب اپنی قبر میں مدفون ہیں۔

## یہ سارے امور ایمانِ سیدہ آمنہ کے شواہد ہیں

وَ شَاهَدَتْ فِیْ حَمْلِهٖ وَ وَلَادَتِهٖ مِنْ آیٰتِهِ الْبَاهِرَةِ مَایُحْمَلُ عَلَی التَّحَنُّفِ ضَرُوْرَةً وَ رَءَتِ النُّوْرَ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهَا اَضَاءَ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ حَتّٰی رَءَتْهَا كَمَا تَرٰی اُمَّهَاتُ النَّبِیِّیْنَ وَقَالَتِ الْحَلِیْمَةُ حِیْنَ جَاءَتْ بِهٖ وَقْتَ شَقِّ صَدْرِهٖ اَخَشِیْتُمَا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ كَلَّا وَاللّٰهِ مَا لِلشَّیْطَانِ عَلَیْهِ سَبِیْلٌ وَاِنَّهٗ لَكَائِنٌ لِابْنِیْ هٰذَا شَاْنٌ فِیْ كَلِمَاتٍ آخَرَ مِنْ هٰذَا النَّمْطِ وَ قَدِمَتْ بِهِ الْمَدِیْنَةَ عَامَ وَفَاتِهَا وَسَمِعَتِ الْیَهُوْدَ فِیْهِ وَ شَهَادَتَهُمْ لَهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَ رَجَعَتْ بِهٖ اِلٰی مَكَّةَ فَمَاتَتْ فِی الطَّرِیْقِ فَهٰذَا كُلُّهٗ مِمَّا یُؤَیِّدُ اَنَّهَا تَحَنَّفَتْ فِیْ حَیَاتِهَا○

شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ صفحہ ۱۶۵، ۱/۱۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل میں رہنے کے دوران اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت سیدہ آمنہ نے روشن وواضح نشانیاں دیکھیں اِن سے آپ کا دینِ ابراہیمی پر ہونا ظاہر ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت وہ نور جو آپ نے دیکھا کہ آپ کے بدن سے نکلا ہے اور اُس نے ملک شام کے محلات جگمگادئے ہیں، یہاں تک کہ (سیدہ آمنہ نے مکہ میں رہتے ہوئے نورِ مصطفیٰ کی روشنی میں) اِن محلات کو دیکھ لیا، جیسا کہ (ایسے موقع پر) تمام انبیاء

کرام کی مائیں (عجائباتِ قدرت) دیکھا کرتی ہیں۔

اور آپ نے حلیمہ سعدیہ سے فرمایا جب کہ وہ شقِ صدر (پر پریشان ہونے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیکر واپس مکہ آئیں۔

''کیا تمہیں اِس پر کوئی شیطانی اثرات کا خدشہ ہے، سُنو خدا کی قسم! شیطان کے لئے اِس پر کوئی راہ نہیں اور بے شک اس کی عظیم شان ہے، اس جیسے اور بھی کلمات کتب میں موجود ہیں، اور آپ (سیدہ آمنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مدینہ منورہ میں آئیں اور یہ اسی سال کا واقعہ ہے جس میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ نے (مدینہ میں) یہودیوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باتیں بھی سُنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں گواہیاں سُنیں اور پھر آپ واپس مکہ کو لوٹیں لیکن راستہ میں ہی (مقامِ ابواء شریف پر) آپ کا انتقال ہو گیا۔

یہ تمام امور و واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنی زندگی میں راہِ حق (دینِ ابراہیمی) پر قائم تھیں:۔

عجب فیضانِ نسبت ہے عجب اس کی پذیرائی
تیری جھولی میں رحمت کل جہانوں کی اتر آئی
تو اے آمنہ ہے نابغۂ ونازشِ ہستی
تیرے گل سے گلوں کی اور گلشن کی ہے زیبائی
حزنیانِ جہاں! آرام اور امان پاتے ہیں
تیرے ہی لاڈلے کے ہاتھ میں ہے وہ مسیحائی

## ام النبی علیہ السلام کے امتیازات اور قرآن

قارئینِ محترم! قرآن کریم نے اُمہات الانبیاء علیہم السلام کے منفرد امتیازات بیان فرمائیں جن کی اجمالی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

نمبرا۔قرآن نے بیان فرمایا ہے کہ نبی کی ماں صاحبِ وحی ہوتی ہے،(بصورت الہام) وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ کی قرآنی شہادت موجود ہے۔

نمبر۲۔ نبی کی نبوت اور رسالت کا سب سے پہلا ادراک عالم شہادت میں نبی کی ماں ہی کو ہوتا ہے، اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ کی شہادت قرآن میں موجود ہے۔

نمبر۳۔ نبی کی ماں کے دِل پر نورِ الٰہی کے جلوے نازل ہوتے ہیں۔

لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِھَا لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

کی صورت میں قرآن کی شہادت موجود ہے۔

نمبر۴۔ نبی کی ماں کا دودھ پاکیزہ ہوتا ہے، اور عظمت یقین سے دھلا ہوتا ہے وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ کی گواہی قرآن نے دی ہے۔

نمبر۵۔ نبی کی ماں اہل بیت نبوت میں شامل ہوتی ہے۔

فَقَالَتْ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ کی گواہی قرآن میں موجود ہے۔

نمبر۶۔اس کائنات میں نبی کی ماں ہی نبی کی ذات کے لئے سب سے اعلیٰ خیر خواہ ہوتی ہے۔

وَھُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ کی صورت میں گواہی موجود ہے۔

نمبر۷۔ نبی کی ماں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نبی ہی ہوتا ہے۔ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُھَا کا اعلان واضح ہے۔

نمبر۸۔ نبی کی ماں لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ○ کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتی ہیں۔

وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ کی صورت میں قرآن گواہی دے رہا ہے۔

(سورۃ القصص ۶ تا ۱۳)

نمبر۹۔ نبی کی ماں سب سے پہلے اس عالم شہادت میں صاحب بشارات الٰہیہ ہوتی ہیں فَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ○ کی صورت میں قرآن گواہی دیتا ہے۔

نمبر۱۰۔ نبی کی ماں صاحبِ امرِ الٰہی ہوتی ہیں، اور صاحبِ رحمات اور برکات ہوتی ہیں، قَالُوْا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ○اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ کی شہادت قرآن دیتا ہے۔

نمبر۱۱۔ نبی کی ماں مشیئتِ الٰہی کا خصوصی اہتمام ہوتی ہیں۔

اِذْ قَالَتِ امْرَءَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ج اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○ کی شہادت قرآن دیتا ہے۔

نمبر۱۲۔ نبی علیہ السلام کی ماں اپنے وضع قطع، اخلاق وسیرت کردار کی عظمت، تہذیب وتمدن، فضائل ومناقب اور دینی اور روحانی مرتبوں کی عظمت میں بے مثل وبے مثال ہوتی ہیں۔

وَ لَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ج کی صورت میں قرآن گواہی دیتا ہے۔

نمبر۱۳۔ نبی کی ماں عابدہ اور زاہدہ ہوتی ہیں

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ (مریم کا معنیٰ عابدہ زاہدہ) کی صورت میں

قرآن کی شہادت موجود ہے۔

نمبر۱۴۔ نبی کی ماں شیطان مردود کے وسوسوں اور شر سے محفوظ ہوتی ہے،
وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ کی گواہی قرآن دیتا ہے۔

نمبر۱۵۔ نبی کی ماں بارگاہِ رب العزت میں مقبولیت کی اعلیٰ معراج پر فائز ہوتی ہیں۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ○

نمبر۱۶۔ نبی کی ماں کی فطری اور طبعی طبیعت کی تربیت خدائے ذوالجلال کی حسین تربیت کا شاہکار ہوتی ہے۔

وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ( کی صورت میں قرآن میں موجود ہے )

نمبر۱۷۔ نبی کی ماں اِبتداء ہی سے مخدومہ کائنات ہوتی ہیں، اور اس کی خدمت کے لئے کسی عام آدمی کا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ کائنات کے اعلیٰ ترین اور عظیم ترین اور پاکیزہ ترین شخص کا انتخاب ہوتا ہے، وَ كَفَّلَهَا زَكَرِیَّا کی صورت میں قرآن گواہی دیتا ہے۔

نمبر۱۸۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کے لئے خورد ونوش کا سازو سامان فطری تصورات سے بلند وبالا ہوتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا کی صورت میں قرآن میں موجود ہے۔

نمبر۱۹۔ نبی کی ماں کے لئے رزق کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ خاص سے ہوتا ہے۔

قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ○ کی صورت میں قرآن میں موجود ہے۔

نمبر۲۰۔ نبی کی ماں کا رہائشی ماحول عظمتوں اور برکتوں سے معمور ہوتا ہے

هُنَا لِكَ دَعَا زَ كَرِيَّا رَ بَّــهٗ قَا لَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُ رِّ يَّةً طَــيِّبَةً اِ نَّكَ سَمِيْـعُ الدُّعَـآءِ ○ کی صورت میں قرآن میں موجود ہے،اور خود صاحب نبوت اس بات پر یقین رکھتے ہوئے ان کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں ، یہ اس بات کی سند ہے کہ نبی کی ماں کا حرم قبولیت دعا کا بہترین ماحول ہے، کیونکہ نبی کے عمل نے خود اس بات کی تصدیق کی ہے۔

نمبر۲۱۔ نبی کی ماں کی بارگاہ کی وجاہت کا یہ عالم ہے، وہاں کھڑے ہو کر مانگی جانے والی دعا کی قبولیت کا صرف وعدہ ہی نہیں کیا جاتا بلکہ فوراً قبول کر کے مطلوبہ چیز کو مہیا کیا جاتا ہے،اور اس بارگاہ کی برکت سے ملنے والی نعمت اپنی شان میں بے مثل و بے مثال ہوتی ہے :

فَنَا دَ تْهُ الْـمَلٰٓـئِكَةُ وَهُوَ قَآ ئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اِنَّ اللهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللهِ وَ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ ا لصّٰلِحِيْنَ ○

کی صورت میں قرآن میں موجود ہے۔

نمبر۲۲۔ نبی کی ماں مقام مصطفائیت پر فائز ہوتی ہیں اِ ذْ قَـا لَــتِ ا لْمَلٰٓـئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللهَ اصْطَفٰكِ

نمبر۲۳۔ نبی کی ماں طہارتوں کی اعلیٰ معراج پر ہوتی ہے،وَ طَـهَّـرَ كِ کی صورت میں قرآن بول رہا ہے۔

نمبر۲۴۔ نبی کی ماں تمام جہانوں کی عورتوں سے فضیلت اور مرتبۂ کمال میں اعلیٰ و بالا ہوتی ہیں: وَ اصْطَفَا كِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○ کی صورت میں قرآن یوں گواہی دیتا ہے۔

نمبر۲۵۔ نبی کی ماں صاحبِ بشارات عظیمہ ہوتی ہیں۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ ○

نمبر۲۶۔ نبی کی ماں عفت و عصمت، حیا و وقار کی اعلیٰ معراج پر ہوتی ہیں۔

وَ مَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا ○

نمبر۲۷۔ نبی کی ماں صاحبِ تقدس ہوتی ہیں؟

وَ صَدَّقَتْ بِکَلِمٰتِ رَبِّھَا وَ کُتُبِہٖ ○

نمبر۲۸۔ نبی کی ماں بندگی کا اعلیٰ معیار ہوتی ہے، اور خدا کی کامل فرمانبردار بندی ہوتی ہیں۔

وَ کَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ (سورۃ التحریم آیت ۱۷) کا قرآنی ثبوت موجود ہے۔

نمبر۲۹۔ نبی کی ماں صاحب مرتبہ ہوتی ہے بس مرتبہ اطاعتِ خداوندی ان کو حاصل ہوتا ہے، وہ رکوع و سجود کرنے والی ہوتی ہیں؟

یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَ اسْجُدِیْ وَ ارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○

نمبر۳۰۔ نبی کی ماں کا تذکرہ عظمت کرنا فرض عین قرار پاتا ہے:

وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ ○

نمبر۳۱۔ نبی کی ماں ہمیشہ پردۂ عظمت میں محجوب اور ملبوس ہوتی ہیں فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا کی صورت میں قرآن گواہی دیتا ہے۔

نمبر۳۲۔ نبی کی ماں کی بارگاہ کا تقدس یہ ہے کہ ان کے حضور فرشتوں کے رسول حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام طرزِ نیاز میں صورتِ بشر میں ڈھل کر آتے ہیں: فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا کی صورت میں قرآن گواہ ہے۔

نمبر۳۳۔ نبی کی ماں تقویٰ اور طہارت کی اعلیٰ معراج پر ہوتی ہیں۔
قَالَتۡ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِیًّا میں قرآن گواہ ہے۔

نمبر۳۴۔ نبی کی ماں کی بارگاہ میں بیٹے کی صورت میں پیکرِ نبوت بطورِ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے، اور بطورِ تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا کے لفظ شہادت دے رہے ہیں۔

نمبر۳۵۔ نبی کی ماں عفت مآب عصمت مآب ہوتی ہیں، ابتدائے حیات سے لے کر انتہائے حیات تک پارسائی، پاکدامنی ان کا خمیر ہوتا ہے۔
وَلَمۡ اَكُ بَغِیًّا کی صورت میں قرآن گواہی دے رہا ہے۔

نمبر۳۶۔ نبی کی ماں کے ہاں نبی کی ولادت اللہ کی عظمت کی علامت ونشانیاں ہوتی ہیں اور کائنات بھر کے لئے رحمت ہوتی ہیں: وَلِنَجۡعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَةً مِّنَّا کی قرآن میں گواہی موجود ہے۔

۳۷۔ نبی کی ماں اگر کہیں گھبرائے تو رحمتِ الٰہی اسے نِدا دیتی ہے، اے اُمِّ نبی گھبراؤ نہیں رحمتِ خدا تیرے ساتھ ہے:
وَلَا تَخَافِیۡ وَلَا تَحۡزَنِیۡ کی قرآن گواہی دیتا ہے

نمبر۳۸۔ نبی کی ماں کی توقیر کی خاطر اس کے قدموں کے نیچے ٹھنڈی اور میٹھی نہر جاری کردی جاتی ہے۔
قَدۡ جَعَلَ رَبُّكِ تَحۡتَكِ سَرِیًّا کی شہادت قرآن دیتا ہے۔

نمبر۳۹۔ نبی کی ماں کی عزت کی خاطر کھجور کے خشک تنے کو سرسبز وشاداب کیا جاتا ہے اور فی الفور وہ تناتروتازہ پکی اور میٹھی کھجوروں سے بھر جاتا ہے۔

وَ هُزِّىٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا کی قرآن میں شہادت موجود ہے۔

نمبر ۴۰۔ نبی کی ماں کے اعزاز کی خاطر اللہ تعالیٰ براہِ راست ان سے مخاطب ہوتا ہے۔

فَكُلِىْ وَ اشْرَبِىْ وَ قَرِّىْ عَيْنًا قرآن گواہ ہے۔

نمبر ۴۱۔ نبی کی ماں کے تمام آباء اور تمام امہات پاکیزہ اور مطہرہ ہوتے ہیں مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا کی صورت میں قرآن بول رہا ہے

نمبر ۴۲۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ کی عظمتوں کو قدرت نے پہلے مرتبہ غائب میں اعلیٰ عظمتوں کو محفوظ رکھا بعدازاں ان کے مرتبے کی عظمت کو اپنی مشیئت کے خصوصی اہتمام کے ساتھ محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے قلب منور پر وحی کی عظیم صورت میں نازل فرمایا قرآن اس کی یوں گواہی دیتا ہے: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (آل عمران)

نمبر ۴۳۔ اُمہات الانبیاء صلوات اللہ وسلمہ علیہن وعلیہم السلام کی تمام عظمتوں کو برکتوں رحمتوں کو بیان کرنا نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم پر فرض قرار دیا گیا آپ کی وساطت سے پوری امت پر فرض ضرور کیا گیا اُن کی تعظیم فرض ہے توقیر فرض ہے ان کی عظمت کا اعتقاد فرض ان کی اخلاقی عصمتوں کا اعتقاد بھی فرض ہے روحانی عظمتوں کا اعتقاد و بیان بھی فرض ہے کیونکہ یہ سب کچھ دلائل قطعیہ سے ثابت کیا جا چکا ہے ام النبی ہونے کی نسبت سے یہ تمام امتیازات اور اعزازات انہیں میسر ہیں یہاں یہ بھی یاد رہے جو انفرادی یا اجتماعی امتیازات اعزازات جملہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی والدات مکرّمات کو

حاصل ہیں۔ وہ تمام کے تمام اعزازات انعامات امتیازات وبرکات محسنۂ عالمین سیدۂ سادات عالمین اُمِ محمد حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا کو بدرجہ اَتم حاصل ہیں اور ان کے علاوہ لاتعداد امتیازات اعزازات انعامات ان کو میسر ہیں سب سے بڑا اعزاز وانعام اور فضل وکمال یہ ہے کہ وہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی والدۂ محتشمہ مکرمہ محترمہ ہونے کا اعزاز پا چکی ہیں جس کی مثال ازل تا ابد پوری کائنات میں نہیں نہ میسر ہے اور نہ ممکن ہے اللہ اکبر۔

ان کی مدلّل تفصیل کتاب میں مختلف مقامات پر آپ کو معلوم ہو جائے گی: اور ایسے ہی اقتضاءً اور کبھی نصًا محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حاصل ہیں ان کے لئے اس بزمِ کون ومکان میں سب بڑا بے مثل وبے مثال اعزاز محمد کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا والد گرامی ہونا ہے فَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

بنا بریں ان تقدس مآب نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ کرنا بیان کرنا اہم ترین فرض ہے ام النبی کی علت مؤثرہ ہونے کے حوالے سے اور ابو النبی ہونے کے حوالے سے کیونکہ یہ علت منصوص اور مقیس علیہ میں بھی مؤثر ہے اور قطعی ہے اور غیر منصوص مقیس میں یہ عِلّتِ مؤثرہ مقیس علیہ کی نسبت زیادہ مؤثرہ ہے کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ ابوین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہونے کا شرف پا چکے ہیں اور آپ الحمد للہ تعالیٰ امام الانبیاء کے والدین ہیں۔

لہٰذا ان نفوس قدسیہ کی عظمت پر یقین رکھنا فرض ہے ان کی تعظیم وتوقیر کرنا فرض ہے ان سے محبت قلبی وایمانی رکھنا فرض ان کی عظمتوں کو رفعتوں کو فضیلتوں کو بیان کرنا یقیناً یقیناً فرض ہے دلائل گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکے ہیں ملاحظہ فرمالیں پوری امت مسلمہ پر فرض ہے کہ وہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے حکم عالی کے مطابق امام الانبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی حد سے بڑھ کر تعظیم وتوقیر کریں یہی ان کے ایمان کی ابتداء ارتقاء اور بقاء ہے جبکہ خود رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم اپنے پیکر نبوت پر واجب سمجھتے ہیں اپنے پیارے والدین کریمین طیبین وطاہرین کی حد سے بڑھ کر تعظیم کرتے اور اس تعظیم میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ ان کی تعظیم کی خاطر اپنی نبوی نماز ان کے بلاوے پر قربان کر دینے پر آمادہ نظر آتے ہیں دوستو کوئی تو مرتبہ ہے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کا کہ ان کی توقیر و تعظیم کی عظمت کی خاطر اس حد تک صاحب شریعت چلے گئے؟

قارئینِ محترم!

نمبر۱) اگر نبی کی ماں صاحب وحی اور الہام ہوتی ہے، تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ کریمہ کو بار بار بارگاہِ قدس سے الہامات ہوتے رہے فرشتوں کی صورت میں بھی اور اللہ تعالیٰ بذاتِ خود بھی الہام فرماتا رہا، یہ اس وقت کی بات ہے، جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محسنہ عالم حضرت بی بی آمنہ رحمۃ اللہ کے شکمِ رحمت میں جلوہ افروز ہوئے۔

نمبر۲) جس طرح امہات الانبیاء کو سب سے پہلے اس عالم شہادت میں اپنے بیٹوں کی نبوت اور رسالت کا ادراک ہوتا رہا عین ایسے ہی میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کو بھی نبوت کا ادراک ہوتا رہا، جس کی آپ نے بار بار بشارت دی۔

نمبر۳) اگر نبی کی ماں کے دل پر نورِ الٰہی کے جلوے نازل ہوتے ہیں، تو میرے کریم آقا کی ماں کے قلب منور پر لاتعداد مرتبہ انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتا رہا۔

نمبر۴) اگر کسی نبی کی ماں کا دودھ پاکیزہ ہوتا ہے، میرے نبی کی ماں کا

دودھ سب سے پاکیزہ تھا۔

نمبر۵) اگر کسی نبی کی ماں اہل بیت نبوت میں شامل ہوتی ہے، تو میرے نبی کی ماں بدرجۂ اتم اہل بیت نبوت کی پہلی اکائی مسلّم ہوئی ہیں۔

نمبر۶) اگر کسی نبی کی ماں کی بابت قرآن خیر خواہی کی دلیل بیان کرتا ہے، تو میرے نبی کی ماں کی خیر خواہی سب پر غالب ہے۔

نمبر۷) اگر کسی نبی کی ماں کے لئے بیٹا آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی ماں کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، بلکہ دل کا چین اور سکون بھی ہیں۔

نمبر۸) اگر کسی نبی کی ماں لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں تو میرے نبی کی ماں بدرجہ اتم لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کا مصداق اوّل ہیں۔

نمبر۹) اگر کسی نبی کی ماں اس عالمِ شہادت میں صاحب بشارات ہوئی ہیں تو میرے کریم آقا کی ماں پر تو بشاراتِ الٰہیہ کا نور ہمہ وقت غالب رہتا تھا۔

نمبر۱۰) اگر کسی نبی کی ماں صاحب رحمت برکت ہوتی ہے، تو میرے نبی کی ماں تو بدرجہ اتم رحمت وبرکت کا باعث ہیں، تو کیوں نہ ہوں کیونکہ وہ رحمۃ للعالمین کی ماں مبارکہ ہیں بے مثل ہیں بے مثال ہیں اور میرے نبی کی ماں ہیں۔

نمبر۱۱) اگر کسی نبی کی ماں مشیئت الٰہی کا خصوصی اہتمام ہوتی ہیں تو میرے نبی کی ماں بدرجہ اتم مشیئت الٰہی کا خصوصی اہتمام ہونگی۔

نمبر۱۲) اگر کسی نبی کی ماں اپنی وضع قطع، اخلاق وسیرت کی عظمت فضائل ومناقب اور دینی اور روحانی مرتبوں کی عظمتوں میں بے مثال ہوتی ہیں تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ان مرتبوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ بے مثل و بے

مثال ہیں۔

نمبر۱۳) نبی کی ماں شیطان مردود کے وسوسوں سے محفوظ ہوتی ہیں تو میرے آقا کی ماں اللہ تعالیٰ کی حفاظت وصیانت کے سب سے اعلیٰ درجے پر محفوظ تھی۔

نمبر۱۴) اگر نبی کی ماں بارگاہِ رب العزت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی ہیں، تو میرے آقا کی ماں اللہ کی بارگاہ میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

نمبر۱۵) اگر نبی کی ماں کی فطری تربیت خدا کے نوری جلوؤں میں ہوتی ہے تو میرے آقا کی ماں کی تربیت سب سے اعلیٰ نوری جلوؤں میں ہوگی۔

نمبر۱۶) اگر کسی نبی کی ماں مخدومۂ کائنات ہوتی ہیں، تو میرے نبی کی ماں تمام انبیاء کی ماؤں کی بھی مخدومہ ہیں اور محسنہ کائنات ہیں۔

نمبر۱۷) نبی کی ماں کا رہائشی ماحول عظمتوں اور برکتوں سے معمور ہوتا ہے تو اور ان کے حضور مانگی جانے والی دعائیں درجہ قبولیت رکھتی ہیں، تو میرے محبوب کی ماں کا آنگن اور ان کی رفعتوں کا ماحول اس عظمت کے حوالے سے سب سے بلند و بالا ہے۔

نمبر۱۸) اگر کسی نبی کی ماں کی عزت کی خاطر اس کے قدموں کے نیچے سے نہر جاری ہو جاتی ہے، تو میرے نبی کی ماں کی عزت کی خاطر جنت کی نہروں کا رخ اس کی طرف موڑ دیا گیا۔

نمبر۱۹) اگر کسی نبی کی ماں کو مصطفائیت کا مقام ملا ہے، تو میرے نبی کی ماں کو سب سے اعلیٰ مصطفائیت کا مرتبہ ملا ہے۔

نمبر۲۰) اگر کسی نبی کی ماں کو مرتبۂ طہارت میں معراج ملی تو میرے نبی کی ماں کی طہارت اور پارسائی سب سے اعلیٰ و بالا ہے۔

نمبر۲۱)اگر کسی نبی کی ماں کا تذکرۂ عظمت فرض ہے،تو میرے نبی کی ماں کا تذکرہ عظمت کرنا فرضِ عین ہے۔

نمبر۲۲)اگر کسی نبی کی ماں پردۂ عصمت میں محفوظ ومحبوب ہے،تو میرے نبی کی ماں اس حوالے سے سب اعلیٰ درجے پر ہیں۔

نمبر۲۳)اگر کسی نبی کی ماں کی تکریم کے لئے نوری فرشتے آتے ہیں تو میرے نبی کی ماں کی تکریم کے لئے اس سے کہیں زیادہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

نمبر۲۴)اگر کسی نبی کی ماں عفت مآب اور عصمت مآب ہوتی ہے تو میرے نبی کی ماں اس مرتبۂ عظمت میں سب سے اعلیٰ ہیں۔

نمبر۲۵)اگر کسی نبی کی ماں کے ہاں نبی کی ولادت اللہ کی عظمت کی علامت اور نشانیاں ہوتی ہیں،اور کائنات بھر کے لئے رحمت ہوتی ہے،تو میرے نبی کی ماں کے ہاں نبی کی ولادت خود اللہ کی عظمت کی دلیل اور رحمت ہے۔

نمبر۲۶)اگر کسی نبی کی ماں کی عزت کی خاطر خشک کھجور کو سرسبز کیا جاتا ہے تو میرے نبی کے باپ کے ٹیک لگانے سے خشک تنے ہرے ہو جاتے تھے۔

نمبر۲۷)اگر کسی نبی کے والدین کا خاندانی پسِ منظر مقدس ہوتا ہے تو میرے نبی کے والدین کا خاندانی پس منظر اس سے کہیں اعلیٰ ہے گویا جو شرافتیں اُمہات الانبیاء میں انفرادی طور پر موجود ہیں وہ مرتبے اور شرافتیں سب کے سب میرے نبی کے والدین میں بدرجہ اتم موجود ہیں،دلائل گذر چکے ہیں،مطلوبہ مقام پر دیکھ لئے جائیں اَب اتنی مدلل گفتگو کے بعد علمائے کرام کس بات کے انتظار میں سرگرداں ہیں کہ ان نفوسِ قدسیہ کی یاد منانے میں ان کے ذکرِ خیر کے لئے جلسہ یا محافل منعقد کرنے سے شرما رہے ہیں اور امت کو اس کارِ خیر سے روشناس کرانے میں پس وپیش سے کام لے رہے ہیں بالخصوص میرا اُن مشائخ کرام اور سجادہ

نشیناں سے سوال ہے کیا آپ کے آباء واجداد والدین نبی آخرالزمان کے آباو اجداد اور والدین کریمین علیہم السلام سے زیادہ مقدس ہیں؟ جن کا بار بار سالانہ ماہانہ عرس مناتے ہو اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو ہم پر فرض ہے کہ پہلے والدین کریمین مصطفیٰ اور آقا کے مقدس بزرگوں کا عرس منائیں بعد میں اپنے آباء واجداد و والدین کا ورنہ یہ سب مشیخیت ایک تجارت کے سوا کچھ نہیں ایک داؤ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ بات مسلّم ہے کہ ہمارے اسلاف کو آباؤ واجداد کو جو کچھ بھی ملا ہے یہ سب فیضان ہے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کا اور رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا پیکرِ نبوی خود ترکیب پایا ہے محسنۂ عالمین اُمِّ محمد سیدہ حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا اور محسنِ عالمین آقائے نعمت ورحمت وبرکت جنابِ سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب عَلَیْہِمَا السَّلَام کے مرج البحرین کی برکت سے بولئے جناب اب بھی کوئی شک رہ گیا ہے؟ اگر مسکین کی بات علمی اعتبار سے بے غُبار ہے تو انتظار مت کیجئے قدم بڑھایئے اس عظمتوں سے لبریز کارِ خیر میں اپنے عرسوں میں ابتداً والدین مصطفیٰ کے عرس مبارک کی برکات سے کیجئے پھر برکتوں اور رحمتوں کا منظر دیکھئے سخت الفاظ کی پیشگی معذرت چاہتا ہوں بس صرف آپ ٹھنڈے دل سے اس مسکین کی مختصر سی کاوش پر غور فرمائیں اور ہاں اگر کہیں آپ کو علمی سقم نظر آئے تو اصلاح فرمائیں جواب کے لئے حاضر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ کا خلوص علمی تبحر دین کا درد دینی سرگرمیاں جِدُّ جُہد اور کام مجھ مسکین سے کہیں زیادہ ہیں آپ کے مقابل میری کوشش محض سمندر کے ایک ناپید قطرے کے بھی برابر نہیں پس میں نے تو آپ کے عظمت والے ضمیر کے دوازے پر بھکاری بن کر دستک دی ہے اب آپ کی کریم النفسی کیا جواب دیتی ہے یہ آپ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں مدرسین سے بھی عرض کروں گا کہ

آپ اس محبت کو داخل درس فرمائیں مصنفین سے عرض کروں گا اس عظمت کو اپنی تصانیف کا حسن بنائیں محققین سے عرض کروں گا اپنی علمی تحقیق کا کچھ حصہ اس عظمت کے لیئے بھی وقف فرمائیں شعرا سے عرض کروں کہ اپنی سخن دانی، سخن وری کے جوہر اس برکت کے حصول کے لئے بھی دِکھائیں اساتذہ کرام اور علماء حقّ ریزہ خواری اور حق نمک خواری ادا کرنے کے لئے اس عنوان سے بھی تھوڑی سی وفا کریں اور دانشور بھی اس وقت اس عظیم مرتبے میں غور فرمائیں خصوصًا دینی ادارے اس بابت اپنا کردار ادا کریں اگر یہ کردار مربوط علمی انداز میں مدلل طور پر ادا کیا ہوتا تو سانحہ اُبواء شریف رونما نہ ہوتا اور روایتی تساہل چھوڑ دینا ہی حق نمک خواری ہے ورنہ کل قیامت کے دن کیا جواب دیں گے! تمام طبقات اُٹھیں اور حق نمک خواری ادا کریں ورنہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دِکھائیں گے تلخ نوائی کی پھر سے معذرت کرتا ہوں، اہلِ ثروت اس مبارک عمل میں اپنا بھرپور مالی تعاون فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں کی عظمتوں سے مالا مال فرمائے آمین!

احقر العباد قاری محمد صداقت علی فریدی سگِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

فاضل جامع فریدیہ ساہیوال خطیب جامعہ مسجد نورانی کامونکی

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ/ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۴ء/ بروز جمعرات/ جمعہ کی رات

بوقت ۸:۵۰

# مُحسنِ عالم جناب ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن

قارئینِ محترم! آپ پچھلے اوراق میں پڑھ آئے ہیں کہ والداتِ انبیاء

علیہم الصلوٰۃ والسلام وصلوٰۃ اللہ علیہن اجمعین صاحبِ بشارات الٰہیہ ہوتی ہیں انوار وتجلیات الٰہیہ کا مہبط ہوئی ہیں عین ایسے ہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدِ گرامی بھی صاحبانِ بشارات خداوندی ہوتے ہیں جس کی قرآن نے یوں شہادت دی فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک علم والے بیٹے کی خوشخبری دی اور ایک حلیم بیٹے کی بشارت دی وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ اس میں بھی بشارت ہے خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔

اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ○

جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی خوشخبری دی یہ بشارات وہ عظمت والی بشارات ہیں جن کی کائنات میں کوئی مثال نہیں ملتی یہ بشارات ان بیٹوں کی بشارات ہیں جن کا مرتبہ ذاتِ حق کے بعد کائنات میں سب سے بڑا ہے، مخلوق کو ان کے تابع فرمان رہنے کا حکم دیا گیا ان کی غلامی ہی نجات کی ضمانت قرار دی گئی ہے ان کی محبت ہی معیارِ ایمان قرار پائی ہے ان سے اُلفت ہی معرفتِ خداوندی کا باعث ہے، ان کے حضورِ نیاز ہی طرزِ زندگی کا حُسن ہے تاہم کائنات کے جس شخص کو ایسے بیٹے کی بشارت مل جائے تو اس کی عظمت کا کیا عالم ہوگا اس کی خوشی کا کیا عالم ہوگا اس کی رفعتوں کا کیا عالم ہوگا کیا ہی مبارک ہے وہ باپ جس کو امام الانبیاء سرورِ کون و مکاں راحتِ اِنس وجاں رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا بے مثل و بے مثال بیٹا نصیب ہو تو اس کے نصیب پر تو نصیب بھی ناز کرتا ہے اس باپ کی عظمت کا کون احاطہ کر سکتا ہے، اللہ اکبر کبیرًا والحمدللہ کثیرًا اور جس باپ نے کائنات کے باسیوں کو

ایسا بیٹا فراہم فرمایا ہے اس سے بڑا محسنِ عالم کون ہو سکتا ہے، اس بزمِ ہستی کے افراد اگر ہزاروں جنم لیں ہر جنم میں ہزار ہا برس جئیں زندگی کے ہر سانس میں اس نفسِ رحمت کا ایسے کریم باپ کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو کبھی بھی ادا نہ کر پائیں گے مگر افسوس اِس مُلّاں اِزم پر جو ابھی تک ان کے ایمان میں متزلزل نظر آتا ہے ہاں اہلِ حق کے قلب وروح کے آبگینوں میں ان کی محبتوں کا دیپ شروع سے ہی روشن ہے، اس صاحبِ بشارت جس کو کائنات میں سب سے عظیم بشارت میسر آئی اس ذاتِ گرامی کا نام ابو محمد حضرت سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے قرآن نے ان کا ایک اور خاص مرتبہ بیان فرمایا ہے اِن کی عظمت کی قسم بیان فرمائی ہے فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

اے حبیب مجھے قسم ہے اس شہرِ عظیم کی عظمت کی جس میں آپ کے قیام نے رونق بخشی جس کی گلیوں نے آپ کی تلیوں کو چوما اور قسم ہے، اس عظمت والی ذات کی جس کو آپ کے باپ ہونے کا شرف مِلا جو آپ کے والدِ گرامی ہیں جن کے نامِ نامی سے آپ کی ولادت پکاری جائے گی، جناب ابو محمد عبداللہ بن عبد المطلب علیہما الصلوٰۃ والسلام اور قسم اس ذاتِ اقدس کی عزت کی جس کو ایسے کریم باپ کے بیٹے ہونے کا ماحول مِلا جن کی عفت وعصمت کا شہرہ چاردانگِ عالم میں سورج سے بھی زیادہ روشن ہے جو اصحاب الیمین میں سب سے بہترین اور پھر ان میں اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ہیں اُن سے بہتر ترہیں اور ان میں السابقون السابقون ہیں ان میں سے خیر السابقین ہیں اُن میں سے سب سے بہتر ترہیں اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ہیں ان میں سے جو متقی تر ہیں اور پھر ان سے بلند وبالا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ ہیں اِن سے عظیم ترہیں

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ہو ان سے عظیم تر ہیں اور جو قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ہیں اُن سے قریب تر ہیں اِنَّ اللهَ اصْطَفٰی آدَمَ وَ نُوْحًا وَّ آلَ اِبْرٰهِيْمَ کے مصطفاؤں سے مصطفیٰ تر ہیں اور جو وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ میں مجتبیٰ تر ہیں اُنہیں کا نام نامی اِسمِ گرامی ابو محمد سیدنا جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ وہ ذات ہیں جن کی زبانِ اقدس کے ایک لفظی اشارہ پر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم اپنی نبوی نماز قربان کرنے پر تُلے ہوئے نظر آتے ہیں تفصیل گذر چکی ہے اب اس ستودہ صفات کا تذکرہ زیبِ قرطاس کیا جاتا ہے۔

## جناب عبداللہ کی پاکدامنی وشرافت

واَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْم الخرائطی وابن عساکر مِن طريق عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما، قَالَ لَمَّا خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِب بِابْنِهٖ لِزَوْجِهٖ مَرَّ بِهٖ عَلٰى كَاهِنَةٍ مِّنْ اَهْلِ تَبَالَةَ يَهُوْدِيَّةٍ قَدْ قَرَءَتِ الْكُتُبَ يُقَالَ لَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُرٍّ الْخَثْعَمِيَّةُ فَرَءَتْ نُوْرَ النُّبُوَّةِ فِيْ وَجْهِ عَبْدِ اللهِ ، فَقَالَتْ يَا فَتٰى هَلْ لَّكَ اَنْ تَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ وَ اُعْطِيْكَ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ ؟

فَقَالَ عَبْدُاللهِ :

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهٗ     وَ الْحِلُّ لَا حِلَّ فَاَسْتَبِيْنَهٗ

فَكَيْفَ لِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ تَبْغِيْنَهٗ     يَحْمِي الْكَرِيْمُ عِرْضَهٗ وَ دِيْنَهٗ

(خصائص الکبریٰ صفحہ ۶۹ صفحہ البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۰۴/۲)

ابو نعیم خرائطی اور ابن عساکر نے عطاء سے اور وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب عبدالمطلب بیٹے (عبداللہ) کی

شادی کے لئے نکلے تو بتالہ کی ایک یہودی کاہن عورت کے پاس سے گذر ہوا، یہ عورت کتبِ سابقہ کی عالمہ تھی اور اس کا نام فاطمہ خثعمیہ تھا، پس اس نے جناب عبداللہ کی پیشانی میں نورِ نبوت کو جلوہ گر دیکھا تو کہا اے جوان کیا تم مجھ سے تعلقات قائم کرو گے، اس کے بدلہ میں تمہیں سو اونٹ دوں گی، جناب عبداللہ نے کہا! (ترجمہ اشعار) فعل حرام کا ارتکاب کرنے سے تو مرجانا بہتر ہے، حلال کو بے شک میں پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے اعلان (نکاح) ضروری ہے، پس بُرے کام کی طرف تو خواہاں ہے میں اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا، کیونکہ عزت والے انسان کو لازمی ہے، اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔

## جناب عبداللہ کا نام پاک قدرت کی ہدایت پر رکھا گیا

قِيْلَ خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَ مَعَهُ وَلَدُهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَكَانَ اَحْسَنَ رَجُلٍ فِيْ قُرَيْشٍ خُلُقًا وَّخَلْقًا وَكَانَ نُوْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَيِّنًا فِيْ وَجْهِهٖ...... وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ كَانَ اَكْمَلَ بَنِيْ اَبِيْهِ وَ اَحْسَنَهُمْ وَ اَعَفَّهُمْ وَ اَحَبَّهُمْ اِلٰى قُرَيْشٍ وَ قَدْ هَدَى اللّٰهُ تَعَالٰى وَالِدَهٗ فَسَمَّاهُ بِاَحَبِّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَفِي الْحَدِيْثِ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ○

(السیرۃ الحلبیہ صفحہ ۳۱، ۳۲ جلد اول مطبوعہ بیروت)

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب گھر سے نکلے تو اُن کے ساتھ آپ کے فرزند ارجمند جناب عبداللہ بھی تھے جو خاندانِ قریش میں سے سب سے زیادہ حسن وجمال والے اور سب سے اچھے اخلاق والے تھے اور نبی آخرالزمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک اُن کی پیشانی میں جلوہ گر تھا، اور

ایک روایت میں ہے کہ جنابِ عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے جناب عبداللہ کامل ترین، حسین ترین، سب سے زیادہ پاکدامن اور خاندانِ قریش کے نزدیک محبوب ترین شخصیت والے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام رکھنے کی حضرت عبدالمطلب کو ہدایت فرمائی تھی، کیونکہ اُن کا نامِ نامی وہ نام ہے جو ازروئے حدیث شریف اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے زیادہ محبوب ہے، یعنی عبداللہ اور عبدالرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

## کمالات وبرکات جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ذکر ولادۃ عبداللہ) قال اصحاب السیر والتواریخ

كَانَتْ وِلَادَةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لِاَرْبَعٍ وَّ عِشْرِيْنَ سَنَةً مَضَتْ مِنْ مَلِكِ كِسْرٰى نُوْشَيْرَوَانْ وَكَانَ يَوْمَ وُلِدَ عَبْدُ اللهِ عَلِيْمًا بِمَوْلِدِهٖ جَمِيْعَ اَحْبَارِ الشَّامِ وَ ذٰلِكَ اَنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَهُمْ جُبَّةُ صُوْفٍ بَيْضَاءُ وَ كَانَتِ الْجُبَّةُ مَغْمُوْسَةً فِيْ دَمِ يَحْيٰى بْنِ زَكَرِيَّا وَ كَانُوْا قَدْ وَجَدُوْا فِيْ كُتُبِهِمْ اذرأيتم الجبة البيضاء والدم يقطر منها فاعلموا ان ابا محمدٍ المصطفى قد ولد تلك الليلة وقد موا باجمعهم الى الحرم وارادوان يغتالوبعبدالله فصوف الله شرهم عنه ورجعواالى بلادهم ولم يكن يقدم عليهم احد من الحرم الاسألوه عن عبدالله فيقولون تركنا نورايتلالافى قريش فتقول الاحبار ليس ذا لك النور لعبدالله انما ذالك النور لمحمد عليه السلام قال فخرج عبدالله اجمل قريش فشغفت به كل نساء قريش و كدن ان تذهل عقولهن فلقى عبدالله فى زمنه من النساء

مـالقى يوسف فى زمنـه من امرأة العزيز و كان عبدالله يخبر ابا ه مـمايرى من العجائب يقول يا ابت انى اذا خرجت الى بطحاء مكة وصرت على جبل ثبير خرج من ظهرى نوران اخذ احدهما شوق الارض والآخر عزبهـا ثـم ان ذينك النورين ليستديران حتى يصيرا كالسحابة ثم تنفرج لهما السماء فيدخلان فيها ثم يخرجان ثم يرجعان اليَّ فى لمحة واحدة وانى لاجلس فى الموضع فاسمع فيه من تحتى سلام عليك ايها المستودع ظهره نور محمد صلى الله عليه وسلم وانى لاجلس فى الموضع اليابس اوتحت الشجرة اليابسة فتخضر وتلقى على اغصانها فاذاقمت وتركتها عادت الى ما الله من ظهرك المستودع المكرم فانا قدوعدنا ذالك وانى رايت قبلك رؤيا كلها تدل على انه يخرج من ظهرك اكرم العالمين ○

(تاریخ الخمیس فی احوالِ انفس نفیس صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ بیروت)

## جناب عبداللہ کی ولادت کا ذکر

سیرت وتاریخ کے ائمہ کہتے ہیں کہ جب جناب عبداللہ کی پیدائش ہوئی تو اس وقت شاہِ فارس کسری نوشیرواں کی حکومت کے چوبیس سال گذر چکے تھے اور جب آپ کی ولادت ہوئی تو شام کے تمام اہلِ علم نے اس کو جان لیا تھا، اور یہ اس لئے کہ اُن کے ہاں ایک سفید جُبہ صوف تھا، اور وہ جبہ حضرت یحیٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام کے خون (شہادت) سے آلودہ تھا، اور انہوں نے اپنی کتابوں میں اس بات کو پایا تھا کہ جب تم اس سفید جبہ سے تازہ خون ٹپکتا دیکھو تو جان لو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدِ گرامی کی ولادت اُسی رات ہوگئی ہے، وہ

یہودی علماء مل کر حرمِ مکہ کی طرف آئے اور انہوں نے جناب عبداللہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے شر کو آپ سے دور کر دیا اور وہ اپنے شہروں کو لوٹے جب بھی، اُن کے پاس کوئی شخص سرزمینِ مکہ سے آتا تو اس سے جناب عبداللہ کے متعلق ضرور سوال کرتے اور پھر کہتے کہ قریش میں چمکنے والا نور ہم سے بچ نکلا، وہ علماء یہ بھی کہتے تھے کہ یہ نور جو عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا ہے یہ نور تو نورِ محمدی ہے، پس جب حضرت عبداللہ جوان ہوئے تو قریش میں سب سے بڑھ کر صاحبِ جمال تھے، قریش کی سَب عورتوں نے اپنے اپنے دِل میں آپ کا خیال جما لیا، اور قریب تھا کہ اس چاہت میں ان کی عقلیں زائل ہو جاتیں۔ جس طرح حضرت یوسف کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عزیزِ مصر کی بیوی کی طرف سے زبردست اشتہاء واشتیاق کا امر پیش آیا تھا، اسی طرح جناب عبداللہ کو نساءِ مکہ کی طرف سے اشتہاء واشتیاق کا معاملہ پیش آیا (لیکن آپ جناب سیدنا حضرت عبداللہ ہر طرح سے محفوظ رہے) اور آپ جو عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرتے اپنے والدِ گرامی سے کہتے کہ ابّا جان میں جب مکہ کی بطحاء وادی کی طرف نکلتا ہوں اور جبل شبیر پر چڑھتا ہوں تو میری پُشت سے دو نور نکلتے ہیں، ایک مشرق کی طرف جاتا ہے، اور دوسرا مغرب کی طرف جاتا ہے، پھر وہ دونوں نور گھوم کر بادل کی طرح ہو جاتے ہیں، پھر ان کے لئے آسمان کھل جاتا ہے پس وہ نور آسمان میں داخل ہوتے ہیں، پھر اُس سے نکلتے ہیں اور پھر میری طرف آنِ واحد میں لوٹ آتے ہیں۔

اور میں جس جگہ بیٹھتا ہوں اپنے نیچے (زمین) سے سُنتا ہوں (کوئی کہتا ہے) اے وہ (خوش نصیب شخص) جس کی پشت میں نورِ محمدی ودیعت رکھا گیا ہے تجھ پر سلام ہو۔

اور میں جس خشک جگہ میں یا سوکھے ہوئے درخت کے نیچے بیٹھتا ہوں تو

وہ درخت سبز ہو جاتا ہے اور اس کی شاخیں مجھ پر جُھک جاتی ہیں اور جب میں اس جگہ کو چھوڑ تا ہوں تو وہ پہلے کی طرح ہو جاتی ہے، یہ سُن کر جناب عبد المطلب فرماتے ہیں، اے بیٹا تجھے بشارت ہو، بیشک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُس ودیعت رکھےؔ گئے عزت والے کو تیری پشت سے ظاہر فرمائے گا، کیونکہ اس سعادت کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اور میں نے تجھ سے پہلے ایسے (مبارک) خواب دیکھے ہیں جو سب کے سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تیری پشت سے سب جہانوں سے زیادہ عزت والے کا ظہور ہوگا۔

سبحان اللہ! کیسی عظیم و بے مثال عظمتیں ہیں سیّدنا عبداللہ پاک کی اور کیسی بلند پایہ برکات و تجلیات کا ظہور ہے۔

ہے نور افشاں واہ واہ یہ نسبتِ نورانی
یہ فضل ہے اللہ کا اور رحمتِ یزدانی!
سردار رسولوں کا ہے ابن عبداللہ کا
یہ شان ہے حقّانی ، یہ شرف ہے لاثانی
کرے ناز نہ کیونکر وہ، جسے نور سے نسبت ہو
کہوں رشکِ قمر اُس کو، وہ جبیں ہے تو بُرہانی
جو قلب سے نہ مانے، نسبت کی بہاروں کو
نہ حدیث کو جانے ہے نہ وہ عالم قرآنی کو

(از فقیر عثمانی)

## جناب عبداللہ کے نام قرعہ نکلتا ہے

جناب عبدالمطلب کی نذر کا واقعہ تقریباً تمام کتبِ سیرت وتاریخ میں موجود ہے، دورِ حاضر کی مقبولِ عام سیرت طیبہ کی کتاب ''ضیاء النبی'' سے اقتباس ملاحظہ ہو، حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

دُنیا کا کوئی باپ آپ سے زیادہ خوش بخت اور بلند اقبال نہیں ہے، آپ اس عظیم ہستی کے باپ ہیں جو باعثِ تکوینِ کائنات ہے، اولین وآخرین انبیاء ومرسلین اور اُن کی امتیں جس کے فیض سے فیضیاب ہیں جو شفیع المذنبین ہے جو فلک نبوت ورسالت کا آفتابِ عالم تاب ہے جس کے طلوع ہونے کے بعد ہدایت کی روشنی اتنی فراواں ہوگئی کہ اس کے بعد کسی دوسرے نورِ ہدایت کی ضرورت ہی نہ رہی جس نے اپنی شبانہ روز محنت سے انسان کا ٹوٹا ہوا رشتہ اپنے رب سے جوڑ دیا ،جس نے دل لوٹ لینے والی معصوم اداؤں سے اور دل لبھانے والی اپنی میٹھی میٹھی باتوں سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت کا چراغ روشن کیا۔

جس نے اپنی نگاہ کرم سے جاں بلب انسانیت کو حیاتِ جاوداں سے بہرہ ور کیا، ایسی بے مثال وبے نظیر ہستی کے باپ کا نام عبداللہ ہے، آپ حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے اور سَب سے لاڈلے بیٹے تھے، آپ کے والد نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں دس بیٹے عطا کئے اور سب جوان اور صحت مند ہو کر اُن کی تقویت کا باعث بنے تو وہ ان میں سے ایک بیٹے کو راہِ خدا میں قربان کریں گے۔

جب سب سے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ کی عمر اٹھارہ بیس سال ہوگئی تو اب انہیں اپنی نذر ایفاء کرنے کا خیال آیا، آپ نے اپنے فرزندوں کو اپنے پاس طلب کیا، انہیں بتایا کہ انہوں نے جو نذر مانی تھی اس کو پورا کرنے کا وقت اب آ گیا

ہے، سب بیٹوں نے بڑی سعادت مندی کا اظہار کرتے ہوئے سر جھکا دیئے اور بصد ادب عرض کیا کہ اے ہمارے پدرِ بزرگوار! آپ اپنی نذر پوری کیجئے، ہم میں سے جس کو آپ قربانی کے لئے نامزد کریں گے وہ اس پر فخر کرے گا۔ اور اپنے سر کا نذرانہ بصد مسرت پیش کرے گا، طے پایا کہ بیت اللہ شریف کے فال نکالنے والے سے فال نکلوائی جائے، جس کے نام قرعہ نکلے اس کو بلا پس و پیش راہِ خدا میں قربان کر دیا جائے۔

سب مل کر بیت اللہ شریف کے پاس جمع ہوئے فال نکالنے والے کو بلایا گیا، صورتِ حال سے آگاہ کیا گیا، فال کے تیر نکال کر لے آیا، وہ فال نکالنے کے لئے تیاری کرنے لگا کسی ایک بچے کے نام قرعہ ضرور نکلے گا۔

آپ کے سارے بچے شکل و صورت اور سیرت و کردار کے لحاظ سے چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھے، کسی ایک کے گلے پر چُھری ضرور پھیری جائے گی، لیکن عبدالمطلب پہاڑ کی چٹان بنے کھڑے ہیں، اُن کے ارادے میں کسی لچک کا دُور دُور تک نشان نہیں، اپنے رب سے انہوں نے جو وعدہ کیا تھا اس کو ہر قیمت پر پورا کریں گے۔

اپنے پُختہ عزم کا اظہار وہ اس رجز سے کر رہے ہیں:

عَاهَدْتُهُ اَنَا مُوْفٍ عَهْدَهٗ
وَاللهِ لَا يُحْمَدُ شَيْءٌ حَمِدَهٗ
اِذَا كَانَ مَوْلَايَ وَاَنَا عَبْدُهٗ
نَذَرْتُ نَذْرًا لَا اُحِبُّ رَدَّهٗ
وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَعِيْشَ بَعْدَهٗ

میں نے اپنے رب سے عہد کیا ہے اور میں اپنے عہد کو پورا کروں گا، بخدا

کسی چیز کی ایسی حمد نہیں کی جاتی جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے۔

جب وہ میرا مولا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور اس کے لئے میں نے نذر مانی ہے، میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس نذر کو مسترد کردوں، پھر مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔

فال نکالنے والے نے فال نکالی، قرعۂ فال حضرت عبداللہ کے نام نکلا، یہ درست ہے کہ عبداللہ بہت حسین ہیں بوڑھے باپ کے یہ سب سے چھوٹے بیٹے ہیں، اور سب بھائیوں سے زیادہ انہیں محبوب ہیں لیکن یہاں معاملہ عبداللہ اور اس کے خدا کا ہے، اس میں کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی حائل نہیں ہوسکتی اگر اس کے خالق نے قربانی کے لئے عبداللہ کو پسند فرمایا ہے تو عبداللہ کو اس کی رضا کیلئے ضرور قربانی دیا جائے گا۔

چھری لائی جاتی ہے، عبداللہ کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنے کے لئے حضرت عبدالمطلب آستین چڑھا رہے ہیں، اس کی اطلاع بجلی کی سرعت کے ساتھ مکہ کے ہر گھر میں گونجنے لگتی ہے قریش کے روسأ یہ سُن کر اپنی مجلسوں سے دوڑے چلے آتے ہیں، مکہ کے ہر فرد پر سناٹا طاری ہے، مکہ کے سردار کہتے ہیں، اے عبدالمطلب ایسا ہرگز نہیں ہوگا، چاند سے زیادہ من موہنے چہرے والا، پھول سے زیادہ نازک بدن والا عبداللہ، اِن کے سامنے ذبح کردیا جائے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، وہ ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے، عبدالمطلب فرماتے ہیں یہ میرا اور میرے پروردگار کا معاملہ ہے اس میں دخل دینے والے تم کون ہو، بوڑھے باپ کے عزم کو دیکھ کر سارے سردار منت سماجت پر اُتر آتے ہیں، کہتے ہیں اے ہمارے سردار! اگر بیٹوں کو ذبح کرنے کی رسم کا آغاز تمہاری جیسی ہستی نے کردیا تو پھر اس رسم کو بند کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں رہے گا، اپنی قوم کے نونہالوں پر رحم

کرو، اس کے نتائج بڑے ہولناک ہوں گے، طویل کشمکش کے بعد یہ طے پایا کہ حجاز کی عُرافہ کے پاس جاتے ہیں وہ جو فیصلہ کرے اس کو سب تسلیم کریں چنانچہ سب مل کر یثرب پہنچتے ہیں، وہاں اس عُرافہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، پتہ چلتا ہے کہ وہ خیبر میں سکونت پذیر ہے، وہاں جاتے ہیں اس کو اپنے آنے کے مقصد سے آگاہ کرتے ہیں، وہ کہتی ہے مجھے ایک دن کی مہلت دو، میرا "تابعی" آئے گا میں اس سے پوچھ کر بتاؤں گی، دوسرے روز پھر اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں، وہ کہتی ہے میرا تابعی آیا تھا میں نے تمہارے سوال کے بارے میں اس سے پوچھا تھا، اُس نے اِس کا حل مجھے بتایا ہے پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے ہاں مقتول کی دیت کیا ہے، انہوں نے بتایا "دس اونٹ" اس نے کہا تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ، ایک طرف دس اونٹ کھڑے کر دینا، اور دوسری طرف عبداللہ، پھر فال نکالنا، اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تو ان کو ذبح کر دینا، تمہاری نذر ہو جائے گی اور اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو پھر دس دس اونٹ بڑھاتے جانا اور قرعہ نکالتے جانا یہاں تک کہ قرعہ عبداللہ کے بجائے اونٹوں کے نام نکلے جتنے اونٹوں پر قرعہ نکلے ان کو ذبح کر دینا، یوں تمہاری نذر پوری ہو جائے گی۔

سارا کارواں عرافہ کے اس فیصلہ کو سُن کر واپس آ گیا وراس کے کہنے کے مطابق قرعہ اندازی شروع کر دی، دس اونٹوں کے وقت بھی قرعہ عبداللہ کے نام نِکلا، دس دس اونٹ بڑھاتے گئے، لیکن ہر بار قرعہ حضرت عبداللہ کے نام ہی نکلتا رہا، یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی، اس وقت قرعہ حضرت عبدالمطلب کو بتایا گیا، آپ نے کہا تین بار قرعہ اندازی کرو، اگر تینوں بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا تو تسلیم کروں گا، ورنہ نہیں...... عالمِ انسانیت کی خوش قسمتی تھی کہ تینوں بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا، چنانچہ وہ سو اونٹ ذبح کر دئے گئے اور اذنِ عام دے دیا گیا کہ ان

کے گوشت کو جو چاہے، جتنا چاہے لے جائے، کسی کو روکا نہ جائے یہاں تک کہ کسی گوشت خور پرندے اور درندے کو بھی ان کا گوشت کھانے سے منع نہ کیا جائے۔

حضرت عبدالمطلب جب نذر ایفاء کرنے کی آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گذر گئے اور سو اونٹوں کے عوض حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی تو ان کی مسرت و شادمانی کا اندازہ لگانا ہمارے لئے ممکن نہیں۔

(ضیاء النبی صفحہ ۴۵۷، تا صفحہ ۴۵۹ جلد اول، سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۳۵، ۳۶ جلد ا، الزرقانی علی المواہب صفحہ ۹۴ تا ۹۶ جلد ا، طبقاتِ ابن سعد صفحہ ۸۸، ۸۹ جلد ا/ تاریخ الخمیس صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ جلد ا/ دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۹۸ تا ۱۰۱ جلد ا/ البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۰۶ تا ۳۰۷ جلد ۲ وغیرہا۔

قارئین کرام! یہ ہیں والدِ گرامی تاجدارِ ختمِ نبوت، کے جن کا بیٹا ہونے پر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطورِ فخر فرمایا کرتے تھے: اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ اَیْ عَبْدِاللهِ وَ اِسْمَاعِیْلَ: میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں یہ ذکر چل نکلا ذبیح اللہ حضرت اسمعیل تھے یا حضرت اسحاق، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے ایسے شخص کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا ہے جو خبر والا ہے (تو سنو) ایک مرتبہ ہم بارگاہِ نبوی میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور شکایت کی کہ زمین خشک ہوگئی ہے اور کہنے لگا یارسول اللہ میں شہروں کو خشک چھوڑ کر آیا ہوں، مال ہلاک ہوگئے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عنایت فرمائیں، اے ذبیحین کے بیٹے! یہ لفظ سن کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرادیئے اور اس پر انکار نہ فرمایا: لوگوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا پھر وہ دو ذبیح کون ہیں؟ فرمایا: حضرت عبداللہ اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ

والسلام:

یہ عجائبات وکمالات قدرت ہیں کہ جن سے اعلیٰ عظمتوں کا ظہور ہونا ہو اُن کی زندگیوں میں بڑے بڑے محیرالعقول واقعات کو داخل کیا جاتا ہے، بڑے سے بڑے امتحان سے گذرا جاتا ہے کہ اس طرح سے یہ خالق ومخلوق کے ہاں سے درجہ محبوبیت بھی پائیں اور ہر طرف اُن کے شُہرے اور چرچے بھی ہو جائیں، جس طرح حضرت اسماعیل کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک دُنبہ کی قربانی قبول فرمائی تھی اس طرح حضرت عبداللہ کے بدلہ میں سو اونٹ منظور ہوئے، دونوں کو خود قربان ہونے سے بچانے میں حکمت یہ تھی کہ پیشانی میں نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھا، تو ثابت ہوا کہ جس طرح حضرت اسماعیل بارگاہِ خداوندی میں مقرب ومحبوب ہیں اور اُن کے بدلہ میں دُنبہ کی قربانی بھی اللہ تعالیٰ نے پسند فرمائی اور بعد والوں میں سے سنت کے طور پر جاری وساری رکھا۔

ایسے ہی محبوب رب العالمین رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین کے والد پاک بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں اور اُن کے فدیہ وبدلہ میں اونٹوں کی قربانی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوئی ہے، ورنہ اگر جناب عبدالمطلب کی یہ قربانی غلط ہوگی تو پھر اس کو بطور دیت جاری وساری رکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، لہٰذا آقا ومولا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ گرامی اللہ کے مقبول ہیں، مومن ہیں اور عبد صالح ہیں، اور قدرت کا انتخاب ہیں ؎

وہ انتخاب خالق ہے اور خلق کا راج دلارا ہے
عفت، عزت، عظمت کے فلک کا روشن تارا ہے
دونوں جہاں میں کوئی بھی نہیں ہے اُن کا ہم سر، ہم پلہ
سرورِ دیں کے والد ہیں عبداللہ نام پیارا ہے

# مقامِ والدینِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محترم قارئین: آپ پہلے اوراق میں قرآنی آیات بینات کی روشنی میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین سلم اللہ علیہما کی عظمت ووجاہت کا تفصیلی بیان پڑھ آئے اب آیئے بطور تبرک ان نفوس قدسیہ کا مقام وَمَا ینطِقُ عَنِ الھَوٰی والی زبان سے جس سے حق کے سوائے کچھ نکلتا ہی نہیں اُس مقدس زبانِ حق ترجمان سے بھی کچھ ملاحظہ فرمائیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ قَسَمَ الْخَلْقَ قِسْمَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمَا قِسْمًا فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ (اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ مَآ اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ) (وَ اَصْحَابُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحَابُ الشِّمَالِ، فَاَ نَامِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ وَ اَ نَامِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ۝

نوٹ: رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندانی پس منظر کو بیان فرماتے ہوئے جب اپنے آباء واجداد وبالخصوص والدین کریمین کا تذکرہ وشان بیان فرماتے ہیں تو اُن کے مرتبے اور مقام کو بیان فرماتے ہوئے بطور دلیل قرآنی آیات کو بغرضِ حوالہ بیان فرماتے ہیں تاکہ ان کے مرتبہ ومقام کے بیان کو قطعیت حاصل ہوجائے واہ کیا شان ہے میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرزِ بیان کی گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میں اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ محض اپنے ذوق سے نہیں کررہا حالانکہ یہ بھی حق تر ہے بلکہ میں مشیتِ الٰہی کو بھی بیان کررہا ہوں کہ مرضیءِ الٰہی نے بھی یہی فیصلہ فرمایا ہے کہ والدین کریمین مصطفیٰ کا مقام اوران کی عظمت وشان مدلل ومبرہن

پیرایہ میں بیان ہو جائے تا کہ شک کی گنجائش ہی نہ رہے بلکہ امکان بھی ختم ہو جائے دوسرا یہ کہ اِن نفوسِ قدسیہ کی شان بیان کرنا سُنتِ الٰہیہ بھی بن جائے اور سُنّتِ محمدیہ بھی بن جائے تا کہ کوئی بد بخت اس عظیم بیان کو نظر انداز کرنے کا بہانہ نہ بنا سکے بلکہ ان کے نام کی تسبیحات سے امت کی زبانیں تر بتر رہیں دینی محافل میں ان کی شان وعظمت کی زمزمہ خوانی تا قیامت جاری وساری رہے، کس قدر متّہم بالشان یہ مقام ہے مگر افسوس آج ہماری محافل میں ان کا تذکرہ ناپید ہو چکا ہے جو کہ بہت بڑی محرومی ہے امت ایک اہم ایمانی فریضے سے کس قدر غافل ہو چکی ہے بندہ ناچیز والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی فرضیت پر ایک الگ باب قائم کرے گا آنے والے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں، اب آیئے بیان کردہ حدیث شریف کے ابتدائیہ میں غور کرتے ہیں:

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بیشک اللہ تعالیٰ نے جب کائنات کو وجود بخشا تو کائنات کے باسیوں کو دوحصوں میں تقسیم فرمایا یعنی لوگوں کے دو طبقے بنائے فَجَعَلَنِی مِنْ خَیْرِ ھِمَا پس مجھے ان میں سے جو سب سے بہتر طبقہ تھا اس میں رکھا (یہاں مِن بطورِ تفضیل آئی ہے اس لئے میں نے ترجمہ بہتر تر کیا اور یہی اس کا حق ہے جو آگے تو ڑ تک جائے گا) بطور دلیل آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن حکیم کی آیت تلاوت فرمائی، وَاَصْحَابُ الْیَمِیْنِ مَا اَصْحَابِ الْیُمِیْن، یعنی وہ طبقہ داہنی جانب والے ہیں جنت میں اعلیٰ درجے والے ہیں اور کیا ہی شان ہے اور کتنی ہی عظمت والے ہیں وہ لوگ جنہوں نے اَصْحَابُ الْیُمِیْنِ ہونے کا شرف پایا ہے وہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں تشریف فرما ہیں، فرمایا فَاَنَا مِنْ اَصْحَابِ الْیُمِیْنِ تو میں اصحاب یمین یعنی جنت میں اعلیٰ درجوں میں

جلوہ افروز لوگوں سے ہوں یعنی میری پدری نسل او مادری نسل کے لوگوں کو قدرت نے ابتداہی سے جنت کا مالک بنایا ہے وہ جنت کے اعلیٰ درجات میں تشریف فرما ہیں میں اُن میں سے تشریف لایا ہوں بلکہ وَ اَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ اور میں ان لوگوں سے ہوں جو جنت کے اعلیٰ درجوں میں تشریف فرما ہیں ا ن سے بھی جو عظیم تر ہیں جن کی نشست گاہیں اعلیٰ سے بھی اعلیٰ درجات ہیں ان سے بھی جو اوپر ہیں یعنی صدر مقام میں جلوہ افروز ہیں میں اُن میں سے تشریف لایا ہوں اللہ اکبر کیا ہی خوب مرتبہ بیان فرمایا گیا ہے، قرآن نے اس کی یوں توثیق فرمائی وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ اور اصحاب یمین کتنی ہی عظیم شان والے ہیں اصحاب یمین جن کی رہائش گاہوں کا جنتی ماحول یوں ہے:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْضٍ ○

بغیر کانٹوں کے ملائم بیریاں ہیں اس میں

وَ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ :اور کیلے کے نرم وگداز گچھے ہیں ان کے لئے ...... وَ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اور ہمیشہ کے لئے ان کے واسطے گھنے سائے ہیں جو ان کے لئے لطف وسرور کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

وَ مَآءٍ مَّسْکُوْبٍ اور ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہے ان کی عزت کی خاطر وَفَاکِھَۃٍ کَثِیْرَۃٍ لَّا مَقْطُوْعَۃٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَۃٍ اور کثیر تعداد میں پھل میوے پاکیزہ جو کبھی بھی ختم نہ ہوسکیں اور نہ ہی کبھی روکے جاسکیں منع کیے جاسکیں وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَۃٍ اصحاب یمین کے لئے یہ نعمتیں اور بلند وبالا بچھونے ہیں وَ اَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ بہر حال اگر یہ اصحاب یمین کی شان ہے تو کیا ہی نرالی شان ہے فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ پس اصحاب یمین تو آپ کو اے حبیب سلاموں کا بھی تحفہ پیش کریں گے قارئین محترم کیا ہی خوب منظر کشی ہے خاندانِ

نبوت کی عظمتوں کی بالخصوص والدین کریمین طیبین سلام اللہ علیہما (واقعہ القرآن)

درج بالا بیانِ قرآن نے طے کر دیا ہے کہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ومرتبہ والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی خاص ہے اور آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کے لئے ہی خاص ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ ہے اسی لئے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطورِ خاص ان کا ذکر فرمایا ور اپنے پیکر عصمت کی نسبت طبعی ان نفوس قدسیہ کی طرف فرمائی اور فرمایا: اَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ اصحابِ یمین میں جو سب سے اعلیٰ ہیں اور میں ان سے ہوں اللہ اکبر حدیث کا اور حصہ ملاحظہ ہو، فرمایا:...... ثُمَّ قَسَمَ قِسْمَیْنِ اَثْلَاثًا فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِهِمَا اَثْلَاثًا پھر اس تقسیم شدہ حصوں کو پھر سے تین حصوں میں تقسیم فرمایا جس کی دلیل قرآنِ حکیم کی یہ آیات ہیں، فذلک قولہ اللہ کے اس قول میں غور کرو۔ اَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ مَآ اَصْحَابُ الْمَیْمَنَةِ: دہنی جانب والے کیا شان رکھتے ہیں، دہنی جانب والے وَ اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحَابُ الْمَشْئَمَةِ بائیں جانب والے یعنی دوزخ والے کتنے ہی غمناک ہو ں گے بائیں جانب والے، وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اور دائیں جانب والوں یعنی جنت والوں میں ہے جو اعلیٰ ترین درجات جنت میں متمکن ہیں ان میں سے بھی، کچھ خاص الخاص بلکہ اَخص الخاص طبقۂ عظمت ہے جو قرب وحضور الٰہی میں اتنی سبقت لے گئے اتنے آگے بڑھ گئے اتنے آگے بڑھ گئے اتنے آگے بڑھ گئے کہ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہ خوش خصال وخوش نصیب خدائے ذوالجلال کے مقرب بنائے گئے یہ قرب وحضور الٰہی میں اتنے آگے چلے گئے کہ حُسنِ سرمدیت میں امر ہو گئے، فرمایا فَاَنَا مِنْ خَیْرِ السّٰبِقِیْنَ فرمایا حُسن الوہیت میں مِٹ جانے والوں میں جو سب سے اوپر درجۂ قرب وحضورِ الٰہی ہے وہ تقرب حاصل کرنے

والوں میں سے بھی جو سب سے بلند و بالا ہیں میں اُن کی اولاد ہوں بولئے جناب اس بزمِ امکاں میں ہے کوئی درجہ جو باقی رہ گیا ہو تمام درجاتِ عالیہ میرے کریم آقا کے والدین کریمین طیبین طاہرین سلم اللہ علیہا کو عطا فرمائے گئے جن کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وسلم نے خود نبوت کی زبان سے بیان فرمایا اور تائید میں قرآن حکیم کی آیات کو بیان فرمایا جو مشیتِ الٰہی کا خصوصی اہتمام ہے قرآنِ کریم نے والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کاشانہء رحمت جو جنت میں ہے اسے اس کے انفرادی محاسن میں یوں بیان فرمایا ہے: اُولٰٓـئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ یہی مقرب تر نفوس ہیں فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ بے شمار نعمتوں والے باغات میں خرامِ ناز فرمائیں گے: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو خَلقی یا خُلقی یا پھر ہر دو تعلق رکھنے والے ہوں گے وہ ہر دور میں امن اور سکون کے ماحول میں تشریف فرما ہوں گے خواہ وہ اپنے دور کی تھوڑی تعداد والے ہوں گے یا زیادہ بہر صورت جنت کے مالک ہوں گے ان کی شان یہ ہو گی وَعَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ اللہ تعالیٰ انہیں خوبصورت پرسکون تختوں پر بیٹھائیں گے جو جنت کے سونے اور چاندی سے مرصّع ہوں گے زرنگار ہوں گے چمکدار ہوں گے تابدار ہوں گے، پھر ان کی تکریم کی خاطر فرمایا مُّتَّكِئِیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۝ ان شاہی تختوں پر ان کو نور کے تکئے پیش کیئے جائیں گے جن پر وہ ٹیک لگا کر بیٹھیں گے، یہ ماحول خلوت والا نہیں ہوگا بلکہ متقبلین وہ اپنی شانوں کے ساتھ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے حُسن سرمدی میں محوِ نظارہ ہوں گے یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ جنتی غلمان خدمت کے لئے ان کے گرد اگرد طواف کریں گے۔

اور یہ خالی ہاتھ نہیں بلکہ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝

وہ خدمت گار مشروب جنت کے کٹورے ہاتھوں میں لئے ہوئے نیاز مندی سے عرضِ خدمت کریں گے اُن کی آنکھوں کے سامنے جام بھرے جائیں گے اور مشروب مطہرہ اور عسلِ (شہد) مصفّٰی پیش خدمت ہوگا لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ○ وہ اس قدر ٹھنڈک والے نہیں ہونگے کہ ان کی ٹھنڈک سے سر میں کوئی تکلیف دہ احساس محسوس نہ ہوگا اور نہ ہی اُنہیں پی کر کوئی خُمار وغیرہ چڑھے گا بلکہ حُسن اُلوہیت کو تکنے کے لئے بدستور ہوش قائم رہیں گے تاکہ جلوۂ دیدارِ الٰہی میں کوئی خلل واقع نہ ہو وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ○ مہمان خانۂ جنت میں میوے پھل تو ان ہی محبوبوں کی خواہش کے مطابق ہی پیش کئے جائیں گے تیار کئے جائیں گے۔

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ ان کی مرضیء عظمت کے مطابق انہیں جنتی پرندوں کا گوشت پیش کیا جائے گا وَحُوْرٌ عِيْنٌ ○

اور خوبصورت بڑی آنکھوں والی حوریں اُن کی خادمائیں ہونگی كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ○ گویا کہ وہ حوریں بیش قیمت چھپے ہوئے موتی ہونگے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کیا ہی خوبصورت محبتوں کا بدلہ ہے لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا جنت کے نعمت کدوں میں کوئی بیکار فضول بات ان تک نہ پہنچ پائے گی وَّلَا تَاْثِيْمًا ○ اور نہ کوئی بیہودہ صورت وہاں ہوگی، وہاں اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ○ مگر یہ ضرور ہوگا کہ جنت کے پورے ماحول سے انہیں سلامیاں ہی نذر کی جائیں گی حتی کہ خدا تعالٰی بھی خود یوں فرمائے گا وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی اے میرے مصطفاؤ آؤ آج خدا بھی تمہیں سلام کرتا ہے اور تمہارے ساتھ ملاقات کا شوق رکھتا ہے اور سب سے پہلا تحفہ تمہیں یوں پیش فرماتا ہے وَتَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ میری طرف سے بھی ملاقات کا پہلا تحفہ سلام ہے

وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا۝ آج ہر تکریم تمہارے ہی لئے ہے ہر سلامتی آپ کی جانب جاری ہے، پھر اے میرے حبیب جب یہ مقرب ترین لوگ اپنی مسندوں پر جلوہ افروز ہوں گے تو اس وقت اُسی حالتِ تقرب میں آپ انہیں میری بارگاہِ خاص میں نظر آنے لگیں گے تو وہ آپ کو میرے قرب وحضورِ الٰہی میں دیکھ کر وجد میں آجائیں گے۔ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ راحتِ قلب کا نوران کو ڈھانپ لے گا وَ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۝ نعمتوں سے معمور جنت کا ماحول اُنہیں گرمادے گا وہ بے خود ہو کر بے ساختہ بول اٹھیں گے فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ۝ آقا سلام ہو سلام ہو آپ کو اصحاب یمین کی طرف سے سلام ہو آپ کو داہنی جانب والوں کی طرف سے سلام ہو آپ کو مقربینِ حق کی جانب سے سلام ہو آپ کو سب اہل جنت کی طرف سے سلام ہو آپ کو سب اہلِ جنت کی طرف سے سلام ہو آپ کو اپنے قریبیوں کی طرف سے سلام ہو آپ کو نسبت والوں کی طرف سے سلام ہو سلام ہو سلام ہو۔

قارئینِ محترم! ذرا چشم تصور میں اس عالم بالا میں چلے جائیں جس کا آپ نے قرآنی آیات میں بیان پڑھا جب اصحاب یمین اور مقربین کی بارگاہ ناز میں سلامیاں پیش ہو رہی ہوں گی تو کیف ومحبت کا یہ بے مثال خوبصورت ماحول پورے جوبن پر ہوگا عین اسی عالم میں میرے کریم آقا کے کریم والدین اپنے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے جو سب سے اعلیٰ ترین مقامِ جنت ہوگا اس سے جب جھانک کر یہ منظر دیکھیں گے تو ان کی کیفیت کیا ہوگی اور جب قرآنی ضابطے کے مطابق اپنے فرزندار جمند کو محبتوں اور چاہتوں سے لبریز سلام فرمائیں گے تو اس وقت فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ۝ کی تفسیر کیا ہوگی اس کی معنوی وسعت کا کیا عالم ہوگا اور ان نفوسِ قدسیہ کی محبتوں کا حال کیا ہوگا اور خود تاجدار کائنات امام الانبیاء

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سرشاریوں کا عالم کیا ہوگا یہ وہ کیفیات ہیں جن کے بیان کرنے سے خود لفظوں خیالوں اور افکار کو پسینہ آ رہا ہے بس مجھے فقط اتنا یاد ہے کہ اس بزمِ نور کی عظمت و کیفیت خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں۔

بس اِتھاں چپ دی جا ہے اَلا کوئی نہیں سکدا

عقل را قربان کُن پیشِ مقامِ مصطفیٰ ومقامِ والدینِ مصطفیٰ اس پر نور کیف وسرور کو بیان کرنے سے میں عاجز آ چکا ہوں میرے بس کی بات ہی نہیں رہی کہ میں اُن لطیف حقائق کو بیان کر سکوں ہر صاحبِ ایمان اپنے ایمان وعقیدت اور وجدان اور بے خود تمناؤں سے خود اس ماحول میں اتر جائے اور اپنے روحانی حواس سے محسوس کرے بعد ازاں خود بولے کیا دیکھا کیا پایا اس پاکیزہ ماحول کی نزاکت کیا ہے ان بے مثال ہستیوں کا مقام کیا ہے ان کی عظمت کیا ہے وجاہت کیا ہے وہاں طرفین میں سرشاریاں کیا ہیں رب العلی کی خوشنودی کا منظر کیا ہے: آقا کریم اور والدین کریمین کی خوشیوں کا باہمی ماحول کیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ الثَّلَاثَ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمَا قَبِیْلَةً پھر اُن تینوں طبقات کو قبائل میں تقسیم فرمایا پس مجھے سب سے بہترین قبیلے میں پیدا فرمایا یعنی میرا قبیلہ تمام قبائل سے ہر لحاظ سے بہتر تر ہے دلیل اس کی قرآن یوں بیان فرمایا تا ہے (شعوبًا وقبائل) لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقٰکُمْ فَاَنَا اَتْقٰی مِنْ وُّلْدِ آدَمَ وَاَکْرَمُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَ لَا فَخْرَ میں تمام اولادِ آدم سے پاکیزہ تر ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور معزز تر ہوں لیکن میں اس عظمت پر بھی فخر نہیں کرتا، اس قبیلۂ عظمت کا مظہرِ اتم کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کریم والدینِ رحمت ہیں کیا ہی خوبصورت تصورِ عظمت ہے والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا

......پھر فرمایا: فَجَعَلَ الْقَبَآئِلَ بُیُوْتًا پھر اللہ نے قبائل کو تقسیم فرمایا گھروں میں فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمَا بَیْتًا پس تمام گھروں میں سے سب سے بہترین گھر مجھے عطا فرمایا، دلیل یہ ہے فَذَالِكَ قَوْلُهُ تعالیٰ : جیسے اللہ تعالے نے یوں فرمایا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا○ اے حبیب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت کاملہ میں طے فرمالیا ہے آپ کے گھر والوں کو ہر آلودگی اور پلیدی سے عصمت وحفاظتِ کاملہ عطا فرمائے کوئی ناپاکی آپ کے کاشانۂ رحمت وعفت میں داخل نہ ہوسکے آپ کے اہل بیت محفوظ ومعصوم رہیں اور تمام پاکیزگیاں آپ ہی کے گھر اتاری جائیں تاکہ کاشانۂ عظمت کا پورا ماحول نورانی لطافتوں سے یکسر معمور ہوجائے خاندانِ نبوت کے نفوسِ قدسیہ قُدسیوں کے لئے بھی قبلۂ محبت بن جائیں خانۂ اقدس کے افراد کو اس طرح پاک کردیا جائے جس طرح پاک کرنے کا حق ہے یہ دولت کدہ رشک ارم بن جائے نوریوں کا مَطاف بن جائے واہ کیا شان ہے کاشانۂ رحمت کی اہل بیتِ رسول اللہ کی۔

نوٹ: روایتی ذخیرہ علم میں اہلِ البیت کے مصداق میں اہل علم کے نزدیک ایک علمی بحث ہے آلِ اطہار اور ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہم وعلیہن اجمعین دونوں طبقات اس میں شامل ومصداق ہیں یا فقط آلِ میں اس بحث میں نہیں الجھنا چاہتا میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں میں صرف اتنا ضرور جانتا ہوں قرآنی آیات میں کاشانۂ نبوت کا تقدس بیان ہوا ہے افرادِ خانہ کی عصمت وعفت بیان ہوئی ہے نظافت وطہارت بیان ہوئی ہے قرآن گواہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواجِ مطہرات بھی عفت مآب پاکیزگیوں کے نور میں ملبوس عطا فرمائی ہیں وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ○ اور عصمت مآب عورتیں عصمت مآب مردوں کے لئے

اور عصمت مآب مَرد عصمت مآب عورتوں کے لئے ہی موزوں اور خاص ہیں یاوا گوئی کرنے والے ان کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والے رسوا کتوں کی طرح بھونک رہے ہیں قرآن نے کھلے لفظوں میں فرمادیا اُولٓـئِکَ مُبَرَّءُ وْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ۝ اے حبیب آپ کے کاشانۂ رحمت میں موجود نفوسِ قُدسیہ ایسی باتوں سے بالکل بری ہیں بلند وبالا ہیں کوئی بھونکتا ہے تو بھونکتا ہی رہے آپ کی ازواج مطہرات کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہم ان کی صیانت وعصمت کو اپنے ذمۂ کرم میں لے لیتے ہیں اور ہم خدا ہو کر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ کے اہل خانہ پاکیزگیوں کے نور میں محفوظ رہتے ہیں، رہا آلِ پاک اولادِ اطہار کا معاملہ تو یہ بات تو سورج کی روشنی سے بھی روشن تر ہے کہ زبان نبوت نے نزولِ آیتِ تطہیر کے وقت فوراً ہی ان عصمت مآب نفوس قدسیہ کو چادرِ تطہیر میں لے کے کل جہان کی پاکیزگیا ں ان کے نام کر دیں صریح نص میں انہیں بیان فرمایا کہ مولائے کائنات مشکل کشائے کائنات، اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وسلم اللہ علیہما سیدۃ النساء العالمین راحتِ جانِ رحمۃٌ للعالمین جگر گوشۂ رسول البتول سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسلم اللہ علیہا اور سید الشہداء شاہزادۂ گُلگُوں قباء سیدنا امام حَسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الشہدا وفادارِ دینِ مصطفیٰ رازدارِ ہل اتی تصویرِ حُسنِ مصطفیٰ تفسیر کلامِ خدا سیدنا امام حُسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریحاً بیان فرمایا ان کی عصمت کا اعتقاد نہ رکھنا عصمتِ نبوت کو نہ ماننے کے مترادف ہے تاہم اس بابت ملاں اِزم کا جھگڑا محض جہالت ودنانت اور دوکانداری ہے دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ویسے بھی ماں اور بچوں کے درمیان مقابلہ کسی بھی انسانی معاشرے میں ہے ہی نہیں چہ جائیکہ اسلام کے پاکیزہ معاشرے میں ہو! ۔۔۔جناب ام المؤمنین مالکہ جنت جن کو خدا تعالیٰ کی بارگاہِ قدس سے سلاموں کے تحفے آئیں سیدہ

طیبہ طاہرہ جناب اماں خدیجۃ الکبریٰ سلم اللہ علیہا اور بناتِ رسول اور اولادِ رسول صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کے درمیان کیا موازنہ کرو گے وہ اہلِ بیت میں شامل ہیں کہ نہیں جب ایسا کرنا بہر صورت غیر موزوں غیر معقول ہے تو دیگر امہات المؤمنین کی بابت ایسا سوچنا کیسے معقول ہو سکتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ووالدیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ کے گھر کا معاملہ ہے اُمت کو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر جھانکنے اور ان کے گھر کے فیصلے کرنے کا کوئی حق نہیں اگر ازواجِ مطہرات سلم اللہ علیہن اجمعین اُمہات المؤمنین ہیں تو آلِ پاک تمام اہل ایمان کے ایمانوں کی بنا ہیں بنیادیں ہیں ان کے بغیر ایمان کا وجود ہی غلط ہے بے حقیقت ہے جھوٹ ہے بے کار ہے قرآن نے ان کے احترام اور ان کی محبت کی دعوت دی ہے حکم دیا ہے ان کو تولنے سے منع فرمایا ہے امت کو چاہیئے اپنے مزعومہ عقلی ترازو توڑ دیں پھینک دیں ورنہ برباد ہو جائیں گے یہ کاشانۂ نبوت ہے یہ مطافِ قُدسیاں ہے قبلہ گاہِ دلبراں ہے کعبۂ عقیدت منداں ہے مہبطِ نورِ یزداں ہے مرکزِ کن فکاں ہے مبدءِ علم وعرفاں ہے مخزنِ راحتِ انس وجاں ہے پناہ گاہِ جہاں ہے، لہٰذا ان نفوسِ رحمت پر بحث حرام جانو بس انہی کے ہو جاؤ اِنہیں کی غلامی ومحبت میں زندگی بیتاؤ یہی حقیقتِ دین ہے اس کے تقدس پر بحثیں نہ کرو یہاں قلب ونگاہ کی صراحیوں کو سرنگوں رکھو آلِ پاک کی محبت میں امر ہو جاؤ ازواج پاک کے حیاء میں جھکے رہو ورنہ یزید بنا دیے جاؤ گے العیاذ باللہ، اللہ تعالی نے ان پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے ان سے محبت کا حکم دیا ہے ان پر بحثیں چھوڑ دو ورنہ تباہ وبرباد ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے اپنی پناہ میں رکھے آمین ثم آمین۔

## آیتِ تطہیر اور والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قارئینِ محترم: اس آیہ مقدسہ پر بحث ونظر ایک معتدل حوالہ آپ پہلے صفحات میں پڑھ آئے مگر یہاں اس آیتِ کریمہ سے عصمتِ والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا ہے جن کی علمی قوتیں شاہد عادل ہیں اس آیت کریمہ میں لفظِ اہل بیت پر بار بار غور فرمائیں حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی گھر کی زندگی کا اُصولی اور عادی تصور اُس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب انسان اس منصہٴ شہود میں آجاتا ہے اس کائنات میں اپنی زندگی کی ابتداء کا آغاز کرتا ہے تو جنم لیتے ہی انسان کو اس گھر کے ایک فرد ہونے کی الگ سی ایک حیثیت مِل جاتی ہے۔

ماں باپ دنیا میں ابتدأً ایک نام دیتے ہیں پھر اس کی انفرادی حیثیت متعین ہوتی ہے پھر اسی گھر میں ہی ابتداءً اِسے لوازماتِ حیات مُہیا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، افرادِ خانہ میں سب سے پہلا قرب انسان کو والدین کی صورت میں میسر آتا ہے یہ ابتدائی فطری تعلق انسان کے ساتھ تاحیات قائم رہتا ہے بلکہ تا ابدالآباد ہمیشہ انسان انہیں عظمتوں کے ساتھ موسوم ہوتا ہے منسوب رہتا ہے باقی تمام فطری سماجی اور مُعاشرتی تعلقات اور نسبتیں عمر کے بتدریج مراحل میں میسر آتے ہیں بلکہ یہ بات حتمی قطعی اور یقینی ہے کہ گھر کے افراد کا ابتدأً نقطہٴ آغاز ماں باپ ہی ہوتے ہیں حیرت اس بات پر ہے کہ اس فطری حُسن کو سمجھا ہی نہیں گیا آیتِ تطہیر میں آلِ اطہار علیہم الرضوان کے مراد ہونے کا مذہب بھی قائم ہو گیا اور ازواجِ مطہرات کو بھی شامل کیا جائے گا مگر گھر کے افراد میں اہلِ بیت میں جو سب سے پہلی اور ابتدائی اکائی ہے ان کا اس ضمن میں تذکرہ کرنا کیوں ضروری نہیں سمجھا گیا حالانکہ یہ اصولی اکائی ہے ہم اصول کو تو پسِ پُشت ڈال رہے ہیں جبکہ فروع کو بڑی شدومد کے ساتھ قبول بھی کرتے ہیں بیان بھی کرتے ہیں یہ کہاں کا انصاف

ہے؟ رہا یہ سوال کہ اس آیت کریمہ کے مصداق کو حدیث بیان کر رہی ہے جبکہ والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث نے بیان نہیں کیا تو دوستانِ محترم یہی سب سے بڑی علمی خطا ہے اور مغالطہ ہے کمزوری ہے زیر بحث آیتِ کریمہ کے مقتضاء پر بار بار غور فرمائیں جلدی سمجھ میں آ جائے گا آیت مبارکہ میں اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت طہارت لطافت ونزہت کو بیان کیا گیا ہے یہی نزولِ آیت کی علت غائی اور مشیت الٰہی کا بنیادی مقصد ہے حیرت ہے یہ علّت مشترک ہے فروع کی بناء اصول ہے نہ کہ اصول کی بنا فروع ہیں اب آیئے غور فرمائیں آلِ پاک رضی اللہ عنہم اجمعین کے نفوس قدسیہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فروع ہیں اُصول نہیں، اصول ان نفوسِ قدسیہ میں آلِ پاک کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کی طہارت قطعی اور یقینی ہے کیونکہ ان کے اُصول سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے کریم آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں اور امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کے اصول کریم آقا کے والدین کریمین ہیں علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں حیرت ہے اُمت فروع یعنی آلِ پاک کی طہارت پر تو یقین رکھتی ہے اس میں کوئی دورائے نہیں مگر جو نفوسِ قدسیہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے بھی اصول ہیں ان کی قطعی تر عصمت وطہارت پر یقین اور اعتقاد کیوں نہیں آیا یہ امت کی بھول ہے حالانکہ خود زبانِ رسالت نے بڑے اہتمام کے ساتھ اسے بیان فرمایا ہے اُنتقلُ مِنْ طَیِّبٍ اِلٰی طَاهِرٍ ......الخ میں پاک باپوں سے پاک ماؤں کی طرف منتقل ہوا دنیا میں تشریف لایا ان پاکیزگیوں کا خُلاصہ والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں بولئے جناب اس سے بڑی شہادت بھی کوئی کائنات میں ہے؟ تو ثابت ہوا کہ آیت تطہیر کا اول مظہر اتم والدین کریمین ہی ٹھہرے: کیونکہ نسبتِ

نبوت میں یہ نفوسِ قدسیہ اصول کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ آلِ اطہار وجودِ نبوت کی شاخ اور فرع ہیں وجودِ نبوی ہی دونوں میں استعارۂ طہارت ہیں لہٰذا دونوں طبقات کی طہارت قطعی اور یقینی ہے والدین کریمین اور آلِ پاک آیت کے مصداق ہیں ربطِ کلام میں سیاق وسباق کے قرینے سے ازواج ومطہرات بھی مصداقِ آیت ہیں۔

بیان کردہ آیتِ تطہیر کے ضمن میں جو آل پاک کی عظمت میں حدیث وارد ہوئی اس میں کوئی شک نہیں یہی نفوس قدسیہ اس آیت کے مصداق ہیں مگر یہ حدیث پاک بیان کردہ آیت اور طہارتِ والدینِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کوئی علمی مانع ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ حدیث والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت وعصمت میں مؤثر تر ہے اور کامل دلیل ہے صورت اس کی یہ ہے کہ فروع میں جو عظمتِ طہارت وعصمت ثابت ہو چکی ہے کیونکہ اس فروع کا اُصول پیکرِ نبوی ہے، تو اس عصمت وطہارت پر اعتقاد رکھنا فرض ہے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت وطہارت پر اعتقاد رکھنا فرض ہے عین اسی طرح والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت وطہارت پر اعتقاد ویقین رکھنا بھی فرض ہے، کاشانۂ نبوت کا تقدس منصوص ہے قطعی ہے حیرت ہے درودیوار کے احترام میں ہم مستعدر ہیں مگر اس میں رہنے والے بابرکت وجودوں کی بابت ہم سوچ میں پڑ جائیں کہ کیا کیا جائے رہا یہ سوال کہ اس آیتِ تطہیر سے اس طرح کا استدلال پہلے نہیں ہوا تو میری جان مَیں اس کا ذمہ دار نہیں رہا یہ کہ میں نے استدلال جو کیا ہے یہ کس حد تک صحیح ہے یہ اہلِ علم ہی فیصلہ کر سکتے ہیں مگر میں اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ میرے بیان کردہ استدلال کے مدِ مقابل معارضہ کا آپ کو حق ہے مگر وہ معارضہ کسی علمی قوت میں ہو، میری مستدل آیت اور

میرے استدلال کے درمیان کوئی علمی مانع لے آئیں جس کی کوئی نہ کوئی علمی حیثیت وقوت ہو، یہ کوئی مانع نہیں کہ پہلوں نے ایسا نہیں کیا تم نے ایسا کیوں کر ڈالا بے شمار ایسے نظائر ہیں کہ پہلوں کے پہلوں نے ایسا استدلال نہیں کیا مگر بعد میں آنے والوں نے کیا ہے دلائل شرعیہ ہی اصل قوت ہوتے ہیں نہ کہ کوئی مولوی ،کائنات کا کوئی بڑے سے بڑا عالمِ دین دین کے اندر بذاتِ خود دلیل کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ بذاتِ خود کسی دینی مسئلے کو بیان کرنے کے لئے وہ محتاج دلیل ہے تاہم یہ علمی میدان ہے وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے اگر کوئی غیر متعصب علم والا میرے استدلال کا رد کرنا چاہیے تو میں حاضر ہوں دلیل کی قوت پر میرا یقین ہے اس استدلال کے خلاف اگر کوئی معقول دلیل سامنے آئی تو رجوع ہوسکتا ہے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اگر یہ میرا استدلال صحیح ہے تو اس میں میری صلاحیت کا ایک رتّی برابر اثر نہیں یہ محض خدائے ذوالجلال والاکرام کی عطاء ہے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت ہے اور کرم ہے آقا کے کریم والدین شریفین طیبین طاہرین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی فیاضی ہے شانِ کریمی ہے اگر یہ استدلال علمی کوائف کے اعتبار سے درست نہیں تو یہ میرا علمی قصور ہے مذکورہ بالا ذاتیں اس سے بری ہیں تاہم اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا منشاءِ الٰہی طے کر چکی ہے، اے حبیب آپ کے اہل خانہ کو ہر آلودگی سے پاک رکھا جائے اور تمہیں اس طرح پاکیزہ رکھا جائے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے اس میں ایک بات خوب واضح ہے کہ اہل بیت آلِ اطہار هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِىْ حضرت علی وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اور اُن کے شہزادوں کی بابت فرمایا کہ یہ میری اہل بیت ہیں لہٰذا ان کی طہارت ہی منشائے آیت ہے یہ حدیث ان نفوسِ قدسیہ کے مصداق آیت ہونے کی بیّن دلیل ہے اس

وصف طہارت کی بناء پر جو مؤثر ہے اصول میں وہ نفوس رحمت بدرجہ اَتم مِصداق ومراد ہیں دلیل اس کی یہ ہے۔

کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنتَقِلُ مِنْ طَیِّبٍ اِلیٰ طَاھِرٍ ......الخ

کہ میں پاکوں سے پاکوں میں منتقل ہوا حتی کہ سب پاکوں کے خلاصہ اپنے والدین کریمین کی آغوشِ رحمت میں جلوہ اَفروز ہوا بنابریں جس طرح وصف طہارت فروع میں مؤثر ہے یعنی اولاد اطہار میں عین ایسے ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ مؤثر ہے اصول، یعنی والدین کریمین میں بھی بلکہ ان میں پہلے سے ہی طہارت کاملہ کا نور جلوہ گر تھا سباق وسیاقِ کلام میں مربوط معنوی نظم بھی یہی بول رہا ہے کہ پورا کاشانہ نبوت طہارت وپاکیزگیوں کے نور میں نہایا ہوا ہے وہ کاشانۂ نبوت جو خاندانِ نبوت پر مشتمل ہے وہ خانوادۂ عظمت پورا والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں ہوا زواجِ مطہرات کی صورت میں ہو یا اولاد امجاد اور آل پاک کی صورت میں ہو نسبت رسولی ہی علّتِ مؤثرہ ہے ان تمام کی طہارت میں اور یہ طہارت قطعی اور یقینی ہے اگر یہ سوال کیا جائے کہ نزولِ آیتِ تطہیر کے وقت تو والدین کریمین تھے ہی نہیں تو ان کو اس آیت کے مضمون میں کیسے شامل کیا گیا ہے؟ جناب والا جواب اس کا یہ ہے کہ لاتعداد حقائق ایسے ہیں جو نزولِ آیتِ تطہیر کے وقت موجود نہیں تھے صدیوں پرانے ہو چکے تھے مگر قرآن نے انہیں بیان فرمایا انہیں حقائق کو ترغیب وترھیب کا مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے بیان فرمایا ہے اس طرح تو ان پر یہی اعتراض کیا جا سکتا ہے!

گذشتہ حقیقتوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ان سے عبرت ونصیحت حاصل کی جائے عین ایسے ہی والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام اگرچہ نزول تطہیر کے وقت موجود تو نہ تھے مگر معلوم ضرور تھے محبوب ضرور تھے، مقصود ضرور تھے، دلیل

اس کی یہ ہے کہ جیسے زبان رسالت نے ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر صراحتاً بیان فرمایا ہے یعنی حضرتِ فاطمہ وحسن وحسین سلام اللہ علیہم اجمعین کو مضمونِ طہارت کا مصداق بیان فرمایا ہے۔ عین ایسے ہی اس وصفِ طہارت میں اپنی زبانِ رسالت سے اپنے آباؤاجداد بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھی اَنتَقِلُ مِنْ طَیّبٍ اِلیٰ طَاھِرَۃٍ ......الخ کے نورانی الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ میں پاک پشتوں سے یعنی پاک باپوں سے پاک ماؤں کی طرف منتقل ہوتا ہوا تشریف لایا ہوں اب آیئے ذرا اصول کی جانب آیتِ تطہیر میں اہلِ بیت کا لفظ مطلق ہے اَلْمُطلَقُ یَجْرِی عَلیٰ اِطْلَاقِہٖ ہر مطلق اپنے اطلاق پر ہی جاری ہوتا ہے مذکورہ لفظ اہل بیت قرآن میں مطلق وارد ہوا ہے اس کے لئے کوئی تفسیر بطور وصف وارد ہی نہیں ہوئی اور کوئی قرینہ ہی ایسا نہیں جو اِس اطلاق کو مقید کر سکے تو سماجی معاشرتی اقدار کے مطابق یہ طے ہے کہ افراد خانہ کی پہلی اکائی انسان کے والدین ہوتے ہیں پھر انسان کا اپنا وجود پھر اولاد پھر اولاد کی اولاد......الخ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن نے اولاد کی اولاد کا تو عظمتِ عصمت وطہارت کے حوالے سے اِعلان فرما دیا ہے یہ اعلان نسبتِ نبوی کے حوالے سے ہے اور جو پیکرِ نبوت اور وجودِ نبوی کے اصول یعنی والدین کریمین کی عصمت وطہارت عفت وشرافت کو چھوڑ دیا ہوا قرآن اس دوہرے معیار سے پاک ہے بلکہ مقتضائے کلام میں ایک حسین اشارہ ہے کہ کاشانۂ نبوت میں نبی کی اولاد، اولاد کی اولاد کے افراد جب طیب وطاہر ہیں جنہوں نے نبی کے وجود سے جنم لیا ہے اُن کی یہ شان ہے یہ مرتبہ نسبتِ نبوت کی بنیاد پر ہے، اور جن پاک مطہر معطر معجز وجودوں سے خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنم لیا ہے ان کی شانِ طہارت کا کیا عالم ہوگا جن کو نسبتِ اولادی ملے ان کی شان قرآن بیان کرتا ہے تو جن کو شانِ آبائی ملے اُمہاتی ملے بولئے ان کے مرتبے کا کیا عالم ہوگا ان کی شانِ

طہارت کا کیا مقام ہوگا والدینِ کریمینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پاکیزہ فطرتوں کی عصمت وطہارت کا کیا مقام ہوگا۔ اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا ☆

ضابطہ یہ ہے کہ اصول فروع میں موثر ہوتے ہیں نہ کہ فروع اصولِ میں قرآنِ کریم نے خاندانِ نبوت کے پس منظر اور پیش منظر کی طہارت کو بیان فرمایا ہے مکمل اہل بیت کو مطلقاً بیان فرمایا ہے، اس اطلاق کے خلاف کوئی قرینہ نہیں رہا حدیث کا معاملہ تو وہ بیانِ سابقہ **وَيَنْتَقِلِ مِنَ طَيِّبٍ اِلى طَاهِرَةٍ** کی تائید وتوثیق ہے تردید نہیں، بلکہ ایک راز کی طرف اشارہ ہے جب نبی کی اولاد پاک ہے اور اولاد کی اولاد بھی پاک ہے جن کو دوسرا تیسرا قرب حاصل ہے تو ان کا یہ مقام ہے اور جن کو وجودِ نبوت سے قرب اوّل حاصل ہے یعنی والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ان کا کیا مقام ہوگا ویسے بھی اصولِ تفسیر کا ایک مسلمہ ضابطہ ہے عموم الفاظ ملحوظ ہوتا ہے نہ کہ خصوصِ واقعہ، اہل بیتِ رسول کے جملہ افراد مراد ہیں خواہ اصول یعنی والدینِ کریمین ہوں خواہ فروع اولاد اطہار ہوں اور طہارت میں شانِ طہارت کی انتہاء کردی تطہیرًا یہ تاکیدِ لفظی ہے **يُطَهِّرَكُم** کی معنی یہ ہوا کہ اے محبوب ہم نے آپ کے اہل خانہ کو کامل طہارتوں کا نور عطا فرمایا ہے اس طرح عطا فرمایا ہے جس طرح عطا فرمانے کا حق ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا بیان میں اصل عِلّتِ مؤثرہ نسبتِ رسولی ہے جو قطعیت کا حوالہ ہے جس طرح وصفِ طہارت آلِ پاک کے لئے متعین ہے یونہی ہے نسبتِ نبوی کے اعتبار سے عین ایسے ہی نسبتِ نبوت مؤثر تر ہے والدین کریمین طیبین طاہرین کی عصمت وطہارت میں بلکہ بدرجہ اتم مؤثر ہے اب مسئلہ بے غبار ہوگیا کیونکہ ابتداءً طہارت کا مصداق اول اس نسبتِ عظیمہ کی بنیاد پر والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ٹھہرے اور بعدہٗ اولاد

اطہار اور ازواجِ مطہرات ٹھہریں کیونکہ والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وبارک وسلم کو ابتداءً قربِ اوّل حاصل ہے، فطری اعتبار سے اور ازواج مطہرات اور اولادِ اطہار سلم اللہ علیہن اجمعین کو قربِ ثانی میسر ہے لہٰذا آیتِ تطہیر کا مصداقِ اول کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین ٹھہرے رہا یہ سوال کہ نزولِ آیتِ تطہیر کے وقت ان کو بیان کیوں نہیں کیا گیا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان نفوسِ قُدسیہ کو پاکیزگی اور طہارت کی اعلیٰ بلندیوں کے اعتبار سے نزولِ آیت سے بہت پہلے بیان فرما دیا گیا تھا اب بیان فرمانے کی ضرورت نہ تھی تاہم یہ بات بھی ذہن نشین رہے آلِ پاک کی طہارت والدینِ کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کے لئے مانع نہیں بلکہ خاندانِ نبوت کی قدیمی طہارت کا ہی تسلسل ہے جس پر قرآنی آیات بینات اور احادیث طیبات کی کثرت گواہ ہے۔

## خاص بات

مذکورہ بالا بیان میں ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحبِ علم میرے طرزِ اِستدلال پر کوئی معارضہ کر ڈالے کہ اہل بیت میں والدین کریمین چونکہ مذکور نہیں لہٰذا شامل بھی نہیں تو جناب من فقیر اِس اشکال کو قرآن کی آیاتِ بینات سے ہی دور کرلے گا ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولاد کی بشارت دی گئی تو پاس کھڑی حضرتِ سارہ سلام اللہ علیہا نے فوراً تعجب میں فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں بوڑھی بانجھ ہوں میرا شوہر بوڑھا ہو چکا ہے اس پر جواباً: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ۝

اے اہلِ بیتِ نبی تم اللہ تعالیٰ کی رحمت برکت اور عنایت پر تعجب فرما رہی

ہواس نے تو تم پر اپنی تمام رحمتیں برکتیں عنایتیں نازل فرمادی ہیں اس آیت میں صریح نص نے طے فرمادیا ہے نبی کی ماں اہل بیتِ نبوت کی پہلی اکائی ہے اِقتضاءً والدگرامی بھی اہل بیتِ نبوت کی بنیادی عظمت ہے، بنیادی عظمت ہے۔

جب حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں قرآنی نصِ صریح کے مطابق اہلبیتِ نبوت میں شامل ہے تو محسنہٗ عالمین سیدتنا حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا کیوں شامل نہیں؟ محسنِ عالمین جناب سیدنا ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں شامل نہیں یقیناً شامل ہیں بلکہ یہ نفوس قدسیہ ابتداءً شامل ہیں آیتِ تطہیر کا مصداقِ اوّل ہیں اور چونکہ حضرت سارہ سلم اللہ علیہا زوجہٗ نبی بھی ہیں بنا بریں اُمّہات المؤمنین بھی بدرجہ اَتم شامِل اہلبیت ہیں ایک اور دلیل حاضر خدمت ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کریمہ نے انہیں دریا میں باَمرِ الٰہی ڈال دیا، فرعونی جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے محل میں لے گئے رفتہ رفتہ ان کی بہن بھی محل میں پہنچی دیکھا کہ جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی عورت کا دودھ نہیں پی رہے اس پر وہ بولیں قَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ 'کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر والوں کی طرف راہنمائی نہ کروں جو ایسے متبرک بچوں کی کفالت میں اپنی مثال آپ ہیں یہاں بھی والدین اہلِ بیت ہی بتائے گئے ہیں بولئے جناب خود خلاقِ کائنات والدین کو اہل بیت ہی فرمارہے ہیں کیا وجہ ہے والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل بیت میں اور آیتِ تطہیر میں اہلِ اسلام کیوں شامل نہیں سمجھتے یہ کہیں دانستہ جہالت تو نہیں؟ غور کیجئے، اپنے بناوٹی افکار سے باز آجایئے والدینِ کریمینِ مصطفیٰ عَلَیْھِمَا علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً یقیناً یقیناً آیتِ تطہیر کا مِصداقِ بے مثال ہیں مخاطبِ اوّل ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ والدین کا مقصداقِ اوّل ہونا قرآن کی آیاتِ قطعیہ سے ثابت ہے

جبکہ اولاد امجاد کا مصداق ہونا خبر واحد سے ہے میرے نزدیک آلِ پاک کی طہارت بھی قطعی ہے کیونکہ یہ خبرِ واحد ایک قطعی دلیل کے ضمن میں بطور بیان ہے وارد ہے۔

جبکہ والدین نبی تو نصًا اہل بیت نبوت میں شامل عظمت ہیں۔اسی لئے آیت تطہیر کا عنوانِ اول ہیں۔لہٰذا ان کی طہارت وعصمت قطعی اور یقینی ہے۔تفصیلات ''عظمتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،، کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں!

## شانِ خاندانِ نبوت بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محترم قارئین: خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان بالخصوص والدینِ کریمین کی شان کو بیان فرمایا ہے اور اِس کا آغاز یوں فرماتے ہیں ،پورا نسب بیان فرمایا:

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فهرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ نُضَرِ بْنِ كَنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرَكَةَ بْنِ اِلْيَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نَزَّارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانِ وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ اِلَّا جَعَلَنِىَ اللهُ تَعَالىٰ فِىْ خَيْرِهِمَا فَاُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ اَبَوَىَّ فَلَمْ يُصِبْنِىْ شَىْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَخَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَّدُنْ آدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اَبِىْ وَاُمِّىْ فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُكُمْ اَبًا وَّ اُمًّا

(لفظ اما کا اضافه اقتضاءً)

میں محمد بن عبداللہ ہوں عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کِلاب بن مُرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن ملک بن نضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن

عدنان، ہوں

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عظمت و مرتبہ کے حوالے سے تقسیم فرمایا تو مجھے اس طبقۂ انسانیت میں رکھا جو مرتبہ و عظمت میں سب سے اعلیٰ تھے، شان وشوکت میں سب سے بالا تھے، میرے ہر جدِ کریم کو پاکیزگیوں کے نور سے منور فرمایا گیا۔ میں جتنی بھی ماؤں کے رحموں سے آیا ہوں میری ہر ماں عفت و عصمت کی معراج پر تھی مجھے اللہ تعالیٰ نے میرے باپوں کی پشتوں میں بھی پاکیزہ رکھا کوئی غیر اخلاقی آلودگی میرے تک نہ پہنچ سکی یعنی میرے آباء واجداد کے پیکر فطری اعلیٰ اخلاق پاکیزہ کرداروں کے نور سے مزین رہے معمور رہے انہوں نے اپنی عِصمتوں کے جذبے سے مجھ تک کسی آلودگی کو پہنچنے نہیں دیا خاص کر دورِ جاہلیت کی ناپاکیاں مجھ تک نہ پہنچنے دیں (مجھے وجد آ رہا ہے اس جملے پر) اس جملے نے خاندانِ نبوت کا تقدس بالکل بے غبار کر دیا ہے جن لوگوں نے خاندانِ نبوت کے خلاف ہرزہ سرائی کی یا کر رہے ہیں اپنے جھوٹ سے توبہ کر لیں ورنہ برباد ہو جاؤ گے، فَلَمْ يُصِبْنِيْ شَيْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ کے جملے پر ہزار ہا بار غور فرمائیں قلب وروح میں نور آ جائے گا سارے اِشکالات جھوٹ کا پلندہ نظر آئیں گے خاندانِ نبوت بالخصوص والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پاکیزگیوں کی اعلیٰ معراج پر فائز تھے اور ہیں۔ الحمد لله علىٰ ذالك

والدینِ کریمین مصطفیٰ کی عظمتوں کا انکار کرنے والے یا تو کلمہ پڑھنا چھوڑ دیں اِن کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کو شرم آنی چاہیے یا تو کلمہ پڑھنا چھوڑ دیں یا بگ بک کرنا چھوڑ دیں نبی کا کلمہ بھی پڑھتے ہو اور ان کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کو کفر کی گالیاں بھی دیتے ہو خدا تعالیٰ کے قہر سے ڈر جاؤ من گھڑت روایات کو اپنی جھوٹی اَنا کی قوت سمجھتے ہو؟ حیاء کرو ورنہ غرق ہو

جاؤ گے گمراہی وکفر میں پلیدی و ذلت تمہارا استقبال کر رہی ہے فوراً توبہ کرلو ورنہ بربادی اپنا مقدر سمجھو!

## خصوصی وضاحت

فَلَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ اِس جملے کا آغاز نفی تاکید بالم سے ہو رہا ہے یہ ماضی منفی کی تاکید کے لئے لایا جاتا ہے یہاں صیغہ بھی ماضی منفی کا ہے ماضی مطلق ہے جو قریب و بعید کے تصورات سے وابستہ نہیں معنی یہ ہوا کہ جب سے گذشتہ زمانہ کی اکائی شروع ہوئی آغازِ زمانہ ماضی ہوا تب سے لے کر جب میں پیدا ہوا ہوں تب تک جتنا بھی زمانہ گذرا ہے اس پورے زمانہ گذشتہ میں میرے جتنے بھی آباء واجداد تھے میری جتنی بھی اُمہات وجدّات تھیں جن کے پیٹوں پشتوں سے میں گذر کر آیا مجھے جاہلیت کی کوئی پلیدی نہ چھوسکی۔

قارئینِ محترم: گذشتہ مکمل زمانے میں جتنے بھی ادوار گذرے ہر دور میں آپ کو پاک پشتوں اور رحمتوں میں گذارا گیا ہر پشت ہر اعتبار سے پاکیزہ رہی ہر رحمِ مبارک ہر اعتبار سے پاکیزہ رہا اس پاکیزگی کی صورت کیا رہی کیسے رہی، اس کو سمجھنے کے لئے پہلے ہم دورِ جاہلیت کا ایک معروضی جائزہ لیتے ہیں۔

## دورِ جاہلیت کے معروضی حالات

دورِ جاہلیت کی سب سے بڑی بلا وباءِ بُت پرستی تھی: خدا سے یکسر دوری تھی، ہر غیر اخلاقی رویہ مثلاً جھوٹ دغابازی ظلم تشدد بربریت بے حیائی بے وفائی بے غیرتی بے شرمی ڈکیتی چوری زنا شراب نوشی جوابازی غریب طبقات کے ساتھ سوقیانہ رویہ یتیموں کا مال ہڑپ کر جانا بیواؤں کو ہوس کا نشانہ بنانا بچیوں سے نفرت کرنا غرور تکبر سے ہمہ وقت بھرے رہنا خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو ستاتے رہنا

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی گستاخیاں کرنا اولیاء کرام کی توہین کرنا عفت مآب عورتوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا قتل وغارت گری کو شوق سمجھنا شعار اللہ کا مذاق اڑانا گویا ہر پلیدی میں لذت محسوس کرنا ہر برائی کو طرۂ امتیاز جاننا سود خوری کرنا ناپ تول میں کمی کرنا معاشرتی سماجی زندگی کو ہر لحاظ سے تباہ کرنے میں تلے رہنے وغیرہ وغیرہ خاندانِ نبوت ابتدا تا انتہاء ان آلودگیوں سے پاک رہا اب بات سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

## خاص بات

جس دور جاہلیت کی نشاندہی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ظاہر ہے آپ اُس میں یا تو کسی باپ کی صُلبِ رحمت میں تھے پُشتِ رحمت میں تھے یا پھر کسی والدۂ رحمت کے شکمِ رحمت میں تھے ایسے حالات میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام کے مکلّف تھے اور نہ آپ پر کوئی شریعت نازل ہو رہی تھی، جس کی روشنی میں آپ آلودگیوں سے دور رہیں لیکن فطری اعتبار سے کائناتِ شہادت میں تشریف لا رہے تھے محوِ خرام تھے اس وقت آپ کا پیکرِ عنصری بھی مرکب نہ تھا مگر آپ پھر بھی فرما رہے ہیں مجھے دورِ جاہلیت کی کوئی چیز کوئی نحوست نہیں پہنچ پائی جناب بات کھل گئی کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے نے شہادت دے دی کہ میرے خاندانِ عظمیٰ کا کوئی فرد دورِ جاہلیت کی آلودگی سے کبھی بھی آلودہ نہیں ہوا ان کے عقیدے بھی نورِ توحید سے مزین رہے اِن کا کردار بھی نورِ اخلاقِ حسنہ سے منور رہا میں ان تمام فطری پاکیزگیوں کے جھرمٹ میں محوِ سفر رہا اُنْتُقِلُ مِنْ طَیِّبٍ اِلٰی طَاھِرٍ میں تشریف لایا ہوں، مزید توثیق کے لئے فرمایا انتقل مِن

اَصلابِ طاہرٍ اِلیٰ اَرحامٍ طاہرۃٍ میں پاک پشتوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں، کیا ایک کلمہ گو کے لئے یہ شہادت گواہی کافی نہیں؟ پھر کیوں ایسا ہوا کہ بد بخت کلمہ پڑھنے والوں نے اِن بزرگوں کو کفر کی گالی دے ڈالی یقیناً یہ وہ ہی لوگ ہیں جن کی بابت قرآن کہتا ہے:

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ○

یہ وہی بد بخت ہیں جن کے منہ قیامت کے دِن اللہ تعالیٰ کالے کر دے گا کیونکہ اُنہوں نے کلمہ پڑھ کر کفر اختیار کیا تھا یعنی کلمہ گو ہونے کے باوجود ان کے رویّے کافرانہ تھے، انہیں بغیر حسابِ جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا کہ تم اَب اپنی اس دینی حرام زدگی کے سبب عذاب چکھو جلتے رہو، العیاذ باللہ۔

فَلَمْ یُصِبْنِیْ شَیْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِیَّةِ کے صحیح مفہوم کی تین صورتیں مجھے معلوم ہوئیں۔

نمبر۱) پہلی صورت جو حتمی قطعی اور یقینی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت کے نور سے ان نفوسِ قدسیہ کی حفاظت فرمائی کہ ان کی پشتوں اور رحموں سے یُزَكِّیْهِم کی شان والے محبوب نے آنا ہے یہ کیسا اہتمام قدرت ہے سبحان اللہ۔

نمبر۲) دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پیکروں میں قلبوں میں نور نبوت کی برکت سے اولعزمی کا نور بھر دیا ہو جس کی برکتوں سے یہ اپنی ہمتِ مردانہ طبعِ عارفانہ کی بنیاد پر یہ لوگ رذائل سے طبعاً نفرت کرتے ہوں۔

نمبر۳) تیسری صورت یہ کہ خود آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نورِ نبوت کے تصرف سے انہیں اِن آلودگیوں سے پاک رکھا ہو بہر حال صورت

کوئی بھی ہو دورِ جاہلیت کی کوئی آلودگی بدعقیدگی کی کوئی چیز اِن نفوسِ قدسیہ تک نہ پہنچ سکی ہے اور نہ ہی قدرت نے پہنچنے دیا ہے خود خلاقِ کائنات نے بیسیوں مقاماتِ قرآن میں شہادت وگواہی وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○ اے حبیب ہم نے اپ کو جس پشتِ رحمت سے گذارا جس شکم رحمت سے گذارا پہلے اسے سجدوں کے نور سے معمور کیا پھر آپ کو خرامِ ناز کیلئے کہا کہ تشریف لے آئیں۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَمَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا (القرآن، سورہ یونس/۶۱)

اے محبوب آپ اس خاکدانِ عالم میں جس شان سے بھی جلوہ افروز ہوئے جہاں جہاں سے جیسے خرامِ ناز فرمایا ابتدائے آفرینش سے آپ عالم امر میں آئے عالمِ ارواح میں تشریف لائے عالمِ مثال میں جلوہ گر ہوئے، عالمِ ناسوت وجبروت وملکوت سے گذرے پھر عالمِ شہادت میں پشتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر پشتِ جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تشریف لائے شکم حضرت حوا علیہا الصلوٰۃ والسلام سے لے کر شکم حضرت آمنہ سلم اللہ علیہا تک کا سفر فرمایا ہم آپ کے ہر طرح کے خرامِ ناز کا مشاہدہ کرتے رہے آپ پر اور آپ کی گذرگاہوں پر انوار وتجلیات کی بارشیں کرتے رہے جب آپ پشت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گذرے ہم نے کہا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ بیشک اللہ تعالیٰ نے جناب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُصطفیٰ بنایا آدَمَ وَنُوحًا بیشک ہم نے جیسے جناب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ بنایا ہے ایسے ہی ہم نے جناب نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی مصطفیٰ بنا دیا ہے کیونکہ ان کی پشتوں سے میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ہیں یونہی آپ چلتے چلتے پشتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آلِ پاک تا جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ گذرتے رہے ہم کہتے رہے اِنَّ اللّٰهَ

اُصۡطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ○ بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا ہے جناب آدم کو ان کے بعد جنابِ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان کی آل پاک کو کیونکہ یہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آبا واجداد ہیں اِقتضاءً اُمہاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جدّ اتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کو مصطفیٰ بنایا گیا اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان صاحب کی روح تڑپی بول اٹھی:

کھائی قرآن نے راہ گذر کی قسم

اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ○ وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ○ وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ○

قسم ہے اس شہر مکہ کی عظمتوں کی جس کی گلی کوچوں نے آپ کے تلووں کو بوسہ دیا ہے اور قسم ہے اُن نفوسِ قدسیہ کی عظمتوں کی جنہوں نے آپ کو جنم دیا ہے اور قسم ہے محبوب اس پاک ذات کی جس نے اُن پاک نفوس سے جنم لیا ہے۔

یعنی آپ کی عظمتوں کی قسم: پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی روح تڑپی فرمایا:

ہے کلامِ الٰہی میں شمس الضحیٰ تیرے چہرۂ نورِ فضا کی قسم

قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

تیری خلق کو حق نے جمیل کیا تیرے خُلق کو حق نے عظیم کیا

کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام وبقا کی قسم

حبیب ہم نے جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصطفائیت کی ابتداء فرمائی جناب جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انتہاء فرما دی یونہی

جناب حضرت حواء سے جناب محسنہ عالمین حضرت آمنہ سلم اللہ تک مصطفائیت کا تسلسل جاری فرمایا تا آنکہ اِن تمام مصطفاؤں کے خلاصہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ظہور پذیر ہوئے پھر ہماری محبت میں جوش آیا تو میری محبت وقدرت نے برملا اعلان فرما دیا: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اللہ تعالیٰ اپنے تمام مصطفاؤں کو سلام کرتا ہے (النمل/۵۹)

دیکھو ملاں جی! اِدھر کیا ہو رہا ہے اور تم کیا بک رہے ہو توبہ کرو، سنو جب بنی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کی زبان کھولی تو خود اعلان فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ آدَمَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا وَاصْطَفٰى مِنْ وُّلْدِ اِبْرٰهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ نَزَارَ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ نَزَارَ مُضَرَ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ مُضَرَ كِنَانَةَ ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا ثُمَّ اصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ ثُمَّ اصْطَفٰى مِن بَنِىْ قُرَيْشٍ عَبْدَ الْمُطَّلِب ثُمَّ اصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِب (السّیرۃ الحلبیۃ صفحہ ۲۲۶/۱)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر مصطفیٰ بنایا جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے خلیل بھی بنایا ہے اللہ اکبر۔

پھر اولاد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ بنایا پھر اولاد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصطفیٰ بنایا جناب حضرت نزار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر بنی نزار سے مصطفیٰ بنایا جناب مُضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پھر اولاد مُضر سے کنانہ کو مصطفیٰ بنایا پھر بنی کنانہ سے قریش کو مصطفیٰ بنایا اور

پھر اولادِ قریش سے ہاشم کو مصطفیٰ بنایا پھر بنی ہاشم سے بنی عبد المطلب کو یعنی میرے والدِ گرامی جناب سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصطفیٰ بنایا پھر بنی عبد المطلب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنایا: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اور اللہ تعالیٰ اپنے تمام مصطفاؤں کو سلام کہتا ہے بولئے جناب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانِ پدری و مادری کو مصطفیٰ بیان فرما رہا ہے جبکہ متعصب ملاں اِزم اِن کے ایمان میں شک کر رہا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

خود رسولِ خدا بھی انہیں مصطفیٰ بیان فرما رہے ہیں ان کی شان اپنی زبان اقدس سے بول رہے ہیں جبکہ مولوی انہیں اپنے کفر کی آنکھ سے دیکھ رہا ہے العیاذ باللہ، بقیہ حدیث کا اگلا حصہ ملاحظہ ہو:

وَ خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ لَمْ اَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى اُمِّيْ وَ اَبِيْ میرا فطری تسلسل ہر دور میں میرے ہر جد کریم نے جدّہ کریمہ نے نکاح فرمایا اللہ تعالیٰ نے جناب خاص سے اُن کے نکاح کا اہتمام فرمایا جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر میری اماں جان اور میرے ابو جان سلم اللہ علیہما تک تمام لوگ اس پاکیزہ بندھن میں رہے بغیر نکاح کے کوئی جوڑا اکٹھا نہیں ہوا، قارئینِ محترم اگلا جملہ پڑھئے جھوم جایئے فرمایا:

فَاَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَّ اَنَا خَيْرُكُمْ اَبًا وَّ اُمًّا ۝

فرمایا میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی تم سب سے عظیم تر ہوں بہتر تر ہوں اور اپنے ماں باپ کے حوالے سے بھی عظیم تر بہتر تر ہوں یعنی میرے ماں باپ پوری کائنات والوں کے ماں باپوں سے سب سے پہلے عظیم تر ہیں بہتر تر ہیں یہ عظمت خاندانی بھی ہے اور دینی بھی ہے اخلاقی بھی ہے روحانی بھی ہے یعنی میرے والدین کریمین اپنی ذات کے اعتبار سے سب سے بہتر نسل کے اعتبار سے

سب سے بلند تر حسب ونسب کے اعتبار سے سب سے بہتر دین واخلاق کے اعتبار سے سب سے بہتر حمیت وقار کے اعتبار سے سب سے بہتر شرافت ونزہت کے اعتبار سے سب سے بہتر حیاء وقار کے اعتبار سے سب سے بہتر گویا ہر انفرادی عظمت میرے والدین کریمین کو حاصل ہے یہاں لفظ خیر مطلق ہے۔

قارئین محترم: اس حدیث پاک میں اور ماسبق بیان میں طے ہو گیا ہے کہ خاندانِ نبوت بالخصوص والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کو وجاہتوں کو بیان کرنا خدائے ذوالجلال کی شانِ کریمی ہے اور تاجدارِ انبیاء علیہم السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی ہے چونکہ ہم تک اس کی نقل بذریعہ اصحاب کرام علیہم الرضوان سے پہنچی ہے بایں اعتبار یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بھی سنت ہے اسی تسلسل کے ساتھ تابعین تبع تابعین تمام سلف وصالحین کی سنت اتنے بڑے تواتر کو آج ہم معمولی سمجھ رہے ہیں یہ برکات سے محرومی کے سوا کچھ نہیں ہم اپنے بزرگوں کی یاد مناتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگوں کو بھولے ہوئے ہیں کیا ہمارے بزرگ سرکار کے بزرگوں سے مقدس ہیں؟ سوچئے!

آیت کریمہ کا اگلا حصہ وَمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَتَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا (القرآن) جب آپ ان طویل فطری مسافتوں کے طے کرنے کے بعد بچپن سے جوانی تک پہنچے ہم اس عظیم تر رعنائی کی عظمت کی بھی قسم کھاتے ہیں لَعَمْرُكَ آپ کی عفت مآب عصمت مآب اُٹھتی جوانی کی عظمتوں کی قسم بعدازاں پختہ عمر مبارک ہوئی تو آپ نے قرآن تلاوت کرنا شروع کیا ہمیں اُس تلاوتِ قرآن کی دلنوازلے نے متوجہ کیا ہوا ہے ہم آپ کی اس عظمت کی لطافتوں کا بھی مشاہدہ کر رہے ہیں اور سراہ رہے ہیں کیا ہے تلاوت کی

شان، گویا ہم آپ کے وجودِ اقدس کی ہر شان کا مشاہدہ کر رہے ہیں، حدیث کا آخری حصہ: فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللهَ اخْتَارَ خَلْقَهُ فَاخْتَارَ مِنهُمْ بَنِىْ آدَمَ ثُمَّ اخْتَارَ بَنِىْ آدَمَ فَاخْتَارَ مِنهُمُ الْعَرَبَ ثُمَّ اخْتَارَ الْعَرَبَ فَاخْتَارَ مِنهُمْ قُرَيْشًا ثُمَّ اخْتَارَ مِنهُمْ بَنِىْ هَاشِمٍ ثُمَّ اخْتَارَ بَنِىْ هَاشِمٍ فَاخْتَارَنِىْ مِنهُمْ فَلَمْ اَزَلْ خِيَارًا مِنْ خِيَارٍ اَلَامَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ ○ (الشفاء صفحہ ۱/۴۸)

بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پسند فرمایا، پھر تمام مخلوق سے جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمتوں کے لئے چُن لیا مرتبۂ مصطفیٰ عطا فرمایا، پھر اولادِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قریش کو عظمتوں کا شاہکار بنایا، پھر ان میں سے بنی ہاشم کو عظمتوں کا امین بنایا پھر بنی ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے عظیم مرتبہ عطا فرمایا فلَم اَزَلْ خیارًا مِن خیار پھر میں بہتر سے بہتر طبقۂ عرب سے مسلسل نسل در نسل چلتا رہا یعنی میری آبائی نسل اور اُمہاتی نسل کے تمام افراد کائنات کے عظیم ترین لوگ رہے، پاکیزہ ترین لوگ رہے بہترین لوگ رہے، اِلَامَنْ اَحَبَّ الْعَرَبَ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ اس جملے پر بار بار غور فرمائیں: فرمایا جس نے عرب سے محبت رکھی پس اُس نے میری محبت کی وجہ سے رکھی جس نے عرب والوں سے بُغض رکھا اُس نے میری وجہ سے بغض رکھا سادہ وضاحت یہ ہے کہ جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا سباقِ کلام کا قرینہ یہ وضاحت کر رہا ہے کہ جس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے آباء واجداد بالخصوص والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھی اُس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم سے ہی محبت اختیار کی یعنی والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کی محبت ہے اور اُن سے بغض براہِ راست سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم سے بغض ہے سرکارِ کائنات سے بغض اللہ تعالیٰ سے بغض ہے واہ کیا شان ہے والدینِ کریمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سباقِ کلام الٰہی کو بیان کررہا ہے کیونکہ پسِ منظر میں انہیں پاکوں کا ذکر ہے اور یہی نفوس قدسیہ خلاصۃ العرب ہیں، رہا یہ سوال کہ ابولہب ابوجہل بھی تو عرب ہیں ہاں ایسا ہی ہے مگر ان کی مذمت میں بیان کردہ آیات واحادیث ان کو اِس عظمت سے خارج کر رہی ہیں، اس عنوان کی تائید ان احادیث سے بھی ہو رہی ہے جو آحادیث وآیات آلِ اطہار کی محبت پر وارد ہیں جو عظمت فروع میں ثابت ہے وہ اصول میں اس سے بہتر تر ثابت ہے۔

گویا یہاں خاندانِ نبوت کے جملہ اُصول بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو لازمۂ دین قرار دیا گیا ہے اس کے بغیر دین کی کوئی حقیقت ہی نہیں، عین ایسے ہی فروع یعنی آل پاک کی محبت بھی لازمۂ دین قرار پائی بحوالہ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى چونکہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالت ہے لہٰذا قربیٰ اصولی ہوں یا فروعی یعنی ماں باپ یا اولاد اور اس کی اولاد نسبتِ رسولی کی بناء پر ان کی محبت فرضِ عین ہے اور جن کی محبت دین کا فرض عین ہو ان کی شان وشوکت کا کیا عالم ہوگا جن کی شانوں کو خود زبانِ رسالت بیان کرے ان کی شانوں کو مجھ جیسا ناکارہ ناتواں کیسے بیان کر سکے جن کو اللہ تعالیٰ مقامِ مصطفائیت عطا فرمائے ان کی عظمتوں کو مجھ جیسا بے نشاں کیسے بیان کر سکے

یہ جو کچھ بیان ہوا محض ذاتِ حق کا اِحسان ہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کی شفقت ہے اور میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نظرِ عنایت ہے ورنہ اہل علم نے تو ان کو اکثر ایمان اور عدمِ ایمان کے ترازو میں تولا ہے حالانکہ اِن ذواتِ قدسیہ کا مرتبہ اِس بحث سے کہیں زیادہ بلند وبالا ہے مجھے حیرت ہوئی اس بات پر کہ مالکانِ جنت کو اپنی مِلکیت جنت میں جانے کے لئے عالموں سے سندِ اجازت کی ضرورت پڑ گئی افسوس ہے ایسی علمی بصیرت پر اللہ تعالیٰ اُن علماء کو خزانہ رحمت سے مالا مال فرمائے جنہوں نے ان کے ادب واحترام میں اپنی پاکیزہ عقیدت کا اظہار کیا، اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے ان مسلمانوں کو جنہوں نے اِن پاکوں سے اپنی ہر طرح کی محبت کا اظہار کیا ان کے نام کے جلسے کر ڈالے ان کے نام پر لنگر تقسیم کئے اور ان پاکوں سے قلبی محبت رکھتے ہیں...... میں احسان مند ہوں جناب حاجی محمد طفیل بھٹی صاحب کا جنہوں نے پاکستان میں اس نیک عمل اور مقبول ترین عمل کی بناء ڈالی شکریہ کے لائق ہیں الحاج محمد جمشید صاحب کا وہ میرے برادرِ مکرم ہیں انہیں اللہ جزائے خیر دے انہوں نے بھٹی صاحب سے شناسائی کروائی احسان مند ہوں فضیلۃ الشیخ مفتی محمد اکمل مدنی صاحب کا جو حرمِ مدینہ میں نصف صدی کی گذاری ہوئی مقبول ترین دعاؤں سے ہمیں عظمتِ والدین کریمینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظیم الشان کانفرنسوں میں سالانہ اختتامی دعاؤں سے مدینہ طیبہ میں حرمِ نبوت میں بیٹھ کر روضۂ اقدس کی پُر نور فضاؤں میں ہمیں یاد فرماتے ہیں اور دعاؤں سے سرفراز فرماتے ہیں حضرت مولانا عطاء الرحمٰن چشتی صاحب کا بھی ممنونِ احسان ہوں جن کی رقت آمیز محبتوں نے مجھے حوصلہ دیا پروفیسر محمد اقبال قادری صاحب لاہور، کی محبتوں کا بھی مقروض ہوں جن کی اس عظمت میں گہری دِل چسپی رہی خصوصًا حافظ محمد شہباز یعقوبی کے

لئے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے سرزمین کامونکی میں ایک عظیم الشان عظمت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرس کا انعقاد کیا جس میں ہزاروں اہل ایمان اور اہل عقیدت اور کثیر تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت فرمائی، میری طرف سے پوری اُمت کو اس عظیم اور مقبول ترین کانفرنسوں کے کروانے والے کی درخواست ہے، اے اہل ایمان اگر عافیت چاہتے ہو تو اِن کے دامن میں سمٹ آ ؤ یہ خیر کثیر کی عظمتیں ان کی محبت کے صلے میں تم خود اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب صلی اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہو جاؤ گے ان کے محبوب ہو جاؤ گے۔

## مرتبۂ والدینِ مصطفیٰ اور قرآن

محترم قارئین! اس بزم عالم میں بڑے بڑے صاحبان مرتبہ تشریف لائے تمام اصحاب مرتبہ اپنے اپنے انفرادی اور اجتماعی مراتب میں بے مثال ہیں ہر مرتبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے انوکھا ہے ہر فضیلت کا ایک الگ سا مقام ہے ہر عظمت کا ایک منفرد تصور ہے مگر ان مراتب میں جو مرتبۂ وفا ہے وہ مرتبہ بے مثال بھی ہے لازوال بھی ہے باکمال بھی ہے کہ بندہ اپنے رب سے وفا کرے جس کا حکم بھی ہے، اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کہ تم اپنے رب سے اپنے پیار کے عہد و پیمان میں وفا کرو اور تمہارا رب تم سے اپنی رحمتوں کے وعدوں کو وفا کرتا ہے کرتا رہے گا، باہمی محبت میں اصل قوت ہی وفا ہے اور وہ بھی خدا تعالیٰ کی ذات سے وفا اللہ اکبر، تاہم جب ہم نقوشِ وفا کو کائنات میں تلاش کرتے ہیں تو ان وفاؤں کی کامل تکمیل کی تاریخ میں ہمیں خاندانِ نبوت ہی کے نفوس قدسیہ بطور شاہکار وفا ملتے ہیں اور یہ میں اپنے ذوق کی دنیا میں کھو کر بات نہیں کر رہا بلکہ اِس بزم اِمکاں کی سب سے سچی کتاب سب سے اعلیٰ تصدیق سب سے کامل تاریخ

کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اس کائنات میں قرآن جیسی سچائی ممکن ہی نہیں قرآن نے بذاتِ خود شہادت دی گواہی دی کہ یقیناً خاندان نبوت ہی کے افراد اس خاکدانِ عالم میں وفا کا سب سے بڑا معیار رہے قرآن نے اسے یوں بیان فرمایا ہے:

وَ اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی اور حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وفا کے اُس خطِ مستقیم کی انتہاء ہیں معیار ہیں اور یہ بات کائنات کا ہر فرد بداہۃً جانتا ہے سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاندانِ نبوت کے جدِّ اعلیٰ ہیں جن کی وفاؤں کی قرآن نے اڑھائی سو سے زائد شہادتیں آیات بینات کی صورت میں دی ہیں ایسی بے مثال وفاؤں کا تسلسل خاندانِ نبوت میں اپنے اپنے دور میں جاری رہا تا آنکہ اِس کائنات میں وفا کا ایک ایسا حوالہ قائم ہوا جس سے ملکوتیوں کی عقلیں دنگ رہ گئیں ہیں زمین دہل گئی خلائیں کانپ اٹھیں زمین و آسمان محوِ حیرت ہوئے اپنے اور پرائے سب بلبلا اُٹھے دانشورانِ قوم کے شعور معطل ہو گئے جب اس وقت کے وفا کیشوں کے رئیس سردارِ قریش تاجدارِ بنو ہاشم جدِ کریم پیکر عظمت جناب سیدنا حضرت عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ وفا میں اُترے جس کا منظر نامہ کچھ یوں ہے اس داستانِ وفا کی تاریخ مختصرً ا کچھ یوں ہے:

چاہِ زمزم کی کُھدائی کے وقت اہل مکہ نے آپ کو اکیلے پن کا طعنہ دیا کمزوری اور بڑھاپے کا طعنہ دیا اس پر آپ برافروختہ ہو گئے بارگاہِ صمدیت میں دعا کے لئے ہاتھ اُٹھ گئے اولاد کی تمنا کے لئے تڑپ گئے مگر ساتھ ہی ساتھ خاندانی محبت نے بھی انگڑائی لی وَ اِبْرَاهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی کا پدری اثاثہ یاد آ گیا خدا تعالیٰ سے عہدِ وفا کر ڈالا منّت مان لی کہ خدایا اگر مجھے تو دس بیٹے دے گا تو میں اُن میں جو سب سے حسین و جمیل ہو گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہو گا وہ تیری راہ میں قربان

کر دوں گا ذبح کر دوں گا اس طرح میرے جدِّ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفا کی تکمیل ہو جائے گی ان کی یاد تازہ ہو جائے گی اور تجدید عہدِ وفا ہو جائے گی بس اتنی بات کہنا تھی کہ اجابتِ الٰہی نے قبولیت کا مژدہ سنا دیا اور جو مانگا وہی ہوا ہوتے ہوتے جب دسوں صاحبزادے رعنا جوانی کو پہنچے عُنفوانِ شباب نے ان کی دہلیز پر جبین سائی کی تو اس جدِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم نے اپنے بیٹوں کو اپنے حق آ گاہ وعدہ سے مطلع کیا اس پر تمام نے بطیب خاطر آمادگی کا اظہار کر دیا ہر ایک اطاعت شعاری میں آگے بڑھ رہا تھا ہر ایک کی تمنا یہ تھی کہ ہم اپنے ابا حضور کے ایفائے عہد میں کام آ جائیں، مگر مشیئتِ الٰہی کا تقاضا کچھ اور تھا یہ لازوال عظمت وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی جناب سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں طے فرما چکا تھا، جب جناب عبد المطلب نے اپنے بیٹوں کی یہ سرفروشی دیکھی یہ ایثار دیکھا تو فرمایا ہم قرعہ ڈالیں گے جس کے نام قرعہ نکلے گا اس ذبحِ عظیم کے لیے وہی منتخب ہوگا، جب قرعہ ڈالا گیا تو حُسنِ اِتفاق سے یہ قُرعہ تاجدارِ انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کے والدِ گرامی جناب محسنِ عالمین حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نکلا یہ نفسِ محترم ہر ایک کی آنکھوں کا تارا تھا اپنے ابا کا راج دلارا تھا سب سے زیادہ پیارا تھا بزمِ عالم میں حُسن وجمال کا شاہکار تھا اپنے دوستوں کا دلبر تھا خوش خصال وخوش مقال تھا سیمیں بدن تھا سیب ذقن تھا سب سے بڑھ کر امینِ پیکر نبوت تھا پھر ایسے کو ذبح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر دوسری طرف سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جن کے چٹان سے زیادہ مضبوط ارادے تھے بات کے سچے تھے وعدہ کے پکے تھے فطرت ابراہیمی ان کا خمیر تھا غیرت ابراہیمی ان کا ضمیر تھا صاحبِ حمیت تھے والئی عزیمت تاجدارِ صداقت تھے راہوارِ بارگاہِ صمدیت تھے وفادارِ عہدِ محبت تھے

ان کے ارادے کوہسارِ استقامت تھے چنانچہ اُٹھے اور مرکزِ حُسن و جمال پیکرِ خوش خصال جناب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لیا تکمیلِ وفا کرنے چلے رسّی لی تیز دھار چُھری لی میدان میں آئے لختِ جگر کو لِٹایا قوت ارادی پر چلے کھلی آنکھوں کے ساتھ ہاتھ بڑھایا چُھری چلنے ہی والی تھی کہ اس بات کی خبر اہلِ مکہ کو ہوگئی پورے مکہ میں کہرام برپا ہوگیا فِضائے کائنات آہ وبُکا سے بھر گئی حوران جنت کی چیخیں نکل گئیں فرشتے دم بخود ہوگئے غلمانِ جنت کے ہاتھوں سے کٹورے گر گئے آسمان غم سے سُرخ ہوگیا حشرات الارض دھاڑیں مارتے ہوئے زمین کی تہوں سے نکل آئے بہائم نے بھرّانا شروع کر دیا سنگریزے غم سے پھٹنے لگ گئے ریگزار خوف سے ہوائیں اڑانے لگے گویا پوری کائنات پر سکتہ طاری ہوگیا ہر زبان یہ پکار اُٹھی الٰہی یہ کیا ہورہا ہے آج تیرے حبیب کا باپ اپنی عصمتوں کے باوجود چھری کی زد میں ہے عبدالمطلب کا ارادہ کوہِ گراں سے بھی مضبوط تر نظر آرہا ہے اُدھر تیرے حبیب کا باپ بھی تسلیم ورضا کا پیکر نظر آتا ہے جب پینتیس سو/۳۵۰۰ سال قبل تیرا خلیل ابراہیم ایفائے عہد کررہا تھا تو اس کی آنکھیں بھی بند آنکھوں پر احتیاطاً پٹی باندھ لی تھی کہیں شفقتِ پدری جوش مارے اُدھر جناب حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی ہاتھ بازو بندھے تھے کہ کوئی فطری جذبہ حائلِ محبت نہ ہونے پائے مگر یہاں پرتو ایسا کچھ نہیں باپ کی بھی آنکھیں کھُلی ہیں اور بیٹا بھی چشمِ بینا لئے ہوئے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے دونوں طرف اشتعال ہے بیٹا ذبح ہونے پر مشتعل ہے باپ ذبح کرنے پر تُلا ہوا ہے یہ جذبے کہیں رکنے کا نام ہی نہیں لیتے آسمان نے یہ منظر کہیں اور کبھی نہ دیکھا تھا، اس لئے ساکت تھا دوستو ہوا یہ کہ مکہ میں کُہرام پہلے سے ہی برپا تھا عورتیں بچیاں بچے بوڑھے جوان سب دھاڑیں مار رہے تھے کہ کیا ہو رہا ہے مگر ان سے ہونے والا یہ

حادثہ برداشت نہ ہو پایا وہ سب لوگ دھاڑیں مارتے ہوئے چیختے ہوئے دوڑے میدان میں آئے اِستقامت کے کوہِ گراں جناب عبدالمطلب کے پاؤں میں لپٹ گئے روتے ہوئے کہنے لگے آقا یہ کیا ہے فرمایا یہ میری میرے رب سے وفا ہے کہا آقا آپ کے بعد یہ رسمِ وفا پر پورے عرب میں سے کوئی بھی پورا نہیں اُتر پائے گا ہم پر رحم فرمائیں ہم آپ کے اہلِ قرابت ہیں قبیلے والے ہیں آپ کے شہری ہیں اے سردارِ قریش ہمیں مشکل میں نہ ڈالئے خدارا رحم فرمایئے فرمایا تم نے مجھے رشتوں کا حوالہ دیا قرابتوں کا یاد دلایا یہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر میں اپنے رب سے وعدہ کے مدِّ مقابل نہ کسی رشتے کو جانتا ہوں نہ قرابت کو مانتا ہوں بس اب ہٹ جایئے مجھے وہ کرنے دیجئے جس کا وعدہ میں نے اپنے رب سے کیا تھا کائنات کی کوئی طاقت مجھے اپنے رب سے وفا کرنے سے نہیں روک سکتی دوستو یہ وہی اولوالعزم لوگ ہیں جن کی بابت قرآن نے شہادت دی :

اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ، اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

یہی وہ بلند بخت لوگ ہیں جو اپنے رب سے اپنے وعدوں میں ہمہ وقت وفا ہی میں رہتے ہیں اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں ہر مشکل سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں صبر واستقامت اُن پر غالب رہتے ہیں، یہی تو اپنے رب سے اپنے پیار میں سچے ہیں، یہی وہ بلند بخت لوگ ہیں جن کا تن مَن دھن اپنے مولا کے پیار کے لئے اُجلا رہتا ہے دُھلا رہتا ہے پاکیزہ رہتا ہے بہرحال جب اہلِ مکہ کا اصرار حد سے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب میں شفقت اِلقاء فرمائی اِس پر آپ نے اِن سے پوچھا اس کا حل کیا ہے تو انہوں

نے ایک عُرافہ کا نام لیا جب مذکورہ عرافہ کے پاس یہ لوگ مسئلہ لے گئے تو اُس نے اِس کا حل بتایا دس دس اونٹوں کے ساتھ اس کا قرعہ نکالا جائے جب قرعہ اونٹوں کے نام نکلے تو جتنے اونٹ قرعہ کے اندر آئیں ان کو ذبح کر دیا جائے ایفائے عہد ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جب گنتی سو تک پہنچی تو قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا لیکن پھر بھی مزید تسلی کے لئے یہ قرعہ تین مرتبہ ڈالا گیا تو تینوں مرتبہ ہی اونٹ قرعہ میں آئے جنہیں ذبح کر دیا گیا یہ ان کی دیت ہوگئی جو آج دیت کی صورت میں جاری ہے یہ کیسا حسین اتفاق ہے: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کی تفسیر یہاں بھی جاری ہوگئی، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد آج بھی قربانی کی صورت میں قائم ہے قیامِ قیامت تک قائم ہے، جبکہ دوسری طرف سیدنا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور جناب سیدنا عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد قانونِ دیت یعنی خون بہا کی صورت میں آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ و پائیندہ رہے گی یہ ہے خاندانِ نبوت کی وفاؤں کی کہانی اور یہ خاندانی روایت چلتے چلتی کربلا کی سرزمین پر تکمیل پذیر ہوئی اُدھر سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ تھا مگر یہاں سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى فرمایا گیا یہ بے مثال شانِ وفا ہے، سبحان اللہ۔

قارئینِ محترم: اب ذرا پسِ منظر میں تھوڑا سا جھانک کر غور کریں کائنات میں ہے کوئی ایسی مثالِ وفا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا جذبہ بڑا بے مثال تھا ارادہ لازوال تھا مگر پھر بھی وہ تو ذبح کرنے والے تھے جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ ان کے بیٹے باقی تھے قائم تھے ایفائے عہد کے بعد بھی تسلی و تشفی کا سامان مہیا تھا پھر حوصلہ دینے والے اعزا اقربا بھی موجود تھے صبر و استقامت کے جذبے بھی ان کے ہم رکاب تھے مگر دوسری طرف حُسنِ کائنات کا فقط اکیلا اپنا پیکرِ وفا اور وجود تھا دنیا کی حلاوت کی پرواہ نہ کی وفا کی اُس

لکیر تک پہنچے جس سے آگے لکیر ہی کوئی نہیں یہ نرم و نازک جسم ذبح ہونے والا تھا کٹنے والا تھا فطرت کی ہر امنگ دامن گیر تھی رعنا جوانی تھی عنفوانِ شباب پابوسی کر رہا تھا حُسن محوِ طواف تھا امیدوں کا طومار قطار بنائے کھڑا تھا دوستوں سے وابستہ یادیں احساسِ زیست یاد دلا رہی تھیں جوانی مستانی کی قوتیں چاہتوں کے میداں میں اُتری ہوئی تھیں زندگی کے زمزموں کی لے اپنے طرف کھینچ رہی تھی سب سے بڑھ کر وہ مناظر سامنے تھے جو اپنے ابّا حضور کے ساتھ خلوتوں میں راز کی باتیں بیتے لمحات وہ اسرار دکھائی دے رہے تھے جو روزانہ ہی زبانِ حال سے سلامِ نیاز پیش کرتے جب کسی سوکھے درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھتے تو وہ سرسبز شاداب ہو جاتا جب وہاں سے اُٹھتے تو وہ پہلی حالت میں آ جاتا، یکا یک پشتِ انور سے نور کے دو دھارے پھوٹتے اور مشرق و مغرب کو منور کرتے ہوئے آسمانوں میں گم ہو جاتے پھر آسمانوں سے سلامیوں کی دلنواز صدائیں سنائی دیتی پھر کائنات بھر سے سلامیوں کے تحفے یاد آتے یہ سب کچھ ذبح کے وقت آنکھوں میں گھوم رہی تھیں پُر جوش اُمیدیں آپ سے زندگی کی بھیک مانگ رہی تھیں بالخصوص تاجدارِ انبیاء جیسے عظیم بیٹے کی خوش خبریاں دامن گیر تھیں مگر اس سب کچھ کے باوجود ارادۂ تسلیم و رضا میں یکتا نظر آ رہے تھے، طمانیتِ قلب سے ہنس رہے تھے کہ الحمدللہ میرے بوڑھے باپ کا وعدہ پورا ہو جائے کیا اطاعت شعاری ہے، میری ملت کے نوجوانوں ذرا خدا کے لئے اِس کردار کو بھی دیکھو اور اپنے گریبانوں میں بھی جھانکو کہ کیا ہم کر رہے ہیں ماں باپ کے کس قدر نافرمان ہیں، زندگی کو سنوارنے میں صرف یہی حوالہ ہی کافی ہے، غور کریں! اپنے بوڑھے باپ کے کئے ہوئے وعدہ کی پاسداری کے لئے سیدنا جناب ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کس حد تک گذر گئے ہر عظمت قربان کر ڈالی ہمہ وقت آمادۂ اطاعت رہے چھری کے نیچے اپنی گردن کٹنے

کے لئے رکھ دی جاں سپاری میں خود کو پیش کر دیا ہر عظمت وفا پر قربان کر دی جس کو لازوال دوام مِلا قرآن خود اِن عظمتوں کا نقیب بنا اُن کی خدا سے محبتیں قرآن کی آیات بن گئیں، ذرا قرآن ملاحظہ فرمایئے اِن اہل وفا کی شان میں قرآن یوں گویا ہوتا ہے:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا○ (دہر/۲۰)

اہلِ وفا اپنے رب سے کئے ہوئے وعدوں کو کمالِ محبت سے پورا کرتے ہیں (خواہ اُنہیں سب کچھ قربان کرنا پڑ جائے) وہ خوف زدہ رہتے ہیں اس بات سے کہ کہیں ہم عہدِ وفا پورا نہ کر سکیں تو قیامت کے دِن ہم اپنے رب کے سامنے کیسے حاضر ہوں گے جس کا شر پھیلا ہوا ہے، ان اہلِ وفا کی وفا کا طرز کیا ہے، قرآن اُسے یوں بیان کرتا ہے:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا○ (دہر/۸)

یہ اہل وفا اپنے مولا کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا کھلاتے ہیں یتیموں کو مسکینوں کو اور قیدیوں کو، پھر اُسے کہتے ہیں:

اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا○ ()

ہم نے تو فقط یہ کھانا تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھلایا، ہم آپ سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارا شکریہ ادا کریں، ہم تو بس اس دِن کی شرمندگی سے خوف زدہ ہیں جو نہایت سخت ہے اور بہت کڑوا ہے نا قابلِ برداشت ہے: اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا○ (دہر۱۰)

نوٹ: یہ بات سورج سے بھی زیادہ روشن ہے کہ سخاوت خاندانِ

نبوت کی فطرت رہی ہے شناخت رہی ہے، یتیم مسکین اسیر تمام اِس گھر کو اپنا ماؤی و ملجا اور جائے پناہ سمجھتے تھے یہ آیات اکثر اہل علم کے ہاں مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی مشکل کشا رضی اللہ عنہ اور مالکہ جنت سردارانِ جنت کی حلیم اماں جان رحمۃ للعالمین کی لختِ جگر محسنۂ عالم جناب سیدہ خدیجہ الکبری سلمہ اللہ علیہا کی پیاری بیٹی بی بی فاطمۃ الزاہرا سلام اللہ علیہا کی عزت وتکریم میں اتری ہیں جب ان ہر دو نفوسِ قدسیہ نے اپنے شہزادوں جناب سیدنا حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب سیدنا سید الشہداء تاجدار کربلا جناب امام حُسین علیہ الصلاۃ والسلام کے بیمار ہونے پر بارگاہِ قدس میں منت مانی نذر مانی خدا تعالیٰ سے عہدِ وفا باندھا عرض کیا بارِالٰہ تو ہمارے شہزادوں کو اپنی جناب خاص سے شفا عطا فرما تو ہم تیرے حضور تین روزے تیری عبادت کے طور پر نذرانۂ عقیدت، محبت نذر کریں گے پیش کریں گے حُسنِ اتفاق کہ دعا قبول ہوئی سردارانِ جنت کو شفا ملی حسبِ وعدہ سیدہ کائنات فاطمۃ الزاہرۃ سلم اللہ علیہا اور مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی کرمہ اللہ وجہہ الکریم نے تین روزے رکھے سادہ پانی اور جو کی روٹی سے دن بھر عرب کی بے تحاشا گرمی کا سامنا کرتے رہے سرِ شام افطاری کا بندوبست فرمایا عین افطاری کے وقت دروازۂ اقدس پر دستک ہوئی پوچھا کون دستک دینے والے نے عرض کی ایک یتیم ہوں بھوک سے نِڈھال ہوں کہیں سے کچھ نہیں مِلا اپنی بے تابیاں دامن میں رکھتا ہوں اور کچھ نہیں، کاشانۂ نبوت کو نعمت کدہ یقین کر کے آیا ہوں پناہ گاہِ عالم جان کر آیا ہوں دامن میں یاس وحسرت ہے بے سہارا ہوں پناہ گاہِ عالم جان کر آیا ہوں دامن میں یاس وحسرت کے سِوا کچھ نہیں اس درِ اقدس پر اس لئے آیا ہوں کہ دامن بھر دیا جائے گا بھوک کی آگ نے نڈھال کر رکھا ہے اس لئے خزانۂ رحمت وسخاوت کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں بس سوال کرنا ہی تھا کہ جود وکرم کی فطرتوں نے فوراً

طعامِ اِفطار اُٹھا کر یتیم کو پیش کر دیا ساتھ ہی دعا بھی دے دی اگلے روز مسکین آیا اگلے دِن اسیر آیا عین افطار کے وقت جو میسر تھا اپنے مولا کی محبت میں سب کچھ پیش کر کے ایفائے عہد کر دیا نذر پوری کر دی وعدہ پورا کر دیا مگر زبان پر حرفِ تمنا تک نہیں آیا مانگنے والوں سے برملا کہہ دیا یہ سب کچھ لِوجہ اللہ ہم تو تم سے نہ شکریہ کا تقاضا کرتے ہیں نہ جزا کا دوستو خدائے ذوالجلال کو یہ طرزِ محبت اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اِن نفوسِ قدسیہ کی زبان سے نکل جانے والے الفاظ کو اپنے قرآن کی آیات بنا دیا اور اس لازوال محبت کے جذبوں کو ابدی دوام بخشا اور کائنات کے اہل محبت کے لئے اس طرزِ محبت کو اُسوہ بنا ڈالا، اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ: رضائے الٰہی ہی ہماری محبت کی انتہاء ہے۔

## اہم ترین بات

درج بالا بیان میں اہم ترین بات یہ ہے کہ اِن آیات بینات سے میں نے والدینِ کریمینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مرتبۂ عظمت کا استدلال کیا ہے ظاہر ہے اہل علم کو یہ استدلال عجیب سا لگے گا مگر یہ بات مسلمہ ہے کہ دلیل کی قوت ہی مؤقف کی قوت ہے تو اَب آیئے ہم اپنے موقف کی ذرا علمی وضاحت کر دیں تا کہ اہل علم کی تشویش ذرا کم ہو سکے گذارش ہے کہ جو اہل علم اُصول تفسیر والوں کا ایک مسلمہ اُصول اور ضابطہ جانتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں جو آیاتِ قرآنیہ کسی خاص واقعہ کے وقوع کے وقت نازل ہوئیں یا شانِ نزول کسی کا متعین ہوا تو اس شانِ نزول یا مخصوص واقعہ میں متعلقہ آیتِ کریمہ کا مفہوم منحصر نہیں ہوتا بلکہ نازل شدہ آیت کے الفاظ کے عُموم کا لحاظ ہوتا ہے خصوصِ واقعہ کا لحاظ ملحوظ نہیں ہوگا اب اس ضابطے پر بار بار غور فرمائیں بعدازاں يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ کی

آیت میں یوفون کے عموم میں غور فرمائیں یہ صیغہ جمع مذکر غائب ہے اور اس کے مدلول کثیر افراد ہیں بلکہ وہ تمام افراد مدلول ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرتے ہیں خصوصًا نذر کو پورا کرنا جو مَنّت مانی جائے اسے پورا کرنا ایفائے عہد ونذر کرنے والے تمام افراد مراد ہیں اب آپ غور فرمائیں اِن آیات کا شانِ نزول اگرچہ مذکورہ واقعہ ہے مگر آیات کے الفاظ عمومِ معانی پر غور کرنے سے ان کے مصداق وہ تمام افراد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے کئے ہوں نذر کی صورت میں وعدوں کو پورا کرتے ہیں دوسرا فقہی قاعدہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے نذر ماننے کے لئے کسی خاص منذور کا تعین نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ فلاں چیز کی منت مانو فلاں کی نہ مانو البتہ اتنا ضرور ہے کہ ناجائز اور خلافِ شرع معمول کی منت ممنوع ہے اس قاعدہ کے رو سے ہر چھوٹی بڑی چیز یا عمل کی نذر مانی جاسکتی ہے حسب استطاعت برائے عمل ہر چھوٹی یا بڑی چیزوں کی نذر مانی جاسکتی ہے، دراصل نذر سے ایفائے عہد ہی مقصود ومطلوب ہوتا ہے شریعت اس کا مطالبہ کرتی ہے حالانکہ شریعت نے اس حوالے سے ابتداءً مطالبہ نہیں کیا لیکن جب بندے نے خود غیر لازم کو خود اپنے اوپر لازم کردیا تو اب یہ اس کی ادائیگی کا شرعًا پابند ہے: اور جب یہ پورا کرے گا تو اس کا خدا تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوجائے گا جس پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پذیرائی فرماتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیات میں خاندانِ نبوت کی تعریف بیان فرمائی اب قرآنی آیت کا مقتضا نذر کو پورا کرنا ہے، اب جو بھی اپنی مانی ہوئی نذروں کو پورا کرتے ہیں وہ اس آیت کے مصداق ہیں ان تمام مصداقوں میں مشترکہ علّتِ عظمتِ ایفائے عہد ونذر ہے یعنی نذر کو پورا کرنا ہے اور ایسا کرنے والوں کی خدا تعالیٰ اپنے قرآن میں حسبِ مراتب تعریف بیان فرماتا ہے جس کی نذر میں جتنی بلندی ہوگی اتنا ہی اس کی تعریف وتوصیف کا مرتبہ ہوگا جس شان کی نذر ہوگی اُسی شان کا انعامِ خداوندی ہوگا اب

مذکورہ واقعہ اور شانِ نزول اگرچہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت بلند و بالا ہے مشقتوں کی انتہا ہے صبر مشقت اِستقامت کا اعلیٰ معیار ہے اس کی کوئی مثال نہیں مگر نذر کے اس حوالے پر غور فرماؤ جو حوالہ سیدنا عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا ہے کوئی کائنات میں ایسی مثال کہ ایک بوڑھا باپ اپنے جوان رعنا بیٹے جس نے ابھی ابھی عنفوانِ شباب میں قدم رکھا ہو جس کی عصمت پر خود شباب بھی انگشتِ بدنداں ہو اور محوِ حیرت ہو جس کی لوحِ جبیں پر آخرالزمان نبی امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کا نور چمک رہا ہو جس کی عظمت کو ملکوتی بھی سلامِ نیاز پیش کرتے ہوں کائنات کا ذرّہ ذرّہ بھی سلام کرتا ہو بلکہ خود خلاّقِ کائنات بھی درود و سلام کے تحفے پیش فرماتا ہو جس کے وجودِ اقدس میں تقویم کائنات کا اثاثہ موجود ہو اور جو تمام بیٹوں میں سب سے محبوب تر بیٹا ہو جس کے دیکھے بغیر بوڑھے باپ کو قرار نہ آتا ہو جس پر تمام شرف و مجد ناز کرتے ہوں اس عظیم المرتبت لختِ جگر کو قربان کرنے پر ذبح کرنے پر تُل جانا یہ کسی اولوالعزم ذات ہی کی ہمتِ مردانہ ہو سکتی ہے یہ وہ عمل ہے جس پر ارادوں کو بھی پسینہ آ جاتا ہے، اتنے بڑے حوصلے کے پیچھے خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کی عظمت ہی کارفرما ہو سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ سے محبت کا وہ حوالہ ہے کہ کائنات ایسا حوالہ پیش کرنے سے قاصر ہے یہ بزرگ و برتر ذات اپنے بڑھاپے کی ناتوانیوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی عزیمت کی جولانیاں دِکھانے کے لئے تُل گئی ہے اَہلِ مکہ اَعزہ اقارب حائل ہوئے تو اس اولوالعزم عمر رسیدہ سن رسیدہ مضمحل ذات نے گرجدار آواز میں بَرملا کہا لوگو ہٹ جاؤ یہ میرا اور میرے خدا کا معاملہ ہے تم کون ہوتے ہو دخل اندازی کرنے والے اس وقت صرف مجھے میرے خدا تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنا ہے اور بس، بولئے جناب اس نذر جیسی کائنات میں کہیں نذر مانی گئی ہے اس منت جیسی کائنات میں منّت مانی گئی ہے یا پوری کی گئی ہے؟ یہ پُرعزم و استقلال

بابا چھری ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے تکمیلِ وفا میں پُر جوش انداز میں آگے بڑھ رہا ہے ان کی قوت ارادی کے سامنے سدِّ سکندری بھی زمین بوس ہو رہی ہے یہ کیسی وارفتگیٔ شوق ہے یہ کیسی عزیمت ہے کہ آج رخصتوں کی سہولت یکسر نظرانداز کی جا رہی ہے، اللہ اکبر دوسری طرف وفا شعار پاکیزہ کردار بیٹا جو کائناتی عظمتوں کا امین ہے اپنی تمام تر بلندیوں کے باوجود بھی عہد وفا کے سامنے جُھکا ہوا ہے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہے اطاعت شعاری کا پیکر بنے ہوئے ہے جاں سپاری میں آگے بڑھ رہا ہے عزم و استقلال کا کوہِ گراں منزل جاوداں کی طرف گامزن ہے اپنی ہر عظمت کو قربان کرنے کے لئے تُل چکا ہے بولئے جناب اس جیسی نذر کا کہیں سراغ ملتا ہے؟ اس جیسا ناذِر منت ماننے والا کائنات میں کہیں میسر آ سکتا ہے؟ اور اس جیسا منذور جس کی نذر مانی گئی ہے بزمِ عالم میں کہیں ممکن ہے؟ آج وہ طرزِ ابراہیمی اور جذبۂ اسمٰعیلی کو ایک مرتبہ پھر کائنات میں دہرایا گیا ہے خاندانِ نبوت کے نفوسِ رحمت سیدۂ عالم جناب فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مشکل کشائے کائنات مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نذر کی شان بھی وراء الوراء ہے جس کا مقابل کوئی نہیں جس پر قرآن حکیم نے اٹھارہ آیاتِ بینات کے حوالے سے پذیرائی فرمائی ہے اِن کے عہد و وفا پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جب خاندانِ نبوت کے فروع کے اتنے عمل پر قرآن ان کی بے مثال شانیں بیان کرتا ہے تو یہی وہ خاندانِ نبوت ہے جن کے اصولوں نے جو وفا کا حوالہ قائم فرمایا اس کی شان کا کیا عالم ہوگا خدا تعالیٰ کے ہاں کتنا بڑا انعام ہے خاندانِ نبوت کی اس نذر کی کیا شان ہے جو جناب سیدنا عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مانی اور وفا کی اور اُس عظیم المرتبت بیٹے کے حوصلوں کو کروڑوں سلام جس نے باوجود اتنی عظمتوں کے قربان ہونے کے لئے خود کو عہدِ وفا میں پیش کر دیا یہ کتنی بڑی نذر ہے اور کتنا بڑا اس کا مقام ہے اس کے لئے اندازے دم

بخود ہیں شعور وفکر کی پرواز جواب دے چکی ہے علم اور عقل کے دائرے سمٹ چکے ہیں بس ان نفوسِ قدسیہ پر درود ہو سلام ہو: آیئے اَب ہم قرآن سے ان کے مرتبے کا بیان شروع کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہاں اِن کا مرتبہ ومقام کیا ہے اِس جذبہٗ امتنان کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی پذیرائی کیسے فرمائی ہے قرآن کی بے شمار آیات ہیں آپ پڑھ آئے ہیں ویسے ہی آخرت میں بھی ان کا مرتبہ فضیلت بلند ہوگا ، بلکہ انکا مرتبہ عظمتوں کی معراج ہوگا۔

## یومِ آخرت اور مقامِ خاندانِ نبوت

محترم قارئین! دنیا دار العمل ہے دار المحن ہے آخرت دار الجزاء اور دار السزا ہے دنیا میں انسان مکلّف ہے آخرت میں اس کی بابت جزاء وسزا کا فیصلہ ہوگا یہ قانونِ قدرت ہے جس میں کوئی تبدیلی یا اضافہ ممکن ہی نہیں، ہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تبلیغی جِدّ وجَہد میں عقیدہ ُتوحید کی تبلیغ کے بعد خوفِ آخرت کا بنیادی تصور پیش کر دیا ہے اور ترھیب کے لئے اھوالِ آخرت کو بیان کرتا تا کہ لوگ اِن ہولنا کیوں سے خوفزدہ ہو کر غیر اخلاقی رویوں سے اجتناب کرتے رہیں زندگیاں تقویٰ وطہارت کے نور سے مزین ومنور رہیں تاہم خوفِ آخرت کا مسلمہ عقیدہ ہر دین میں جاری اور ساری رہا جب کہ اسلام نے اِسے بہت زیادہ اہمیت میں بیان فرمایا ہے، یومِ آخرت یعنی قیامت کے دِن کی ہولناکیاں ہر انسان کو مضمحل کر رہی ہیں جو بھی یہ منظر نامے سنتا ہے یقیناً اس کا دل دھل جاتا ہے اور وہ خوف سے لرزہ براندام نظر آتا ہے مگر یہ مناظر قیامِ قیامت کے بعد ہی درپیش ہوں گے ان وعدوں اور وعیدوں کا ظہور میدانِ عمل کے بعد ہوگا وغیرہ گویا پوری کائنات میں اِبتدائے آفرینش سے تا بروزِ قیامت، انسانیت کے لئے یہ اٹل

خدائی قانون ہے مگر خاندانِ نبوت کے مقام کے کیا کہنے ان کے مرتبۂ عظمت کو قیامِ قیامت سے صدیوں پہلے فرما دیا گیا ہے ان کو دنیا میں بھی مصطفیٰ بنایا گیا اور تمام عالمین پر ان کی عظمت کو مسلّم قرار دیا گیا تمام عظمت وشان کے حامل افرادِ انسانیت پر ان کو فضیلت وعظمت سے نوازا گیا ہے اس سے بڑی اور کیا نوازش ہے کہ خود خلاقِ کائنات اِن نفوسِ قدسیہ پر کاملاً اعتناءِ رحمت فرماتا ہے اور درود بھیجتا ہے خاص کر والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تو مطلعینِ پیکرِ نبوت ہیں اور اس خاندانی عظمتوں کی انتہاء ہیں کائنات میں ان کی کوئی مثال نہیں حیاء کا نور اِن کا خمیر ہے سخا کا نور ان کا ضمیر ہے وفا کا نور ان کی طبیعت ہے، عطاء کا سرور ان کی فطرت ہے اب آیئے قرآن سے ان کا مرتبۂ آخرت معلوم کرتے ہیں ہر فردِ بشر کی طرح جب اُن نفوسِ رحمت کو خوفِ آخرت دامن گیر ہوا تو بولے جیسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝

اپنی مقدس زبانوں سے خاندانِ نبوت کے افراد بولے ہم خوف زدہ ہیں قیامت کے اس دن سے جس کی سختی اور کڑواہٹ ہر چیز کو ہر جگر کو پارہ پارہ کر دیگی تو اس جملے کے جواب میں رحمتِ الٰہی اپنی شایانِ شان جوش میں آئی مسکرائی اور برملا اعلان فرمادیا:

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝

اے میرے محبوب کے اہلِ خانہ آپ نے خوفِ قیامت کا ذکر کیا آپ قیامت کی ہولناکیوں سے خوف زدہ ہیں اس میں کوئی شک نہیں قیامت یقیناً آئے گی ہولناک مناظر بھی درپیش ہوں گے جو کچھ آخرت میں ہوتا ہے وہ یقیناً ہوگا مگر اے خاندانِ نبوت تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا

ہوں اور کائنات کا خالق ہوں اعلان کرتا ہوں۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اُس دن کے شر سے آپ کو اپنے دامنِ رحمت میں پناہ دے دی ہے، اور آپ سے اس دِن کے شر کے اُٹھانے کا آج ہی اعلان کرتا ہوں۔

آج ہی تم پر اپنی عنایات کا اعلان کرتا ہوں، سب سے پہلی عنایت لَقّٰھُمْ الخ ...... میں آج تم سے بالمشافہ ملاقات کروں گا حائل کوئی پردہ نہیں رہے گا یہی تمہارا اعزاز ہے وَجَزَاھُمْ بِمَا صَبَرُوْا یہ بدلہ ہے اس صبر کا جو عہد وفا کو پورا کرتے ہوئے مشقتیں درپیش آئیں اِن پر آپ نے بطیب خاطر صبر کیا میری محبت کے وعدوں کو پورا کیا اب میں تم سے اپنی رحمت وعنایات کے وعدے پورے کروں گا، اور تم میرے مہمان بنو گے تمہیں اپنی رحمتوں کے باغات میں پورے اعزاز کے ساتھ لے کر آؤں گا اور دستِ قدرت سے جنتی ریشم کا لباس پیش کروں گا۔

وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّ سُرُوْرًا اُس دن محبتوں کی عظمت یہ ہوگی کہ میں تم سے ملاقات کر کے خوشی کروں گا ور تم مجھ سے ملاقات کر کے خوشیوں سے سرور محسوس کرو گے مُتَّکِئِیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ تمہیں نور کے تختوں پر نور کے تکیے لگا کر دیے جائیں گے جن پر تم ٹیک لگا کر بیٹھو گے، عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْن وہ تخت خلوت خانوں میں نہیں لگائے جائیں گے بلکہ وہ تخت آمنے سامنے لگائے جائیں گے، تمہاری باہمی ملاقات بھی ہوتی رہے گی جنت میں کاشانۂ نبوت اور خاندانِ نبوت کا موسمی ماحول بڑا دلنواز ہوگا قرآن نے اسے یوں بیان فرمایا لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْھَرِیْرًا کاشانۂ خاندانِ نبوت میں نہ تو سخت سردی ہوگی کہ وہ ٹھٹھرتے رہیں اور نہ ہی سخت گرمی ہوگی کہ اُنہیں پسینے آئیں بلکہ موسم نہایت ہی

میٹھا اور معتدل ہوگا، اور موسمی پھلوں کی ترسیل یوں ہوگی:

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا پہلے پھل دار درخت ان نفوسِ قدسیہ پر جھک کر سایہ کریں گے وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ پھر پھل دار درختوں کے پتوں کے خوشے گچھے خود جھک کر سلامی بھی پیش کریں گے اور خود کو تناول کے لئے حاضرِ خدمت بھی کریں گے اور خوب خود کو پیش خدمت کریں گے، وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا، جنتی چاندی سے بنے خورد و نوش کے برتن کٹورے صراحیاں شیشوں سے بھی زیادہ صاف اور لطیف برتن جن کو غلمانِ جنت مشروبِ جنت سے بھر کر لائیں گے اور ان نفوسِ رحمت کے گرداگرد طواف کریں گے ہاتھوں میں جنت کی صراحیاں کٹورے پکڑے ہوں گے کیا شان ہے کریموں کی کہ جنتی مخلوق ان کا طواف کر رہے ہیں، اللہ اکبر قَوَارِيْرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا کیا ہی خوبصورت جنتی چاندی کے کٹورے ہوں گے جن کو پلانے والوں نے پورے پورے اندازوں پر رکھا ہوگا کہ کہیں خدمتِ اقدس میں بے اعتدالی نہ ہو جائے شاہانہ رسمِ نیاز میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو جائے، وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا: مشروب جنت میں مشروب ادرک بھی ڈالا جائے گا تا کہ لذتِ ذوق اور فراواں ہو جائے جب یہ مشروب پیش خدمت ہوگا تو اور اس کے علاوہ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا آپ کی گذرگاہوں میں سلسبیل کا چشمہ جاری کر دیا جائے گا یہ چشمہ اپنی اِبتداء عرشِ عظیم سے کرے گا جنت عدن سے ہوتا ہوا خاندانِ نبوت بالخصوص والدینِ کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی برکت حاصل کرتا ہوا باقی اہل جنت کو سیراب کرے گا، وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ کچھ لوگ اپنی صورت و سیرت میں پاکیزہ ہوں گے اور اپنی طبعی عمر میں نوخیز لگیں گے یہ جنتی مخلوق ان پاکوں کا طواف

کریں گے اور مسلسل کرتے ہی رہیں گے کیا ہی خوبصورت اعزاز یہ ہے۔ فرمایا: اذا رَاَیْتَھُمْ حَسِبْتَھُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا○ اِن نوخیزہ لڑکوں کے حُسن کی شان یہ ہوگی کہ ہم آنکھ والے انہیں بکھرے موتی ہی گمان کریں گے، اے محبوب کے گھر والو: وَ اِذَا رَءَیْتَ ثَمَّ رَءَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا، جب بھی آپ اپنی نشست گاہوں میں بیٹھ کر اِدھر اُدھر نظر اٹھاؤ گے تو تمہیں ہر طرف جنت ہی کی نعمتیں نظر آئیں گی اور تمہیں ایک عظیم الشان سلطنت نظر آئے گی جو تمہیں نذر کی جائے گی یہ بدلہ ہوگا اس نذر کا جو تم دنیا میں میرے پیار میں مانا کرتے تھے، عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ آپ کے کپڑے ریشم کریب کے ہوں گے سبز ریشم کے ہوں گے گھنی ریشم ہوگی۔

وَ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ جنت کے چاندی کے خوبصورت کنگن آپ کو پہنائے جائیں گے۔ سب سے پیاری بات یہ ہے کہ

وَ سَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا○

آپ کو آپ کا رب اپنے ہی دستِ قدرت سے

جنت کا پاکیزہ ترین مشروب پلائے گا

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ : یہ میزبانی ہوگی غفور اور رحیم کی طرف سے۔

اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً بیشک یہی تمہارے لئے تمہاری وفاؤں کا صلہ ہے بدلہ ہے:

وَ کَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا

تمہاری محبت کی ہر محنت قابلِ قدر ہے

کیا خوب محبت و محنت ہے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور پھر کیا ہی خوب محبت میں طرز نیاز ہے جناب ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

ایفائے نذر میں قدر کا کیا عظیم مقام ہے۔

اور کیا ہی خوب شانِ وجاہت ہے سبحان اللہ کیا خوب قرآنِ کریم نے والدینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا مرتبہ بیان فرمایا ہے۔

نوٹ: درج بالا بیان میں ایفائے نذر کا تذکرہ ہے اور انعامات الٰہیہ کا ذکر جمیل ہے ذخیرۂ تفسیر میں اس نذر کے ناذر مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور سیدہ عالمین جانِ رحمۃ للعالمین حضرت بی بی فاطمۃ الزاہراء سلم اللہ علیہا ہیں یہاں عِلّتِ مؤثرہ ایفائے نذر ہے جب روزوں کی ایفائے نذر کا یہ مقام ہے اور فروع کی ایفائے نذر کا یہ مقام ہے تو جن نفوس قدسیہ نے اپنی جانوں کی نذر میں ایفائے نذر کا مظاہرہ فرمایا ان کا مقام و مرتبہ کیا ہوگا جس باپ نے اپنے بیٹے کی نذر مانی ہوگی پھر ایفائے نذر پر بھی عزم و استقلال کا بے مثال مظاہرہ کیا ہوگا اس کا مقام کیا ہوگا اور جو ذات ذبح ہونے کے لئے سراپا وفا بن گیا ہوگا تو اس وقت اِس نذر کا مرتبہ کیا ہوگا کیا مقام ہوگا اللہ اکبر۔

## سب سے عظیم اور حسین دین والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ وآلہ وبارک وسلم کا ہے

دوستانِ محترم یہ عنوان سب سے زیادہ حساس بھی ہے اور منفرد بھی ہے اور عظمت والہ بھی ہے حساس اس لئے ہے کہ والدینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دین وایمان کی بابت لوگوں میں ایک بحث چھڑی ہوئی ہے کچھ لوگ ان کے دین وایمان کی نفی کرتے ہیں اور کچھ لوگ ان کے دین دار ہونے کے قائل ہیں یہ ایک طویل بحث ہے اس بارے میں طرفین اپنی اپنی قوت صرف کر چکے ہیں اس اعتبار سے یہ عنوانِ عظمت حساس ہے: یہ عنوان منفرد اور عظمت والا اس لئے کہ قرآن کریم نے

کھلے لفظوں میں شہادت دی کہ سب سے زیادہ حسین تو دین ہی والدینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے قرآن اسے یوں بیان فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا (نسآء ۱۲۵)

سب سے زیادہ حسین دین اس شخص کا ہے جس نے خود کو بارگاہِ خداوندی میں خدا تعالٰی کے حضور جھکا لیا ہے اور اس کی حالت یہ ہو کہ وہ مرتبہ احسان کی قربتوں سے سرشار ہوا اور اس نے ملت ابراہیمی کی پیروی کی جو ہر کجی ہر ٹیڑھے پن سے پاک ہے ہر باطل سے کٹ کر ذاتِ حق تعالٰی میں کھویا ہوا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ خود اللہ تعالی نے انہیں اپنی آغوشِ محبت ورحمت میں لپیٹا ہوا ہے اور انہیں گہرا دوست بنالیا ہے، مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے معنًا مربوط جملوں میں غور فرمائیں وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا سب سے حسین ترین دین عظیم دین ان نفوسِ قدسیہ کا ہے مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ جو اپنے چہروں کو گردنوں کو جھکائے رکھتے ہیں بارگاہِ الوہیت میں، اور اس قدر طرز نیاز میں جھکے رہتے ہیں کہ وَهُوَ مُحْسِنٌ وہ صاحبِ حال ہو کر مرتبہ احسان کو پہنچ جاتے ہیں قرب وحضورالٰہی میں نورِ صمدیت میں غرق ہو جاتے ہیں وَ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا اسی حالتِ استغراق میں انہیں نقوشِ محبت ابراہیمی تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے ان کی کامل اِتباع کا نور ان کو ڈھانپ لیتا ہے پھر وہ ہر باطل سے ہر غیر سے کٹ جاتے ہیں صرف حُسنِ سرمدی میں گم ہو جاتے ہیں مرتبہ توحید میں خود کو کھو دیتے ہیں انہیں مرتبہ حنفیت عطاء کیا جاتا ہے کیونکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مقامِ حنفیت کی عظیم بلندیوں کی انتہاء تک پہنچے ہیں اِس قدر محبت الٰہی میں مستغرق ہوئے محو ہوئے کہ محبتِ الٰہی خود پکار اُٹھی وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا حالت

استغراق یہاں تک پہنچی کہ اللہ تعالی جل وعلا نے جناب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنالیا گہرا دوست بنالیا عین ایسے ہی ملتِ ابراہیمی پر کامل یقین رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی محبت کا نور عطا کر دیتا ہے کیونکہ یہ ملت اللہ تعالی کو بہت پسند ہے اسی لئے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کو حکم فرمادیا وَ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا اے حبیب آپ بھی ملت ابراہیمی کی ہی اتباع فرمائیں کیونکہ یہ بہت بلند وبالا ملت ہے اور اس ملت کے تسلسل کو قرآن مجید یوں بیان فرمارہا ہے: رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور جھکنے والا بناؤ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ اور ہماری اولاد میں بھی ایک عظمت والا طبقہ ایسا پیدا فرما کہ وہ تیرے حضور مسلسل جھکے رہیں رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا اور انہیں جھکنے والوں میں سے اپنا شان والا رسول مبعوث فرما جو کائنات کو تیری حکمتوں کے نور سے بھر دے اور تیری کتاب جو تیرا حسن ہے اس کے نور سے بھر دے تلاوت کتاب کائنات کے باسیوں کا وِرد زبان کر دے اور ان کے تن من کی آلودگیوں کو دھو کر رکھ دے اور ان کو پاکیز کر دے اس پر بارگاہِ اقدس سے آواز آئی: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝ بیشک اللہ تعالی نے مصطفیٰ بنالیا تمام بزرگیاں عطا فرمادیں جناب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آل ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آلِ عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام جہانوں پر مرتبۂ عظمت عطا فرمادیا، یہ اصطفائیت کا تسلسل آلِ ابراہیم میں جاری رہا تا آنکہ مخزن پیکر رحمت سیدنا حضرت ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجودِ ظہور پذیر ہوا اور مخزنۂ وجود نبوت مرکز انوار وتجلیات الٰہیہ اُم محمد حضرت بی بی آمنہ بنت وہب سلم اللہ علیہا کا وجود اقدس ظہور پذیر ہوا یہ نفوسِ قدسیہ اُن ساری عظمتوں کے

کامل امین ٹھہرے اسی لئے ربِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اقدس کے لئے ان نفوسِ قدسیہ کا خصوصی انتخاب فرمادیاملتِ ابراہیمی کے کامل امین رہے یہ نفوسِ رحمت تادم آخراس عظمت کی انہوں نے حفاظت فرمائی یہاں تک کہ بوقتِ وصال بھی ملت ابراہیمی کی وصیت فرمائی جس پران کے اپنے کلمات طیبات خودشہادت دے رہے ہیں ہجروفراق کے لمحات جب قریب پہنچے تواپنے لختِ جگر جس نے تاجدارِ کائنات بننا تھاانہیں ام محمد حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا دعائیں بھی دے رہی ہیں اوراپنے عقیدے کی عظمت بھی بیان فرمارہی ہیں فرماتی ہیں:وَ الْاِ سْلَامُ دِ یْنُ اَ بِیْكَ الْبَرَّ اھَامِ اے میرے نورِنظر آپکے بابا کا دین بھی اسلام ہے جوسب سے عظیم المرتبت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہماراخاندانی پسِ منظربتوں سے نفرت کرتارہاپس اس لئے میں تمہیں وصیت کرتی ہوں فَاللّٰہُ اَ نْھَا كَ عَنِ الْاَ صْنَامِ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی قسم کھاکربتوں کی دوستی سے روکتی ہوں اَنْ لَا تُوَ الِیَھَا اِلَی الْاَقْوَامِ: سب سے پہلے نبوت کی شہادت بھی آپ نے ہی دی فرماتی ہیں اِنْ صَحَّ مَا اَ بْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ اے میرے نورِنظرمیں نے تیری عظمتوں کواپنے خوابوں میں مشاہدہ فرمایا ہے اورمیرے خوابوں کی حسین تعبیر تیری ہی ذات ہے مجھے میرے ربِ ذوالجلال والاکرام نے سب کچھ بتادیا ہے میرایقین ہے اگرواقعے کے مطابق ہے فَاَ نْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ آپ شان والے نبی مبعوث فرمائے جائیں گے مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَ امِ یہ بات خیال آرائی پر میں نہیں کہہ رہی بلکہ خدائے ذوالجلال والاکرام کا فیصلہ سنارہی ہوں کیونکہ اس نے مجھے سب کچھ بتادیا ہے میری ہرخواب کا منظرہی یہی ہوتا کہ توپوری کائنات کا آقابن کربھیجاجائے گا یہ بات حقیقتاً ایسی ہی ہے تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ ، یہ کامل شہادتیں اس بات کی یقینی

توثیق ہیں کہ ملتِ ابراہیمی ہی خاندانِ نبوت کا پہناوا تھا جس کی قرآن دعوت دیتا ہے لہٰذا سب سے حسین اور کامل دین ہی والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے قرآن اس کی خود شہادت دیتا ہے عین ایسی ہی سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے بلکہ وہ تو تقویٰ وطہارت کے اس مرتبہ پر ہیں کہ خود تقویٰ وطہارت کو بھی ان پر ناز ہے جب انہیں خلافِ تقویٰ امور پر اُکسایا جاتا وہ تو برملا گرجتے ہوئے فرماتے اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُونَہٗ ہم تو موت کو گلے لگا سکتے ہیں مگر حرام کام کا ارتکاب نہیں کر سکتے واہ سبحان اللہ یہ کیسی عزیمت ہے یَحْمِی الْکَرِیْمُ عِرْضَہٗ وَدِیْنَہٗ عزت والے لوگ اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرنا جانتے ہیں اور کچھ نہیں، انہیں لوگوں کے لئے عرشِ عظیم کا سایہ ہے دوستوان علمی یقینی شہادتوں نے طے کر دیا کہ والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہی سب سے زیادہ حسین بھی ہے عظیم بھی ہے۔

## فرضیتِ ذکرِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم

قارئین محترم پہلے اوراق میں آپ قرآنی آیات سے مبرہن وجاہتِ والدین کریمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کا مفصل ثبوت اور بیان ملاحظہ فرما چکے اب آپ ذکرِ والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شرعی حیثیت پر تفصیل سے بیان ملاحظہ فرمائیں گے عام طور پر دیکھا گیا ہے جب بھی اہل محبت شانِ نبوت وشانِ خاندانِ نبوت پر اپنے ذوق کا اظہار کرتے ہیں محافل منعقد کرتے ہیں اور اون پاکیزہ نفوس کا تذکرہ کرتے ہیں تو دشمنان مقام نبوت اور دشمنانِ مقام خاندانِ نبوت یہودی طرز فکر کے حامل لوگ اس مبارک عمل پر طرح طرح کے آوازے کستے ہیں محبت کو بدعت کہنا شروع کر دیتے ہیں اور اس مبارک عمل کو ناجائز و بدعت

کہنا شروع کر دیتے ہیں جس سے اہلِ ایمان کے قلب و روح زخمی ہوتے رہتے ہیں اور اہلِ عقیدت پریشان ہو جاتے ہیں کہ نہ جانے حق کیا ہے وغیرہ۔ اس سنگین صورتِ حال کے پیش نظر فقیر نے چاہا کہ بفضل تعالیٰ بوسیلۂ رحمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء قیامت تک اس تشویش ناک صورتِ حال کا مستقل حل بیان کر دے تا کہ کوئی بد طینت اہل محبت کی عقیدت و محبت کو پریشان نہ کر سکے اہلِ محبت و عقیدت اپنی حتمی قطعی لازوال عقیدت و محبت سے تاحیات سرشار رہیں۔

اور یہودی مُلّوانوں کے دانت تا ابدالآباد کھٹے ہو جائیں تا کہ اہل محبت ان کے زہریلے دانتوں سے محفوظ رہیں، بحمد اللہ تعالیٰ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرضیت پر فقیر نے ایک کتاب تفریح الاذکیا فی فرضیتِ ذکرِ مصطفیٰ لکھی ہے جو چھپ کر مقبولِ عام حاصل کر چکی ہے ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں آسکا اور نہ ہی آسکتا ہے کیونکہ اُس کتاب میں میری فکر کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا ورنہ ہزاروں جواب آجاتے یہ میری کتاب اب تک لاجواب اس لئے ہے کہ اس میں قرآن حکیم کی اٹھارہ سو سے زائد آیات نے فرضیتِ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دی ہے گواہی دی ہے چونکہ قرآن کریم کا نہ مثل ہے نہ مد مقابل ہے اس لئے اس کتاب کا جواب قیامت تک نہیں آسکتا عین ایسے ہی فرضیتِ ذکرِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول کیا جا رہا ہے اس میں بھی انشاء اللہ العزیز صرف آیات قرآنی ہی شہادت دیں گی اس کو بھی قیامت تک چیلنج نہیں کیا جائے گا یہ بیان ذرا علمی ضرور ہو گا مگر میں کوشش کروں گا کہ اسے آسان سے آسان علمی انداز میں پیش کروں تا کہ عام فہم ہو جائے اور میں اسکے ایک ایک لفظ کا ذمہ دار ہوں اگر کوئی صاحبِ علم میرا علمی تعاقب کرنا چاہے تو میں بالکل حاضر ہوں تحریری بھی بالمشافہ بھی مدعا کے بیان سے قبل ایک مختصر سی علمی تمہید ملاحظہ فرمائیں تا کہ اصل عنوان تک

رسائی آسان ہو جائے۔

قارئینِ محترم: شرعی احکام میں دلیل کی نوعی ترتیب کے اعتبار سے احکام کی ترتیب ہے دلیل جس قوت کی ہوگی حکم اُتنی ہی عظمت کا ثابت ہوگا شرعی دلیل سے شرعی احکام ہی ثابت ہوتے ہیں اہلِ علم نے دلائل کو چار انواع میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنتِ نبوی (۳) اجماعِ امت (۴) قیاس۔

نمبر۱...... قطعی الثبوت قطعی الدلالت: جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

اس کا ثبوت بھی قطعی ہے صحیح تواتر سے ثابت ہے اور اپنے معنی میں دلالت بھی قطعی ہے یعنی احدیّت کا مرتبہ ذاتِ حق ہی کیلئے خاص ہے اِس درجے کی دلیل سے ثابت ہونے والا حکم فرض کہلاتا ہے خدا تعالیٰ کی واحدانیت پر قطعی یقین رکھنا اعتقادی فرض ہے۔

نمبر۲...... قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ: یہ وہ دلیل ہے جس کا ثبوت تواتر سے ہو یعنی اس کو اتنے لوگ بیان کریں جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

اور اس کی اپنے معنی میں دلالت ظنی ہو یعنی اس کے مدلول ایک سے زائد ہوں کئی ہوں ہر ایک معنیٰ مراد لینا ممکن ہو ازدِحامِ معانی میں غور کرنے سے تاویل کے ذریعے کسی ایک معنیٰ کو ترجیح دے دی جائے جیسے ثلاثۃ قُرُوء میں احناف کے نزدیک طہر اور حیض میں سے حیض کو ترجیح حاصل ہے اس ترجیح کے دلائل کتب اصول میں موجود ہیں۔

نمبر۳...... ظنّی الثبوت قطعی الدلالۃ: ایسی دلیل جس کا ثبوت یعنی ہم تک پہنچنا ظنی ہو مذکورہ تواتر سے ثابت نہ ہو ایک فرد ایک جماعت سے سماع کرے یا جماعت ایک فرد سے روایت کرے یا ایک سے زائد افراد جو حدِ تواتر میں مطلوب

افراد کی تعداد سے کم ہوں جیسے خبر واحد جیسے: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں یہ روایت اپنی دلالت میں قطعی ہے یعنی اپنے معنٰی کو بالکل واضح بیان میں بیان کر رہی ہے مگر اس کا ثبوت اتنا مضبوط اور قطعی نہیں یہ خبر واحد ہے، قلت رواۃ ہی اس دلیل کا سُقم ہے: بہر حال ان ہر دو نوعیت کے دلائل سے ثابت ہونے والا حکم واجب ہوتا ہے۔

نوٹ: واجب اور فرض ادائیگی میں یکساں ہیں ان کا ادا کرنا انتہائی ضروری ہے مگر ان میں ایک علمی فرق ہے فرض کا منکر کافر ہے جبکہ واجب کا منکر گمراہ ہے۔

نمبر۴...... ظنّی الثبوت اور ظنّی الدلالۃ: ایسی دلیل جس کی دونوں طرفیں ظنی ہوں نہ اس کے ثبوت میں تواتر ہو نہ دلالۃ میں قطعیت ہو ایسی دلیل سے ثابت ہونے والا حکم سنت اور مستحب کہلاتا ہے مگر سنت اور مستحبیت میں ایک علمی فرق ہے سنت کے ترک کرنے والے کو ملامت کی جائے گی جبکہ مستحب کے ترک کرنے والے کو ملامت نہیں کی جائے گی ہاں مستحب عمل کے بجالانے والا ثواب کا مستحق ضرور ہوگا۔

نوٹ: سنت کی تحقیر کرنے والا، توہین کرنے والا کفر کا مرتکب ہے

نوٹ: درج بالا دلائل کی بالترتیب قوت احکام کی عظمت میں مؤثر ہے اس نوعی ترتیب پر عام اہلِ علم جانتے ہیں استنباطِ مسائل میں انہیں کی مدد سے ہی کام چلاتے ہیں۔ یہ اُصولِ فقہ کے مسلم قواعد ہیں تمام مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں بلکہ اس میں متداول کتب اصول الشاشی نور الانوار حسامی مسلم الثبوت وغیرہ اب بھی پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں داخلِ درس ہیں میں نے انہیں میں غور کیا اور منضبط قواعدِ اصولِ فقہ کی روشنی میں فرضیتِ ذکرِ والدین مصطفٰی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا استدلال کیا ہے، قرآن وسُنت تو بحمداللہ تعالیٰ مُسلّم دلائل ہیں متبحر علماءِ زمانہ کا اجماع بھی مسلّم ہے جب اہل علم کو کسی مسئلے کا حل بظاہر قرآن وسنت کے ذخیرۂ علم میں نہ مل سکے تو خاص شرائط کے تحت اپنی اجماعی رائے کے مطابق پیش آمدہ مسئلے کا دینی حل بیان کر سکتے ہیں بشرطِ کہ قرآن وسنت کی صراحت کے خِلاف نہ ہو۔

رہا قیاس کا معاملہ تو قیاس بذاتِ خود دین میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا بطور دلیل دراصل قیاسِ شرعی تب قابل قبول ہے جب اس میں مؤثر علّتِ شرعی بطورِ دلیل کام کرے گویا علّتِ منصوصہ یعنی نص حکم کو بھی بیان کر رہی ہو اور علّت کو بھی بیان کر رہی ہو یعنی نص کے اندر علّت بھی موجود ہو۔ اب چونکہ علت ہی اصل دلیل قرار پائی جو حکم میں مؤثر ہے علّت اثر کے حوالے سے ہی دلیل بنتی ہے اگر مؤثر نہ ہو تو نہ ہی اسے علت کہا جاتا ہے اور نہ ہی یہ علت ہونے کے لائق ہے بہر حال علت چونکہ اثر کی بنیاد پر علت ہے اب اس کی دو صورتیں ہیں علّتِ منصوصہ و علت غیر منصوصہ: علتِ منصوصہ میں غور کیا جائے گا نص کے اعتبار سے اگر نص قطعی ہے تو علت بھی قطعی ہی ہوگی اور اِس علت کی بناء پر ہونے والا قیاس بھی قطعی ہوگا اگر علّت ظنی ہو یعنی مجتہد کی رائے سے علت معلوم ہو تو چونکہ مجتہد کی رائے میں غلطی کا امکان موجود ہے بنابریں اس امکانِ خطا کو مدّ نظر رکھتے ہوئے جو قیاس ہوگا وہ ظنی ہوگا غیر یقینی ہوگا علّت منصوصہ قطعیہ کی مثال قرآنِ کریم میں عظمتِ والدین پر ایک قطعی نص وارد ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور والدین کے ساتھ احسان کرو حُسن سلوک کرو اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا خاص کر اگر تیرے پاس وہ بوڑھے ہو جائیں تو فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ اوں کہنا ان کو بھی حرام ہے اب اس آیت میں جو واضح ہے حُرمت ہے وہ کلمہ اُفِ اُوں ہے اس میں وجہ اور علت کیا

ہے دراصل بڑھاپے میں ان کی برداشت کمزور ہو جاتی ہے بلکہ ختم ہو جاتی ہے جس سے اتنے ہلکے سے کلمہ کہنے کی وجہ سے انہیں شدید تکلیف ہوتی ہے جب اتنی ہلکی سی بات پہنچی اُف کو برداشت نہیں کر سکتے اس سے انہیں شدید تکلیف ہوتی ہے تو اس سے بڑے اور ثقیل لفظ سے انہیں کتنی شدید تکلیف ہوگی اگر کوئی بد بخت ان کو گالی دے وہ بھی تو ایک لفظ ہی ہوتا ہے کوئی بُرا بھلا کہے تو کتنی شدید تکلیف ہوگی یا تھپڑ مارے تو کتنی بڑی شدید تکلیف ہوگی گویا اصل امر یعنی عِلّتِ حُرمت ماں باپ کو تکلیف دینا ہے اس کا کم از کم درجہ اُف ہے جب اُف کہنا حرام ہے تو اس سے زیادہ تکلیف دہ لفظ بولنا کتنا حرام ہوگا اب غور فرمائیں حُکم حُرمت میں مؤثر علّت والدین کی تکلیف ہے جہاں جہاں تکلیف ہوگی یعنی جس جس عمل پر والدین کو تکلیف ہوگی جس کا کم از کم درجہ اُف ہے اُس اُس جگہ حُرمت کا حکم مخاطب ہوگا جب اُف تک کہنا حرام ہے تو اس سے زیادہ تکلیف دہ الفاظ کہنا حرام تر ہے گالی دینا اُس سے بڑا حرام ہے تھپڑ مارنا بہت بڑا حرام ہے قتل کر دینا سب سے بڑا حرام ہے جس سے انسان وراثت سے بھی محروم ہو جاتا ہے بہر حال طے یہ ہوا کہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ نص میں منصوص علت بھی قطعی ہوتی ہے اور اس پر کیا جانے والا قیاس بھی قطعی ہوتا ہے اس پر عمل کرنا بھی فرض ہوتا ہے خواہ وہ فرض اعتقاوی ہو یا فرضِ عملی ہو لاکھوں مسائل اس کلیہ پر مستنبط کیے جا چکے ہیں ہماری کُتبِ فقہ اور اصولِ فقہ اس پر شاہد عادل ہیں اب آیئے اصل عنوان کی طرف فقیر نے فَرضیتِ ذکر والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول محض جذباتی ذوق سے نہیں کیا بلکہ پوری علمی بصیرت اور منضبط قواعد کی روشنی میں کیا ہے اور ذمہ داری سے کیا ہے اگرچہ بعض بے علم عالموں کو استدلال یہ اجنبی سا لگے گا مگر اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ براہِ راست مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں یا اصولِ فقہ اصولِ

حدیث اصولِ تفسیر پر مہارت رکھنے والے علماء کرام سے بطور اِستفادہ اپنی تسلی کرواسکتے ہیں۔

نوٹ: نصِ قطعی میں علت بعض وقت لفظاً منصوص ہوتی ہے اور بعض وقت معنًی منصوص ہوتی ہے۔

## ایک اور اصولی بات

فرض دو قسم کا ہوتا ہے، نمبر۱) فرضِ اعتقادی یہ وہ فرض ہے جس کے حق ہونے کا یقین ضروری ہے جیسے عقیدۂ توحید ورسالت کتبِ سماویہ کی سچائی جنت دوزخ حشر نشر ملائکہ کے حق ہونے کا یقین۔

نمبر۲) فرضِ عملی: یہ وہ فرض ہے جس پر عمل ضروری ہے مکلّف اس کی ادائیگی کے بغیر عہدہ برآ نہیں ہوسکتا، جیسے نماز کی ادائیگی روزہ حج زکوۃ وغیرہ پھر ان فرائض کی ادائیگی بھی دو قسم پر ہے موقت یعنی وقتیہ: غیر مؤقت غیر وقتیہ: تفصیل اس کی یہ ہے کہ بعض کی ادائیگی میں وقت کا عمل دخل ہوتا ہے یہ کبھی وقت اس کے لئے معیار بنتا ہے جیسے روزہ کہ وقت اس کے لئے معیار ہے جتنا بڑا دن ہوگا اتنا بڑا ہی روزے کا دورانیہ ہوگا یہ نہیں ہوگا کہ روزے کا دورانیہ اس بڑے دِن کے دورانئے سے کم ہو یا چھوٹے دِن میں دورانیہ بڑھ جائے وغیرہ کبھی وقت فرض کی ادائیگی کے لئے سبب بنے گا جیسے نماز اپنے ہی وقت پر ادا ہوتی ہے جب تک وقت نہ ہو تو فرضیت نماز کا حکم مخاطب نہیں ہوگا۔ ایسے ہی کچھ فرائض ایسے ہیں جن کی ادائیگی کے لئیے وقت کی کوئی قید نہ ہو وقت نہ سبب بن سکے نہ معیار بن سکے نہ ظرف بلکہ وہ فریضہ مطلق عن الوقت ہو اس کی ادائیگی سہولت پر رکھی گئی ہے جیسے کسی کو سہولت میسر ہو جائے اسے ادا کرلے مثلاً درود شریف ہے یہ فریضہ ہے مگر مطلق عن الوقت ہے

جب بھی کوئی اس فریضہ کو ادا کرنا چاہے کر سکتا ہے جب ذوقِ محبت غالب آئے یہ ہدیہ نیاز پیش کر سکتا ہے رہا اعتقادی فرائض کا معاملہ تو وہ تصدیقِ قلبی سے تعلق رکھتے ہیں اس تصدیق کا حاصل رہنا ہمہ وقت ضروری ہے ایک لمحہ کے لئے بھی قلب وروح اس قلبی یقین سے خالی نہ ہوں ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا بعض فرائض ایسے ہیں جن پر اعتقاد بھی ضروری ہے اور عمل بھی ضروری ہے جیسے درود شریف کی فرضیت کا اعتقاد بھی فرض ہے اور عمل بھی مطلق عن الوقت کی صورت میں فرض ہے فقہاء کرام نے دفع حرج کی بناء پر زندگی میں ایک مرتبہ ادائیگی کو ضروری قرار دیا ہے علاوہ ازیں جب بھی ادا کریں گے فرض ہی کی ادائیگی متصور ہو گی اور فرض ہی کا ثواب ملے گا ایسے ہی نماز روزہ کی فرضیت پر یقین بھی ضروری ہے اور ان پر عمل بھی ان کے مقتضاء کی صورت میں ضروری ہے۔

ایسے ہی ذکرِ والدینِ کریمین مصطفیٰ کی فرضیت کا اعتقاد رکھنا بھی ضروری ہے، ذکر پاک کرنا بجالانا بھی فرض ہے، یہ چونکہ مطلق عن الوقت وقت ہے اس لئے اہل ایمان جب ذوقِ محبت سے سرشار ہوں بھرپور طریقے سے کریں بلکہ دل کھول کر کریں تاکہ پوری کائنات والوں کو ان کی عظمتوں رفعتوں برکتوں کا علم ہو سکے ان کی عصمت مآب عفت مآب شخصیت کا اندازہ ہو سکے۔

## فرضیتِ ذکرِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل

قارئین محترم: میں نے قرآنِ حکیم کا مطالعہ اصولی نظر سے کیا تو بے شمار فضائل وکمالات خاندانِ مصطفوی کے معلوم ہوئے بالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نظر آئے بنا بریں فقیر نے ان کے ذکرِ خیر کی فرضیت کا قول کیا اور پھر اس تذکرۂ رحمت کو پیش آنے سے قبل آپ ایک مختصر سی علمی تمہید پر غور

فرمائیں مؤقف نکھر کر سامنے آ جائے گا قرآن حکیم میں بیان کردہ قصص احوال امثال کا مقصدِ وحید ترغیب اور ترہیب ہے یعنی رحمتِ الٰہی سے حصہ پانے والوں کی پذیرائی کی گئی ان کی تعریف کی گئی ان کے کردار کو نمونہً عظمت قرار دیا گیا اسے اسوۂ حسنہ کے لئے ایک معیار بتایا گیا ان کے عمل کی مناسبت والے اعمال کو رحمتوں برکتوں اور عظمتوں کا باعث کہا گیا بلکہ ان مصفّٰی سیرت نفوسِ قدسیہ کے طرزِ زندگی کو خدا تعالیٰ نے اپنی شریعت اور اپنے دین کی بنیادیں کہا انہیں پر چلنے کی دعوت دی دنیا وآخرت کی فلاح اسی میں مضمر فرما دی اس پر مستزاد یہ کہ اپنی رضا کو ان کے اعمال صالحہ سے مربوط فرما دیا سبحان اللہ کیسا اعتماد ہے اور کیسی وجاہت ہے، ان پاکیزہ فطرت لوگوں کو اللہ تعالیٰ کتنی محبت سے دیکھتے ہیں ان کے تذکروں کو لازوال بقائے دوام بخشا اور ان کی زندگیوں کو قرب وحضور بخش کر اپنا محبوب بنایا اور انہیں کے تذکروں کو اپنی مقدس کتاب بلکہ اُمّ الکتاب قرآنِ مجید کی آیاتِ بینات کا عنوان بنایا اور مقدس آیات میں ان نفوسِ رحمت کو خوب اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا اور اُن کی تعظیم وتکریم کو ہی اپنے دین کی اصل قرار دیا اور ان سے محبت واُلفت کو اپنی محبت ورضا قرار دیا ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی قرار دیا، اور ان کے تذکروں کو اخبار کی صورت میں بیان فرما کے ثبوت اور دلالت میں قطعیت کی مستقل اور لازوال بے مثال سندِ عظمت جاری فرما دی تا ابد الآباد ان کی عظمتوں کے چرچے جاری فرمائے اہل ایمان انہیں عظیم تذکروں سے اپنے قلب وروح کو گرماتے رہے تا قیامِ قیامت گرماتے رہیں گے اور اپنے مشام جاں کو معطر کرتے رہیں گے، اپنی زندگیاں اُنہیں کے نور سے منور کرتے رہیں گے دونوں جہانوں کی فلاح پاتے رہیں گے ان اہل عظمت کے تذکروں کی علت غائی اور مقصودِ اعلیٰ یہ ہے کہ آنے والی ذات تو ان سب سے تقدس مآب ہے امام الانبیاء ہیں تاجدار کائنات بلکہ باعثِ کائنات ہیں

ان کی عزت وتکریم ہر اعتبار سے تم پر کہیں زیادہ لازم ہے: ان کے آباواجداد کا احترام تم پر انتہائی ضروری ہے۔

## خاص بات:

سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی پسِ منظر کو آباواجداد کی عظمتوں کو قرآن نے اپنا موضوع بنایا اور انہیں پورے اہتمام سے بیان فرمایا سینکڑوں آیات اس پر گواہ ہیں خاص کر امہاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تو صریح نصوص میں بیان فرمایا اُم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُم اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمِ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُمِ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تفصیلی گفتگو فرمائی اور وجہ یہ بتائی کہ کوئی بدطینت بدبخت کمینہ سرشت آدمی کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تبلیغی مساعئ جمیلہ کوشش اور جدّ وجہد کو سُبوتاژ کرنے کے لئے ان کے خاندانی پس منظر کی کسی اخلاقی کمزوری یا سماجی معاشرتی معمولی پن کا طعنہ نہ دے اور بہانہ نہ بنا سکے اس لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی پسِ منظر خصوصاً اُمہّاتِ کرام کی عظمتوں کو کثیر آیاتِ بینات کی روشنی میں بیا ن فرمایا چونکہ یہ تمام نُصوص ثبوت اور دلالت میں قطعی ہیں لہٰذا ان کا اعتقاد رکھنا بیان کرنا بہر صورت فرض ہے ان کا انکار کفر ہے۔

دوسری وجہ وعِلّتِ جو منصوص ہے وہ آبائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اُمھاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت مآب حیاتِ عظمت کے اُن مقدس گوشوں کو بیان فرمایا اس لئے کہ وہ دینِ اسلام کے اخلاقی اور روحانی کردار میں بطور حوالہ کام آئیں۔

تیسری علّتِ غائی یہ ہے کہ ان کی حمیت وشرافت کا ظہور ہوتا کہ بداطوار

لوگ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معمولی خاندان سے تصور نہ کر لیں اور یہ نہ بکتے پھریں کہ ہم کمّی کمین لوگوں سے پیدا ہونے والے کو نبی نہیں مان سکتے۔

چوتھی علتِ غائی یہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آباء واجداد کا پاکیزہ کردار اعتماد سازی میں بھرپور کام آئے گا ان کی اُمہات کی طہارت بھی مسلمہ ہوتی ہے یہ اس لئے بیان ہوتا کہ لوگ ان کی عظمتوں پر یقین رکھتے تھے، کیونکہ ان کی حیات عظمت ان کی آنکھوں کے سامنے گذری ہوتی جیسا کہ حضرت معصومہ مریم کو بچہ بغیر باپ کے جننے پر حیرت سے کہا مَا كَانَ اَبُوكِ امْرَءَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا اے مریم تو نے بغیر باپ کے بچہ جنم دیا جو کہ بہت ہی بری بات ہے حالانکہ نہ تیرا باپ بُرا تھا اور نہ تیری ماں سرکش تھی بلکہ وہ تو انتہائی پارسا تھے۔

پانچویں علّتِ غائی یہ تھی کہ اِن نفوسِ قدسیہ کی خَلقی خُلقی عظمتیں لوگوں کو معلوم ہو جائیں اور یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں اِن کا کیا مقام ہے۔

محترم قارئین! مذکورہ تمام علتیں قرآنی آیات ونصوص میں منصوص ہیں جن کی تفصیلات پر ایک الگ سی کتاب لکھی جائے گی یہاں گنجائش نہیں مشیتِ الٰہی نے طے فرمایا کہ میں انہیں پورے اہتمام کے ساتھ بیان کروں تا کہ کائنات کے باسیوں کو علم ہو جائے مقتدی حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاندانی پس منظر اِس شان وعظمت کا مالک ہے تو امام الانبیاء تاجدارِ انبیاء باعث تخلیق کائنات ماحی الذُّنُوبِ وَالخطا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے خاندانی پسِ منظر کا کیا مقام شان والا مقام ہوگا جس ماں نے جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنم دیا اِن کا مقام یہ ہے اور جس ماں نے حضرت محمد حبیب اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو جنم دیا ہے ان کا کیا مقام ہوگا اللہ اکبر......الخ

سب سے بڑی عِلّتِ غائی اُمّ النبی ہونا ہے اور ابوالنبی ہونا ہے قرآن نے اس مرتبہ عظمت کو بہت بڑی پذیرائی کے ساتھ کھل کر متھم بالشان انداز میں بار بار اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے میرا اہل علم سے سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا اُمہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین کا مرتبہ جو منصوص ہے اوران کے آبائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتیں بھی منصوص ہیں ان پر اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ وہ آبائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور امہاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں کیونکہ اُن کی شان میں وارد ہونے والی نازل ہونے والی آیات ثبوت میں بھی قطعی ہیں اور دلالت میں بھی قطعی ہیں حیرت ہے جن کے لئے یہ سب کچھ بیان ہوا یعنی محسنِ عالمین سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محسنۂ عالمین سیدتنا جناب آمنہ سلم اللہ علیہا ان کی عظمتوں پر اعتقاد رکھنا ان کی عظمتوں کو بیان کرنا کیوں کر فرض نہیں: یہ فرض ہے یقیناً بہت بڑا فرض ہے کیونکہ گذشتہ تمام نصوص قطعی ہیں اوران میں علت بھی منصوص ہے اور یہ قانون ہے جس قیاس میں مقیس علیہ یعنی جس پر قیاس کیا جاتا ہے اس میں علت منصوص ہو تو قیاس بھی قطعی ہوتا ہے اور قطعی دلائل سے ثابت ہونے والا حکم فرض کی حیثیت رکھتا ہے ، بلکہ حق تربات یہ ہے کہ اس عظیم فریضے کی برکت سے تو تمام فرائض کو فرضیّت کی عظمت ملی آخر یہ نفوسِ رحمت مبدءِ رحمۃٌ للعالمین ہیں کچھ تو حیا کرنا چاہئے یہ والدین نبی آخرالزمان ہیں صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں اس طرح تو نص کا مدعا ہی ختم ہو جاتا ہے جس کے لئے نص وارد ہوئی اور معلول بیان ہی نہ ہو تو وہ نص محض داستان سرائی رہ جائے گی جبکہ خداوندِ قدوس اس کمزوری سے پاک ہے حدیث اس پر گواہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَـزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰی خَمْسَةِ اُوْجُهٍ حَلَالٌ وَّحَرَامٌ وَ مُحْكَمٌ وَ مُتَشَابِهٌ وَ اَمْثَالٌ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَ حَرِّمُوا الْحَرَامَ وَ اعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَ آمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ، وَ اعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ ○ (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ صفحہ نمبر ۱۳، اصح المطابع کراچی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن پاک پانچ عنوانات پانچ وجوہ اور معانی پر نازل ہوا ہے۔

نمبر ا۔ اِس کی بعض آیات حلال کو بیان کرتی ہیں۔

۲۔ بعض آیات حرام کو بیان کرتی ہیں۔

۳۔ کچھ آیات ایسی ہیں جن کی مراد بالکل واضح ہے۔

۴۔ بعض آیات ایسی ہیں جن کی مراد بالکل پوشیدہ ہے۔

بس تمہارے لئے حکم یہ ہے کہ جن چیزوں کو قرآن نے حلال فرمایا ہے پس اسی کو حلال جانو جن کو حرام ٹھہرایا اس کو حرام جانو قرآن کی محکم واضح المراد آیات پر لازماً عمل کرو: اور جن کی مراد پوشیدہ ہے ان کی سچائی پر بغیر سوچے سمجھے یقین کرلو...... اور جو قرآن میں امثال قصے نصیحت آموز واقعات اور عظیم الشان لوگوں کی باتیں شانیں نازل ہوئیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جن کرداروں کی مذمت بیان ہوئی اِن سے بچو اور جن کی عظمت بیان ہوئی ان کی عظمت پر یقین رکھو انہیں بیان کرو انہیں اپناؤ۔

محترم قارئین حدیث کے اس آخری حصے نے طے فرمادیا کہ شان والے لوگوں کی عظمت پر کامل یقین رکھو ان کو بیان کرو اور جس وجہ سے انہیں بیان کیا گیا

ہے ان کی عظمت پر یقین رکھو یعنی احوالِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے بیان ہوئے کہ تاجدارِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان وعظمت کا اندازہ ویقین ہو۔ اور امہاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا بیان اس لئے ہوا کہ امام الانبیاء کی ماں محسنۂ عالمین حضرت سیدہ آمنہ خاتون سلم اللہ علیہا کی شان وعظمت کا اندازہ اور یقین ہو۔

آبائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا بیان اس لئے ہوا کہ آبائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کا یقین واندازہ ہو۔

گویا قرآن میں جتنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی پس منظر کی عظمت کا بیان ہوا اس میں علت غائی یہ تھی آنے والی ذات ان سب کی امام ہے ان کا خاندانی پسِ منظر بہت ہی عظیم ہے تاہم قواعدِ عرفیہ کے مطابق سابقہ انبیاء علیہم کے آبائے کرام اور اُن کی اُمہاتِ عِظام کی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ منصوص عظمتیں مقدمہ ہین ان کے بیان کا مقصد ہی میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبائے کرام اور اُمہاتِ عِظام بالخصوص والدینِ کریمین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شرافتوں کو مبرھن اور مدلل کرنا ہے: جب یہ اہتمام قدرت ہے تو فرضیت ذکر والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اور کون سی دلیل درکار ہے؟

عقل منداں را اشارہ کافیست　　بے عقلاں را سنگِ خارا کافیست

بہر حال یہ طے ہے کہ والدین کریمین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وعصمت کا ذکر بھی فرض ہے اور ان کی عظمتوں پر یقین کرنا بھی فرض ہے ورنہ اُمہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور آبائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان وشخصیت میں جو کچھ نازل ہوا اس کا مقصدِ نزول ہی فوت ہو جائے گا مشیئتِ الٰہی کے مقاصد تو کائنات میں کوئی فوت نہیں کر سکتا: اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگر خدا

تعالیٰ تعالیٰ کے ہاں والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا کوئی مرتبہ ہوتا تو ان کو بھی قرآن میں منصوص انداز میں بیان فرمادیا جاتا تو جنابِ مَن جواب اِس کا یہ ہے کہ یہ سوال بذاتِ خود ایک جہالت ہے کیونکہ اس سوال کی زد میں وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی آ گئے جو قرآن میں نہیں مگر ہیں ضرور کیا آپ ان کی عظمت کا بھی انکار کر دیں گے! قرآن میں تو فقط ستائیس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکرِ خیر ہے باقی سوا لاکھ کا کیا کرو گے جیسے قرآن میں مذکور منصوص کی عظمت کا انکار کفر ہے ایسے ہی غیر منصوص کا انکار بھی کفر ہے اور ایسے ہی منصوص اُمہات الانبیاء کی عظمت کا انکار کفر ہے اور جن کے لئے یہ نصوص وارد ہوئیں ان کی عظمتوں کا انکار بھی کفر ہے بلکہ بدترین کفر ہے کیونکہ یہ مبدءِ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلیل اس کی یہ ہے:

رُسُلًا مِّنْهُمْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

کچھ شان والے رسول ایسے ہیں کہ جن کو ہم نے آپ پر بیان فرمادیا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کو ابھی تک آپ پر بیان نہیں فرمایا گیا کیا ہم بیان نہ کردہ رسولوں پر ایمان نہیں لائیں گے العیاذ باللہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ بیان نہ کردہ حقیقت معدوم نہیں ہو جاتی لہٰذا والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصوص نہ ہونا معدوم ہونے کی دلیل نہیں ہے، جس طرح دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آباء اور امہات کی عظمتوں کو بیان کرنا فرض ہے عین ایسے ہی والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا عقیدہ رکھنا بھی فرض ہے بیان کرنا بھی فرض بلکہ عظیم تر فریضہ ہے۔

## آیاتِ قرآنیہ اور اُمّہاتُ الانبیاء علیہم السلام کا مقام

وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ○ (سورۂ ہود/ ۷۱،۷۲)

جب حضرت جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے بیٹے کی خوشخبری سنائی تو جناب سارہ سلم اللہ علیہا بھی وہاں تشریف فرما تھیں۔ قریب ہی کھڑی تھی: فَبَشَّرْنٰهَا اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب سارہ سلم اللہ علیہا کو بیٹے کی خوشخبری سنادی اور یہ بھی خوشخبری سنادی کہ آپ ماں بھی بنیں گی اور دادی بھی یعنی پہلے ہم آپ کو علم والا بیٹا حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائیں گے بعد ازں پوتا حضرت یعقوب علیہ السلام بھی عطا ہوگا مائی صاحبہ خوب خوش ہوئیں اور تعجب سے بولیں ہائے ہائے کیا میں ماں بنوں گی دادی بنوں گی حالانکہ میں بوڑھی بانجھ ہو چکی ہوں اور میرا خاوند بالکل بوڑھا ہو چکا ہے عادتاً بوڑھے بچہ نہیں جنم دے سکتے یہ بڑا ہی عجیب معاملہ ہے قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ اَهْلَ الْبَيْتِ فرشتے بولے جناب سارہ کیا آپ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر تعجب فرما رہی ہیں حالانکہ وہ آپ پر اولاد کی صورت میں اپنی رحمت اور اپنی جنابِ خاص سے برکات کا اعلان فرما چکا ہے جو فرما چکا ہے وہی ہو کر رہے گا وہ کسی اصول فطرت کا پابند نہیں اور یہ اِس لئے کہ تم اہل بیتِ نبی ہو۔ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ بیشک ہر بزرگی کا مالک وہی ہے ہر تعریف کا مالک وہی ہے: درج بالا آیت میں مادر پیکر نبوت کے کئی ایک مقام بیان ہوئے:

نمبر۱) مادرِ پیکرِ نبوت صاحبہ بشاراتِ الٰہیہ ہوتی ہے:

نمبر۲) ان کے طبعی احساس ضحک ہنسنے کو بھی قرآن بڑی عظمت کے ساتھ بیان فرماتا ہے:

نمبر۳) اللہ تعالیٰ ان کی تکریم کی خاطر عادت وفطرت کے ضابطے پر اپنی رحمت کا غلبہ فرما دیتا ہے:

نمبر۴) ان کے منہ سے نکلنے والے جذباتی الفاظ کو قرآن بنا دیتا ہے اس پر ان کی پذیرائی فرماتا ہے:

نمبر۴) نبی کی ماں پر اللہ تعالیٰ خصوصی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرماتا ہے نبی کی بیوی اور نبی کی ماں کو اہلِ بیت نبوت کا مقام عطا فرماتا ہے: (ھود/۷۰)

ایک اور مقام پر فرمایا: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ○ (ذٰرِیٰت/۲۹)

حضرت سارہ سلام اللہ علیہا فرشتوں کے سامنے آئیں اونچی آواز سے بولیں اپنے ماتھے پر اپنی ہتھیلی سے تھوڑی سی ٹھوکر لگائی اس حال میں بولیں میں بوڑھی ہوں بانجھ بھی ہوں جواباً فرشتے بولے یہ تو ہو کر رہے گا یہ بات تو تیرے رب نے فرمائی ہے ہم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں بنائی بس اُسی کا حکم ہے وہ علم وحکمت والی ذات ہے ان آیات میں جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی اقتضاءً ذکر آ گیا رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ اقدس میں اولاد کی دعا کی عرض کی مولا میرے پروردگار مجھے بھی ایک صالح بیٹا عنایت فرما جواباً اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ پس ہم نے بشارت دی ایک صاحبِ برداشت بیٹے کی ایک کامل عقل مند بیٹے کی اس

میں جناب سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا کا اقتضاءً ذکر فرمایا: اس بشارت خداوندی میں وہ براہ راست شامل ہیں (صٰفّٰت ،۱۰۰،۱۰۱)

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (قصص/ ۷)

اور ہم نے وحی فرمائی بصورتِ (الہام) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کو کہ انہیں خوب دودھ پلائے جب فرعونیوں سے زیادہ خطرہ محسوس فرمائیں تو اِن کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا نہ ڈرنا ہے نہ غم زدہ ہونا ہے بیشک ہم نے ان کو آپ کے ہاں اپنی قدرتِ کاملہ سے واپس لوٹا دیں گے اور ان کو شانِ رسالت کی عظمت عطا کر دیں گے نمبر۱) اس آیت میں اُم نبی کا صاحبِ وحی ہونا یعنی الہام والہ ہونا بتایا گیا ہے نمبر۲) انہیں لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ کی شان عطا ہوئی۔

نمبر۳) ان کے لختِ جگر کی ان کو شانِ رسالت کی خوشخبری دی: اگلی چار آیات میں ان کے کئی مقامات بیان فرمائے: وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا نبی کی ماں کا دِل اپنے لختِ جگر کی جدائی میں بے قابو ہو جاتا ہے اس میں کیفیتِ قلب کی عظمت کو بیان فرمایا اگلے حصے میں ان کے دل پر نزولِ سکینہ کا بیان ہے، آگے حصے میں ان کے دل پر نزول سکینہ کا بیان ہے آگے کے حصے میں ان کی طمانیتِ قلب کا بیان ہے اگلے حصے میں اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ میں ماں کا اہلِ بیت سے ہونے کا بیان ہے۔

اگلے حصے میں ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا بیان ہے آگے کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے وعدہ کے حق ہونے میں اپنی محبت بھری کلام فرمائی

......الخ: یہ سارے کمالات قرآنی آیات میں منصوص ہیں یہ سب عظمتیں اُمِ نبی ہونے کے حوالے سے معلوم ہیں موجود ہوئیں، چونکہ یہ تمام آیاتِ بینات ثبوت میں بھی قطعی ہیں اور دلالت میں بھی قطعی ہیں لہٰذا ان کے مقتضاء پر یقین رکھنا بھی فرض ہے انہیں بیان کرنا بھی فرض ہے گویا قرآن نے کھول کر بتادیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ محترمہ کی عظمتوں پر یقین رکھنا بھی فرض ہے ان کا ذکرِ خیر کرنا بھی فرض ہے یہ تو اُم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے جو کلیم اللہ ہیں اور جو اُمِ محمد صلی اللہ علیہ والہ ووالدیہ وسلم ہیں ان کی کیا شان ہوگی یہ تو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی والدۂ مکرمہ ہے اِن کا مرتبۂ عظمت تو سبحان اللہ سابقہ مذکور علّتیں جو ہیں وہ تو محسنۂ عالمین سیدتنا جناب آمنہ عفیفہ معصومہ مغفورہ سلم اللہ علیہا میں کہیں زیادہ قوت کے ساتھ مؤثر ہیں تو اس علّتِ اثر کی بناء پر یقیناً مشیئتِ الٰہی کے ضابطے کے مطابق جو اِن کی جملہ عظمتوں پر یقین رکھنا بھی فرض ہے اور انہیں بیان کرنا بھی فرض تر ہے محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ السلام کی شان وشوکت بھی اِقتضاءً یونہی ثابت وقائم ہے ان قرآنی شہادتوں کا انکار کفر ہے: اَب آیئے جناب حضرت سیدہ مریم سلام اللہ علیہا جو والدۂ مکرمہ ہیں جناب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان کی شان کا ہم جائزہ لیتے ہیں قرآنی آیات کی روشنی میں:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○

اے حبیب یاد فرماؤ اس وقت کو جب حضرت عمران کی بیوی نے کہا اے میرے رب بیشک میں نذر مانتی ہوں مَنّت مانتی ہوں تیری رضا کی خاطر یہ وعدہ کرتی ہوں جو کچھ میرے پیٹ میں بطور حمل ہے یہ بیٹا ہو تو میں اسے تیرے مقدس گھر کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی اے میرے پروردگار تو یہ ہدیہ میری

طرف سے قبول فرمایا بیشک تو دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے، اگلی آیت میں ہے کہ جب وضع حمل ہوا تو بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی اس پر اُنہوں نے عرض کی اے میرے رب یہ تو لڑکی پیدا ہوئی حالانکہ میں نے تو لڑکا مانگا تھا: اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ اللہ خوب جانتا ہے کہ کیا شان والی ذات جنی گئی ہے حال یہ ہے کہ وَ لَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی یہ تو ایک بے مثال لڑکی جنی گئی ہے کوئی بیٹا اس کی شان جیسا نہیں ہوسکتا وَ اِنِّیۡ سَمَّیۡتُہَا مَرۡیَمَ بیشک میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے والدہ مریم بولیں وَ اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُہَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بیشک میں اسے اور اس کی اولاد کو اے اللہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں تا کہ یہ شیطان مردود کے شر سے محفوظ رہیں، فَتَقَبَّلَہَا رَبُّہَا بِقَبُوۡلٍ حَسَنٍ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی اس استدعا کو عظیم ترین قبولیت سے سرفراز فرمایا وَ اَنۡۢبَتَہَا نَبَاتًا حَسَنًا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے شاندار انداز میں اُنہیں پروان چڑھایا انتہائی حسین تربیت فرمائی: وَ کَفَّلَہَا زَکَرِیَّا عظیم پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام جیسے بابرکت وجودِ مسعود نے اُن کی کفالت فرمائی کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیۡہَا زَکَرِیَّا الۡمِحۡرَابَ وَجَدَ عِنۡدَہَا رِزۡقًا جب جناب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوئے اس محراب میں جہاں آپ پاکیزگیوں کے ماحول میں تربیت فطری کے مراحل سے گذر رہیں تھی وہ وہیں رہائش پذیر تھیں اچانک جب زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس آئے تو اُن کے پاس بے موسم پھل پایا متعجب ہو کر پوچھنے لگے اَنّٰی لَکِ ہٰذَا یہ آپ کی خاطر کہاں سے آتا ہے قَالَتۡ ہُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ وہ بولیں یہ اللہ تعالیٰ کی جناب خاص سے آتا ہے: اس بے مثال عنایت پر ایک بے تاب دیرینہ تمنا نے انگڑائی لی بے ساختہ ہاتھ اُٹھ گئے پکار اُٹھے اے اللہ تو

اس بات پر قادر ہے کہ بے موسم پھل بھیج سکتا ہے تو تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مجھے بچہ نہ جننے کی عمر میں بھی بیٹا عطا کر سکتا ہے مجھے اپنی جنابِ خاص سے ایک پاکیزہ بیٹا عطا فرما، دوستو ابھی یہ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی دعا جاری ہی تھی کہ رحمتِ الٰہی جوشِ رحمت میں پکار اُٹھی محراب سے ابھی ہٹ نہ پائے تھے کہ فرشتوں نے ندا دی اے عفت مآب مردِ عظمت اے عظیم پیغمبر اے اللہ کے محبوب بندے زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو جاؤ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے سردار پاکباز رحمت مآب نبی صالح اور حسین بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے۔

قارئین محترم: کیا مرتبہ ہے مادرِ پیکرِ نبوت کا کہ جن کے قرب وحضور میں مانگے جانے والی دعا کا وعدہ قبولیت نہیں ہوتا بلکہ فوراً قبول فرمائی جاتی ہے یہ تو اُمِ عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اور حضوری کا مقام ہے اگر کوئی خوش بخت اُمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اُمِ حبیب اللہ ان کے قرب وحضور اور خدمت میں کھڑے ہو کر دعا مانگے تو اس دعا کی قبولیت کا کیا مقام ہے، مضمون کا اگلا حصہ ملاحظہ فرمائیے

:

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ○

اے حبیب یاد فرماؤ اس وقت کو جب فرشتوں نے حضرت مریم صلوت اللہ علیہا سے کہا اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقامِ مصطفیٰ عطا فرمایا ہے اور آپ کے آنگن کو پاکیزگیوں کے نور سے بھر دیا ہے، اور تمام کائنات کی عورتوں پر شان وعظمت کے اعتبار سے چُن لیا ہے مصطفیٰ بنالیا ہے اب ایسا کرو، يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِىْ وَ ارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اب اپنے رب کے حضور سجدہ ریزیوں میں گِری رہا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع میں جُھکی رہا

کرو اِس عظمتِ عنایات کے یہی شایانِ شان ہے، پھر فرمایا:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓـئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ○ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ○

فرشتوں نے حضرت مریم سلم اللہ علیہا سے کہا اے مریم (سلم اللہ علیک) بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے اپنی جناب خاص سے ایک شان والے کلمہ کی بیٹے کی اس کا نام مسیح عیسی بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں صاحبِ وجاہت ہوگا صاحبِ مرتبہ و تکریم ہوگا اور بارگاہِ قدس کا مقرب ترین ہوگا اور وہ اس شان کا مالک ہوگا کہ وہ آغوشِ مادر میں فصیح کلام کرے گا لوگوں سے اور پختہ عمر میں بھی پر جوش خطابِ حق فرمائے گا پر توِ حسنِ سرمدیت سے معمور ہوگا کردار و اخلاق کے بلند ترین درجات والوں سے ہوگا۔ صاحبانِ علم و دانش یہ اُمِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کی شان ہے اور یہ وہ اُمِ عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو اپنی تمام شانوں کے باوجود میرے کریم آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی والدۂ رحمت و عظمت محسنۂ عالمین حضرت سیدتنا آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کے حضور بوقتِ ولادتِ باسعادتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایک دایہ خادمہ مبشرہ بن کر بحضور اقدس آئیں تو کیا شان و عظمت ہے اُمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت آمنہ خاتون سلم اللہ علیہا کی ہے کوئی عقلی فکری علمی اندازہ جو یہ تعین کر سکے کہ ان کی شان کا جغرافیہ کیا ہے کتنا ہے کہاں تک ہے رحمۃ للعالمین کی ماں ہونا۔ اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا۔

کوئی معمولی بات ہے؟ ذرا غور فرمائیں قرآن نے اِسے یوں بیان فرمایا: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ اے میرے حبیب یہ عظیم الشان

خبریں غیب کی خبریں جو آپ پر بطور خاص وحی فرمائیں اُم نبی ہونا خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی تو مرتبہ ہے جس کو پورے اہتمام کے ساتھ بیان فرمایا گیا۔وحی فرمایا گیا ضابطہ یہ ہے کہ اِس کا بیان کرنا فرض ہے خاص کر اُم نبی ہونے کی جہت کو بیان کرنا یقیناً فرض ہے اور جب ایسا ہے تو اُم النبی صلی اللہ وسلم ہونے کی جہت کو بیان کرنا یقیناً فرض ہے اور جب ایسا ہے تو اُم النبی ہونے کی علت غائی سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا میں کہیں زیادہ مؤثر ہے دیگر اُمّہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو قرآن میں اپنی بے شُمار عظمتوں کے ساتھ منصوص وملفوظ ہیں تو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کا ذکر جو سب سے عظیم فرض ہے اور اقتضاء محسنِ عالمین ابو محمد سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ بھی فرض ہے اس کے ذکرِ خیر کی فرضیت کا قول بالکل تحقیقی ہے مزید توثیق کے لیے سورہ مریم کو بار بار پڑھیں اندازہ ہوجائے گا قدرے تفصیل سے معلوم ہوجائے گا عرضِ خدمت ہے۔

وَ اذْكُرْ فِى الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۞

اے محبوب آپ پر فرض ہے عظمتِ مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام بیان کرنا آپ اُن کی اُن عظمتوں کو بیان فرمائیں جو بوقتِ ولادت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام رونما ہوئیں یاد فرماؤ اس وقت کو جب جناب مریم عَلَيْهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام الگ تھلگ ہوئیں اپنے گھر والوں سے خلوت خانۂ عظمت میں وہ جگہ اس اعتبار سے شرقی تھی۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا انہوں نے خود کو پردۂ عظمت میں پوشیدہ فرمالیا اپنے اہل خانہ سے بالکل چھپ سی گئیں خلوت نشین ہوگئیں مصروفِ ذکر الٰہی ہوگئیں اُنہیں خلوتوں کے ماحول میں عرفانِ ذات حق سے لگاؤ ہوا، تو

،فارسلنا الیھا روحنا پس ہم نے ان کے حضور اپنی روح جناب جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہماری طرف سے رحمتوں کا آغاز اس طرح ہوا کہ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ہم نے اس ناموسِ عظمت سے کہا پیغمبر کی ماں کی بارگاہ میں جارہے ہو اپنی ملکی ہیئت بدلو اور صورت بشر اختیار کرلو اور بشری توانائی کی صورت اختیار کرو اور ان کے حضور جاؤ جب یہ جیم وشحیم توانا بشر ان کی خدمتِ اقدس میں آیا تو عفّت مآب معصومہ مریم سلم اللہ علیہا فوراً بول اٹھیں قَالَتْ اِنِّىٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا اے مردِ رعنا تو جانتا نہیں کہ یہ کاشانہ اقدس عصمت مآب عفت مآب لوگوں کا ہے یہاں نور کے پردے لباس بنائے جاتے ہیں، حیاء کی عظمتیں اس خلوت خانہ کا ماحول ہے، ہر طرف سے محفوظ ماحول میں تو کیسے داخل ہوگا میں خود کو رحمان کی پناہ میں دیتی ہوں تیرے حوالے سے اگر تو صاحبِ تقوی ہے، متقی ہے قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ تو مرد نے کہا اے پاکیزہ سرشت مریم میں خود سے نہیں آیا بلکہ مجھے تو تیرے رب نے بھیجا ہے ورنہ کس کی مجال ہے اس عصمت مآب ماحولؑ میں داخل ہو سکے جناب مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام بولیں بتاؤ کس لئے آئے ہو کیا غرض ہے کیا کام ہے بشر سوی نے کہا لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا مجھے تو فقط اس لئے بھیجا گیا ہے کہ میں آپ کو ایک پاکیزہ بیٹا ہدیہ کروں۔اس پر اُم نبی نے حیرت سے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے وَلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ میری تو ابھی تک شادی ہی نہیں ہوئی، اور نہ ہی کبھی پوری حیاتِ عصمت میں کسی سرکشی کا خیال تک آیا ہمارا خاندانی پسِ منظر بھی پاکبازوں کا ہے اور تم یہ کہہ رہے ہو۔اس پر جناب جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام بولے قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ یہ فیصلہ تو تیرے رب کا ہے مریم یہ اُسی کی شان ہے جب بے ماں باپ ابو البشر کو پیدا کرسکتا ہے تو بغیر خاوند کے آپ کو پاکیزہ بیٹا بھی دے سکتا

ہے، اس کا اعلانِ عظیم ہے، وہ کہتا ہے ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ کہ مجھ پر یہ غیر عادی کام بالکل آسان ہے اور یہ اس لئے کرنا چاہتا ہے کہ وَلِنَجْعَلَهٗ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا۔

ہماری قدرت وعظمت کی لوگوں کے یقین کے لئے ایک عظیم الشان نشانی بن جائے اور ہماری طرف سے ہماری خُصوصی رحمت کا اظہار ہو جائے پھر فرمایا وَكَانَ اَمْرًا مَقْضِيًا ہمارے ہاں یہ معاملہ طے ہو چکا ہے ہم یہ فیصلہ طے کر چکے ہیں۔

قارئین محترم: اگلی چودہ آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادتِ باسعادت کی کیفیات ہیں اور ولادت کے بعد رونما ہونے والے حالات ہیں جناب مریم سلم اللہ علیہا کے عزم واستقلال کی عظمتیں بیان ہوئیں اور جناب حضرت عیسی الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہَ کریمہ کی عِصمت کی یوں گواہی دی وَبَرًّا بِوَالِدَتِی میری ماں پیکرِ عصمت وعفت ہیں اس پر خدا تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کی پذیرائی فرمائی فرمایا: ذَالِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلُ الْحَقِّ یہ عیسیٰ ابن مریم کا قول بالکل حق ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں تفصیلات کے لئے ایک الگ مقالے کی ضرورت ہے جس کو یہاں بیان کرنا ممکن نہیں۔

دوستو مذکورہ بالا بیان میں بار بار غور فرمائیں جس میں سیدہ ساجدہ راکعہ مریم سلام اللہ علیہا کے ان گنت اوصاف بیان ہوئے ان اوصاف کو ماننا بھی فرض ہے ان کو بیان کرنا بھی فرض ہے وَاذْكُرْ یہ بتا رہا ہے کہ یہ عظمتیں بیان کرنا خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم پر بھی فرض تھا کہ وہ اِسے بیان فرمائیں اور آپ نے بیان فرمایا ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز نبی پر فرض ہوئی وہ نبی کے

ذریعے سے امت پر بھی فرض ہے بشرطیکہ وہ خاصیّات نبوت نہ ہوں۔

اصولِ فقہ کی کتابوں میں یہ قانون موجود ہے۔اور ایک یہ قانون بھی موجود ہے کہ سابقہ شریعتوں کے احکام کیا ہم پر لاگو ہیں کہ نہیں اس میں ضابطہ یہ ہے کہ سابقہ شریعتوں کے قوانین کو اگر زبانِ نبوت بیان فرمادے تو جس حیثیت سے بیان ہوں گی اسی حیثیت سے ہم پر لاگو ہوں گی یہ اس لئے نہیں کہ پہلی شریعتیں عظمت والی ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کو ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور شرع بیان فرمایا ہے جیسے محرم الحرام کا روزہ یہ بنی اسرائیل رکھا کرتے تھے اس پر سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا نَحْنُ اَحَقُّ کہ ہم اُن سے زیادہ حق دار ہیں اس عبادت کے کیونکہ بنی اسرائیل پر ہونے والے اِنعامات کی بنسبت ہم پر ہونے والے انعامات بہت عظیم ہیں اس کی تفصیلات کے لئے ہماری اصولی کتب میں باقاعدہ الگ سے ابواب قائم ہیں اَلشَّرَائِعُ مِنْ قَبْلِنَا کے عنوان سے موسوم ہیں۔

## اہم ترین بات

معزز قارئین! آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا وہ جملہ پھر دوہرائیں جس میں آپ نے فرمایا: فَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ پس اعتبار کرو قرآن میں بیان کردہ امثال وقصص کا واقعات کا حالات اُسی پر قیاس کرو پیش آمدہ حالات کو اب فقیر کا موقف سورج سے بھی زیادہ روشن ہو کر سامنے آ گیا کہ اُمہات الانبیاء علیہم السلام کا قرآن میں صریح نصوص کے اعتبار سے انکا مقام ومرتبہ بیان ہوا قرآن نے ان خواتین عظمت کو اس لئے پذیرائی دی کہ وہ اُمہاتُ الانبیاء علیہم السلام وصلوۃ اللہ علیہن اجمعین ہیں اس میں بنیادی علّت اُمُّ النَّبی ہونا ہے اس لئے

قرآن میں ان کی عظمت منصوص ہے اور اُم النبی ہونے کی علت بھی منصوص ہے اور یہ تمام نصوص ثبوت اور دلالت کے اعتبار سے قطعی ہیں لہٰذا ان سے ثابت ہونے والی حقیقت و عظمت پر یقین رکھنا بھی فرض ہے اور ان کا بیان کرنا بھی فرض ہے یہی علت اُم النبی ہونا محسنۂ عالم سیدتنا حضرت آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہما میں بدرجہ اتم موجود ہے لہٰذا ان کی جملہ عظمتوں پر یقین رکھنا بھی فرض ہے اور ان کا ذکر خیر کرنا بھی بدرجہ اتم فرض ہے: اِقْتِضَاءً محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد جناب حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں پر یقین رکھنا بھی فرض ہے اور اور ان کا ذکر خیر کرنا بھی فرض ہے پہلی بیان کردہ عِلَل کو بھی ایسے ہی قیاس کر لیں مگر یہاں یہ یاد رہے کہ یہ فرض غیر مؤقت ہے اس کی ادائیگی سہولت میسر آنے پر ہے جب بھی وقت میسر ہو سہولت میسر ہو اس فریضہ کو ادا کرنا بہر حال ضروری ہے کم از کم سال میں ایک مرتبہ تو ان کی پاکیزہ بارگاہ سے دل منور ضرور کرنے چاہئیں، جیسے دیگر اعراس مبارک ہوتے ہیں کم از کم سالانہ ایک عرس مبارک تو ان کا ہونا چاہئے اپنے سالانہ اعراس میں ایک عرس مبارک تو ان کا ہونا چاہئے اس پر پاکستان بلکہ پوری کائنات کے گدی نشینوں کو غور فرمانا چاہئے اپنے سالانہ عرسوں میں کم از کم ایک خطاب یا بیان تو ان نفوس قدسیہ کی عظمت و محبت پر ضرور ہونا چاہئے کیونکہ یہ مبدۂ پیکر نبوت ہیں جہاں سے پوری کائنات کے اصفیاء اولیاء کو فیضان ملتا ہے کرم کی بھیک ملتی وہ وجود مصطفٰی صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ نفوسِ رحمت ان کے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام ہیں اور یہ نفوسِ رحمت ان کے والدین کریمین علیہما الصلوات والسلام ہیں اور یہ نفوسِ رحمت ان کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ ہمارے والدین اور آباء واجداد سے کہیں زیادہ مقدس ہیں۔

## خاص بات

یہ ہے کہ قرآنِ حکیم نے اُمہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جو جومقامات کمالات انفرادی عظمتوں کے اعتبار سے الگ الگ بیان فرمائے ہیں وہ سارے کمالات محسنۂ عالمین جناب اُمِ محمد سیدتنا جناب آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا کی ذات میں تمام جمع فرمادیے گئے مثلاً اُمِّ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی اور الہام ہوا تو اِن کو بھی وحی اور الہام ہوتا رہا حضرت سارہ سلام اللہ علیہا کو بشارت ہوئی تو ان کو ان سے کہیں زیادہ بشارتیں ہوئیں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو بشارت ہوئی تو ان کو کئی ایک مرتبہ بشارت دی حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو مقامِ اصطفاء ملا تو ان کو ان سے انوکھا مقامِ اصطفاء ملا کیونکہ جناب مریم کو اصطفائیت کا درجہ نساء العالمین تک ملا مگر اس نفسِ رحمت کو محسنۂ عالمین ہونے کی عظمت ملی یہ کتنا بڑا اصطفائیت کا مقام ہے جنابِ مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو مقامِ طہارت ملا تو ان کو معراج طہارت ملی بلکہ تقوی وطہارت تو اِس نفس رحمت کا خمیر تھا کیونکہ خلق عظیم والی ذات نے ان کے وجود اقدس سے جنم لینا تھا جناب مریم سلام اللہ علیہا کی جبینِ عظمت کو سجدوں کے نور سے مزین فرمایا گیا تو ان کی فطرت ہی توحیدِ الٰہی کے نور میں امر ہو چکی تھی جس پر ان کے اپنے اشعار ایک بہت بڑی گواہی ہیں۔

گویا یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ جیسے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے جامع سید الانبیآء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں عین ایسے ہی اُمہات الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصلوٰۃ اللہ علیہن اجمعین کے جملہ کمالات اور خصائل کی جامع کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ عظمت محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا ہیں اِقتضاءً سیدنا ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی

ہیں جب ایسا ہے تو ان کا ذکر خیر کرنا کیونکر فرض نہیں یقیناً فرض ہے یقیناً فرض ہے یقیناً فرض ہے رہا یہ سوال ان کے ذکر کی فرضیت کا قول آج تک کسی نے نہیں کیا ہاں میں جانتا ہوں کہ نہیں کیا میری آپ سے گذارش ہے میرے استدلال کے خلاف کوئی علمی مانع تو لے آئیں رجوع کرلوں گا اگر آپ کے پاس کوئی علمی مانع میسر ہی نہیں تو پھر میرے ساتھ اس عظمت میں شریکِ محبت ہو جائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

ہاں اگر میرا یہ استدلال صحیح نہیں تو پھر کائنات میں کسی کا استدلال اور قیاس صحیح نہیں کیونکہ میں نے یہ استدلال یا قیاس خود ساختہ فکر سے نہیں کیا بلکہ اصولِ فقہ کے مسلمہ منضبط قواعد کی روشنی میں کیا ہے تو آپ منضبط قواعد توڑ دیں یا فقیر کا اِستدلال وقیاس صحیح مان لیں اور ہاں یہ بھی مان لیں جو کچھ فقیر نے کہا فرضیت ذکر والدینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول درست اور صحیح ہے تو یقیناً اِس میں میرا ایک رتّی برابر بھی کردار نہیں یہ محض ربِّ ذوالجلال والاکرام کا فضل واحسان ہے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم عمیم ہے، اور محسنِ عالمین ابو محمد جناب حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محسنۂ عالمین سیدتنا جناب حضرت بی بی آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا کے فیوض وبرکات کی عظمت ہے میرے پلے کچھ بھی اپنا نہیں یہ سب پاک نفوسِ رحمت کا ہے۔ اور اگر میرا یہ استدلال اُصولی اور علمی کوائف کے مطابق درست نہیں تو یہ محض میری علمی کمزوری ہے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور یہ نفوسِ رحمت اس سے بری ہیں۔

رہا یہ سوال کہ پہلے کی طرح اس کتاب کو ثبوتِ ایمان کے دلائل سے مزین کیوں نہیں کیا گیا تو اس پر میری ذاتی گذارش ہے کہ اس حوالے سے پہلے بہت کام ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے مجدد اسلام حضرت عبد

الرحمٰن علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ پر کہ انہوں نے اس عنوان میں مزید جگہ ہی نہیں چھوڑی بعد کے علماء کی ساری گفتگو کا ماخذ انہیں کے رسائل رہے دوسری بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ نفوسِ قدسیہ خود مرکز ایمان ہیں پوری کائنات کے باسیوں کے ایمان کے والی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین ہیں اس سے بڑا اس اعتبار سے کائنات میں شرف ہی کوئی نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ خدا ہو کر بھی اِن نفوسِ قدسیہ پر درود بھیجتا ہے، انہیں سلام بھیجتا ہے ان پر کامل اعتنا فرماتا ہے تفصیل ان سب بزرگیوں کی گذر چکی ہے مطلوبہ مقام پر مطالعہ فرمائیں میرے نزدیک یہ نفوس صرف صاحبِ ایمان ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی عزت کی قسم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کی عظمت ورحمت کی قسم یہ نفوسِ رحمت عظمتِ ایمان ہیں ان کی محبت کے بغیر ایمان کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔

## خاندانِ نبوت اور غیرتِ خداوندی

قارئینِ محترم: خاندانِ نبوت کی عصمت کی حفاظت وصیانت کا ذِمّہ بھی ذاتِ حق تعالیٰ نے ہی ذمہ کرم پر لیا ہے وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کی قرآنی شہادت ایک عظیم قوت ہے تاہم پھر بھی نا ہنجار لوگوں نے اگر کبھی ناپاک جسارت کی تو خدا تعالیٰ نے اپنے نور کی فصیل قائم فرمادی اور حفاظت کی دیوار کھڑی کردی جسے عبور کرنا ناممکن بنادیا آپ سورۂ نور کا مطالعہ فرمائیں یقین کی منزل ملے گی۔

غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلم اللہ علیہا کا ہار گم گیا آپ اس کی تلاش میں لگ گئیں انجانے میں قافلہ رواں ہوگیا سب سے آخر میں حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذمہ داری ہوتی کہ کوئی چیز اہلِ

قافلہ کی پیچھے رہ جائے تو اسے بحفاظت قافلہ والوں تک پہنچائیں عجیب اِتفاق ہوا کہ وہ حسبِ عادت اشیاء کی تلاش میں پڑاو کے مقام پر جستجو کرنے لگے اثنائے جُستجو اِن کی نظر ایک انسانی پیکر پر پڑی جو پردۂ عظمت میں لپٹا ہوا تھا حیرانگی سے آواز دی کون جواب میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشۃ الصدیقہ سلٰم اللہ علیہا بولیں زوجۃ الرسول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوں حضرت صفوان نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور انہیں عرض کی میں اونٹ بٹھاتا ہوں آپ اس پر بیٹھ جائیں اور وہ خود ایک طرف منہ پھیر کر کھڑے ہو گئے مائی صاحبہ پورے پردے کے التزام کے ساتھ اونٹ پر بیٹھ گئیں جنہیں حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحفاظت قافلہ تک لے آئے، اس پر منافقین نے بکنا شروع کر دیا ور بہتان لگانا شروع کر دیا اس پر غیرت الٰہی جوش میں آئی جس کو قرآن نے یوں بیان فرمایا: وَ الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ میرے حبیب مجھے غیرت وجلال کی قسم یہ بات سراسر بہتان اور جھوٹ ہے جو یہ لوگ لے کر آئے عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ اس شرمناک خباثت میں اے کلمہ پڑھنے والو تم میں سے بھی نادانی میں کچھ لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں، لَا تَحۡسَبُوۡهُ شَرًّا لَّـكُمۡ تم اسے شر گمان نہ کرو بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ بلکہ یہ تمہارے لئے خیر ہے ( کیونکہ خود اللہ تعالیٰ خود زبانِ قدرت سے صفائی پیش کرے گا اور اُم المؤمنین کی عصمت کو لازوال دوام بخشے گا۔ مگر ہاں ۔لِكُلِّ امۡرِیٴٍ مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ہر ایک کو اُس کے کئے کی ضرور سزا ملے گی کیونکہ کائنات میں یہ سب سے بڑا جرم ہے۔ اور ہاں ۔وَ الَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ، اور جس نے اس شرارت میں بھرپور حصہ لیا اور توبہ نہ کی منہ پھیرے رکھا یقیناً اسے بہت بڑا عذاب ملے گا۔ اگلے حصے میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے مخاطِب ہے : لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۔

فرمایا ایسا کیوں نہ ہوا جب تم نے یہ سنا تو ایمان والوں اور ایمان والیوں کا فرض تھا کہ وہ اس بابت بھلائی ہی گمان کرتے اور برملا کہہ دیتے وَ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ سنتے ہی بول اٹھتے یہ کھلا ہوا بہتان ہے جھوٹ ہے یعنی اہل ایمان کا ایمانی فرض تھا کہ فوراً بول اُٹھتے بغیر سوچے سمجھے اِعلانیہ کہہ دیتے کہ یہ سراسر جھوٹ ہے بہتان ہے بکواس ہے مگر اُنہوں نے ایسا نہ کر کے انتہائی غلطی کی ہے قریب تھا کہ اس خاموشی پر تمہیں دنیا ہی میں عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا مگر ہم اپنے محبوبِ مکرم کے حوالے سے تم پر فضل و رحمت کرنا طے کر چکے تھے۔

وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اگر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تم پر فضل و رحمت کرنا طے نہ کر چکا ہوتا تو تمہیں بھی اس بہتان پر خاموش رہنے کی وجہ سے بہت بڑے عذاب سے دوچار کر دیا جاتا مگر ہم اپنے محبوب سے طے کر چکے ہیں رحم و کرم کرنا اس لئے اے اہل ایمان تم بچ گئے ہو، یاد رکھو: جب تم باہمی ملاقات میں اس چیز کا تذکرہ کرتے ہو تمہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ تم کس سنگین غلطی کا اِرتکاب کر رہے ہو اور تم اسے معمولی بات سمجھتے ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہت بڑی بات ہے اس بات پر تو قیامت قائم ہو جانی چاہئے مگر اللہ تعالیٰ وقتِ قیامت اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق ابتداً طے کر چکا ہے: اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖۗ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ ہو چکا ہے اوپر کی سطور پر غور کریں

وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ کیوں ایسا نہ ہوا جب تم نے اس شرمناک بات کو سنا

تمہارا ایمانی فرض بنتا تھا تم فوراً یہ کہہ دیتے کہ ہم اس پر کوئی بات تک نہیں کریں گے نہ ہی سُنیں گے کیونکہ یہ قطعاً بہتان ہے جھوٹ ہے۔ اے اللہ تو پاک ہے ہم تیرے نبی کے حرم کی بابت یہ بات سننا کرنا برداشت ہی نہیں کرتے نہ ہم کسی سے سنتے ہیں اور نہ ہی کسے سے کرتے ہیں یہ تھا ایمان والوں کے ایمان کا بنیادی تقاضا جو پورا نہ کر پائے بہر حال۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ، خبردار، اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ آئندہ کبھی بھی تا قیام قیامت ایسے خسیس الفاظ کو دہرانا تک نہیں اگر تم میں ایمان کی عظمت ہے! وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ خوب کھول کر بیان فرماتا ہے تمہارے لئے یہی اس کی عظیم حکمت ہے یہی اس کا وسیع علم ہے، ہاں، بیشک جو بدبخت لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں اس طرح کی شرانگیز باتیں پھیل جائیں تو ایسی بیہودہ باتیں پھیلانے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ عَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

اللہ خوب جانتا ہے تم نہیں جانتے، بقیہ ترجمہ اوپر ہو چکا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اے ایمان والو شیطان کی پیروی نہ کرو، کیونکہ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ، پس بیشک وہ تو تمہیں بے حیائی اور بُری بات کا حکم دیتا ہے، وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ مَّا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا اور اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و احسان نہ ہوتا تو تم میں سے کبھی بھی کوئی پاکیزہ نہ ہوسکتا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ مگر اللہ تعالیٰ پاکیزگیوں کا نور اس پر نازل فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعتِ سماعت و علم والا ہے۔

قارئینِ محترم! مذکورہ بالا آیات میں بار بار غور فرمائیں کس قدر جلال الٰہی اور غیرتِ خداوندی کا انداز ہے، جب حرمِ نبوت میں آنے والی عورت جو ایک بیوی کی حیثیت رکھتی ہے، ان کا یہ مقام ہے جس اُمِ محترم نے پیکرِ نبوت کو جنم دیا ہے اگر کوئی بد بخت اُن پر کفر کا غلیظ الزام لگائے تو اس کا کیا حشر ہوگا العیاذ باللہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے زوجۂ نبوی کی شان میں بکنے والوں کو سخت سے سخت عذاب دیا جائے گا لوگو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ والدینِ کریمین مصطفیٰ کی شان میں گستاخی نہ کرو ورنہ کفر کی آگ میں جلو گے آخرت میں اَسْفَلَ السّٰفِلِیْنَ جہنم کا سب سے نچلا درجہ جہاں پینے کو جہنمیوں کی پیپ ملے گی اس میں ڈالے جاؤ گے یہ بناوٹی دلائل تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ یہی دلائل تمہارے گلے کا پھندہ بنیں گے۔

نوٹ: قارئین محترم! یہ بیان میں جب لکھنے بیٹھا تو آیت کا یہ حصہ ذہن میں گھوم گیا یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کہ لوگو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ خبردار اب اس واقعہ کو زندگی میں تا قیامت کبھی بھی دوہرانا نہیں۔ میں حکم کو پڑھ کر رُک گیا کہ خدا تعالیٰ نے بیان کرنے سے لوٹانے سے منع فرمایا ہے اور بعض اہلِ صفاء منع کرتے ہیں میں نے یہ بیان کرنے سے ارادہ بالکل ترک کر دیا کچھ دیر بعد یہ خیال گذرا کہ میں نے یہ واقعہ قرآن میں بیان کردہ ہے بطورِ دلیل پیش کرنا ہے اسی پر غیرتِ الٰہیہ کا اندازِ عظمت جب خدا تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے اس معاملہ میں جب اللہ تعالیٰ کے ہاں حرمِ اقدس میں رہنے والی عورت بطور بیوی یہ مقام رکھتی ہے کہ اُن کی عظمت میں ہونے والی ہرزہ سرائی خدا تعالیٰ برداشت نہیں فرماتا فوراً جوشِ غضب کا اظہار فرما دیتا ہے اگر کوئی کمینہ فطرت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقدس کے خلاف زبان درازی کرے تو

غضبِ خداوندی کس قدر انتقامی جوش میں آ جائے گا، جہاں ہلکی سی گستاخی اتنی برہمی کا باعث ہے وہاں اِن نفوسِ قدسیہ کو کفر جیسی پلید ترین گالی دینے سے نجانے خدا تعالیٰ وہاں اِن نفوسِ قدسیہ کو کفر جیسی پلید ترین گالی دینے سے نجانے خدا تعالیٰ کس قدر غضبناک ہونگے۔ العیاذ باللہ ! الامان والحفیظ۔

بہر حال میں اس کے بیان کرنے نہ کرنے میں مضطرب تھا شش و پنج میں تھا پریشان تھا کہ بیان کروں یا نہ کروں اچانک من میں یہ آئی کہ اس کا فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں اگر اسے قبول ہوا تو لکھ لوں گا ورنہ نہیں رفتہ رفتہ رات ڈھلتی گئی اضطراب بڑھتا گیا نیند کا ہلکا سا غلبہ ہوا تو میں نے اِستخارہ کرنے کا سوچا چونکہ مجھے استخارے کا بروقت صحیح طریقہ نہیں آتا تھا بہر حال میں نے قلب و روح کو یکسو کر کے اللہ تعالیٰ کے حُضور عرض کر دی کہ مولا میری نیت اچھی ہے میں اس واقعہ سے والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا استدلال کرنا چاہتا ہوں مگر واقعہ کی حساسیت کی بنا پر گھبرا گیا ہوں اگر میری نیت تیرے حضور قبول ہے تو مجھے خواب میں اس کی قبولیت کی کوئی علامت دِکھا دے جس سے دِل مطمئن ہو جائے ربِّ ذوالجلال والاکرام کی رحمتوں کے قربان جاؤں میں اسی ذوق سے سرشار تھا نہ جانے مجھے اُونگھ آئی یا نیند مجھے کہا گیا کہ آپ کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے چند حسین اور روحانی لوگوں کا ایک گروہ تھا اُن کے ہاتھوں میں تاجدارِ کائنات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم الشان ہلکے سبز رنگ کی کلاہ مبارک پر باندھی ہوئی پُر وجاہت دستار مبارک تھی جو مجھے عطا کی گئی میں نے بیخودی کے عالم میں فرطِ محبت اور ذوقِ ادب سے آگے بڑھ کر اُسے اپنے گناہگار ہاتھوں میں لیا اور نہایت ادب و نیاز میں جھک کر اس مبارک رحمت والی دستار کا بوسہ لیا آنکھوں میں فرحتِ محبت کے آنسو جاری ہو گئے طمانیت قلب کی لذت نصیب ہوئی دیر تک

اس نعمت غیر مترقبہ سے اور نعمتِ کاملہ شاملہ سے سرشار رہا قلب وروح میں نورِ یقین کے اور الطافِ خسروانہ کے خزانے بھرنے لگے اتنے میں آنکھ کھل گئی طبیعت میں کیف وسرور تھا احساسوں میں وجدان کی عظمت چھائی ہوئی تھی دل کرتا تھا کہ اس عنایت عظمت پر رقص کروں بہرحال اس عنایتِ عظمت کو میں نے تائیدِ الٰہی سمجھا اور اس یقین کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا کہ یہ واقعہ اصلاً ایک دلیل عظمت ہے خاندانِ نبوت کے تقدس مآب شرف ومجد میں نازل ہونے والی اٹھارہ آیاتِ بینات خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم گواہی ہے جس میں شک کرنا بدترین کُفر ہے عصمت کے اعتبار سے جب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ کی عظمت کا یہ عالم ہے تو جس ماں نے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنم دیا ہے ان کی عفت وشرافت اور عصمتوں کا کیا عالم ہوگا اللہ اکبر اور والدِ گرامی کی پاک دامنی کی شان کیا ہوگی بنابریں میں نے اس واقعہ کو بطور قوت ودلیل عظمت کے اعتبار سے نقل کیا ہے نہ کہ بطور حکایت اگر اس کا نقل کرنا عند اللہ اور اہلِ علم ومعرفت درست ہے تو یہ محض میرے اللہ کریم جل شانہ کی تائید اور اس کا فضل واحسان ہے اور رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وسیع رحمتوں کی برکت ہے خصوصًا محسنہ عالمین اُمِ محمد حضر بی بی آمنہ طیبہ طاہرہ معصومہ عفیفہ سلام اللہ علیہا کی مبارک توجّہات کا فیضان ہے اور محسنِ عالمین مُزَکّٰی مُصَفّٰی طَیَّبْ وطَاہِر ابومحمد جناب سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ الصلوۃ والسلام کی نگاہِ عنایت ورحمت کی برکت ہے اور اگر یہ میری گفتگو اس مطلوبہ حقائق سے ہٹ کر ہے مشیتِ خداوندی یا مزاجِ نبوت کی رفعتوں کے شایانِ شان نہیں تو میں برملا توبہ کرتا ہوں میرا رب اور میرا آقا اس سے بری ہیں مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی عصمت میرے خیال اور علمی صلاحیت سے کہیں زیادہ بلند وبالا ہے میں نے تو فقط اس قصّے کو اس

لئے بیان کیا لوگ خاندانِ نبوت کی بابت کچھ کہنے سے قبل جلالِ الٰہی کو سامنے رکھیں بے جا جسارت نہ کریں اس کاشانۂ رحمت پر تو ازل سے ابد تک انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کی بارش ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی اور تمام قدسی اس کا طواف کرتے رہے اور کرتے رہیں گے کئی بار قرآنِ حکیم نے اس کی شہادت دی اہل علم و ایمان اِن سچی شہادتوں پر مکمل یقین کریں اور اپنے دونوں جہان سنواریں۔ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِالثَّوَابِ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَ آلِہٖ وَ آبَائِہٖ وَ اُمَّھَاتِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَ عَشِیْرَتِہٖ وَ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

## عظمتِ ایمان ہیں والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قارئینِ محترم: ہمارے قدیمی ذخیرۂ علم میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین صلوات اللہ علیہما کے ایمان اور عدم ایمان پر بڑی تفصیلی بحثیں اہل علم میں چھڑی ہوئی ہیں کچھ بداطوار لوگوں نے ان کے لئے کفر ثابت کیا ہے اور بڑی شدومد کے ساتھ اُس مؤقف پر قائم ہیں اور آج بھی معدودے چند اس بدمعاشی پر تُلے ہوئے ہیں اور مُصر ہیں اور اپنی اس بے غیرتی کو اپنے مکتبۂ فکر کی انفرادی ترجیح سمجھتے ہیں دوسری طرف اکثر اہل علم اِن نفوسِ قدسیہ کے ایمان کے قائل ہیں اور اس پر اپنے دلائل رکھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ انہیں جزائے رحمت سے مالامال فرمائے فقیر ناچیز نے جب قرآن میں غور کیا تو حضور سرورِ کائنات سید المرسلین اور خاتم النبیین کی ذاتِ ستودہ صفات کے والدین کریمین طیبین طاہرین کو ان ہر دو بحثوں سے بلند و بالا پایا اس

لئے میں نے اس بابت گفتگو کو ایک نئی جہت میں ترتیب دیا ہے اس لئے میں کریم آقا کے والدین کریمین طیبین طاہرین سلام اللہ علیہما کو صرف صاحبِ ایمان ہی نہیں بلکہ عظمتِ ایمان اعتقاد کرتا ہوں اور صرف نجات یافتہ ہی نہیں بلکہ معیارِ نجات یقین کرتا ہوں میرا مؤقف چونکہ روایات کی بجائے آیات پر مشتمل ہے لہٰذا اب آیئے اب وہ آیات ملاحظہ فرمائیں۔

سب سے پہلے نبوت ورسالت کا ادراک اور اعتقاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کو ہی ہوتا ہے۔

اس بزمِ ہستی میں اس عالم شہادت میں کائناتِ فطرت میں فطری اعتبار سے جب بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیکر عنصری نے دنیائے عالم میں قدم رنجا فرمانا ہوتا ہے تو نبی کی نبوت ورسالت کا ادراک اور اعتقاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین ہی کو ہوتا ہے ان کے اعتقاد کی عظمت تمام اعتقاد کرنے والوں سے کہیں زیادہ یقینی ہوتی ہے کیونکہ اکثر ایمان والے دعوتِ ایمان کے بعد ہی ایمان لاتے ہیں جبکہ والدینِ پیکرِ نبوت دعوتِ ایمان سے بھی کہیں پہلے یقین کی دولت سے سرفراز اور سرشار ہوتے ہیں کیونکہ کمالات نبوت کے عینی تجربی شاہد ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر وہ خود مبدءِ پیکرِ نبوت ہوتے ہیں سبحان اللہ!

**سب سے پہلے نبوت ورسالت کا ادراک اور اعتقاد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کو ہی ہوتا ہے**

دلیل نمبرا﴾ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰىٓ اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ :اور ہم نے جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کو وحی فرمائی (الہام فرمایا) یہ کہ آپ اپنی شفقتوں سے لبریز جذبوں کے ساتھ اپنے نورِ نظر کو دودھ پلائیں فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ جب آپ فرعونیوں کی ایذا رسانیوں سے پریشان ہوں خوف زدہ ہوں تو اپنے بیٹے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دینا وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ آپ خوف وہراس سے بے نیاز ہو جائیں ہمارا وعدہ ہے کہ ہم جناب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے پاس ہی لوٹا دیں گے۔

وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ آپ کا بیٹا یقیناً شان والے رسولوں سے شان والا رسول ہوگا خط کشیدہ قرآنی جملے پر بار بار غور فرمائیں مسئلہ حل ہو جائے گا اس آیت کریمہ نے واضح کر دیا کہ رسالت کا ادراک اور اعتقاد سب سے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدۂ رحمت وعظمت کو ہی ہوتا ہے کیونکہ اس مبارک ادراک اور اعتقاد کے خلاف نہ کوئی نص ہے نہ ہی کوئی قرینہ جو معارض دلیل بن سکے اس آیت میں والد گرامی بھی اقتضاءً شامل ہیں بلکہ حقیقتاً شامل ہیں (پارہ ۲۰ قصص آیت نمبر ۷)

دلیل نمبر۲﴾ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (صٰفّٰت/۱۱۲)

اور ہم نے بشارت دی خوشخبری دی صاحب نبوت شان والے نبی حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بے مثال پاکیزہ لوگوں سے جلوہ افروز ہوں گے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ، پس ہم نے بشارت دی صاحبِ نبوت صاحبِ عقل وفراست عظیم الشان بیٹے کی اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ بیشک ہم آپ کو علم نبوت والے عظیم الشان بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں حق کے ساتھ ایضًا وَ امْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (پارہ ۱۲ ہود نمبر ۷۱)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب نبی بیٹے اور نبی پوتے کی بشارت دی جارہی تھی تو اس مقام پر والدۂ نبی بھی موجود کھڑی تھیں ان کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف نبی بیٹے اور نبی پوتے کی بشارت ملی اس عنایتِ عظمت پر وہ فرط ذوق سے ہنس پڑیں اور کہنے لگیں، ہائے ہائے کیا مجھ بوڑھی کو بھی اولاد ہوگی؟ اس پر فرشتوں نے عرض کی۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ : فرشتے بولے بی بی جی کیا آپ اللہ تعالیٰ کے امر اور رحمت اور اس کی برکتوں پر تعجب فرمارہی ہیں۔ جو اہل بیت نبوت پر فرمائی گئیں بیشک اللہ تعالیٰ تمام خوبیوں والا ہے اور تمام بزرگیوں کا مالک ہے وہی ذات حق ہے تمام خوبیاں عطا فرمانے والا تمام بزرگیاں بخشنے والا ہے (ہود نمبر ۷۳)

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (ذٰریٰت پارہ ۲۶ آیت ۳۰)

جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علمِ نبوت والے بیٹے کی خوشخبری خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی: ہاں بولئے جناب کیا والدین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بیٹوں کی نبوت و رسالت کا ادراک و یقین ہوا ہے کہ نہیں قرآن کریم کی کتنی آیاتِ بینات نے کھول کر بیان فرمادیا ہے کہ سب سے پہلے کائنات میں والدین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بیٹوں کی نبوت و رسالت کا یقین و ادراک ہوتا ہے دوسرے لوگوں کا یقین و ایمان عموماً بعد میں شروع ہوگا اس لئے صرف صاحبِ ایمان ہی نہیں بلکہ عظمتِ ایمان بھی ہوتے ہیں امت پر نبی کا احترام فرض واجب ہوتا ہے جبکہ یہ نفوسِ قدسیہ خود نبی کی ذات ستودہ صفات کے لئے محترم و معظم ہوتے ہیں۔

آیئے مزید تھوڑا سا آگے چلتے ہیں تا کہ عنوان بالکل واضح ہو جائے سورۃ آلِ عمران کی تقریباً پچیس آیات بینات اس تصورِ عظمت کی بطورِ نص گواہی دے رہی ہیں چند ایک بطورِ نمونے تحریر کیئے دیتا ہوں جب حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ مریم سلم اللہ علیہ کے قریب کھڑے ہوئے اولاد کی دعا فرمائی تو قدرت نے اس بے تاب تمنا کو یوں پذیرائی بخشی۔

دلیل نمبر۳: ابھی وہ محراب عظمت میں کھڑے تھے، جوشِ رحمت الٰہی نے اعلان فرمادیا: اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (پارہ ۳/آل عمران آیت ۳۹)

بیشک اللہ تعالیٰ خوش خبری دیتا ہے جنابِ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب حضرت یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ عظیم شانوں کے مالک ہوں گے وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق فرمانے والے ہونگے شان والے سردار ہوں گے انتہائی پاکباز ہوں گے حسنِ اُلوہیت کے فیض یافتہ میں سے ہوں گے اور شان والے نبی ہوں گے۔

بولئے جناب کیسی نصِ صریح ہے فیصلہ فرمادیا کہ نبوت ورسالت کا ادراک یقین سب سے پہلے والدین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا ہے دیگر عام لوگوں کو بعد میں ہوتا ہے۔

دلیل نمبر۴) اُمِّ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے حضور فرشتوں نے حاضرِ خدمت ہو کر یہ مژدہ جانفزا سنایا۔

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ ط اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ○

فرشتوں نے عرض کی اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو جناب خاص سے ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دیتا ہے اس کا نام اس کی طرف سے مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا وہ دنیا و آخرت میں صاحبِ وجاہت و تکریم ہونگے اور قرب و حضورِ الٰہی میں ان کا بلند ترین مقام ہوگا۔ اس کی مزید شانیں یہ ہوں گی۔

وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۞

وہ گفتگو فرمائیں گے اپنی ماں کی آغوشِ عظمت میں یعنی بالکل بچپنے میں اور پختہ عمر میں بھی کلام فرمائیں گے وہ حُسنِ صمدیت کے جلوؤں میں رہنے والون سے ہونگے مزید ان کی شان یہ ہوگی کہ۔

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيلَ ۞

وہ کائنات کے باسیوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم سے مزین فرمائیں گے تورات وانجیل بھی سکھائیں گے مزید یہ کہ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ وہ شان والے رسول ہونگے بنی اسرائیل کی طرف اور یہ اعلان فرمائیں گے اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ کہ بیشک میں تمہارے رب کی طرف سے عظمت کی تمام نشانیاں لے کر تشریف لایا ہوں۔

اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

میں تمہارے سامنے سادہ مٹی سے ایک پرندہ کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں اپنی پھونک مارتا ہوں پھر میری پھونک کی برکت باذن الٰہی وہ ایک کامل پرندہ بن کر اڑنے لگ جاتا ہے، وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ اور میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیت سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں میں ہی زندہ کرتا ہوں بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِ اللّٰهِ میں اللہ کے اذن سے کوڑھیوں کو درست کر

دیتا ہوں اور مادر زاد اندھوں کو آنکھیں عطا کر دیتا ہوں وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَأْکُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اور میں تمہیں وہ کچھ بتا سکتا ہوں جو تم کھا کر آئے ہو اور جو تم گھروں میں اپنے لئے ذخیرہ کر کے آتے ہو وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ اور میں اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتاب کی سچائی کی تصدیق کرتا ہوں وَ لِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ اور جو چیزیں تمہاری ہٹ دھرمی کی بابت حرام ہوئیں تھیں میں اُنہیں تم پر حلال فرماتا ہوں وَ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اور میں دینِ حقؔ کی خاطر تمہارے رب کی طرف سے ہر عظمت والی دلیل لے کر آیا ہوں فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ پس اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے، پس اُسی ہی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

قارئین محترم ربطِ کلام کا حُسن بتا رہا ہے کہ والدہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب مریم سلام اللہ علیہا کو مذکورہ بالا تمام کمالات نبوت نبی کی پیدائش سے پہلے ہی باور کرا دیئے گئے تھے نبی کی تشریف لانے سے قبل ہی والدہ نبی عیسیٰ کو نبی کی نبوت ورسالت اور کمالاتِ نبوت ورسالت کا ادراک و یقین اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا تھا یہ قرآنِ کریم کی بہت بڑی گواہی ہے یہ اُمِّ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ ایمان ویقین اور ادراک ہے اور میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدینِ کریمین باالخصوص اُمِ محمد محسنۂ عالمین حضرت بی بی آمنہ صلوات اللہ علیہا کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا نہ جانے خدا تعالیٰ نے اِس نفسِ رحمت کو کیا کیا دِکھایا ہوگا بتایا ہوگا بولئے جناب اب ہے کوئی شک کی گنجائش ! دوستو روایات سے زیادہ آیات میں غور کرو مزید آگے چلتے ہیں سورۂ مریم کی ابتدائی پندرہ آئتیں پڑھیں آنکھیں کھل جائیں گی خصوصًا یہ آیت نمبر ۷) میں بار بار غور فرمائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا○

اے زکریا بیشک ہم آپ کو ایک عظیم الشان بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں ان کا نامِ نامی اسمِ گرامی بھی ہم ہی تجویز کرتے ہیں ہم نے اُن کا نام یحییٰ رکھا ہے یہ ایسا بے مثال اسمِ گرامی ہے اِن سے قبل آج تک اس نام کا کوئی شخص دنیا میں آیا ہی نہیں

دیکھو یہ کیسا پیار ہے کیسی عظمت ہے پھر خود حضرت یَحْیٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ یوں مخاطب ہوتے ہیں فرمایا:

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّآتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا○

اے یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ بچپنے میں ہی کتاب لے لیں قوت کے ساتھ اسے پکڑ لو نبوت وحکومت اس معصوم پیکر میں ہی بچپنے میں آپ کی نبوت و رسالت کا اعلان کیا جاتا ہے:

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَّكَانَ تَقِيًّا○

یہ ہماری جناب خاص سے عنایت ومہربانی ہے ستھرائی ہے اور کمالِ تقوی ہے:

وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا○

یہ نفسِ رحمت اپنے والدین کو مخدوم یقین کرنے والا خود کو خادم سمجھنے والا ہے حُسنِ سلوک میں انتہاء کرنے والا ہے۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا○

سلام ہو اس نفسِ رحمت پر پیدا ہونے کے دن سے تا ابدالآباد اُس دن پر بھی سلام ہو جس میں پیدا ہوا اور جس دن ظاہری زندگی اختتام پذیر ہوگی اور خدا

تعالیٰ سے ملاقات ہوگی اس دِن کی عظمت پر بھی سلام ہو اور جس دن برزخی کائنات میں سے پھر بیدار کئے جائیں گے ابدی ملاقات کے لئے اس دن کی عظمت پر بھی سلام ہو۔

واہ واہ کیا ہی خوب سماں باندھا ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں نبی پیدا ہوتا ہے وہاں سلامتیوں کا نور نازل ہوتا ہے اس دن پر مقامِ پیدائش پر جن کے ہاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوں اُن پر۔

خاص بات: مذکورہ آیاتِ بینات کی نشاندہی انوکھی عظمت ہے مگر یہ کلمہ بڑا عجیب کیفیت سے سرشار کر رہا ہے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ کیا ہی خوب جملہ ہے کہ نبی اپنے والدین کریمین کی خدمت کو اپنی شان سمجھتا ہے نبی کے والدین کریمین مخدومِ نبوت ہوتے ہیں اور نبی نبی ہو کر بھی ان کے خادم ہوتے ہیں یہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خادمیت کا تصور قرآن دے رہا ہے اور مخدوم اُن کے والدین کریمین ہیں کہاں جنابِ حضرتِ یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور کہاں تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جن کے مخدوم محسنِ عالمین ابو محمد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اور محسنۂ عالمین مخدومۂ کائنات جناب سیدتنا معیارِ معصومیت حضرت بی بی آمنہ خاتون سلم اللہ علیہا ہوں تو اس خدمت کا عالم کیا ہوگا اور اس خدمت پر سلامتیوں اور سلامیوں کا عالم کیا ہوگا۔ اللّٰہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرا۔

بولئے جناب! نبی اور والدین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مابین کیسا تقدس ہے محبت ہے خدمت کی عظمت ہے نجانے مُلّاں کو کیا نظر آ گیا ہے کیوں اندھا ہو گیا ہے مخدومینِ نبوت کے ایمان میں شک کر رہا ہے کہیں یہ یہودی انتقام کا آلۂ کار تو نہیں بن گیا اپنے گندے منہ سے والدینِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو کفر کی گالی دے رہا ہے الامان والحفیظ۔ خدا تعالیٰ ایسے کفریہ عقیدے سے کائنات کے باسیوں کو محفوظ فرمائے آمین۔

مزید ذرا آگے چلتے ہیں سورۂ مریم کی انیس سے اگلی آیات میں غور فرمائیں حقیقت مزید نکھر کر سامنے آجائے گی:

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا○

حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں اے مریم آپ کے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ آپ کو ایک پاکیزہ بیٹا ہدیہ کروں اگلی آیات ولادتِ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے حساس معاملات بیان ہوئے جناب مریم سلام اللہ علیہا کی قوم نے جب بے باپ بیٹے کی بابت سوال کیا توفَاَ شَارَتْ اِلَيْهِ انہوں نے نوزائیدہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ فرمایا بس اشارہ فرمانا ہی تھا کہ آغوشِ مریم علیہا الصلاۃ والسلام میں اللہ تعالیٰ کا پاک پیغمبر اپنی پوری وجاہت کے ساتھ خطاب فرمانا شروع کر دیتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ آتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا○

فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے عظمت والی کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے شان والا نبی بنایا ہے، دیکھئے جناب کیسا واضح اعلانِ نبوت ہے جو سب سے پہلے والدۂ مکرمہ کی سماعتوں تک پہنچا قبل اس کے بیان ہو چکا ہے کہ ولادتِ باسعادت سے پہلے ہی جناب مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی نبوت ورسالت کا یقین ہو چکا تھا اور یہی فقیر کا عرضِ مدّعا ہے کہ والدینِ نبی کو سب سے پہلے ہی اپنے لختِ جگر نورِ نظر کی نبوت کا یقین وادراک ہوتا ہے اس بنا پر اُنہیں ازسرِ نو کسی یقین دہانی کی ضرورت ہی نہیں ہوتی قرآن کی لاتعداد آیات کھول کھول کر

اسے بیان فرمارہی ہیں۔

پھر فرمایا: وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ میں جہاں رہوں وہ مقام میری برکتوں سے معمور ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے پیکرِ عظمت وعصمت کو بابرکت بنایا ہے، وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا۝ اور مجھے تا حیات نماز کی ادائیگی اور زکوۃ کی ادائیگی کا واضح حکم دیا گیا ہے......پھر......فرمایا:

وَ بَرًّا ۢ بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۝

اور میری والدۂ محترمہ میری مخدومہ ہیں میں ان کا خادم ہوں ان کی خدمت میں کبھی بھی کوتاہی نہیں کرتا۔

وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ

سلامتی ہو مجھ پر اور جس دن میں پیدا ہوا اور جس دِن طبعی حیاتِ طیبہ مکمل کروں گا اور جس دن ابدی ملاقات کے لئے اُٹھوں گا اِن تمام دِنوں پر بھی سلامتی ہو سلام ہو۔

محترم قارئین ان آیات بینات میں بہت ساری عظیم حقیقتیں سامنے آئی ہیں مگر ان میں عنوان سے متعلق جو چیزیں سامنے آئی ہیں وہ مختصرًا پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت ورسالت کا سب سے پہلے یقین و ادراک والدین کریمین مبدءِ پیکرِ نبوت کو ہوتا ہے اور اُس یقین کو اتنی قبولیت دوام ملتی ہے کہ اِن نفوسِ قدسیہ کو پھر از سرِ نو دعوت دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی اس لئے قرآن وحدیث یا سیرت کے کسی ذخیرۂ علم میں مجھے نہیں معلوم ہوسکا کہ کسی نبی نے اپنے والدین کریمین کو دعوتِ نبوت دی ہو رہا آزر کا معاملہ تو وہ طے ہے

محققین کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والد قطعاً نہ تھا بلکہ چچا تھا۔

(۲) والدینِ نبی علیہ الصلوٰۃ مخدوم ہوتے ہیں اور نبی اپنی خدمت گاری کو اپنی شان سمجھتے ہیں ویسے تو ہر بچہ خادم ہوتا ہے مگر نبوی خدمت انتہائی کمال خدمت ہوتی ہے کیونکہ اس عمل نے اسوہ بننا ہوتا ہے۔

(۳) والدینِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابِ بشاراتِ الٰہیہ ہوتے ہیں حتّٰی کہ باپ کی پشت میں ماں کے رحم میں کائنات کی ہر جگہ متبرک ہوتے ہیں اور جن کے خون سے فطرتاً مرکب ہوتے ہیں ان کی برکتوں کا کیا عالم ہوگا اللہ اکبر۔

(۴) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سلامتیوں کا مرکز ہوتے ہیں ان کے شب و روز سلامتیوں کے نور سے منور رہتے ہیں اور سلامتیاں نذر ہوتی رہتی ہیں خواہ وہ باپ کی پشت ہو یا ماں کا مبارک شکمِ اطہر تاہم جو عظمتیں پیکرِ نبوت کو میسر ہوتی ہیں ان سے ان کے والدین کریمین ضرور محظوظ ہوتے معمور ہوتے ہیں اس لئے ان کا یقین محض ان کا یقین ہی نہیں ہوتا بلکہ عظمتِ یقین ہوتا ہے اُن کا ایمان فقط ایمان ہی نہیں ہوتا بلکہ عظمتِ ایمان ہوتا ہے کیونکہ پیکرِ نبوت ان کے وجود مسعود سے ترکیب پاتا ہے۔

(۵) والدینِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یقین و ایمان کی عظمتوں کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی روحانی عظمتیں بھی بے مثال ہوتی ہیں تا کہ کوئی بدطینت ملاں ان کے پاکیزہ کردار و سیرت پر اُنگلی نہ اٹھا سکے۔

(۶) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کا صاحب عظمت ہونا بھی لازمی امر ہے کیونکہ کوئی پلید ملاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے معمولی

پن کا طعنہ نہ دے سکے۔

(۷) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کا صاحبِ وجاہت ہونا بھی لازم امر ہے، تا کہ کوئی خسیس ملاں ان کی تکریم سے جی نہ چرا سکے۔

نوٹ: قرآنِ حکیم نے اِن مذکورہ بالا عظمتوں کو صریحاً نصوص میں بیان فرمایا اور یہ نصوص چونکہ اَخبار کی صورت میں بطورِ خبر نازل فرمائی گئی ان کی دلالت بھی قطعی ہے اور ثبوت بھی قطعی ہے لہٰذا اِن کمالات پر یقین رکھنا بھی فرض ہے، انہیں ماننا بھی فرض ہے بیان کرنا بھی فرض۔

اب آیئے حقیقت کی طرف ان نفوس قدسیہ کی اتنی تکریم اتنی عظمت اتنی شرافت وحمیت عفت وعصمت صرف اس لئے ہے کہ یہ والدینِ رسول ونبی ہیں اور یہ علّت والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود ہے کیونکہ یہ نفوسِ رحمت امام الانبیاء **خاتم المرسلین سید العلمین راحة العاشقین مراد المشتاقین حضرت محمد مصطفی علیه التحیة والثناء** کے والدینِ کریمین طیبین طاہرین ہیں، لہٰذا یہ صرف صاحبِ ایمان ہی نہیں بلکہ عظمتِ ایمان بھی ہیں کیونکہ مرکزِ ایمان کے والدین ہیں اور مخدوم ہیں تاجدارِ کائنات پوری کائنات کے مخدوم ہیں اور یہ نفوسِ قدسیہ ان کے مخدوم ہیں کیا یہی حقِ خدمت ہے کہ نبی اپنے ماں باپ کو جہنم میں پھینک دے نعوذ باللہ۔

## نقل کفر کفر نہ باشد

نجانے امت میں یہ خبیث فکر کہاں سے آ گئی جو نصوص قرآن کے بالکل خلاف ایک دانستہ جہالت ہے جو ملاں اس قسم کا گندہ ذہن رکھتے ہیں ان کے گندے منہ پر جوتیاں مارنی ایمان کا تقاضا ہے رہا یہ سوال کہ علم کے ذخیرے میں

اس طرح کی حیاء سوز روایات آئی ہیں اور بعض مسلّم بزرگوں کی طرف منسوب ہیں تو اس بارے میری اتنی گذارش پر غور فرمائیں کہ میں علی وَجہِ البَصِیرَت کہہ رہا ہوں یہ خاندانِ نبوت کے ساتھ دیرینہ یہودی رقابت وسازش ہے اور بعض اموی غنڈوں نے اس کو خوب ہوا دی اور آج بعض پلید ملاں اپنے پیش رو ملعونوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں ان خنزیر فطرت ملاں سے امتِ مسلمہ اپنے آپ کو یکسر دور رکھے باقی بزرگانِ دین کی طرف جو کچھ منسوب ہے وہ نرا جھوٹ ہے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے خوب خبر لی ہے اور دیگر اہلِ حق علماء نے اس پر مزید کام کیا نور العین والے عالم دین نے ہر ایک اعتراض کو عنوان بنا کر بھر پور جواب دیا ہے میں ان حیاء سوز روایات پر بحث اس لئے نہیں کرتا کہ یہ ساری روایات قرآنی قطعیات کے سراسر خلاف ہیں ان روایات کی حیثیت تو ظنی بھی نہیں تو میں ان پر اپنا وقت کیوں ضائع کروں میرے نزدیک یہ تمام روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم پر صراحتاً بہتان ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک ان مجہول روایات کے خلاف ہے مثال کے طور پر ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو والدین کریمین کی مغفرت سے روکا گیا یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے قرآن گواہ ہے قرآن نے ان نفوسِ قدسیہ کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا ہے قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا کی شہادت منہ بولتا ثبوت ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی گواہی بھی ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ آپ ہر نماز میں خود بھی والدین کریمین سلام اللہ علیہما کے لئے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۝ کی صورت میں مغفرت کی دعا فرماتے رہے اور پوری امت کو بھی اسی کی تعلیم دی اور یہ دعا پورے تواتر کے ساتھ اُمّتِ مسلمہ میں قیام قیامت تک جاری وساری ہے اور رہے گی کوئی بد بخت نہ اس کا انکار کر سکتا ہے

اور نہ ہی اس دعا کو نماز سے نکال سکتا ہے رہا مسلّم بزرگوں کے ذخیرۂ علم میں ان منحوس روایات کا درآنا تو محض اُن پر جھوٹ ہے ان کا اُن روایات سے قطعًا کوئی تعلق نہ ہے یہ بعد کے متعصب ملاں یہودی منش اور دشمنانِ خاندانِ نبوت نے خود گھسوڑی ہیں اور نام ان کا اِستعمال کیا ہے کیونکہ اگر وہ کمینے اپنا نام استعمال کرتے تو یقیناً یہ روایات اُن کے منہ پر دے ماری جاتیں کیونکہ ان کی مزعومہ عصبیت پر کوئی مسلمان اعتماد نہیں کرسکتا، ہاں کافر ضرور کرتے ہیں، بزرگانِ دین کا نام اس لئے ان ملعونوں نے استعمال کیا کہ اُمت ان بزرگوں کی علمی بصیرت پر بھرپور اعتماد کرتی ہے اور ان کا احترام کرتی ہے ان بزرگوں میں امام مسلم صاحب مسلم شریف اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ علماء اپنے تبحرِ علمی میں یقیناً بے مثال ہیں مگر ان کی طرف ان منحوس روایات کا انتساب ایک گھٹیا اور خسیس حرکت ہے یہ متعصب اور بعض اموی غنڈوں کی ذاتی بدمعاشی ہے جس کی تفصیلات کے لئے فقیر انشاء اللہ العزیز ایک الگ مفصل کتاب لکھے گا جس میں ان بے غیرتوں کی کمینگی کو خوب ننگا کرے گا ویسے بھی یہ لوگ لعنتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے کی بناء پر قرآن نے ان کو لعنتی کہا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا○

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں لعنتی ہیں اور انہیں ذلیل کرنے والا عذاب ملے گا۔

رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہما الصلوۃ والسلام کو کفر کی گالی دینے سے کس قدر مزاجِ نبوت کو تکلیف ہوتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اسی لئے میرا اہل ایمان سے مطالبہ ہے کہ آپ کو میں حرمتِ رسول

کا واسطہ دیتا ہوں آپ براہِ کرم ان حرام خور خونخوار خنزیروں اور باولے کتوں سے اور طاغوت کے بندوں سے کم از کم نفرت ہی کر جائیں۔

یہ ملعون اپنے پلید عقیدے کے ثبوت میں قرآن کی یہ آیتِ کریمہ بطور ثبوت پیش کرتے ہیں:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِىْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝ (توبہ)

نبی کے لئے یہ مناسب نہیں اور نہ ہی ایمان والوں کے لیے مناسب ہے وہ استغفار کریں مشرکین کے لئے اگرچہ ان کے قریبی ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے جب ان پر واضح ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں۔

قارئینِ محترم! یہی آیت ان ملعونوں کے گندے عقیدے کا جواب ہے، پہلی صورت تو یہ ہے کہ، اس آیت کے شانِ نزول میں تفسیری روایات مضطرب بھی ہیں مختلف بھی ہیں اور پایۂ اعتبار سے ساقط بھی ہیں نا قابل اعتماد ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ آیتِ کریمہ کا آخری حصہ اس ملعون عقیدے کا قلع قمع کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ

مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۝

جب نبی پر بالکل واضح ہو جائے کہ یہ لوگ قطعاً جہنمی ہیں اب مناسب نہیں کہ ان کی مغفرت کی دعا کریں اس ضمن میں درج ذیل اُمور پر غور فرمائیں۔

(۱) یہ شریر ملوانے بتائیں کہ کون سی ایسی قطعی دلیل ہے جس سے والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم کے نعوذ باللہ دوزخی ہونے کا ان کو یقین ہوا، اور حضور دعا کرنے سے رک گئے۔

(۲) کون سی ایسی قطعی دلیل ہے قرآن میں یا حدیث میں یا کہاں
یہ بات نبی پر واضح ہوئی کہ آپ کے والدین دوزخی ہیں نعوذ باللہ اس لئے آپ ان
کے لئے مغفرت کی دعا نہ فرمائیں ملعون ملائیت اس کی ذخیرۂ علم سے نشاندہی
کرے یہ وحی کہاں اور کب نازل ہوئی کہ آپ کے والدین دوزخی ہیں نعوذ باللہ
اس لئے آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا نہ فرمائیں جن روایات کا ملاں ملعون
سہارا لیتا ہے وہ روایات قطعی تو دور کی بات ہے وہ تو ظنی کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں
جبکہ اعتقادات میں فیصلہ قطعیات پر ہوتا ہے جبکہ اس کے مدّ مقابل یہ اِن قطعی عظیم
نفوسِ رحمت کی بابت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو
باضابطہ حکم دیا کہ اے حبیب آپ ان نفوسِ قدسیہ کے لئے رحمت والی دعا فرمائیں
وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ اے حبیب آپ اپنے رب سے
ہر دو نفوسِ قدسیہ کے لئے رحمت والی دعا اس خاص حوالے سے فرمائیں کہ اے اللہ
اِن پر اس طرح رحم فرما جس طرح اُنہوں نے مجھے میرے بچپنے میں مجھ پر رحم فرمایا
مجھے پالا یعنی اے اللہ اُنہیں ان کی رحمتوں کا صلہ عطا فرما جو اُنہوں نے مجھ پر
فرمائیں یہ کیسا خوب صورت حوالہ اور قوت والا حوالہ ہے اور عمر بھر رحمتِ عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنے والدین کریمین طیبین طاہرین کے لئے ہر نماز میں باقاعدہ
قرآن کی تعلیم کردہ دعائے مغفرت رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ اے اللہ میرے
والدین کریمین کی مغفرت فرما وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ اور تمام
اہل ایمان کی بھی مغفرت فرما اور یہ مغفرت کا تسلسل قیامت تک جاری فرمایا اور ہر
اہل ایمان تیری مغفرتوں کے نور میں نہا جائے اب دیکھئے جناب قطعی دلائل میں
دعائے مغفرت کا حکم دیا جا رہا ہے اور قطعی دلیل ہی اس کی تائید کر رہی ہے اور اس
دعائے مغفرت کا تسلسل زمانہ نبوت سے آج تک بلکہ تاقیامت جاری اور

ساری کر دیا گیا اور جاری ہے۔

حیرت ہے کہ خدا تعالیٰ عزوجل خود حکم دے رہا ہے کہ کریم آقا اپنے والدین کریمین کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعا کو زندگی کا معمول بنالیں بلکہ جملہ امت کو اس دعا پر پابند کیا جائے اتنے بڑے اہتمام قدرت کے باوجود ملاں اِزم اس ضد میں ہے کہ جناب رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے مغفرت سے روکا گیا معاذ اللہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے خدا تعالیٰ پر جھوٹ ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ ہے اس حیا سوز جھوٹ کی قلعی کھولنے کے لئے فقیر ایک ضخیم کتاب لکھے گا اہل ایمان سے دعا کی درخواست ہے مجھے ایک قرآنی حوالہ یاد پڑتا ہے کہ خاندان نبوت کے خلاف ان ملاؤں کو شیطان ملعون شیطانی الہام ووحی کرتا رہتا ہے، جس کی بنا پر یہ بک بک کرتے رہتے ہیں کیونکہ قرآن نے خود شہادت دی ہے گواہی دی ہے قرآن کہتا ہے:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا......○

ہر نبی کے لیے جنوں اور انسانوں سے ملعون ملاں دشمن ہوئے جو ان نفوس قدسیہ کے خلاف شیطانیت کا اظہار کرتے رہے اور اک دوسرے کو نبوت کے خلاف جھوٹی وحی کرتے رہے یعنی جھوٹ آتش فشانی کرتے رہے یہ ان کا دھوکا ہے مرتبہ نبوت کی حفاظت خدا تعالیٰ کے ذمہ پر ہے۔ یہ جنّی اور انسانی شیطان ملاؤں کا ایسا رویہ کیوں ہے اس کو بھی قرآن نے وضاحت فرمادی فرمایا'

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ بیشک یہ شیطانی ملاں ایک دوسرے سے اس لئے سرگوشیاں کرتے ہیں اپنا اپنا بُغض اِلقاء

کرتے ہیں کہ اہلِ ایمان سے مجادلہ جھگڑا کریں اور مَن پسند غلیظ عقیدے من گھڑت واہی اور ملعون نظریات اہلِ ایمان پر ٹھونسیں اور احترامِ نبوت سے اہل ایمان کو دور رکھ سکیں (اعراف پارہ ۸) مگر اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر اہل ایمان کو ان ملعون ملاؤں کی پلیدیوں سے بچالیتی ہے کیونکہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے محبت فرماتا ہے انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے گویا زبردست قدرت وحکمت والے کا اہل ایمان پر کرم واحسان ہے، اسی لیۓ ملعون ملاں اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ہے۔فللہ الحمد۔

## ایک نفیس علمی نکتہ

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ کے کلام میں تین مستقل جملے ہیں اور مفید مفہوم ہیں۔

نمبر۱۔رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ، یہ ایک مستقل جملہ ہے، وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب ایک الگ جملہ ہے ان دونوں جملوں کے درمیان حرفِ واؤ جو حکم مغفرت میں دعائے مغفرت میں ان ہر دو جملوں کو اور ان کے مدلولوں کو یکجا کر رہا ہے یعنی دونوں مدلول ہی مصداقِ مغفرت اور مصداقِ دعائے مغفرت ہیں مگر یہاں نفیس نکتہ یہ ہے کہ اگر یہاں واوِ عاطفہ ہے جو دونوں مصداقوں کو ایک حکم میں جوڑ رہی ہے تو پھر ان ہر دو مصداقوں میں ذات کے اعتبار سے مغائرت ہے یعنی ان کی الگ الگ ایک حیثیت ہے دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اس اعتبار سے مغفرت کا مصداقِ اول والدین کریمین مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء علیہما السلام ہیں جبکہ مصداق ثانی دیگر تمام اہل ایمان ہیں جب سے ایمان کی

اکائی شروع ہوئی قیامت تک مؤمنین کے مصداقِ ثانی ٹھہرے تو گویا قرآن کی
اس نص نے کھول کر بتا دیا کہ مغفرت کا آغاز ہی خاندانِ نبوت سے ہوگا یا ہوا ہے
اب چونکہ اسے دعائے ابراہیمی کہا جاتا ہے ان کے والدین کریمین بھی اس کا
مصداق اوّل ہیں اور مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ بھی تو میرے کریم
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانی آباءِ واجداد ہیں، رہا میرے کریم آقا علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین سلم اللہ علیہما کا مصداقِ اول ہونا وہ اس اعتبار
سے ہے کہ کریم آقا علیہم الصلوٰۃ والسلام اوّل الخلق ہیں اور آخر بعثت ہیں حدیث
بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سب سے پہلے شفاعت ورحمت کا دروازہ خاندانِ
نبوت اہلِ بیت نبوت پر ہی کھلے گا قرآن کا سباق کلام بھی اس بات کی ہی تائید
کر رہا ہے کہ سب سے پہلے شفاعت ورحمت کا دروازہ خاندانِ نبوت اہل بیتِ
نبوت پر ہی کھلے گا قرآن کا سیاقِ کلام بھی اس بات کی ہی تائید کر رہا ہے اولاً ذکر ہی
والدین کا ہے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور حرف عطف کے بعد
تمام اہل ایمان کی مغفرت کا آغاز ہی والدینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے کیا ہے
ایک ضمنی بات: وہ یہ ہے کہ نظامِ مغفرت کا عمومی تصور گناہوں سے معافی اور گناہوں
کی معافی پر کیا جاتا ہے مگر معاذ اللہ یہاں ایسا تصور محض جہالت ہے وجہ اس کی یہ
ہے خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے دِن میں سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) مرتبہ
استغفار فرماتے تھے یہ پوری امت کا مسلم اور قطعی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام معصوم عن الخطاء ہیں اور میرے کریم آقا علیہم الصلوٰۃ والسلام تو معصوم ترین
بلکہ اِمام المعصومیّن ہیں نعوذ باللہ یہاں گناہ کا ممکنہ تصور بھی کفر ہے یہاں طلب
مغفرت یا تعلیم امت کے لئے ہے یا پھر بلندئ درجات کے لئے ہے عین ایسے ہی
مبدءِ پیکر نبوت کریم آقا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین سلم اللہ علیہما

ہیں وہاں امکانِ خطا کا تصور ہی گناہ ہے یہاں مغفرت کا تصور محض بلندئی درجات ہے تا کہ مغفرت آثام کا تصور نہ آئے کیونکہ مبدءِ پیکرِ نبوت کے لئے معصوم ہونا لازمی امر ہے۔

مزید برآں یہ بات بھی قابلِ تشویش ہے کہ نبی ایسے وجود سے جنم لے رہے ہیں جو خود تو پاک نہیں مگر انہوں نے ایک پاکیزہ وجود کو جنم دیا ہے نعوذ باللہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نبی کے علاوہ کچھ لوگ کسی اور فرد کو معصوم نہیں مانتے یہ ان کا ذاتی نظریہ ہے یہ لوگ تحقیق کی طرف آئیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معصوم ہونا تو ایک قطعی حقیقت ہے رہا غیر نبی کا معصوم ہونا تو یہ ان کے مرتبے کے اعتبار سے ہے اس سے عصمتِ نبوت پر نہ زد آتی ہے نہ فرق آتا ہے نہ ہی نبی کی معصومیت کا غیر نبی کی معصومیت کے ساتھ موازنہ یا مقابلہ ہے اور نہ ہی معارضہ ہے بلکہ پیکرِ نبوت کا تقدس اس بات کا تقاضا کرتا ہے جہاں سے گذرے جس رحم سے یا جس پشت سے گذرے عصمت اس کا زیور بنایا جائے معصومیت اس کے پیکر کا خمیر بنایا جائے کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ مبدءِ پیکرِ نبوت ہوتے ہیں اور پیکرِ نبوت خاتم المعصومیت ہوتا ہے اس سے اوپر کوئی معصوم ممکن ہی نہیں۔ اس نسلِ انسانی میں طے یہ ہوا کہ عصمت مآب نفوسِ قدسیہ کی طرف مغفرت کی نسبت محض بلندئی درجات کی بنا پر ہے نا کہ گناہوں کی مغفرت اسی لئے مذکورہ دعائے مغفرت میں قرآن کا اسلوبِ بیان خود گواہی دے رہا ہے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ اے ہمارے رب میری مغفرت فرما اور میرے والدین کریمین کی مغفرت فرما سبحان اللہ کیا ہی قربِ وصال ہے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی مغفرت یعنی بلندئی درجات کے ساتھ ساتھ فوراً اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی مغفرت و بلندئی درجات کا ذکر فرما دیا۔

ناضمیر جمع متکلم کی ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ براہِ راست معاً اپنے والدینِ کریمین کو بھی بلندئ درجات میں شامل فرمایا قرآن کی اس گواہی نے ثابت کر دیا کہ کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرب وحضورِ الٰہی میں اوّلاً ہی اپنی ذات ستودہ صفات کے ساتھ اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کو ذکر فرمایا تو اس اعتبار سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عظمتِ ایمان ٹھہرے اور معاً تبعاً والدین کریمین بھی عظمتِ ایمان قرار پائے اور مؤمنین کا ذکر بعد میں آیا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اور اے ہمارے رب اہلِ ایمان کی بھی مغفرت فرما ان کا ذکر وصفِ ایمان کے ساتھ فرمایا اس بیان کی پس منظر کی چھ آیات بینات میں خاندانِ نبوت کے دینی کمالات کا واضح بیان ہے قیام صلوٰۃ اور مقامِ عبدیت کے کمالات تسلسل کے ساتھ بیان ہوئے پھر نئے سرے سے ان کے ایمان کا تذکرہ کوئی ضروری نہ تھا اسی لیے مذکورہ آیتِ دعا میں بطورِ خاص ذکر نہ فرمایا اور اہلِ ایمان کو الگ طور پر بیان فرما دیا۔ بنا بریں والدینِ کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام عظمتِ ایمان ہیں رہا یہ سوال کہ یہاں تینوں جملے معطوف ہیں حکمِ مغفرت میں یکساں ہیں مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں مگر مسلّم ضابطہ یہ ہے کہ اہلِ عصمت کی مغفرت آثام وگناہ کے حوالے سے نہیں بلکہ بلندئ درجات کے حوالے سے ہے مغفرت کا ایک انوکھا مفہوم قرآن نے یہ بھی بیان فرمایا ہے ڈھانپ لینا اِس صورت میں تو بات بالکل بے غُبار ہوگئی کہ پیکرِ نبوت اور خاندانِ نبوت بالخصوص والدین کریمین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آغوشِ رحمتِ خداوندی میں ڈھانپ لیا گیا ہے انہیں مصطفیٰ بنایا گیا ہے پھر اِن اہلِ ایمان میں درجات ہیں کچھ محفوظ ہیں ان کی مغفرت کا پایہ دیگر لوگوں سے مختلف ہے یہ درجاتِ عالیہ کے اہل ہیں جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان ودیگر اولیاء

عظام علیہم الرحمۃ یہ نفیس تطبیق اور مطابقت ہے اب فقیر اپنے بیان کردہ جملے پر بے باک ہے کہ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم صرف اہلِ ایمان ہی نہیں بلکہ اپنے نفوسِ محترم میں عظمتِ ایمان بھی ہیں اس پر مزید یہ کہ کائنات میں ایمان کے سب سے بڑے معیار حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے لئے باعث فِطری ہیں اور والدینِ مکرمین ہیں انہی کے خون مطہرہ سے پیکرِ نبوی کی طبعی ترکیب ہوئی اور اس پیکرِ عظمت پر پورا قرآن نازل ہوا اور اسی پیکرِ عظمت کو معراج ہوئی اسے شبِ اسری کا دولہا بنایا گیا اسی کے قدموں کو عرشِ عظیم نے بوسے دیئے اسی ہی کو حریمِ ناز میں بٹھا کر فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ۝ کی دلنواز لوریاں دی گئیں اسی کے سینۂ اقدس پر دستِ قدرت رکھا گیا جس کی ٹھنڈک محسوس کی گئی اور اس ٹھنڈک کے فیضان سے عالم غیب اور عالمِ شہادت کی ساری حکمتیں نعمتیں دولتیں عظمتیں اس پیکرِ عظمت میں سمٹ کر سما گئیں اسی پیکر کا سینۂ اقدس مرکز تجلیات ذاتِ الٰہ بنایا گیا اسی پیکرِ رحمت کو عالمین کے لئے رحمت بنایا گیا اسی کو دو جہاں کا تاجدار بنایا گیا اسی کو سُلگتی ہوئی انسانیت کا غمگسار بنایا گیا اسی نبی کو مقام محمود پر بٹھایا گیا اسی ہی کو محبوبِ الٰہ بنایا گیا اسی کے دستِ عظمت سے چاند کو توڑا گیا سورج کو موڑا گیا پتھروں کو زبان مِلی جانوروں کو جرأتِ کلام مِلی مُردوں کو جان مِلی پریشان حالوں کو امان مِلی دِلفگاروں کو دلبری ملی راہزنوں کو راہبری ملی بت پرستوں کو بندگی ملی بت شکنی ملی حیاء سے عاریوں کو دولتِ حیاء مِلی بدبختوں کو زینتِ وفا ملی کنجوسوں کو قوتِ سخا ملی بے آسروں کو پناہ ملی بروز قیامت شفاعت ملی۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے

ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

محمد نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی

خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی

خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسرو

محمد شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

بولیئے! جناب جن کے لخت جگر کا یہ مقام ہو کائنات میں ہے کوئی اندازہ یا پیمانہ کہ میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین سلم اللہ علیہما کی عظمتوں رفعتوں کو معلوم کر سکے جن کا بیٹا بے مثل و بے مثال ہے اس کے والدینِ کریمین بھی بے مثل و بے مثال اسی لئے فقیر نے ایمان کی بحث میں انہیں صرف اہلِ ایمان میں نہیں بلکہ عظمتِ ایمان کے عنوانِ خاص کے ساتھ بیان کیا ہے الحمدللہ علی ذالک نصِ قرآن کی اس قطعی دلیل نے والدین کریمینِ مصطفیٰ کو کیسی عظیم الشان صورت میں بیان فرمایا ہے اللہ اکبر۔

## مخدومینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قارئینِ محترم! ویسے تو والدین کی خدمت ان کا احترام ان کی بزرگی کا لحاظ اور اُن سے حُسن سلوک کا ہر شخص پابند ہے شرعاً حقّ خدمت میں اس دنیا میں بڑا واضح فرق نظر آتا ہے، اِس بات کا انحصار اولاد کی خدمت گذاری کے تصور میں منحصر ہے حقِ خدمت میں جتنی کوئی جدّ جہد کرتا ہے اتنا ہی اُسے خدمت کے اعتبار سے بلند و بالا گردانا جاتا ہے ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اپنے والدین کی خدمت بجا لاتا ہے، مگر کماحقّہٗ بجالانے کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہیں نہ کہیں اس سے تقصیر سرزد ہو جاتی ہے اس حقّ خدمت کی حساسیت کو حدیث شریف میں یوں بیان کیا گیا ہے ایک شخص رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا عرض کی آقا میں نے اپنے والدین کو پچاس حج اپنے کندھوں پر بٹھا کر کروائے ہیں کیا میرا حق خدمت ادا ہو گیا

اس پر ارشاد فرمایا گیا کہ اے صحابی تو نے اس ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کیا جس رات تجھے جنم دیا گیا تھا اور تو نے بستر پر پیشاب کر دیا تھا تجھے اپنے بستر پر الجھن ہوتی تھی تو تیری ماں نے تیری بیقراری کو برداشت نہ کیا تجھے خشک جگہ پر سلایا اور خود تیرے پیشاب کی جگہ سو گئی۔ یا دردِ زہ کی شدت کے ایک لمحے کا بھی تو تو حق ادا نہیں کر پایا۔ گویا یہ طے ہے کہ کائنات میں حق خدمت کی کامل ادائیگی کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ مگر یہ حق خدمت جب اللہ تعالیٰ کے محبوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس کی کامل ادائیگی کی شہادت قرآن دیتا ہے: دیکھو حضرت یحیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت قرآن نے کھول کر بیان فرمایا وَ بَـــرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا شَقِيًّا۝ جناب حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کامل حقِ خدمت ادا کرنے والے تھے، کبھی بھی ان سے حق خدمت میں لا پرواہی نہ ہوئی اور نہ ہی کبھی اُن سے سخت ترین رویہ اپنایا بلکہ ہمیشہ ان کے لئے نرم خور ہے دوستو کیا مقام ہے حقِ خدمت کا اور خادم کی عظمت کا کہ خود خلاّقِ کائنات اسے بطور شہادت و گواہی بیان فرما رہا ہے اور اُن مخدوموں کی کیا شان ہوگی جن کی خدمت ایک عظیم الشان نبی کر رہے ہیں ایک اور مقام پر قرآن ایک اور حوالۂ خدمت بیان کر رہا ہے آیئے ملاحظہ فرمائیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دنیا میں تشریف لائے تو ان کی قوم نے بن باپ کے تشریف لانے پر ان کی والدہ کریمہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا پر اعتراض کیا تو جواباً انہوں نے فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ جناب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ فرمادیا جناب روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں مبارکہ کی آغوش میں ہی برملا اعلان فرمادیا: قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہوں آتٰنِیَ الْكِتَابَ اس نے مجھے ایک شان والی کتاب عنایت فرمائی ہے: وَ

جَعَلَنِیْ نَبِیًّا اس نے مجھے شان والا نبی بنایا ہے: وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ میں جہاں بھی ہوں میرے وجودِ اقدس کو بابرکت بنایا گیا ہے وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا اور مجھے تاحیات نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے: وَ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا اور مجھے میری ماں مبارکہ کا خدمت گار بنایا ہے اُن سے حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے یہ بلند بختی مجھے عطا ہوئی ہے بد بختی سے مجھے دور رکھا گیا ہے سخت طبیعت نہیں بنایا یعنی میرے طبعی رویّے میں اپنی والدہ مکرمہ کے لئے انتہائی نرم مزاج بنایا ہے یہ کیسا اہتمام قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ماؤں کے لیے مزاجِ نبوت کی تربیت کیسے شاندار طریقے میں فرماتا ہے اُس ماں کا کتنا عظیم مقام ہے جس کی خدمت کے لیے ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بطور خاص تربیت کی جارہی ہے کیونکہ اس حوالے سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبِ اُسوہ ہونا ہوتا ہے کیا ہی بلند و بالا مرتبہ ہے اُمِّ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مخدومہ ہیں حضرت روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور کیا ہی شان والا مرتبہ ہے اُمِ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو مخدومہ ہیں شان والے نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جن کے حقّ خدمت کو قرآن نے بطورنص بیان فرمایا کیا خوب قطعی عظمتیں ہیں والدین انبیاء علیہم السلام کی، جن کو قرآن میں بطور ہدایت بیان فرمایا گیا ہے۔

اب آیئے! ذرا اُس ماں مبارکہ طیبہ طاہرہ زکیہ تقیہ نفیسہ مشرفہ کی طرف جن کی شانِ مخدومیت کے لئے بطور خادم اِمام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا انتخاب ہوا اُس والدِ کریم طیب طاہر تقی نقی مزکی مصفیّٰ معلّٰی کی طرف جن کا نام نامی اسم گرامی ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے اور کائنات میں ہے فکر و دانش کی کوئی قوت پرواز جو یہ معلوم کرسکے کہ ان کی شانِ مخدومیت کا

حدودِ اربعہ کتنا ہے بلندئی عظمت کی انتہاء کیا ہے مقام ومرتبہ عصمت کیا ہے یعنی جن کے لختِ جگر کے دامنِ رحمت میں ساری کائناتیں ایک بے نشاں نقطے کی طرح سمٹ چکی ہیں ان کی رحمت کا نور تمام جہانوں پر غالب آ چکا ہے بلکہ کل جہاں محتاج ہیں آرزومند ہیں اُن کے دامنِ رحمت میں پناہ لینے کے لئے جن کے صفاتی لباس کا یہ مرتب ہے اُن کی ذات کا کیا مرتبہ ہوگا اور جب حقِ خدمت کے لئے ایسی بے مثال ذات کا انتخاب ہوا تو ان مخدومینِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی شان مخدومیت کا مرتبہ کیا ہوگا: **اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا** میں یہاں صرف ایک حوالہ حق خدمت کا اور عظمتِ مخدومیت کا عرض کیے دیتا ہوں آپ کو اندازہ ہو جائے گا مخدومینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مخدومیت کا کیا مقام ہے۔

حدیث :عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدَيَّ اَوْ اَحَدَهُمَا وَ اَنَا فِیْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَ قَدْ قَرَاْتُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اگر میں اپنے والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ کو یا ان دونوں میں سے کسی ایک ذات کو اپنی حیاتِ عظمت میں پاتا اور میں حالتِ نماز میں ہوتا سورۃ فاتحہ پڑھ چکا ہوتا تو عین نماز میں تُنَادِیْ يَا مُحَمَّدُ لَاَجَبْتُهَا لَبَّيْكَ وہ مجھے اے محمد کہہ کر بلاتیں تو میں عین نماز میں ماں باپ کے بلاوے پر نماز چھوڑ کر ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا اس حاضر ہو جانے کو تاجدارِ انبیاء علیہم السلام حقِّ خدمت سمجھتے ہیں تو پھر ان مخدوموں کی شان مخدومیت کا کیا عالم ہوگا حالانکہ خود قرآنِ کریم نے شانِ نبوت کا یہ مقام متعین کیا ہے کہ اُمت پر فرض ہے کہ وہ نماز میں ہوتے ہوئے اپنی

نماز نبی علیہ السلام کے بلاوے پر قربان کر دیں۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ اے ایمان والو! جب تمہیں میرا محبوب بلائے فوراً لبیک کہا کرو نمازیں توڑ کر بارگاہِ نبوت میں پہنچ جایا کرو یہ اس لئے کہ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اس حقِ خدمت میں ہی زندگی اور عظمتِ زندگی پاسکو گے۔

قارئین محترم: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برملا اعلان فرما رہے ہیں کہ میرے والدینِ کریمین اس شان کے مالک ہیں مَیں ان پر اپنی نبوی نماز کو قربان کر دوں اگر آپ کی حیاتِ عظمت میں یہ نفوس قدسیہ تاجدارِ کائنات کو میسر آتے تو بولئے جناب اِن نفوسِ قدسیہ کے ساتھ رویۂ خدمت کیا ہوتا کیا ناز ہوتا کیا شاندار ناز ہوتا اس ناز و نیاز کی کیفیات کا عالم کیا ہوتا اس کے لئے الفاظ ومعانی دم بخود ہیں سوچوں کے دائرے سمٹ چکے ہیں فکر ودانش فہم وفراست کی نبضیں ساکت ہو چکی ہیں کیا لکھوں کیسے لکھوں کہاں لکھوں بس ان کیفیات کو میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی جان سکتے ہیں محسوس فرما سکتے ہیں یا کریم آقا کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام جو مخدومین محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں وہی جان سکتے ہیں لیکن میرے کریم آقا علیہ السلام نے حقِّ خدمت کی ایسی بنا ڈالی کہ کائنات میں اس کی مثال نہیں مل سکتی دنیا کی ظاہری حیات طیبہ میں اگر خدمت کا موقع میسر نہ سہی مگر خدمت کی ایک انوکھی مثال قائم فرمائی ان کے لئے دعائے مغفرت کو اپنی پوری حیاتِ طیبہ کا معمول بنایا بلکہ اسے پنج گانہ نماز کا حصہ قرار دیا اور قیامت تک اس خدمت کو پوری امت پر عائد فرما دیا آج ہر مومن ہر مسلم پابند ہے کہ وہ اس دعائے مغفرت کو اپنی پنجوقتہ نماز میں ضرور ادا کرے پڑھے جب نمازی کا ذہن اس دعا کے آغاز کی طرف منتقل ہو تو والدینِ مصطفیٰ کریم

علیہ السلام کی طرف طلب مغفرت کا تصور کر کے نیاز مند جذبوں سے نمازی سرشار ہو بعد ازاں اپنے والدین کی طرف طلب مغفرت کا تصور قائم ہو کیونکہ ذاتِ مصطفیٰ کریم علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا کا آغاز اس اُسلوب پر بیان فرمایا خود قرآن گواہ ہے اگر یہ سوال ہو کہ یہ تو دعائے ابراہیمی ہے اس کا اِس نسبت سے کیا تعلق ہے تو جواب یہ ہے کہ میرے لئے یہ بھی قابل امتنان ہے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام بھی تو میرے کریم آقا علیہ السلام ہی کا خاندانی پس منظر ہیں بہر حال اصول یہ ہے کہ پسِ منظر کی کوئی علمی قوت اگر زبانِ نبوت بیان فرمادے تو ان کا بیان فرمانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا آغاز بطورِ مصداق رہے اور زمانۂ سید المرسلین صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم میں تاجدارِ کائنات کے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام مصداق ومفہوم ہیں اور قیامت تک رہیں گے، بلکہ جب تک قرآن رہے تب تک اس دعائے مغفرت کے مصداق یہ نفوسِ قدسیہ رہیں گے اور والدینِ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مصداق رہیں گے اور تمام اہل ایمان اس دعا سے مستفیض رہیں گے، سبحان اللہ! یہ کیسا عظیم حقِ خدمت ہے اور یہ کیسی عظیم الشان مخدومیت ہے، ایک ایسی دعا بھی قارئین آپ ملاحظہ فرمائیں جو میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مکرمہ نے اپنے نورِ نظر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حالتِ نزع میں بیان فرمائی تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے کہ محسنۂ عالمینِ سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا کی محبت کا اندازہ ہو جائے جو وہ رسولِ رحمت کے لئے فرماتی تھیں اپنی محبت بھری دعا کا آغاز یوں فرماتی ہیں اور ساتھ ساتھ اپنے ارمانوں کا اظہار بھی فرماتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ مِنْ غُلَامٍ

يَا ابْنَ الَّذِىْ مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَام

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ

فُوَادِىْ غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ بِمِائَةٍ مِنْ اِبِلِ السَّوَامِ

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِى الْمَنَام

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ فِى الْاَنَام

اے میرے پیارے بیٹے نورِ نظر لختِ جگر اللہ تعالیٰ آپ کو لاتعداد برکتوں سے مالا مال فرمائے تو تو اس عظیم باب کا بیٹا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب وحضور میں پردہ رحمت دیکر اپنی شاندار نُصرت کے حوالے سے موت کی سختیوں سے نجات عطا فرمادی۔

تو تو اُس عظیم المرتبت ذات کا بیٹا ہے جن کے حُسن کی خیرات میں سو (۱۰۰) اعلی درجے کے اونٹوں کا نذرانہ بطور فدیہ پیش کیا گیا ہے، بیٹے میرے ارماں یہ گواہی دیتے ہیں:

میرے پیارے بیٹے اگر میرے ارمانوں کے خواب اور مشاہدے اگر درست اور سچے ہوئے تو یقیناً آپ کائنات کے باسیوں میں سِراجاً مُنیراً کی شان کے ساتھ مبعوث کیے جاؤ گے بلکہ مبعوث کئے گئے ہو غیب دان نبی کی والدہ رحمت بھی غیبی اسرار کو جانتی ہیں قطعی یقین کے ساتھ کیا خوب بیان فرما رہی ہیں جو فرمایا وہی عینِ عیان ہو واہ سبحان اللہ پھر فرماتی ہیں:

مِنْ عِنْدِ ذِى الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

تُبْعَثُ فِى الْحِلِّ وَالْحَرَام

اَبِيْكَ الْبَرُّ اِبْرَاهَام

تُبْعَثُ فِى التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَام

فَاللهُ اَنْهَاكَ عَنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَام

اَنْ لَّا تُـوَالِیَهَـــا مَـعَ الْاَقْـوَام

یہ سب کچھ اللہ ذوالجلال والاکرام کی جنابِ خاص سے خُصوصی اہتمام ہے اور آپ کی نبوت کی ضوافشانیاں پوری کائنات میں اپنے حسین جلوے دِکھائیں گی حل اور حرم میں یعنی حرمین شریفین میں اور اس کے علاوہ پوری بزمِ عالم میں دین میں تم اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملّت بیضاء کے داعی بن کر تشریف لاؤ گے آپ کی تشریف آوری تحقیق اور اسلام کے لئے ہو گی اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوگی میں آپ کو اے میرے عزیز بیٹے اللہ تعالیٰ کی عزت کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ بت شکن بننا کہیں اپنی قوم کے نرغے میں نہ آنا ان کی جہالتوں سے متاثر ہو کر کہیں بتوں سے دوستی نہ کر لینا دوستو یہ کیسی سادی اور عظمت والی باتیں تھیں جو محسنۂ عالمین حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا اپنے بے مثال بیٹے سے فرما رہی ہیں اتنی واضح حقیقت کے ہوتے ہوئے ان کے ایمان میں شک کرنا بذات خود ایک کُفر ہے پھر آخری کلمات آپ صلی اللہ علیہا نے جو فرمائے عظمتوں کی انتہاء فرما دی، پھر فرماتی کُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ ہر ایک زندگی نے ختم ہونا ہے ہر زندہ نے مرنا ہے، ہر آنے والے نے جانا ہے وَكُلُّ جَدِيْدٍ بَالٍ ہر ایک نئے نے پُرانا ہونا ہے وَ كُلُّ كَبِيْرٍ يَفْنِى ہر ایک بڑی چیز نے فنا ہونا ہے وَ اَنَا مَيِّتَةٌ اور میں تو اے میرے عزیز بیٹے پردۂ رحمت الٰہی میں جا رہی ہوں قرب وحضور الٰہی ہی اب میرا مسکن ہے وَ ذِكْرِىْ بَاقٍ مگر میرا ذکر کائنات میں ہمیشہ باقی رہے گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ، وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا میں تو ایک بہت بڑی خیر بھلائی اس کائنات میں چھوڑ کر جا رہی ہوں وَ وَلَدْتُّ طُهْرًا اور حال یہ ہے کہ میں نے ایک بہت بڑے پاکیزگیوں کے عظیم معیار کو جنم دیا ہے یہ سب سے بڑا میرا اعزاز ہے۔

اللہ اکبر یہ کیسی عظیم الشان گفتگو ہے یہ کیسا ممتا کا حسین جذبہ ہے یہ کتنا بڑا اعتماد ہے اور کتنا پختہ عقیدہ ہے کتنا بڑا یقین ہے اتنی بڑی عظیم الشان ماں ہی مخدومہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وبارک وسلم ہوسکتی ہے یہ کتنے بڑے نفیس ہیں والدینِ کریمینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء وَ سَلَام اللّٰہِ عَلَیھِمَا جو مخدومینِ محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قارئینِ محترم! آپ میرے کریم آقا علیہ السلام کی ماں مبارک کے جذبات میں ممتا کی عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کس بلندی کو یہ جذبے چھو رہے ہیں کیا مانگا جا رہا ہے کسی کی خبر دی جا رہی ہے کیا چھوڑا جا رہا ہے شاید قرآن اسی لئے اپنی دو مستقل آیات میں اس کو یوں بیان کر رہا ہے:

وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا

اور کیا ہی خوب ترکہ ہے جو انسان دنیا میں اپنے بعد چھوڑ کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اے محبوب عظیم درجہ وثواب اور بہترین انجام کا باعث ہوتا ہے غور فرمائیں! دوستو ہر ترکہ قرب وحضور الٰہی کا باعث ہے مگر جو ترکہ محسنِ عالمین عصمت مآب معیارِ عفت جناب سیدنا ابو محمد عبد اللہ علیہ الصَّلوٰۃُ والسلام نے اور محسنۂ عالمین خاتم المعصومیت عفت مآب عصمت مآب سیدہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا نے چھوڑا یہ وہ ترکہ ہے جو تا قیامت صالحات کی کامل تفسیر ہے جس کا خمیر حُسنِ سرمدی کا آئینہ ہے جس کا ضمیر مشیئت الٰہی کا مہبط ہے جس کا کردار حصار دین وشریعت ہے جس کا اخلاق خُلقِ عظیم کے لئے سند ہے جس کی صورت آیاتِ الٰہیہ کا کامل معنی ہے جس کی فطرت خیر کا معیار ہے طبیعت عصمت کا معیار ہے مزاج بنائے دین ہے حاجت روائی جس کی خیرات ہے مشکل کشائی مشرب ہے سب کی بھلائی مسلک ہے خدا تک رسائی اعزاز ہے بولئے اس کا ثواب اور انجام مخدومینِ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والدینِ کریمینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر عظیم ہوگا یہاں تو اِعداد وشمار کے ہندسے محوِ حیرت ہیں خلائے کائنات کی وسعتیں سمٹ کر بے نشان ہو چکی ہیں ان نبوی شانوں کا ادراک ویقین اس بزم امکان وعالم میں سب سے پہلے محسنۂ عالم بیان فرمارہی ہیں نجانے ملاں اِزم کو کیا سوجھی ہے ان نفوسِ رحمت کے ایمانوں پر بحثیں کررہے ہیں یہ نفوس تو یقیناً عظمت ایمان ہیں اور مخدومین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ہیں ۔کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ابھی شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے ہی تھے کہ محسنہ عالمین سلم اللہ علیہا کو سب سے پہلے خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے بشارت ملی براہ راست فرمایا گیا کہ آپ خیرالخلائق سیدالبشر سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں بننے والی ہیں خداتعالیٰ کی طرف سے آپ کو مبارک ہو پھر اسی تسلسل کے ساتھ بشارات کا سلسلہ تاوقتِ ولادت باسعادت جاری اور ساری رہا جس کا تذکرہ محسنۂ عالمین علیہا الصلوٰۃ والسلام تاحیات فرماتی رہیں بالآخر بوقت وصال مبارک یہ سب کچھ رحمتِ عالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ پوری تفصیلات کے ساتھ بیان فرمادیا کہ آپ حِل اور حرم بلکہ پوری کائنات کے لئے نبی الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بناکر بھیجے گئے ہو اپنے جد کریم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی حفاظت فرمانا راہ ورسمِ بت پرستاں سے مرعوب نہ ہونا یہ سارے علمی کوائف اس بات کی کھلی ہوئی شہادت ہیں کہ سب سے پہلے ادراک ویقین نبوت اس بزمِ کائنات میں محسنۂ عالمین اُمِّ محمد سیدتنا بی بی آمنہ صلوۃ اللہ علیہا کو ہوا ہے۔

قارئین محترم پچھلے اوراق میں آپ، ان کی تفصیلات سے بحوالۂ قران آگاہ ہوچکے ہیں مزید تسلی وتشفی کے لئے ان اوراق کو پھر سے پڑھ لیں۔

اورایسے ہی محسن عالمین ابومحمد جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی

نبوت ورسالت کا کامل یقین وادراک تھا کیونکہ انہوں نے اپنی حیاتِ عظمت میں بے شمار شواہد ملاحظہ فرمائے تھے جن کا تذکرہ گاہے بگاہے وہ اپنے والد کریم جناب حضرت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سُناتے رہتے جس پر وہ جواباً انہیں اس امرِ عظیم کی بشارتیں دیتے رہتے جناب حضرت ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت تو لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا تھا کہ یہ نفسِ رحمت خاتم المرسلین ہے جس پر آپ کو وضاحت کرنی پڑجاتی کہ ایسا نہیں ہے مگر وہ ماہ جبیں ہماری ہی نسل میں تشریف لائیں گے جناب حضرت عبدِ مناف کو تو لوگ قمر البطحاء ماہِ عرب عرب کا چاند کہا کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک اپنے ایک جدِ کریم کی پُشت میں طواف کعبہ کے دوران تلبیہ ادا کرتا تھا اور کمال یہ ہے کہ تاجدار انبیاء جہاں پناہ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم اپنے جس دادا کریم کی پشت میں اُترتے تو وہ جدِّ کریم اپنی ذاتی شناخت پسِ منظر میں کھودیتے جس عظمت میں نورِ نبوت ان کے پیکر میں جلوہ گر ہوتا ان کی شناخت بن جاتی کہیں سخاوت کی شان میں ظاہر ہوئے عمرو العلاء کو ہاشم (سخی) کے تشخص سے مشخص کردیا کہیں نورِ نبوت نے تبسم فرمایا متبسم ہوئے تو اس پیکر کو عبد مناف سے قمر البطحاء بطحاء کا چاند بنادیا گویا ہر ایک دادا کریم کسی نہ کسی انفرادی عظمت کے مظہر بنے اور آج بلکہ قیامِ قیامت تک وہی مظہریّت ان کی شناخت بنی پُشت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تو اس نورِ یکتا نے عجب جلوہ سامانیاں فرمائیں آپ کی اس طرح کی نور بیزیوں نے تو بزمِ کائنات کو محوِ نیاز کرڈالا لذّتِ ذوق سے سرشار کرڈالا ذرہ ذرہ کائنات کا صلوۃ وسلام کے زمزموں سے گونج اٹھا جدھر جدھر سے جناب ابو محمد سیدنا حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گذرتے ادھر اُدھر سے درودوسلام کی صدائیں بلند ہوتیں حتی کہ پتھر کے سنگریزے درختوں کے پتے ریت کے ذرے پانیوں کے قطرے خلائے

کائنات میں ہواؤں کے ولولے فضاؤں کے سریلے راگ بول اُٹھے اے ابو محمد سلام ہو سلام اے رعنا جوان جس پر خود شباب کو ناز ہے ان کے حُضور حُسنِ شباب ہاتھ باندھے کھڑا ہے سلامِ نیاز پیش کر رہا ہے شانوں کے درمیان سے نور کے دودھارے اُٹھتے ہیں بلند ہوتے ہیں خلائے کائنات کو معمور کر دیتے ہیں پھر آسمان کا سینہ چیر کر بارگاہِ صمدیت میں سراپا نیاز ہو کر سجدہ میں گر جاتے ہیں حورانِ جنت غلمانِ فردوس بلکہ ملکوتی کائنات کا ہر ہر فرد جھوم کر جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام نیاز پیش کر رہا ہے مبارکیں دے رہا ہے تہنیتیں عرض کر رہا ہے اس مبدءِ نبوت کو اپنی وفا کا یقین دلا رہا ہے اس کے حضور ناز میں ہدیہ نیاز کی سوغاتیں پیش ہو رہی ہیں یہ کیسا سماں ہے یہ کیسی دلبریاں ہیں دلنوازیاں ہیں بزمِ عالم میں حُسنِ ذوق اور حُسنِ ادب کی مستی چھائی ہوئی ہے، ہر طرف سے صلِّ علیٰ کی صدائیں ہیں پوری کائنات نیاز مند بنی ہوئی ہے اور یہ سب مناظر خود جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام چشم بینا سے تک رہے ہیں مشاہدہ فرما رہے ہیں، اور انہیں اپنے بزرگوں سے بالا ستیعاب بیان فرما رہے ہیں اس پورے پسِ منظر کو زبانِ نبوت یوں بیان فرماتی ہے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ بیشک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ بنالیا جناب حضرت ابو البشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برگزیدہ کر دیا چن لیا اپنے قرب وحضور کے لئے کیونکہ عالمِ شہادت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے ان کی پشت رحمت میں جلوہ گر ہوئے پھر اسی تسلسل کو بیان فرمایا: وَ اصْطَفٰی نُوْحًا پھر اسی عظمت سے سرفراز ہوئے جناب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام وَ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ نُوْحٍ اِبْرَاهِیْمَ پھر اس دولت بیدار سے نوازے گئے جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل ہی بنالیا تھا وَ

اصْطَفٰی مِنْ بَنِی اِبْرَاهِیمَ اِسْمٰعِیْلَ اولادِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس نعمتِ کاملہ سے جناب حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نوازا گیا انہیں مصطفیٰ بنایا گیا وَ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ اِسْمٰعِیْلَ کِنَانَۃَ پھر مصطفیٰ بنے بنی اسمعیل سے کنانہ وَ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ کِنَانَۃَ قُرَیْشًا بنی کنانہ سے قریش کو مصطفائیت کی یہ نعمت عُظمیٰ ملی ،وَ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ قُرَیْشٍ ھَاشِمًا پھر قریش سے جناب حضرت ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام مصطفائیت کے منصب پر فائز ہوئے وَ اصْطَفٰی مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ پھر بنی ہاشم سے جنابِ عبدالمطلب کو مصطفیٰ بنایا گیا واصطفی بنی عبدالمطلب کو مصطفیٰ بنایا گیا او اصطفی بنی عبد المطلب پھر شانِ مصطفائیت عطا ہوئی اولادِ عبدالمطلب کو یعنی میرے والد گرامی جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کو یعنی میرے والد گرامی جنابِ عبداللہ بن عبد المطلب کو تمام مصطفاؤں کی مصطفائیت کا خلاصہ بنایا گیا واصطفانی پھر بعد ازاں مقصدِ مصطفائیت معراجِ مصطفائیت حضرت محمد مصطفیٰ کو مصطفیٰ کریم بنایا گیا یہ کیسا خوب صورت پسِ منظر ہے یہاں ہر فرد مطلعِ نورِ نبوت ہونے کی بنا پر مصطفیٰ بنے ہوئے ہیں اور ملاں ابھی بھی ان کے ایمان میں شک کر رہا ہے نعوذ باللہ! چونکہ یہ خود بد اصل اور بد فطرت ہے اس لئے ایسا کر رہا ہے اگر صاحب فطرت ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کرتا کیا دیکھتے نہیں کہ پوری کائناتِ فطرت تو ان کے حضور سلامیاں پیش کر رہی ہے بے تاب نگاہوں سے شاہکار حُسن کے جلوؤں میں گم ہے اسی لئے صلوۃ وسلام میں محوِ خرام ہے حُسنِ عقیدت سے بحضور ابو محمد جناب حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ نیاز فطرت اور اس کا ہر فرد پیش کر رہا ہے حُسنِ اتفاق سے اگر سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سوکھے ہوئے درخت سے ٹیک لگاتے ہیں تو وہ درخت فرطِ شوق سے ہرا بھرا ہو جاتا ہے پھر جب آپ اُس سے ہٹ جاتے ہیں تو

وہ درخت اپنی اصل حالت میں پلٹ آتا ہے یہ کیسا اعجاز ہے نورِ نبوت کا یہ کیسا اعزاز ہے مبدءِ پیکرِ نبوت جناب ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہاں تو یوں لگتا ہے کہ بزرگیاں کرامتیں عظمتیں رفعتیں وجاہتیں شرافتیں خود بخود بحکمِ الٰہی اس نفسِ رحمت میں جمع ہو رہی ہیں اور اپنے اظہار کے لئے اس پیکرِ عظمت سے ظاہر ہونے کے لئے بے تاب ہیں یہ کیسی شان مخدومیت ہے جن کی خدمت کے اعزاز میں امام الانبیاء تاجدارِ کائنات مالک کون ومکاں وارث کل جہاں سرورِ سروراں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب کیا گیا ہے ایسی شانِ مخدومی پہ لاکھوں سلام ایسے جذبۂ خدمت پر کروڑوں سلام اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا۔

قارئینِ محترم: جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندانی بزرگوں کی شانِ مصطفائیت بیان فرما چکے تو اللہ رب العزت نے اعلان فرمادیا: و سلم عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اے میرے محبوب صلّی اللہ علیك ووالدیك وعلی آلك وعلی ازواجك واصحابك واحبائك وبارك وسلم آپ نے مصطفائیت کا خوب منظر بیان فرمایا اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان مصطفاؤں پر اپنی طرف سے سلام فرماتا ہے انہی کی بزرگیوں کو سلام فرماتا ہے (القرآن شعراء) کیا ہی خوب مرتبہ ہے عظیم الشان ہے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخدوموں کا اللہ اکبر۔

## باقیات صالحات اور والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محترم قارئین: باقیات صالحات سے مراد انسان دنیاوی زندگی میں جو بھلائیاں اور نیکیاں کرتا رہتا ہے وہ زندگی کے گذرنے کے بعد بھی بطور یادگار قائم رہتی ہیں حدیث شریف بھی اس کو بیان کرتی ہے رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ

و والدیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کُلُّ عَمَلٍ یَنْقَطِعُ اِلَّا ثَلَاثٌ انسان کے مرنے کے بعد اس کی زندگی کا ہر عمل منقطع ہو جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے مگر تین کام انسان کی زندگی کے بعد بھی جاری اور ساری رہتے ہیں جس سے انسان کو برزخی زندگی میں بھی نفع ملتا رہتا ہے۔ ینقطع بہ کے الفاظ صریح نص ہیں۔

نمبر ا...... صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ۔

نمبر ۲...... اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچے

نمبر ۳...... اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے، اب آیئے قرآن نے ان کو یوں بیان فرمایا ہے۔

وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا (کہف)

اور باقیاتِ صالحات یعنی پیچھے رہ جانے والی بھلائیاں اور نیکیاں ثواب کے اعتبار سے اے حبیب تیرے رب کے حضور بہت بہتر مقام رکھتی ہیں اور رحمتِ الٰہی کی اُمید کے اعتبار سے بھی بہت بڑا ذخیرۂ عظمت ہیں ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ مَّرَدًّا (مریم)

اور باقیات صالحت یعنی باقی رہنے والی نیک باتوں کا معاملہ تیرے رب کے ہاں سب سے بہتر ثواب (یعنی عطائے رحمت) کے اعتبار سے اور سب سے اچھے اور اعلیٰ انجام کے حوالے سے خدا تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے موجود ہے۔

اب درج بالا آیاتِ بینات کے مفہوم میں غور فرمائیں اور بیان کردہ حدیث کے معنٰی میں غور فرمائیں اور او ولدِ صالح کے جملے میں ہزار ہا بار غور فرمائیں

عظمت و وجاہتِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و والدیہ و آلہ وسلم کا اندازہ خود بخود ہو جائے گا جس والدین کریمین کی باقیاتِ صالحات میں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں ان کے لئے ذخیرۂ عظمت کا کیا مقام ہوگا جن کا پیکر معیارِ صالحیّت ہے جن کی سیرت حُسن صالحیّت ہے جن کی صورت آئینہ حُسنِ ربوبیّت ہے جن کے اخلاق معیارِ حسنِ زندگی ہیں اور کمالِ بندگی ہیں جن کے نفسِ محترم نے ہر نیکی کی کامل بناڈالی ہر نیکی کی قبولیت کے لئے حوالۂ سند بنے مہبط انوارِ ربّانی بنے اعتنائے ربّانی انعاماتِ الٰہیہ کے مرکز محبت بنے وہ جب اثاثۂ باقیاتِ صالحات ہوں تو ان کے والدین کریمین کے لئے بارگاہ قدس میں کیا مرتبہ ہوگا اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ انہیں ہی کی شان میں اتارا جائے گا: كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اُنہیں کے مرتبۂ عظمت میں زبانِ رسالت نے بیان فرمائے اور اُنہیں کے لئے ہی رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ قرآن میں اُترے گی تا قیامت ہر نمازی کے وِردِ زبان رہے گی وَ سَلٰـمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اُنہیں کی عظمتوں کی نقیب ہوگی اُنہیں کے ذوقِ محبت میں وجودِ نبوت بیقرار رہے گا اور اُنہیں کے اعزاز میں نبوی نماز قربان کرنے کے لئے زبانِ نبوت کھلے لفظ میں ارشاد کردیگی لَوْ تُنَادِیَانِ لَاَجَبْتُهُمَا لَبَّيْكَ يَا اُمِّیْ لَبَّيْكَ يَا اَبِیْ اُنہیں کی تکریم کی خاطر قدسی ان کے کاشانۂ اقدس کا طواف کریں گے واہ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے کریم آقا کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والتسلیم کی رہا یہ سوال کہ باقیات صالحات کی علمی تفسیر میں کلماتِ تسبیحات منقول ہیں ہاں ایسا ہی ہے مگر یہ کلمات طیبات ذاتِ مصطفیٰ کے تفسیر بننے میں ہرگز علمی مانع نہیں ہو سکتے جبکہ حدیثِ صحیح بھی بیان کررہی ہے وَلَدٍ صَالِحٍ بھی باقیات صالحات ہی ہے۔

پہلی ذکر کردہ آیت سورۂ کہف کے حوالے سے ہے اس کے آغاز میں

اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے الفاظ ہیں یہ سباقِ کلام ہے جس میں مال اور بیٹے محض دنیاوی زینت قرار دیئے گئے ہیں اصلِ زندگی آخرت کی عظمت ہے ہاں اس میں کوئی شک نہیں ایسا ہی ہے مگر جن کو محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا بے مثال بیٹا مل جائے ان کے دونوں جہان مزین ہو جاتے ہیں کیا ہی خوب زینت ہے والدینِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کہ دنیا میں جتنا اِن کا وجود مزین ہے کسی کا نہیں جتنا ان کا نام روشن ہے اتنا کسی کا نہیں کیا دیکھتے نہیں کہ جب ان کی نسبت بطورِ والدین امام الانبیاء حضور رحمۃ لِّلعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہوتی ہے تو بولئے جناب دنیا میں ان کا مرتبہ زینت کہاں پہنچتا ہے اور ایسے ہی آخرت میں جب انہیں والدینِ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کی بنسبت مقامِ محمود کے دائیں جانب نور کے منبر بچھا کر دیئے جائیں گے تو ان کی عظمتوں کا مقام کیا ہوگا: اللہ اکبر! اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحَابُ الْيَمِيْنِ کی تفسیر مکمل ہو رہی ہوگی فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ کا سرور ہی کچھ اور ہوگا۔

بیان کردہ دوسری آیت کے شروع میں یہ الفاظ ہیں وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى اللہ تعالیٰ نے نورِ ہدایت سے اُن پاکیزہ فطرت نفوسِ قدسیہ کو بھر دیا کیونکہ وہ ابتدا ہی سے ہدایت یافتہ تھے، اور جو انہوں نے بقیہ چھوڑا ورثہ چھوڑا صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نجانے ملاں از م کس کفر کو ان نفوسِ قدسیہ میں تلاش کر رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک!

دوستانِ محترم حق تو یہ تھا کہ امت ان نفوسِ قدسیہ کے مقدس ناموں کی تسبیح کرتی ان کی عظمتوں کے ترانے گاتی مگر ہائے افسوس کس خبیث فکر پر یقین کرنے لگی ہے اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اسی کے

والدین کریمین طیبین طاہرین کو کفر کی غلیظ گالی دیتے ہیں شاید اسی لئے تاجدارِ بریلی کی روح تڑپ اٹھی اور برملا کہہ سنایا۔

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

کم از کم کلمہ پڑھنے کے احسان کو تو یاد رکھتے میری اہل درد اور اہل محبت وایمان سے صرف اتنی گذارش ہے میں تمہیں حُرمت رسول کا واسطہ دیتا ہوں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتا ہوں اگر آپ اور کچھ بھی نہ کر پائیں تو کم از کم اِن ملعون ملاؤں سے نفرت ہی کر جائیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ان خونی درندوں سے محفوظ فرمائے! آمین ثُمَّ آمین، بِجَاہِ النَّبِیِّ الْعَظِیْمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ وَالِدَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ۝

اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ کے ساتھ ایک عظیم جملہ حدیث ہے وہ یَدْعُوْ لَہٗ یعنی وہ ولد صالح ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہے واہ کیا شان ہے میرے کریم آقا کے والدین کریمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن کے لئے امام الانبیاء محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم دعا گو ہوں اور یہ دعا رسمًا دو چار مرتبہ کی نہ ہو بلکہ عمر بھر کا معمول ہو اور حالت نماز میں کئی کئی بار مانگی جائے اور امت ساری بھی یہ مانگنے کی پابند بنائی جائے اب بتایئے ان نفوسِ رحمت وعظمت کا مقامِ مغفرت کیا ہوگا۔

یہاں ایک علمی اور روحانی نکتہ عرض کئے دیتا ہوں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کائنات میں جس نے کسی نیکی کی بنا ڈالی جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے جتنا اجر وثواب ان عمل کرنے والوں کو ملے گا اسی تناسب سے ثواب اُس بنا ڈالنے والے کو ہوگا جبکہ کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی اب اس اصول کو سامنے رکھیں اور صاحبِ اُسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ حسنات

کے اعداد کے سمندر میں اتر جائیں قیامت تک نیکوکاروں کو شمار کریں پھر اندازہ لگائیں کہ بارگاہِ نبوت میں کتنا ثواب موجود ہوگا اس تصور کو سامنے رکھ کر دعائے مغفرت برائے والدینِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ کی بابت غور فرمائیں جب سے آپ نے اسے اپنی نماز کا حصہ بنایا اور ہر نمازی کو پابند فرمایا ہے قیامِ قیامت تک کتنے خوش نصیب اس بنائے عظمت پر عامل رہے ہیں رہیں گے جب بھی اس بابت ان کی زبانیں کھلیں گی اس تصورِ مغفرت اور نورِ مغفرت کے مخاطبِ اوّل میرے کریم آقا کے والدین کریمین طیبین طاہرین ہی ہوں گے علیہما الصلوٰۃ والسلام جن نفوسِ رحمت کا پیکر رحمت اتنی مغفرتوں کا جامع ہو وہ یقیناً اپنی طبع رحمت میں مغفرت کا عین بن چکے ہوں گے کیونکہ با قیامت صالحات کا اصل مصداق ہیں۔ الحمد لله کثیرًا والله اکبر کبیرًا۔

# عظمتِ تقوی

# اور والدینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

# اور قرآن

محترم قارئین! تقوی اور طہارت ہر دین وشریعت کی انسانی معاشرے میں اَشد اہمیت رہی ہے ضرورت رہی اور ہر عبادت کی علّتِ غائی رہی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ مقصدِ صلوۃ معرفت الٰہی کے ساتھ بے حیائی سے روکنا ہے ہر بری بات سے باز رہنا ہے فرضیتِ روزہ کا مقصدِ تقویٰ ہے فرضیت حج کا مقصد طہارت کاملہ ہے گویا ہر عبادت کا مقصد وحید تقویٰ وطہارت ہے تاکہ معاشرہ غیر اخلاقی رویوں سے باز رہے اور معاشرتی استحکام میسر ہو، قرآنِ کریم نے تو باقاعدہ تقوی کو اپنا ایک اہم ترین موضوع قرار دیا ہے اس پر اپنی

سینکڑوں آیاتِ بینات اس پر بیاں ہوئی ہیں اس عُنوان کی اہمیت کی بنا پر تقویٰ پر مشتمل احادیث تو گنتی سے وراء ہیں اور پیغمبرانہ جدُّ وجہد کی اولین ترجیح رہی ہے تعلیم کتاب اور تعلیمِ حکمت اور تزکیۂ نفس خاص عنوان ہیں تبلیغِ رسالت کے اسی لئے قرآن نے اس عنوانِ عظمت کوکئی ایک زاویوں سے بیان فرمایا ہے کبھی اس کی فرضیت پر زور دیا مثلاً فرمایا: یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ اے ایمان والوتقویٰ اختیار کرو جیسا کہ حق ہے اس قوت میں بیسیوں آیات بطورِ نص ہیں جن کو مکمل بیان کرنے سے کئی سو صفحات ناکافی ہیں عین ایسے ہی کبھی فضیلتِ تقوی کوقران نے بیان فرمایا ہے: اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا بیشک متقی لوگ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب ترین ہیں کبھی مرتبہ تقوی کی عظمت کو بیان فرمایا فرمایا: وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ جنت کومتقین کے قریب تر کردیا جائے گا کبھی تقوے کا عنوان معیارِ ہدایت کی بنیاد پر نازل ہوا فرمایا: ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ قرآن تو محض متقین ہی کی ہدایت کے لئے نازل ہوا کبھی جنت جیسی عظیم نعمت کے وجود کا تصور ہی تقوی قرار دیا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ یہ جنت تو محض بنائی ہی متقین کے لئے گئی ہے کبھی قران نے تقوی ہی کولباسِ عظمتِ انسانی قرار دیا لِبَاسًا یُّوَارِیْ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی اصل زینت انسانیت تقوی ہی کالباس ہے۔ ذٰالِكَ خَیْرٌ یہی انسان کی سب سے بڑی بھلائی ہے گویا اس عنوانِ عظمت پر بے شمار آیات اور لاتعداد احادیث کا ذخیرۂ علم ہے اور انوارِ تقوی کی اہمیت کوخوب بیان فرما رہا ہے قرآن نے اسے کمالِ انسانیت بھی کہا ہے پوری تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں برجستہ یہ چند آیات بینات ضبطِ تحریر میں لائی گئی ہیں تاکہ اصلِ عنوان کی اہمیت واضح ہو، اب آیئے اصل موضوع کی طرف اس بزمِ عالم میں جب متقی لوگوں میں تدریج قائم کی جائے گی تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد

والدین کریمین ہی آئیں گے ویسے توان نفوسِ قدسیہ کی عظمتِ تقویٰ پر لاتعداد شواہد و دلائل ہیں مگر زبانِ رسالت سے بہتر بلکہ اس جیسی کوئی تصدیق نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری تمام اُمّہات کرام صلوۃ اللہ علیہن اور میرے جملہ آبائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کی عفت و پاک دامنی کا معیار اتنا بلند وبالا تھا کہ فَلَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ مِّنْ عَهْدِ الْجَاهِلِيَّةِ اُنہوں نے مجھ تک عہد جاہلیت کی کوئی شئی نہیں آنے دی نہ ہی غیر اخلاقی رویّہ قریب آنے دیا اور نہ ہی غلط عقیدہ یعنی ان کے عقائد ہی بہت عظیم تھے اور اخلاق و کردار بھی انتہائی پاکیزہ اور کریمانہ تھے: اَنْتَقِلُ مِنْ اَصْلَابِ طَاهِرَةٍ اِلٰى اَرْحَامِ طَاهِرَةٍ انتہائی پاکیزہ پشتوں سے اور پاکیزہ رحموں سے میں آیا ہوں حَتّٰى اِلٰى اُمِّىْ وَاَبِىْ یہاں تک کہ میری ماں اور میرے باپ تو معراجِ تقویٰ پر تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے بطورِ تائید فرما دیا: وَتَقَلُّبَكَ فِى السَّاجِدِيْنَ ○ اے حبیب صلی اللہ علیک وسلم وبارک وسلم آپ تو اپنی فطرت میں سجدہ ریز طبیعتوں سے سجدوں کے نور میں محوِ خرام رہے ہو یعنی آپ کے ہر باپ کو پہلے سجدوں کے نور سے سجایا پھر جناب کے جوہرِ عظمت کو ان کی پشت میں رکھا عین ایسے آپ کی ماں کی شان ہے ہم بذاتِ خود ان کی عصمتوں کی نگرانی کرتے رہے ہیں قرآن اس کی یوں شہادت دیتا ہے: وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (یونس) آپ جس شان میں بھی جلوہ افروز ہوئے ہم آپ کے ہر خرام ناز کا مشاہدہ کرتے رہے نگرانی کرتے رہے خاص کر اعلانِ نبوت کے بعد جب وارفتگی شوق سے آپ تلاوت قرآن کرتے وہ منظر تو انتہائی قابل دید تھا اور قابل رشک ہوتا۔

اے حبیب آپ کے آباء و اجداد اتنے پاکیزہ فطرت تھے کہ ہم نے

اُنہیں اس مقصدِ عظیم کے لئے چُن لیا برگزیدہ کرلیا محبوب بنالیا: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تمام جہانوں پر اِن نفوسِ قدسیہ کو مقامِ مصطفائیت عطا فرمایا گیا۔

محترم قارئین! یہ کیسا مقامِ تقویٰ ہے کہ مرتبۂ مصطفائیت پر یہ نفوسِ رحمت پہنچے ایک اور قرآنی شہادت پیشِ خدمت وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعاء کی کہ پروردگارِ عالم ہماری اولاد میں ایک طبقہ انسانیت ایسا پیدا فرما جو ہر عیب سے پاک ہوں اور مسلسل تیرے حضور جُھکے رہیں اور تیری رحمتوں کی نگرانی میں رہیں دوستو یہ کیسا اہتمامِ قدرت ہے عقل دنگ ہے۔

خاندانِ نبوت کی پاکیزگیوں کو قرآن کیسے سراہ رہا ہے یہ کیسی عظمتِ تقوی ہے حتّٰی کہ مشیئتِ الٰہی نے اپنے ازلی اور ابدی ارادے میں ابتداہی سے طے فرمایا تھا کہ خاندانِ نبوت تقوی وطہارت کی اعلیٰ معراج پر رہے اور منصۂ شہود میں جلوہ افروز ہوئے قرآن گواہ ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اے حبیب اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی نے ارادہ فرمایا ہے کہ اہل بیت کے تمام نفوسِ قدسیہ سے ہر رجس (پلیدی) کو دور رکھے ہر تقوی وطہارت کا نور ان کے رُخوں کا غازہ بنا رہے ہر عفت وعصمت ان کا لباس رہیں ان کی محبت وتعظیم اہلِ ایمان کے ایمان کا حُسن رہے دوستانِ محترم ان دلائل کی بنا پر تو یوں لگتا ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ صرف اور صرف متقی ہی نہیں بلکہ عظمتِ تقویٰ ہیں اس اعتبار سے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین عظیمین علیہما الصلوۃ والسلام اعلیٰ ہیں لہٰذا انتہائی اختصار کے ساتھ ان نفوسِ رحمت کو بیان کیا جاتا ہے، محسنِ عالمین ابو محمد عبد اللہ بن عبد المطلب علیہما الصلوٰۃ والسلام کا پیکرِ رحمت

عظمتِ تقویٰ ، میں اس قدر بلند و بالا ہے کہ خود عظمتِ تقوی کو بھی ان پر ناز ہے تقویٰ کے تقاضے حساس انداز میں اُس وقت میں بطور خاص مخاطب ہوتے ہیں جب عمر جوانی کو پہنچتی ہے مگر یہاں منظر ہی کچھ عجیب ہے آپ کے حسنِ سراپا پر تو خود حُسن وشباب ممنونِ احسان نظر آتے ہیں حُسن کی نیاز مندیاں بے تاب نگاہوں سے اس پیکرِ عصمت کے حضور سراپا نیاز ہیں اپنانے کی درخواست کی جا رہی ہے مگر یہاں کچھ بے نیازیاں ہیں اگر کوئی ذامال وذاجمال پری پیکر صاحبِ مرتبہ عورت اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے تو اس مجسم عصمت کی رگِ غیرت بھڑک اٹھتی ہے بڑی بے نیازی کے ساتھ اسے جواب دیا جاتا ہے اور فرمایا جاتا ہے۔

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَہٗ: ہم ایسے فعل کی خواہشوں کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں جس کے ارتکاب میں ہمارا غیور مولا ناراض ہو ہم اس سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اگر کہیں صورت حال سنگین ہو جائے تو ہم موت کو گلے لگالیں گے مرنا پسند کریں گے اپنے مالک وخالق کو ناراض نہیں کر سکتے۔ مگر ہاں ،وَالْحِلُّ لَاحِلُّ فَاَسْتَبِیْنَہٗ حُلال کو ہم حلال سمجھتے ہیں مگر یہ صورت اعلانیہ کی شرط پر ہے،اس پر اس مذکورہ عورت نے ایک سو بختی اونٹوں کی پیش کش کی جو پورے عرب میں سب سے زیادہ قیمتی اثاثہ ہوا کرتے ہیں اس پیشکش پر پھر غیرتِ عصمت جلال میں آئی فرمایا:

فَکَیْفَ لِیَ الْاَمْرُ تَبْغِیْنَہٗ یَحْمِی الْکَرِیْمُ عِرْضَہٗ وَدِیْنَہٗ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ میں تیری سرکشی کو قبول کروں میں کریم ہوں ہماری طبیعتوں کا خمیر ہی نورِ توحید کے وصف سے گوندھا جاتا ہے ہم عزت والے لوگ ہیں عصمت ہمارا لباس ہے ہمارے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہماری روایت تو اپنے دین اور عزت کو بچانا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور حکم قرآن بھی اس کی تائید کر رہا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل کے سپرد کی جائیں دوستو کیا ہی خوب حوالۂ تقوی ہے ابھی قرآن نازل ہی نہیں ہوا حکم صادر ہی نہیں ہوا اس کی کامل تکمیل و تعمیل کیسے عمل میں آئی ہے واہ سبحان اللہ یہ تو ایک مختصر سا حوالۂ عظمتِ تقوی ہے بے شمار ایسے حوالے ہیں کہ یہاں ہزاروں ایسی چاہتیں دم توڑ رہی ہیں دل پھٹ رہے ہیں مگر یہاں عصمتوں کا نور ایسا غالب ہے کہ دل سے وسوسہ گذرنے سے قبل ہی ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے حصارِ نور سے اپنے دامن میں رکھ کر حفاظت کی جا رہی ہے، کیونکہ انہوں نے آخر الزمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والدِ گرامی بننا ہے، جہاں تک رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی والدۂ رحمت و حشمت کا معاملہ ہے یہ نفس قدسیہ وہ ہیں جن کا آنگن مطاف قدسیاں ہے ان کی عفت و عصمت کے تقدس کو بیان کرنے کے لئے تقوی و طہارت کو بیان کرنے سے ہر صلاحیت دم بخود ہے ہر حوالۂ علم تبسم کناں ہے، ہر قلم اپنے طرزِ تحریر میں سراپا نیاز نظر آتا ہے شعور و فکر کے دائرے حیاء سے جھکے ہوئے ہیں قلب و نظر کی قوتیں سرشارِ عصمتِ آں جناب ہیں اس لئے کہ اس نفسِ رحمت نے سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کی ماں مبارکہ بننا ہے یہ وہ صدفِ رحمت ہیں جس میں رحمۃٌ للعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے جوہرِ رحمت نے نو ماہ قیام فرمانا ہے بعد ازاں اسی ذات والا صفات نے نازِ محبت بھی اٹھانا ہے نیاز خدمت بھی حاصل کرنا ہے اور ان کی بزرگی کی عظمت بھی قائم رکھنی ہے ان کے بلاوے پر اپنی نبوی نماز کو بھی قربان کرنے کا اعلان فرمانا ہے ان کے ہجر و فراق میں نور کے موتیوں جیسے آنسوں بہانا ہے ہر نماز میں ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمانا ہے ان کی یادوں میں آہیں بھرنا ہے سسکیاں بھرنا ہے خود رونا ہے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو رلانا ہے، ایسے نفسِ رحمت کو صرف صاحبِ تقوی کہنا یہی درست نہیں

بلکہ ایسے وجودِ اقدس کو عظمتِ تقوی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا حق بات تو یہ ہے یہ نفوسِ رحمت وعظمت ہی معیارِ تقوی ہیں اس میں کوئی شک نہیں تقویٰ ایک بڑی عظمت ہے مگر اس کی نسبت اِن نفوسِ رحمت سے ہو جانے سے خود تقویٰ کا تصورِ عظمت کہیں بلند ہو گیا ہے اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے تقوی کی یہ نفوسِ قدسیہ طبعاً مبدءِ نبوت اور مخزنِ جوہرِ نبوت اور نورِ نبوت ہیں۔ **اللہ اکبر کبیراً فللہ الحمد کثیراً۔**

## وارثانِ جنت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

محترم قارئین! اس باب میں خصوصی غور فرمائیں کیونکہ بعض لوگ اس میں اُلجھے ہوئے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام جنت میں جائیں گے یا نہیں، میں اس اُلجھن میں نہ خود جاتا ہوں اور نہ ہی آپ کو اُلجھاتا ہوں مجھے تو قرآن نے یہ بتایا ہے کہ یہ نفوسِ رحمت خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ جنت کے مالک ووارث ہیں جنت ان کی ملکیت ہے بلکہ ان کی اولاد کی ملکیت ہے اور اولاد کی اولاد کی ملکیت ہے حسنین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام ساری جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، یہ بات مسلّم ہے اور ان کی والدۂ مکرمہ محترمہ معظّمہ سیدہ ساجدہ راکعہ زکیہ نفیسہ تقیہ طیبہ طاہرہ جن کو زبانِ رسالت نے سیدۃ نسآء العالمین کا خطاب دیا ہے اور جنتی عورتوں کی سردار بیان فرمایا ہے: **تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ الْجَنَّۃِ** فرمایا: **اَتَرْضِیْنَ** کیا تو اس پر راضی ہے؟ کا بے مثل جملہ ارشاد فرمایا ہے۔

میرے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی ہے اور بیٹے ہیں جنت کی ملکیت کا تصور تو یہاں ہی مکمل ہو جاتا ہے سیدۂ عالم سلم اللہ علیہا کی ماں سیدہ خدیجہ

الکبریٰ سلم اللہ علیہا کا کیا مرتبہ ہوگا یہ تو وہ نفسِ عظمت و رحمت ہیں جن کو بار گاہ قدس سے سلام آیا کرتے ہیں جن کی قربانیوں کی عظمت بنائے اسلام میں بول رہی ہے جن کی وفات حسرت آیات کے سال کو زبانِ نبوت نے غم کا سال قرار دیا ہے جن کی ساری زندگی خدمتِ پیکرِ نبوت میں گذری جن کی وفائیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کو ہمیشہ بیقرار کر دیا کرتی تھیں جن کا دنیا میں مدفن جنت المعلی قرار دیا گیا جن کی قبر انور سے آج بھی خوشبوؤں کے حُلّے آتے ہیں اور ہر حاضر ہونے والے امتی غلام بیٹے کو کامل ممتا کی اُنسیت محسوس ہوتی ہے جن کا دامنِ رحمت ہر مایوس کو خوشیوں سے بھر دیتا ہے جب اُن کی ماں کا تصورِ عظمت سامنے آتا ہے اگر چہ مصاہرت کا حوالہ سہی اس ماں کا کیا مقام ہوگا یہ وہ ماں ہے جو سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کی بھی بے مثال ماں ہے جناب من بولئے آپ کس جنت کی بات کرتے ہیں یہ تو ان کے بچوں بلکہ بچوں کے بچوں بلکہ ان کے بچوں کی ملکیت ہے یہ تو ایک عجیب منظر ہے کہ قدرت میرے جیسے ناکارہ خلائق کو اگر باعزت خوب صورت اعلیٰ درجے کا گھر دے اور میں اس میں بڑی شان و شوکت سے رہوں عین اسی دوران میری سادی سی ماں اس کے دروازے پر آجائے تو میں کہوں کہ اماں آپ کو اجازت نہیں بتایئے میرے اس رویّے کے متعلق کیا کہا جائے گا اگر مجھ میں غیرت اور ایمان ہوں گے تو میں فوراً اپنی اماں کے قدم چوموں گا انہیں پوری تکریم سے گھر میں لاؤں گا اور خاص الخاص عظمت والے مقام پر بٹھاؤں گا اور ایسا ہی باپ کی بابت ہوگا یہ تو مجھ جیسے گناہگار کے جذبات ہیں بولئے جناب تاجدارِ رُسل خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنّتِ عدن میں تشریف فرما ہونگے تو اپنے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بابت کیا جذبات ہوں گے کوئی اندازہ کر سکتا؟ اللہ اکبر کبیرا ایسے ہی جب امہات

المؤمنین صلوٰۃ اللہ علیہن جنتی حرم نبوت میں تشریف فرما ہونگی تو بی بی آمنہ سلم اللہ تعالیٰ علیہا کی بابت کے جذبات کیا ہونگے سیدۃ النساء العالمین بی بی فاطمۃ الزہرا سلم اللہ علیہا کا اپنے مرتبۂ سیادت میں جب جلوہ افروز ہونگی تو اس وقت اُم محمد حضرت بی بی آمنہ سلم اللہ علیہا کی بابت کے کیا جذبات ہونگے اپنی دادی پاک کے بارے میں اور اپنے دادا، ابو محمد حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت اور مولائے کائنات بابِ مدینۃ العلم حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے کیا جذبات ہونگے حسنین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام جو جنتی جوانوں کے سردار ہیں وہ اپنے مرتبۂ سیادت پر فائز ہونے کے بعد اپنے پردادی اور پردادے کی بابت کس ذوق سے سرشار ہونگے یہ لفظ میں جذبات کی رو میں بہہ کر نہیں لکھ رہا اور نہ صرف عقیدت سے بلکہ یہ ایک مُسلّم حقیقت ہے حقیقت ہے خود رسولِ حُرمت اس حقیقت کے گواہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ حَسَبٍ وَّ نسب يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَسَبِيْ وَ نَسَبِيْ قیامت کے دن حسب ونسب کا ہر رشتہ ٹوٹ جائے گا مگر میرا حسب ونسب والا رشتہ نہیں ٹوٹے گا اسے قیامت بھی نہیں توڑ سکے گی یہ میرے وجودِ اقدس سے مسلسل قائم رہے گا میں جہاں ہوں گا یہ رشتے وہیں ہونگے اس حدیث میں طے فرمایا گیا ہے جہاں میرے کریم آقا ہونگے وہیں آپ کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام وہیں ازواجِ مطہرات ہونگی وہیں آلِ اطہار ہونگے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے جن نفوسِ رحمت کے لئے اپنی نبوی نماز قربان کرنے کا اعلان کیا جائے ان کو جنت میں آنے سے روکا جائے نعوذ باللہ بلکہ ایک حدیث شریف میں فرمایا کہ میں قیامت کے دِن شفاعت کا آغاز ہی اپنے گھر والوں سے کروں گا بعد میں دوسرے لوگوں کی شفاعت کروں گا اب آیئے ذرا قرآنی شواہد و دلائل میں غور کرلیں قارئین کرام آپ پچھلے عنوان میں

تقوی کی عظمت پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی پڑھ آئے ہیں اس کائنات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات قدسیہ کے بعد سب سے زیادہ اصحابِ تقوی اور سب سے زیادہ طیب وطاہر مزکّٰی مُصفّٰی خاندانِ نبوت ہے جس کی آیتِ تطہیر گواہ اور شاہد عادل ہے، اور دیگر کئی ایک قرآنی آیات ان کے مقامِ اصطفائیت ارتضائیت اور مقامِ اجتبائیت کو صریح الفاظ میں بیان کر رہی ہیں جہاں تک جنت کی ملکیت کا تصور ہے وہ آپ قدرے پڑھ آئے ہیں مگر یہاں بطورِ نمونہ چند ایک آیات بیان کی جاتی ہیں۔

۱) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا○ (مریم ۲۳)

یہ وہ ہی جنت ہے جس کا ہم نے وارث ومالک بنادیا ہے اپنے اُن بندوں کو جو کمالِ تقوی رکھتے ہیں اس آیت کریمہ میں جنت کی ملکیت اہل تقوی کے حق میں بیان ہوئی اور یہ طے ہے کہ اس کائنات میں تقوے کا سب سے اعلیٰ معیار خاندان نبوت ہی ہیں والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اس منصۂ شہود میں مطلعینِ پیکرِ نبوت ہیں اس اعتبار سے اس کا مصداقِ اول یہی نفوسِ قدسیہ قرار پائے باقی تمام لوگ درجہ بدرجہ ہیں۔

۲) وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جنت متقین کے حضور پیش کی جائے گی قریب کردی جائے گی اس کا مصداق بھی ایضًا خاندانِ نبوت ہی ہے۔

۳) اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا بیشک تقوی والے ہی کامیاب اور کامران ہونگے اس کامیابی کا نقش اول ہی یہی نفوسِ قدسیہ ہیں۔

۴) اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ یہ (جنت) تو تیار ہی متقین (پرہیزگاروں) کے لئے ہوئی ہے: یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

۵) وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ اور مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث و مالک بنایا گیا یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اوپر ہونے والے انعامات ربانی کا تذکرہ فرمارہے ہیں کہ ان کو جنت کا مالک وارث بنایا گیا یہ نفسِ رحمت بھی تو میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجودِ اقدس کی بنیادی اکائی ہے وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ دوست رکھتے ہیں متقین کو وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ متقین کو محبوب رکھتا ہے وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ تعالیٰ محسنین نیکوکاروں کو محبوب بنالیتا ہے: وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے صبر خاندانِ نبوت کا خاصہ ہے یہاں تو صرف جنت کی بابت جھگڑا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے یا نہیں مگر قرآن نے جس طرح جنت کو ان کی ملکیت قرار دیا ہے دنیا کو بھی ان کی ملکیت قرآن قرار دیتا ہے: وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا مِنْ عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے پہلے ہی طے کر دیا ہے پہلے ذخیرۂ علم کی کتابوں میں زبور وغیرہ میں لکھ دیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین کا وارث بنادیا ہے اپنے صالح بندوں کو اس اعتبار سے اس کائنات کی ملکیت و وراثت کے لئے وارثِ اول مصطفیٰ کریم ٹھہرے کیونکہ وہ امام الانبیاء ہیں علیہ السلام اور درجہ بدرجہ دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبع صالحین اس کا مصداق ہیں اب آیئے ایک حدیث میں غور فرمائیں۔ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میرے والدِ گرامی میرے مال میں بلا اجازت تصرف فرماتے ہیں حالانکہ مجھے شدید ضرورت ہوتی ہے ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدعا یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد گرامی کو بلا کر اس عمل سے روکیں گے مگر ہوا یہ کہ جب ان کو بلایا گیا تو پوچھا گیا آپ ایسا کرتے ہیں اس نے کہا جی

ہاں۔ یہ میرا بیٹا ہے میں اِس کا مال اپنا ہی سمجھتا ہوں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے اپنے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ کی ملک ہے یہ سب کچھ انہیں کا ہے، اب اس فلسفۂ عظمت کو سامنے رکھیں اس حدیث میں بھی غور فرمائیں اولاد کا تمام اثاثہ والدین کا ہی ہوتا ہے۔ بولئے جناب میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اثانے کتنے ہیں قرآن کی آیت کے مصداق آپ پوری کائنات کے مالک ہیں ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و مُحِب میں نہیں میرا تیرا

حدیث مذکورہ کے مطابق ذات مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا خود وجودِ اقدس اور تمام کائناتی اثاثے ملکیت ہیں والدین کریمینِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اب ان کو جنت میں جانے کے لئے کسی ملوانے سے سرٹیفکیٹ لینے کی کوئی ضرورت نہیں جو کسی گھر کا مالک ہو وہ اس میں پوچھ کر داخل نہیں ہوتا ملاں کا واویلا دوستو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ سچا ہے اس کا محبوب بے مثال سچا ہے والدینِ مصطفیٰ اس کائنات کے بھی مالک ہیں کیونکہ صالحین کے سردار ہیں اور جنت کے بھی مالک ہیں:

اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا مِنْ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ کی کامل تصدیق قرآن نے فراہم فرمادی اور جنت کے بھی مالک ہیں تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا قرآن کی قطعی گواہی ہے اس کی وضاحت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک عظیم حدیث پیشِ خدمت ہے آپ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ نَحْنُ بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ○

ہم بنو عبد المطلب ہیں اہل جنت کے سردار ہیں حدیث نے واضح کر دیا بنی عبد المطلب جنتیوں کے سردار ہیں جنت کے مالک ہیں، اس جملے نے طے فرما دیا خاندانِ نبوت کائنات دنیا میں بھی سردار ہے اور جنت کے بھی مالک سردار ہوں گے، پھر فرمایا:

اَنَا حَمْزَۃُ وَعَلِیٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَالْمَھْدِیُّ ○ (رواہ ابن ماجہ والحاکم)

فرمایا میں حمزہ علی جعفر حسن حسین اور مہدی علیہم السلام یہ نفوس اِس وقت موجود موجود ہوں گے ان کو خصوصًا بیان فرما دیا: ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ ثُمَّ قَسَمَ الْخَلْقَ قِسْمَیْنِ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اسے دو قسموں میں تقسیم فرمایا فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِھِمَا پس مجھے جو ان دونوں سے بہتر تھا اس میں رکھا دلیل اس کی یہ ہے کہ اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ وَ اَنَا مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ اور میں اہل جنت میں سے ہوں بلکہ وَ اَنَا مِنْ خَیْرِ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ جو نفوس رحمت اہل جنت ہیں میں ان میں سے جو سب سے اعلیٰ درجے کی جنت میں رہتے ہیں میں اُن میں سے ہوں یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے اُن عظمت والوں سے پیدا فرمایا: ثُمَّ قَسَّمَ ثَلَاثًا پھر اُن دونوں کو پھر سے تقسیم فرمایا تین حصوں میں دلیل اس کی یہ ہے:

۱) اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ یہ اہل جنت کتنی عظیم شان والے ہیں اہل جنت دائیں والے بڑے مرتبے والے ہین یہ دائیں والے بڑے مرتبے والے ہیں یہ دائیں والے۔

۲) اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ بائیں جانب والے دوزخی) کتنی ہی بُرائی والے ہیں بائیں جانب والے دوزخ والے۔

۳) وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ قرب وحضورِ الٰہی میں آگے بڑھنے والے سبقت کرنے والے کتنی عظمت وشان والے ہیں قُرب وحضورِ الٰہی میں آگے بڑھنے والے سبقت کرنے والے اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہی نفوسِ رحمت خدا تعالیٰ کے قریب تر ہیں۔ وَ اَ نَا مِنْ خَیْرِ اَصْحَابِ السّٰبِقِیْنَ اور میں قرب وحضورِ خدا میں سبقت کرنے والوں میں یعنی آگے بڑھنے والوں سے پیدا ہوا ہوں، بلکہ وَ اَنَا مِنْ خَیْرِ السّٰبِقِیْنَ میں سبقت کرنے والوں میں سے جو سب سے آگے ہیں یعنی ان سے آگے کوئی نہیں میں ان نفوسِ قدسیہ کے وجودِ قدس سے پیدا ہوا ہوں جن سے آگے قرب کی منزلیں ہی مکمل ہو چکی ہیں میں اللہ تعالیٰ کے اُن قرب وحضور والوں سے ہوں، جن سے آگے قرب ہی نہیں ہے اللہ اکبر دوستو حدیث شریف نے طے کر دیا کہ جنت میں سب سے زیادہ قرب وحضورِ الٰہی میرے نبی کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندانِ عُظمیٰ کو بالخصوص والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واُمہ وابیہ وازواجہ واصحابہ اجمعین کو حاصل ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم وَ اَبِیْهِ وَ اُمِّهٖ اپنے اس ارشادِ گرامی کی تائید میں بطورِ حوالہ قرآن کی آیاتِ بینات بیان فرما رہے ہیں واہ سبحان اللہ کیا ہی اہمیت ہے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں اپنی خاندانی عظمت بالخصوص والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے تقدس کی اب اس روح فرسا جملۂ حدیث کی جانب توجہ فرمائیں جو بحوالۂ مسلم شریف ہر اہل محبت مومن کے جگر اور قلب وروح کو پارہ پارہ کر رہا ہے جس کی سَند کی بھی کوئی حیثیت نہیں اَبِیْ وَ اَبَاكَ فِی النَّارِ : میرا باپ اور تیرا باپ جہنمی ہیں کیا یہ مزاج نبوت اور مشیئت الٰہی سے مطابقت رکھتا ہے؟ ہر گز ہر گز نہیں یہ جملہ چونکہ قرآن کی بیسیوں آیات سے اور مستند احادیثِ طیبات سے ٹکراتا ہے متصادم ہے بنابریں یہ جملہ حدیث ہو ہی نہیں سکتا جسے کوئی کمینہ سرشت مُلاں دلیل

بنا کر اپنے مزعومہ پلید عقیدے کو بیان کر سکے یا قائم رکھ سکے یہ سراسر بہتان ہے صاحبِ مسلم پر اور رسولِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے ہی دوسری دلیل کا حال ہے جو دعائے مغفرت کی بابت گھڑی گئی ہے کیونکہ اپنے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُمر بھر دعائے مغفرت فرماتے رہے ہیں بلکہ اس دعا شریف کو کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نمازوں بلکہ پوری اُمت کی نمازوں کا باقاعدہ حصہ بتایا ہے قران کی آیات گواہ ہیں:

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا○ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○

ان آیات کا چونکہ ثبوت بھی قطعی ہے اور دلالت بھی قطعی ہے بنا بریں حضور علیہ السلام پر تو اپنے والدین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے دعائے مغفرت کرنا فرض ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے پوری امت پر دعا کرنا فرض ہے حیرت ہے ایک طرف تو خدا تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر آپ کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے مغفرت کی دعاء اور رحمت کی دعاء کرنا فرض قرار دے رہا ہے جس کو دلائلِ قطعیہ میں قرآن کی صورت میں نازل فرمایا بیان فرمایا اور دوسری طرف منع کر رہا ہے اس طرح تو براہِ راست خدا تعالیٰ پر الزام عائد ہوتا ہے نعوذ باللہ! قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا، ولوالدی دونوں ثبوت اور دلالت میں قطعی ہیں رہا یہ سوال یہ مؤخر الذکر وَلِوَالِدَيَّ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جملہ ہے ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہے اس کے مصداق ان کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں تاہم اصول یہ ہے کہ سابقہ شریعتوں کے کسی حکم کو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمادیں تو اس

بیان فرمانے کے بناء پر یہ کام آپ کی ذات گرامی پر بھی فرض ہو جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اُمت پر بھی فرض ہو جاتا ہے بشرطیکہ دلیل قطعی ہو ان مذکورہ دلائل کی نقل بھی قطعی ہے کیونکہ تواتر سے منقول ہے دلالت بھی قطعی ہے اب مذکورہ دعاؤں میں دونوں عظمتیں بیک وقت موجود ہیں مزید تفصیلات کے لئے حسبِ وعدہ انشاء اللہ العزیز ایک ضخیم کتاب لکھوں گا جس میں مخالفین کے دلائل کا مکمل تجزیہ ہوگا لہٰذا ان براہین قاطعہ کی بنا پر فقیر برملا دعویٰ کرتا ہے باہوش وحواس کہتا ہے وعلیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہے میرے کریم آقا علیہا لصلاۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین منزہین مطہرین سلم اللہ علیہا وصلوۃ اللہ علیہما بالخصوص اور خاندانِ نبوت بالعموم عظیم ترین جنتی بھی ہیں صاحبانِ وجاہت بھی ہیں اور مالک ووارثانِ جنت بھی ہیں اگر کسی کو شک ہو تو میدان میں آئے فقیر حاضر ہے۔

الحمدللہ حمدًا کثیرًا علی ذالك اللہ اکبر کبیرًا

وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیْہِ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ ○

بروز سعید جمۃ المبارک بعد از نماز مغرب ربیع الثانی شریف ۱۴۳۵ھ/ ۲۰۱۴ء/۱۴ فروری

جستجو بحمد اللہ تعالیٰ آخری سانس تک جاری ہے اس لئے اہل علم اٹھیں اس مقدس موضوع میں شریک محبت ہو جائیں والسلام محمد صداقت علی فریدی ہے سگِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## محبت والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

# کی فرضیت اور قرآن

محترم قارئین: آپ سابقہ اوراق میں سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اُمہ و ابیہ و ازواجہ و اصحابہ اجمعین کے والدینِ کریمین صلوۃ اللہ علیہما وسلم اللہ علیہما کی عفت عصمت شرافت نجابت عظمت کی بابت قرآنی آیاتِ بینات کی روشنی میں بیان مطالعہ فرما چکے اپنے قلب و روح کو تسکین دے چکے، اب اس بیان میں ان کی محبت کی فرضیت پر گفتگو ہوگی کسی بھی حکم کی فرضیت کے لئے دلیل قطعی کا ہونا لازمی ہے تفصیلات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں قرآن جیسی قطعی دلیل کائنات میں ممکن ہی نہیں، لہٰذا فقیر صرف اور صرف اسی کی آیات بینات فرضیت محبت والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرے گا ملاحظہ فرمائیں:

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ○

یہ عظیم الشان خوشخبری اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کے لئے ہے جن کے دل میں نورِ ایمان ہے اور مَن پر سیرتِ محمدیہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا نور ہے یعنی من میں محبتِ رسول غالب ہے اور تن پر شریعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وسلم کا نور غالب ہے ایمان اور عملِ صالح کی نعمتیں جن کو حاصل ہیں ان کے لئے یہ بات عظیم خوشخبری ہے: وہ یہ ہے کہ، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ○

اے محبوب آپ فرمادیں اہل محبت و ایمان سے کہ میں تم سے وہ سوال نہیں کرتا اس تبلیغ ہدایت پر یعنی تم سے اپنے احسانات جو میں نے تم پر کئے ہیں

قرآن کی دولت سے تمہیں نوازا شریعت کے حُسن سے تمہیں مالا مال فرمایا بقائے حیات کی عظمت سے تمہیں دوامِ محبت بخشا اور بے شمار نعمتیں عطا کیں مگر باوجود اس کے میں کسی کا صلہ تم سے نہیں چاہتا بلکہ اس بابت سے کوئی سوال تک نہیں زبان پر لاتا مگر اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی میری قرابت والوں کی محبت اور ان سے مؤدّت کرو، دوستانِ محترم یہ جملہ ہی اصل نص ہے مودتِ قُربیٰ میں اور یہی اس کی فرضیت کی قوی دلیل ہے کیونکہ یہ جملہ ثبوت میں بھی قطعی ہے اور دلالت میں بھی قطعی ہے اور جس دلیل میں قطعیت کی تمام قوتیں ہوں اس سے ثابت ہونے والا حکم فرض کی حیثیت رکھتا ہے خواہ فرض اعتقادی ہو یا فرضِ عملی بہر حال یہ جملہ دونوں فرائض کی قوت میں نازل ہوا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابتداروں سے محبت ومؤدت رکھنا فرضِ اعتقادی بھی ہے یعنی ان کی محبت کا یقین کرنا فرض ہے یہ عقیدے کا فرض ہے اس محبت ومؤدت کے تقاضوں پر عمل کرنا یہ عملی فرض ہے مؤدت ومحبت کے تقاضے عموماً یہ ہیں ان نفوسِ قدسیہ کا دل سے احترام کرنا ان کا ادب کرنا ان کی عظمتوں کی پذیرائی کرنا ان کی تعریف وتوصیف کرنا ان کی غلامی کرنا ان پر صلوۃ وسلام بھیجنا ان کے لئے دعائیں کرنا ان کی تعریف وتوصیف کرنا ان کی تعظیم کرنا اُن کی گستاخی سے بچنا ان کی اولادوں کا ذکر کرنا ان کی خدمت کرنا یہ سب اس فریضۂ محبت کے ضمنی آداب ہیں اور فرض ہیں ان کی فرضیت کا خود قرآن گواہ ہے بلکہ ان فرائض کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کی بارش ہوتی ہے انعامات کی بارش ہوتی ہے اس کا بھی قرآن خود گواہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً جو اس حسنِ عقیدت ومحبت میں آگے بڑھنا چاہے گا۔ نَزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ہم اس کی حسنِ عظمت میں اور اضافہ فرمادیں گے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ بیشک بخشنے والا قدردان ہے ڈھانپ لینے والا قدر

دان ہے کیا خوبصورت کلمات طیبات ہیں جو بھی میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتیوں سے محبت ومؤدت کرے گا اللہ تعالیٰ کا حُسنِ رحمت وعنایت سے اپنے دامن میں ڈھانپ لے گا فیوض وبرکات کے دریا بہادیئے جائیں گے ان مقدس جذبوں کی قدر کی جائے گی حُسنِ زندگی میں بھی اضافہ ہوگا اور حُسنِ بندگی میں بھی قبولیتِ حسن کے ساتھ روز افزوں ترقی ہوتی رہے گی حتی کہ اس نیاز مند کو مقربِ بارگاہِ الٰہ بنادیا جائے گا کیا خوب نظارہ ہے نام لیواؤں کا یہ مقام ہے تو جن کا نفوسِ رحمت وعظمت کا محبت سے نام لیا جارہا ہے اِن کا کیا مقام ہوگا، اللہ اکبر کبیرًا فللہ الحمد کثیرًا۔

نزولِ آیت پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی آقا مَنْ ھُوَ قَرَابَتُكَ آپ کی قرابت والے کون ہیں آپ نے حضرات حسنین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام اوران کے والدین کریمین علیہما الصلاۃ والسلام کو بیان فرمایا یہ نفوسِ قدسیہ اس وقت میسر تھے اسی لئے اس وقت اِن نفوسِ قدسیہ کو آیت کریمہ کا مصداق قرار دیا اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ دیگر قرابت والے اس میں شامل نہیں قرآن میں مطلقاً قرابت کا تصور وحکم ہے جس کا قرب پیکرِ رحمت سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ اس آیت کریمہ کا مصداق ومُراد ہوگا اس پوری کائنات میں سب سے پہلا قرب جو کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میسّر آیا وہ آپ کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ہے بنابریں وہ اس آیت کے مصداق اوّل قرار پائے باعتبار قرب اوّل اور اصول ہونے کے حوالے سے دیگر نفوسِ قدسیہ فروع ہونے کے اعتبار سے وہ بھی مصداقِ اول ہی قرار پائے یہ تطبیقِ اولیت فروع ہونے کے حوالے سے ہے حسبِ مراتب بھی یہی تقاضا کرتے ہیں کہ اوّلاً والدین کریمین ہی مراد ہوں اصولاً اور فرعاً آلِ پاک مراد اوّل ہوں: بہر حال اول وآخر کے الفاظ تو

محض سمجھانے کے لئے ہیں لفظِ قربیٰ ہی سب فاصلوں کو مٹا رہا ہے کیونکہ یہ فُعلیٰ اسمِ تفضیل کے وزن پر ہے قریب سے قریب تر نفوسِ رحمت مراد ہیں اور یہ تمام اہل خانہ ہیں خواہ والدین کریمین ہوں آلِ اطہار ہوں یا ازواجِ مطہرات ہوں تمام کی محبت و مؤدت فرضِ اعتقادی بھی ہے فرضِ عملی بھی ہے اس کی عملی تفصیلات پہلے اوراق میں گذر چکی ہیں وہاں مطالعہ کر لیا جائے آپ درودِ ابراہیمی کے مندرجات میں بار بار غور فرمائیں اندازہ ہو جائے گا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ! اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن کی آل پر کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ جیسے تو نے رحمتیں نازل کی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آلِ پاک پر: غور کریں دیکھیں کیا خوبصورت تصورِ عظمت ہے کاشانۂ نبوت کا ایک طبقۂ عظمت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے اور ایک طبقۂ عظمت آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہلائے یہ کیسا کریم گھرانہ ہے ایک طبقہ جدُ الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل ہے اور ایک طبقہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ان دونوں مقدس و معظم نسبتوں کے حوالے سے دونوں طبقات پر درود پڑھنے کا حکم ہے آلِ ابراہیم حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آبائی اور امہائی خاندان ہے اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا اور اولادِ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا خاندان ہے، اِن دونوں طبقاتِ عظمت پر درود پڑھنا ہر امتی پر فرض ہے کیونکہ یہ حدیث بیان ہے دلیلِ قطعی قرآنی کی ضابطہ یہ ہے کہ کوئی دلیلِ ظنی دلیلِ قطعی کی وضاحت کرے اور اسی کے ضمن میں بیان ہو تو اس کا ظن اُٹھ جاتا ہے کیونکہ اب وہ بذاتِ خود دلیل نہیں بلکہ ایک قطعی دلیل کے ضمن میں وارد ہوئی ہے اور اسی کا ہی بیان ہے لہٰذا وہ بھی دلیل قطعی کے حکم میں ہی ہو گی اب اس صورت میں

جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنا فرض ہے: صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کے حکم کے مطابق عین ایسے ہی درود پڑھنا فرض ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خصوصًا والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ مبدءِ پیکرِ نبوت ہیں ظاہر ہے درود پڑھتے وقت ذہن ان کی عظمت کی طرف لازمًا منتقل ہوتا ہے اور وہ الفاظ درود میں مذکور بھی ہوئے بر بنائے تعظیم ہی ان پر درود پڑھا جاتا ہے ان کے نام کی تسبیح بھی ہو جاتی ہے اور ان سے محبت کا اظہار بھی ہو جاتا ہے اور ان کی طرف تمام محبتیں بھی یکسو ہو جاتی ہیں چونکہ ان کی بارگاہ کے شایانِ شان ہمارے پاس نہ الفاظ ہیں نہ جذبے ہیں نہ صلاحیتیں ہیں لہٰذا اس اظہارِ محبت ومؤدت میں اپنے مولا کریم اللہ تعالیٰ جل وعلا سے عرض کرتے ہیں اللھم اے اللہ تو بھیج رحمتیں اور برکتیں اور یہی معقول ہے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آلِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی کیا شان ہے میرے کریم آقا کے خاندانی پسِ منظر کی اور پیش منظر کی جو ہزاروں سالوں سے رحمتِ الٰہی سے معمور ہو رہے مسرور ہو رہے ہیں محظوظ ہو رہے ہیں مشہود ہو رہے ہیں مشکور ہو رہے ہیں ملفوظ ہو رہے ہیں اب بولئے جناب جن نفوس قدسیہ پر خدا تعالیٰ کی مسلسل بے بہا بے انت لاتعداد رحمتین نازل ہو رہی ہوں اور قیامت تک ہوتی رہیں ہر اُمتی اس طلبِ رحمت پر نصًا بطورِ فرض پابند کیا جا رہا ہو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس عمل میں شریک محبت ہوں بلکہ مظہر محبت وعظمت ہوں اِن نفوسِ قدسیہ کا پیکرِ محسوس تو خود رحمت بن گیا ہوگا اسی لئے رحمۃ للعالمین کے والدین کریمین طیبین طاہرین قرار پائے اس باب میں یہ حدیث ایک انوکھا اضافہ ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَ لَمْ یُصَلِّ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلِ الصَّلٰوۃُ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر درود پڑھا مگر میرے گھر والوں پر نہ

پڑھا اس کا درود پڑھنا مردود ہے، مردود ہے مردود ہے، اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس کی نماز بھی مردود ہے بولئے جناب ابھی فرضیت میں کوئی شک رہ گیا فرضیتِ ذکر فرضیتِ محبت درود اِن قطعی دلائل کی صورت میں ایک حقیقت بن چکے ہیں اِن کا اِنکار بدترین گمراہی ہے اتنے بڑے اہتمامِ قدرت کے باوجود بھی ان نفوسِ قدسیہ میں کفر تلاش کرنا بدترین کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ جب خدا خدا ہو کر اِن پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور اُنہیں سلام کرتا ہے باقی کیا رہ گیا ہے جو مُلاں کی سمجھ میں نہیں آرہا وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اور اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اس کے اِن مصطفاؤں پر جو اس کے مخلص بندے ہیں۔

میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام آباء و اجداد امہات جدات مصطفیٰ ہیں پوری نسلِ پاک مصطفیٰ ہے: اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ○

## ایک اہم گذارش ہے

میری اہل محبت سے اپیل ہے کہ آپ کسی ملعون ملاں پر اعتماد ہرگز نہ کریں اپنی محبتوں کی نذر اِن نفوسِ قدسیہ کے حضور عمر بھر پیش کرتے رہیں ان کے قصیدے گاتے رہیں ان کے ناموں کی تسبیح بولتے رہیں ان کی لطافتوں شرافتوں عِصمتوں عظمتوں کے گیت گاتے رہیں ان کے مقدس نام پر محافل سجاتے رہیں انکے دامنِ رحمت و عصمت میں پناہ لیتے رہیں ان کی دہلیز عظمت پر جبیں سا رہیں، جُھکے رہیں ان کی طرف سے اپنے پاکیزہ مالوں سے مساکین میں خیرات کرتے رہیں کیونکہ ہمارا سب کچھ انہیں کا ہے ہمارا کچھ بھی نہیں یہی نفوسِ رحمت ہی ہمارے دین کا اثاثہ ہیں اِنہیں سے ہمارے ایمان و دین کی بقاء ہے انہیں کا پیار ہمارے ایمان کی عظمت ہے انہیں سے محبت ہی ہماری نجات کی ضمانت ہے آؤ مل کر ان

کے حوالے سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وَآلہٖ وسلم کو خوش کریں اور خدا تعالیٰ کو خوش کریں کسی ابلیسی ملاں کے بہکاوے میں ہرگز نہ آئیں اِن کا سچ بھی جھوٹ جانیں کیونکہ یہ اپنے مزعومہ سچ کی آڑ میں اپنا جھوٹ منوانا چاہتے ہیں اور جو خاندانِ نبوت کی توہین کرے اسے مطلقاً کافر جانیں اپنے دین وایمان اور جان کا دشمن جانیں اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے آمین بجاہِ النبی العظیم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

## علماءِ کرام اور مشائخ عظام سے اہم ترین گذارش

اَوّلاً: تو میں دعا گو ہوں آپ کے لئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دینی سرگرمیوں میں برکتیں نازل فرمائے آپ کی عمر میں صحت میں معاملاتِ زندگی میں برکتیں فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو پریشانی سے محفوظ فرمائے۔

ثانیاً: گذارش ہے کہ میں ایک مبتدی طالبِ علم ہوں میری ان نگارشات میں آپ نے مکمل علمی غور فرمانا ہے اور میری علمی کمزوریوں کی ناصحانہ نشاندہی کرنا ہے میری اصلاح فرمانا ہے اور میرے اس طرزِ استدلال کا کامل علمی جائزہ لینا ہے تاکہ حد درجہ کی اِحتیاط مجھے میسر آسکے۔

ثالثاً: میرا یہ کام اگر آپ کو پسند آئے تو والدینِ کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ولتحیۃ والثناء کی تکریم کی خاطر ان کی حُرمتوں کی تعظیم کی خاطر میرے ساتھ علمی قلمی تعاون فرمانا ہے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری یہ مستعار زندگی کے بقیہ لمحات اُنہیں کی نوکری میں گذریں کیونکہ میرا ہر سانس ان کی عنایتوں کا مقروض ہے۔

رابعاً: میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح علمائے کرام مشائخ عظام اپنے اسلاف آباؤاجداد یا علمی آباء کی یادیں مناتے ہیں اِعراس مناتے ہیں ضرور منائیں ان کی علمی اخلاقی روحانی خِدمات سے لوگوں کو ضرور متعارف کرائیں مگر کتنا

اچھا ہو کہ اپنے اِن عرسوں میں ایک عرس مبارک حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وبارک وسلم کے والدین کریمین کا ایک عظیم الشان عرس منائیں جس میں اِن نفوسِ قُدسیہ کی حیاتِ طیبہ کا ان کی سیرتِ طیبہ کے حوالے سے بیان ہو اس طرح اِن کے اس احسانِ عظیم کا ہم شکریہ ادا کر پائیں گے جو انہوں نے پوری کائنات کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں عطا فرمایا ہے خامساً میں بیباکانہ طور پر علی وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں کہ ہمارے آبا واجداد سے میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد کہیں زیادہ مقدس ہیں محترم ہیں معظم ہیں محتشم ہیں لہٰذا پہلے ان کا عرس مبارک ہو پھر ہمارے بزرگوں کا ہو جس طرح ہمیں اپنے بزرگوں سے پیار ہے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام اور اپنے بزرگوں سے ہم سے کہیں زیادہ پیار ہے بلکہ اِن نفوسِ رحمت کو تو اللہ تعالیٰ نے بھی مصطفیٰ فرمایا ہے اور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اِن کی مصطفائیت کو بیان فرمایا ہے لہٰذا ان نفوسِ عظمت کے اعزاز میں بھی بھرپور انداز میں پورے ذوق شوق سے محافل ہوں جس میں ان کی عظمتیں بیان ہوں۔ کائنات کے باسیوں کے سینے منور ہوں دل مستنیر ہوں روحیں معمورِ برکت ورحمت ہوں۔

سادساً: گذارش ہے جس کے پاس جو علمی مواد ہو اس حوالے سے وہ اپنے نام کے ساتھ فقیر تک پہنچایا جائے تو انشاء اللہ اس کی حفاظت بھی ہوگی اور اسے بفضلِ تعالیٰ آپ کے نام سے چھاپا بھی جائے گا اس طرح اہل علم واہل قلم اس عنوانِ رحمت پر مُستعد ہو جائیں گے اور اہل سخن اپنے ذوق کا اِظہار کر کے ان کے مناقب محامد محاسن بصورتِ نظم قلم بند کر سکیں گے اس طرح اس جذبہء بے مثال کا فروغ آسان ہو سکے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو جائیں گے۔

سابعًا: گذارش ہے کہ اس مبارک عمل کی بے شمار برکات ہیں جس سے امت محروم ہے میں چاہتا ہوں آپ اس ناچیز کے ہم سفر بنیں شریکِ محبت ہوں راہنمائی فرمائیں تا کہ اِن برکات کا حُصول ممکن ہو سکے اس میں ایک کڑوی سی بات ہے اگر ہمارے مشائخ بزرگ ہستیاں ان نفوس قدسیہ سے زیادہ مقدس ہیں نعوذ باللہ تو پھر آپ ہرگز یہ تکلیف نہ فرمائیں اور اگر ایسا نہیں یقیناً ایسا ہرگز نہیں کیونکہ ہمارے تمام بزرگوں کی بزرگیاں اِن نفوسِ قدسیہ کے قدموں کی خیرات ہیں سیدھی سی بات ہے ہماری عظمت اُنہیں کی رحمتوں اور برکتوں کی ممنون احسان ہے ہمیں ٹکڑے بھی انہیں کی خیرات میں ملتے ہیں تو پھر ہم اپنے حقیقی محسنوں کی طرف کیوں نہیں آتے۔

اگر بچنا ہے تو اُٹھیں انہیں کے دامنِ عنایت میں امان لے لیں پناہ لے لیں!

ثامنًا: میری گذارش ہے کہ میری اس کتاب کی طباعت کے لئے تمام امت کے اہل محبت اس بات کا حق رکھتے ہیں جب چاہیں جیسے چاہیں چھپائیں تقسیم فرمائیں آگے پہنچائیں مجھ سے اجازت کی کوئی ضرورت نہیں میری حیثیت تو ان کے درِ اقدس کے سامنے سگ کی بھی نہیں، کہاں میری پستیاں کہاں ان کی بلند ہستیاں۔

دردو آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں

تاسعًا: میری گذارش ہے کہ آپ میری مستعار زندگی کے لئے دعاء

فرمائیں کہ بس انہیں کی خدمت میں گذرے میرے اساتذہ کرام مشائخ عظام کے لئے بھی دعا فرمائیں جو حیات ہیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعظمت نصیب فرمائے جو وصال فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے حال ہی میں میرے والد گرامی کا وصال ہوا طبیعت ابھی صدمے سے دوچار ہے ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ سے انہیں نہلا دے اور حضور علیہ السلام کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا جوار رحمت عطا فرمائے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی دھول کی برکت سے ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے ان کا نام نامی اسمِ گرامی جامِ محمد صادق ہے۔

آخر میں دعاء ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا صدقہ آپ کے والدین کریمین اور آل پاک کی رفعتوں کا صدقہ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور میری والدہ محترمہ کو سیدہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کی خاکِ رحمت کا صدقہ صحت وعافیت عطا فرمائے ان کا سایہ مجھ پر تادیر قائم ودائم فرمائے آمین ثم آمین دنیا وآخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے آمین ثم آمین۔

احقر العباد:

قاری محمد صداقت علی فریدی

سگِ والدینِ مصطفیٰ ﷺ

فاضل جامع فریدیہ ساہیوال

خطیب مرکزی جامع مسجد نورانی کامونکی گوجرانوالہ

خطیب جامعہ مسجد فاروقیہ کامونکی

فون: 0305.6684275

نوٹ: اس کتاب پر تمام نقد وتبصرہ پر جواب الجواب کے لئے حاضر ہوں
۔

نوٹ: اس تصنیف کے بعد اگلی کتاب عرفانِ ابو طالب اور قرآن کے حوالے سے زیر ترتیب ہے اہل محبت انتظار فرمائیں اور دعا فرمائیں اس کتاب میں ان کے دیوان شریف کی مکمل شرح ہوگی انشاءاللہ العزیز

# عظیم محسنوں کے عظیم احسانات

اس موضوع پر لکھنے سے قبل کئی دن سوچتا رہا کہ لکھوں یا نہ کیونکہ یہ تمام معاملات روحانی رازہائے سربستہ ہیں مگر جب ان کا افشاء عام لوگوں تک ہونے لگا تو احباب اہل محبت نے بار بار اسرار فرمایا بالخصوص محترم المقام علامہ عطاء الرحمٰن چشتی نے انتہاء کردی مسلسل اصرار فرماتے رہے کہ ان مبشرات کو کتاب ھٰذا کا حصہ بنایا جائے مگر میں نقادوں کی ہرزہ سرائی سے بچتا رہا مگر طمانیت قلبِ حاصل ہونے کے بعد اور بعض اہل علم کے مفید مشوروں کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ کریموں کے احسانات ہیں تحدیثِ نعمت کے طور پر لکھ دئے جائیں تو اہل نظر اور اہل ذوق اور اہل محبت کے لئے ارمغانِ شوق ثابت ہونگے ان کے قلب وروح گرما جائیں گے رہا نقادوں کی تنقید کرنا تو تنقید برائے تنقید میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور مجھے اِس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ایسے بیہودہ لوگوں کی ہرزہ سرائی سے کوئی بھی محفوظ نہیں تاہم مقصد نیک ہے ناموری اور شہرت کے مذموم خیالوں سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامنِ عظمت

وعافیت میں پناہ چاہتا ہوں ریاکاری کی لعنت سے توبہ کرتا ہوں میرا مقصد محض محض اپنے کریموں کے کرم کو بیان کرنا ہے تاکہ اس کرم سے پوری ، اُمت مستفیض ہو، سب سے پہلے تو ذاتِ حق جل وعلا کے کرم واحسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیقِ رحمت نے مجھے یہ صلاحیت بخشی ۔ انشراحِ صدر فرمایا، نظر وفکر میں وسعت بخشی ، پختہ استدلال کا ملکہ بخشا، اپنے حکمت بھرے کلام قرآنِ کریم کی برکات کے دروازے کھول دئے کیونکہ کتابِ ہٰذا کا کثیر مواد قرآنی آیات پر مشتمل ہے بعدہٗ اس ذاتِ والاصفات جن کا نام نامی اِسمِ گرامی ہر مؤمن کے ایمان کی بنیاد اور پہچان ہے میری مراد تاجدارِ کائنات امام الانبیاء خاتم الانبیاء خاتم المرسلین نورِ نظر سیدنا ابومحمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور لختِ جگر سیدتنا جناب آمنہ بی بی سلام اللہ علیہا جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جن کے رحمت بھرے الم نشرح کے سینۂ گنجینۂ رحمت سے اِقتباسِ نور ہوتا رہا۔ جس کی برکتوں سے مسکین نے چند سطور نذرِ قارئین کیں بعدازاں میں ممنون ومشکورِ احسان ہوں ان نفوسِ قدسیہ کا جن کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے رحمت ونور کے سمندر سے چند قطرے میں اپنی اس کتاب کی زینت بنا سکا، سمندر اور بھی بارگاہِ قدس میں محفوظ ومصئون ہیں میں نے تو چڑیا کی چھوٹی سی چونچ کا بھی کروڑواں حصہ لیا ہے نہ جانے عظمتوں کے بحرِ ذخار کتنے کتنے عظیم خزانے محفوظ ہیں کیونکہ یہ نفوسِ قدسیہ مبدءِ پیکرِ نبوت ہونے کا شرف پا چکے ہیں بس خدا ہی جانے ان کا مرتبہ ومقام کیا ہے جن کی کوکھ میں رحمۃ للعلمین سما گئے اس کی وسعت کا اندازہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وولدیہ وآلہ وسلم ہی جانتے ہیں مجھ کمینے میں کہاں بساطِ علم وفکر کہ ان کی وسعتِ عظمت کا علمی احاطہ کرسکوں یہ جو کچھ ہوا محض ان کا کرم بالائے کرم ہے پھر مجھ مسکین سمیت پوری مخلوق پر ان نفوسِ قدسیہ کا شکریہ ادا کرنا

واجب ہے جنہوں نے اس کائنات کو اور اس کے باسیوں کو رحمۃٌ للعالمین جیسا بے مثال مالک کائنات بیٹا عطا کر کے احسانِ عظیم فرمایا جس کا شکریہ پوری مخلوق ادا نہیں کر سکتی پوری کائنات ممنونِ احسان ہے والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ان کی معصوم طبع نے بزمِ کون ومکاں کو کس پیکرِ رحمت وعظمت سے مالا مال فرمایا میں خصوصًا ان نفوسِ رحمت کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن کی نگاہ نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں ان کی بابت چند سطریں لکھ پاؤں۔

قارئین محترم: ان کریمیوں کے کرم واحسان کے جو انعامات مجھے اور میرے ساتھوں کو میسر آئے دورانِ تحریر وتقریر میں ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کرتا ہوں بطور تحدیثِ نعمت اللہ تعالیٰ ریاکاری کی لعنت سے محفوظ فرمائے!۔

(۱) جب سے مسکین نے اس عنوان پر قلم اُٹھایا ہے اس کتاب کا ایک لفظ بھی میں نے بے وضو نہیں لکھا بلکہ اس کتاب کے مواد کی جُستجو میں جو بھی وقت صرف ہوا کوشش کی کہ باوضو رہوں اور بعض بعض مقامات پر تو ایسی کیفیات طاری ہو جاتیں کہ آنکھوں کا بھی وضو ہو جاتا اور ساتھ ساتھ قلب وروح بھی انوار وتجلیات کے نور سے باوضو ہو جاتے، **الحمدلله علی ذالك۔**

اصحاب محبت وذوق اگر اس کتاب کے مطالعہ کے وقت وضو فرمالیں تو ہو سکتا ہے اُن پر بھی کرم ہو ہی جائے۔

(۲) کچھ دیر بعد یہ خیال آیا کہ تَن مَن پاک نہیں سیاہ کاریوں کے دبیز پردے ہیں خیالات کی طہارت میسر نہیں تو کم از کم کچھ تو پاکیزگیوں کا رسمی اہتمام کیا جائے کیونکہ پاکوں کی بارگاہِ عصمت کی حاضری ہے جیسے نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے فرض ہے طہارت اس کا پہلا ضروری ادب ہے بنا بریں اِن نفوسِ قدسیہ کی حاضری کو میں نے مقدس سمجھا اور یہ خیال کیا کچھ نہ کچھ اہتمامِ طہارت ہو

جائے سوچا کہ قلب وروح کی طہارت نظر وفکر کی طہارت تو محض احسانِ خداوندی پر مشتمل ہے مگر ظاہری اعتبار سے جتنا ہوسکتا ہے کروں وضو کا اہتمام تو الحمدللہ پہلے ہی میسر رہا مگر محبت وادب میں مچلتے جذبوں نے طے کیا کہ خوشبو عطر وغیرہ بھی استعمال کروں ایک تو سنت ہے دوسرا ہوسکتا ہے حضورئ قلب میں خوشبو معاون ثابت ہوا، اٹھا بازار سے عطر کی ایک شیشی لایا جذب ومستی میں وہ عطر میں کپڑوں پر بھی لگاتا لکھنے والے ہاتھ اور قلم کو بھی لگاتا اور کتاب ہذا کے اوراق کو بھی عقیدت سے لگاتا یہ میرا ایمانی شوق تھا میں لگاتار ایسا کرتا رہا حُسنِ اتفاق کہ وہ شیشی ختم ہوگئی میں فورًا دوسری لے آیا لیکن اس اثناء میں مَیں اپنے آبائی گاؤں چک ۷، ۱۵/۴ ۷ خانیوال میں ضروری کام کے لئے چلا گیا چونکہ چھوٹا سا کاشت کار بھی ہوں اور گاؤں کی برادریوں کے لوگ میرا احیاء بھی کرتے ہیں اپنے معاملات میں مجھ سے پنچایتی فیصلے بھی کرواتے ہیں۔ دریں اثناء مجھے تقریبًا چھ یا سات دن لگ گئے گاؤں کی مصروفیات میں عجیب اتفاق ہوا کہ خریدی ہوئی عطر کی شیشی میری جیب میں ہی رہی رات کو تھکا ماندا آیا جیب خالی کرنا یاد نہ رہا شیشی جیب میں ہی رہ گئی کروٹ بدلتے نہ جانے کس پہلو کے نیچے آئی اور ٹوٹ گئی دو حصے ہوگئے میں علی الصبح حسبِ معمول اٹھا نماز تلاوت کے بعد معاملات میں الجھ گیا، اچانک جیب میں ہاتھ ڈالا یا دوں کو تازہ کرنے کے لئے مگر جب شیشی کو نکالا تو وہ دولخت تھی، عطر ضائع ہوچکا تھا اس پر بہت زیادہ افسردہ ہوا من میں خیال آیا کہ یہ تو بڑے نیک اور مقدس مقصد کے لئے تھی مگر یہ کیا ہوگیا، اچانک بے ساختہ زبان سے افسردگی میں نکلا کہ شاید میری یہ حقیر سی کوشش ان بلند وبالا بارگاہوں کے شایانِ شان نہیں یا انہیں قبول نہیں میں اسی پریشانی کے عالم میں جلد ہی گاؤں کے معاملات سے فارغ ہوکر واپس کامونکی میں آگیا رات کے تقریبًا دو بجے میں گھر پہنچا دستک دی خلاف

معمول میری زوجہ محترمہ نے فوراً ہی دروازہ کھول دیا اور سب سے پہلے مجھ سے سوال کیا سچ بتاؤ کہ آپ کی کوئی عطر کی شیشی گاؤں میں ٹوٹی ہے؟ میں سراسیمہ سا ہو گیا کہ اس کو کیسے پتہ چلا حالانکہ یہ تو محض راز تھا جس کا صرف اللہ تعالیٰ اور مجھے علم تھا نہ جانے اس کو کیسے پتہ چل گیا میں چپ رہا پھر میری بیوی نے کہا آپ نہ بتائیں مجھے مالکوں نے بتا دیا ہے میں نے حیرت سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے اُس نے کہا کہ مجھے چند لمحات پہلے حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے پیارے والدین کریمین شریفین طیبین طاہرین تشریف لائے تھے اور ان کے ہاتھ میں عطر کی ایک شیشی تھی اور اس لکھی جانے والی کتاب کے اوراق پر لگا رہے تھے میں نے نیاز مندانہ عرض کی کہ حضور آپ یہ کیا کر رہے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ برخوردار قاری صداقت علی کی شیشی عطر والی گاؤں میں ٹوٹ گئی ہے ان کے پاس عطر نہیں ہم نے کہا کہ چلو ہم ان کی کتاب کو عطر لگا آتے ہیں اس لئے ہم اس گھر آئے یہ کام ان کی محبت کی خاطر کیا ہے دوستو بس کیا تھا میں تو فوراً ابکھر گیا خوشی سے لبریز اور سرشار ہو گیا اور اس یقین پر پہنچ گیا کہ مسکین کی معراج ہو گئی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ انعام ہو گیا ہے۔ اللہ کے نور کے جلوؤں میں رہنے والے اپنی شانِ کریمی کے ساتھ کیسے مجھ کمینے پر رحم فرمایا میرے ظلمت کدے کو کیا رونقِ شان بخشی اب جو بھی غریب خانے میں آتا ہے، قلبی تسکین پاتا ہے بے ساختہ زبان سے بولتا ہے اس گھر میں سکون بڑا ہے اسے کیا معلوم کہ اس گھر کا سکون کن کے قدموں کی خیرات ہے کن محسنوں کے احسانات کا سکینہ ہے سکونِ قلبی ہے: الحمد لله فلله الحمد علی ذالك۔

قارئینِ کرام: میرا انگ انگ اس ذوق سے سرشار ہے اور رقص کناں ہے اِس احسانِ عظیم پر شکریہ کے لئے نہ میرے پاس لفظ ہیں نہ سوچ اور نہ ہی فکر کی

پرواز میری ہر سانس اِن محسنین کے اِس اِحسانِ عظیم کی مقروض ہے، یہ تو ایک خسیس انسان پر کرم بالائے کرم ہے نہ جانے عظمت والے لوگوں پر کیا کیا احسانات ہونگے لیکن میرا ایک کامل یقین ہے کہ جود و کرم، عطاء و سخا، وفا و عنایت، رحمت و شفقت، احسان و انعام کریم آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین سلام اللہ علیہما کی فطری شان اور خمیر ہے بے انتہاء خزانوں کے مالک ہیں مجھے یہاں ایک حدیث یاد آئی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں حاضر خدمت ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا باپ مجھ پر جبر کرتا ہے میرے مال سے زبردستی لیتا ہے تصرف کرتا ہے حالانکہ میں شدید ضرورت مند ہوتا ہوں پھر بھی وہ چھینا جھپٹی کرتا ہے لہٰذا میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ اسے بلائیں اور سمجھائیں کہ وہ اس طرح زیادتی نہ کرے اس پر سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا مذکورہ صورتِ حال کی بابت پوچھا کیا وہ ایسا واقعی کرتا ہے جواباً اس نے عرض کی آقا ایسا ہی ہے میں ایسا کرتا ہوں پھر پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم یہ میرا بیٹا ہے میں نے اسے جنم دیا ہے میرا اس پر حق ہے میں معاملات زندگی کہاں سے چلاؤں صورت کوئی بھی ہو آخر یہ میرا بیٹا ہے اس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم مسکرائے شکایت کنندہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اَنْتَ وَمَا لُكَ لِاَ بِيْكَ اے میرے صحابی یاد رکھ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ہی ملکیت ہے تیری شکایت قابل التفات نہیں۔

قارئین محترم: اب اسی تصورِ ملکیت کو سامنے رکھیں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ جو کرتے نہیں ہو وہ کہتے کیوں ہو کے قانون کو سامنے رکھیں بعد ازاں سرور کون و مکان کے اثاثوں کا جائزہ لیں جن کو قرآن نے مالکِ کائنات کہا ہر مؤمن

اپنی ذات اور مال کا اتنا حق دار نہیں جتنا نبی رحمت ہیں اب بولئے جناب جس ذات اقدس کی ملک کل جہاں ہو اگر چہ غذا جو کی روٹی ہی کیوں نہ ہو مذکورہ حدیث :اَنۡتَ وَ مَا لُكَ لِاَ بِيۡكَ کے قانون کے مطابق ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور ملکیتِ کل جہان کس کی ملکیت ہوئے یقیناً یقیناً محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہوئے اور محسنۂ کائنات سیدتنا حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا کی ملکیت ہوئے تو جن کی ملکیت عالمین بھی ہو اور رحمۃ للعلمین بھی ہو ان کی شانِ سخا کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ ان کے خزانوں کے حدود اربعہ کا کسی کو اندازہ ہو سکتا ہے؟ یہ خدائے ذوالجلال کے وہ بندے ہیں جن پر بندگی کو ناز ہے خدا تعالیٰ کی رحمت کو ناز ہے کیا شانیں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائیں اللہ اکبر کبیرًا۔

قارئینِ کرام! بے شمار احسانات میں سے ایک اور عظیم احسان کا تذکرہ کئے دیتا ہوں بعد ازاں دوستوں پر ہونے والے احسانات کا تذکرہ ہوگا کتاب ہذا کے لکھتے ہوئے ایک نازک ترین علمی اعتقادی مقام آیا جہاں میں بے بس ہو گیا میرا علم ختم ہو گیا فکر مسدود ہو گئی شعور جواب دے گیا صلاحیتیں دم بخود ہو گئیں ،صورت اس کی یہ بنی کہ میں اپنی کتاب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ قدس کی مختلف نسبتوں کے تقدس کو بیان کر رہا تھا کہ کسی بیٹی کو بیٹی ہونے کی نسبت مل جائے تو اس کا کتنا بڑا مرتبہ اور مقام ہوتا ہے اور بی بی کو زوجہ ہونے کا شرف ہو وہ مومنوں کی مائیں قرار پاتی ہیں اور شان وعظمت میں بے انتہاء مقام رکھتی ہیں اور جس نفسِ رحمت کو رحمۃً للعالمین کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے اس کا مرتبہ ومقام کیا ہوگا۔

اب اس جستجو میں میں قرآنی آیات کا مطالعہ کر رہا تھا دوران مطالعہ سورۃ النور کے دوسرے رکوع پر نظر پڑی نظر ٹھہر گئی اس آیت کریمہ میں جلالِ خداوندی کا

اظہارِ مدعا معاملہ اس کا یہ تھا کہ کچھ منافقوں نے ام المومنین حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زبان درازی کی جلالِ خدا تعالیٰ نے ان کی عصمت میں قرآن کریم کی ۱۸ شہادتیں دیں اس پر میں استدلال یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس عورت کو نسبتِ زوجیت کا شرف حاصل ہے اگر کوئی بد بخت ان پر زبان درازی کرے، تو جواب میں غیرتِ خداوندی کس قدر غضبناک ہو کر جواب دیتی ہے حد یہ ہے کہ اس وقت صحابہ کرام کو بھی ہلا کر رکھ دیا گیا، ایسے ظلم پر خاموش رہنا بھی ایک جرم تصور کیا گیا۔ مشیئت الٰہی کا بخشش و مغفرت کا فیصلہ طے شدہ نہ ہوتا تو نجانے اہل ایمان کا کیا حال ہوتا اس آیت سے یہ استدلال کرنا چاہتا تھا کہ جو بی بی سلام اللہ علیہا حرمِ نبوت میں بطور زوجہ محترمہ پناہِ عظمت میں ہو اس کا یہ مقام ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر الزام لگانے والوں اور ان کی گستاخی کرنے والوں کے ساتھ کس قدر غضب فرماتا ہے اور جس بی بی اور جس نفسِ رحمت کو ماں ہونے کا شرف حاصل ہو یا جس وجود اقدس کو باپ ہونے کا شرف حاصل ہو جو تمام رشتوں سے سب سے اعلیٰ رشتہ ہے تمام نسبتوں میں سب سے بلند و بالا نسبت ہے جب کوئی بد بخت بد طینت بے غیرت ان کے دامنِ عفت پر کفر کا غلیظ دھبہ لگانا چاہتا ہے یہ پلید بہتان بکتا ہے تو اس کمینے کا کیا حشر ہو گا اور کس غضب کا وہ شکار ہو گا یہ استدلال کرنا چاہتا تھا مگر ایک آیتِ کریمہ نے مجھے ہلا کر رکھ دیا میرا کلیجہ منہ کو آنے لگا اس آیت کا تقاضا یہ تھا کہ خبردار حرمِ نبوت کی بابت کسی کو زبان کھولنے کا کوئی حق نہیں وہ آیت یہ تھی:

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا خبردار اللہ تا قیامت تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اُس کو حکایت تک نہیں کرنا حرمِ نبوت کی عظمت صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے کسی کو جھانکنے کا کوئی حق نہیں: مگر اس معاملے میں میری نیت خیر تھی میں حرم نبوت اور نبی کے تقدس کو بیان کرنا چاہتا تھا مگر آیت کے ظاہری معانی نے حیران کر دیا

میں توبہ توبہ کر کے اپنی نشست گاہ سے کھڑا ہو گیا قلم رکھ دی لکھنا چھوڑ دیا مَن میں بات بار بار اترتی ہے کہ میں والدہ کریمہ کی عصمت، تقدس کو مقیس بنا کرا سے بیان کرنا چاہتا تھا مگر آیت کریمہ کے ظاہری الفاظ کی ہیبت سے کانپ گیا بار بار یہ خیال آتا اگر نہیں لکھتا تو اٹھارہ قطعی شہادتیں ہاتھ سے جاتی ہیں اگر لکھتا ہوں ایمان برباد ہوتا ہے مگر محسنۂ عالمین حضور اماجی سیدہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا سے ایمانی لگاؤ اکساتا کہ یار میری نیت صحیح ہے علمی لوگوں نے لاکھوں استدلال کئے مگر تو ایک کر لے گا تو کیا ہو جائے گا میں اسی کشمکش میں تھا کہ اچانک دل میں بات آ گئی کہ استخارہ کر لیتا ہوں اگر جواب مثبت ہوا تو لکھ لوں گا ورنہ نہیں، مگر عجیب اتفاق یہ تھا کہ استخارے کے اکثر طریقے مُستحضر تھے لیکن تجربہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا اور پریشان ہو گیا کیا کروں اس حالتِ اضطراب میں تھا ارادہ کیا سو جاتا ہوں کل کسی صاحبِ علم وفضل سے تبادلۂ خیال کروں گا مگر بے تاب تمنائیں سونے نہیں دیتیں اِسی شش و پنج میں تھا کہ اچانک خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے لکھانا چاہا تو ضرور لکھوائے گا ورنہ نہیں لکھا جائے گا یا سرکارِ دو عالم لکھوانا چاہیں گے تو کوئی نہ کوئی ممکنہ صورت میسر آ جائے گی اگر ان کی مرضی نہ ہوئی تو پھر میں کون ہوں ایسا کرنے والا۔

بس اس حالت میں دو چار تھا صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھا تھا پریشان تھا ،نجانے رات کا کون سا پہر تھا اور مجھے کسی وجدانی کیفیات کا بھی کبھی علم نہ تھا مجھے معلوم نہیں کہ اونگھ گیا ہوں یا نیند آ گئی یا کوئی کیفیت طاری ہو گئی خدا معلوم کیا ہوا بس اتنی سمجھ آئی کہ مجھ پر کرم ہونے والا ہے احسان ہونے والا ہے چند ہی لمحے گذرے تھے اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ چند روحانی نورانی لوگ ہیں ان کے ہاتھوں میں ایک طشت ہے اور اس طشت میں تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ عظمت ہے اور وہ کُلاہ شریف پر باندھا ہوا ہے اور وہ لوگ اسے لے کر آ گے

بڑھ رہے ہیں حتّٰی کہ میرے اندر کمرے میں داخل ہو رہے ہیں اور مجھے وہ عظمت عطا کر رہے ہیں یعنی عمامۂ مبارک مجھے عطا کیا جا رہا ہے اس پر میں نے کہا آہا میرا بخت بیدار بیدار ہو گیا ہے دیر تک یہ منظر رہا مجھے یوں لگا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے ہم بارگاہ نبوت سے آئے ہیں یہ تحفہ لائے ہیں اور مجھے سمجھ آ رہا تھا کہ اعتماد کے لئے مجھے نشانی بھیجی گئی ہے جیسے کوئی دو شناساؤں کے درمیان تیسرا اجنبی ایک شناسا کی طرف سے اعتماد کے لئے اُس شناسا سے اس کی کوئی واضح نشانی لے آتا ہے تاکہ آنے والے پر کوئی شک نہ گذرے۔

بس اس عظیم عنایت کو میں نے تائیدِ الٰہی سمجھا پھر میری آنکھیں شکریہ میں تر بتر ہو گئیں پھر میں نے اپنا مطلوبہ استدلال بیان کیا جو کتاب ھٰذا میں بالتفصل درج ہے۔

بس اِس عنایت کے بعد مجھے کبھی بھی اور کہیں بھی کوئی علمی سقم پیش آیا ہی نہیں اب میری قلم اگر ساری عمر بھی اس عنوان پر لکھتی رہے تو کبھی بھی نہیں ڈگمگا نہیں سکتی یہ میرا یقین ہے کیونکہ بارگاہِ صمدیت جل وعلا اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم سے فیضان کے دروازے الحمدللہ کھل چکے ہیں اس کی تصدیق آپ کتاب ہذا کے مندرجات پڑھ کر ہی کریں گے، یہ کرم محض محض میرے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے والدین کریمین کے تذکرہ کی برکت سے ہو رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ جب مجھ جیسے خسیس پر یہ احسانات ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے انعامات ہیں تو پھر مقتدر علماء صلحاء شعراء پر کیا کیا انعامات ہوتے ہونگے میری دعوت ہے کہ امت بھرپور اندازِ عقیدت و محبت میں اس خیر کی طرف آگے بڑھے ورنہ بہت بڑی خیر سے محروم رہے گی محسنوں کے احسانات کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر لبریز ہیں آؤ دوستو خیر کی طرف بھلائی

کی طرف۔

(۴) اس سال پچیس رمضان المبارک کو سالانہ عظمتِ والدین مصطفیٰ وحضرتِ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ کی شان میں ایک عظیم الشان کانفرنس ہوئی جس میں لاتعداد شرکاء نے شرکت کی اس کانفرنس کے منتظم تقریباً تیس سال سے الحاج حاجی محمد طفیل بھٹی صاحب المعروف مدنی بابا ہیں کیونکہ انہوں نے زندگی کا ایک طویل عرصہ مدینہ شریف میں گذارا ہے اس نسبت سے انہیں مدنی کہا جاتا ہے اور اس عظیم ترین تحریک کے روح رواں یہی موصوف ہیں اور اس کانفرنس میں مہمانِ خصوصی شہزادۂ غوث الوریٰ فخر السادات قبلہ پیر سید مقصود احمد شاہ صاحب الگیلانی آف مانسہرہ شریف خصوصی شرکت کے لئے تشریف لائے اور میں نے بطورِ گواہی انہیں بلایا کہ اُسی گھر کے ذاتی فردِ مکرّم ہیں اور بھی کافی علماء لاہور سے تشریف فرما ہوئے عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا رمضان المبارک کی پُر نور ساعتیں تھیں تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے خطاب شروع ہوا جو رات اڑھائی بجے تک جاری رہا جذب و مستی کا ماحول تھا، کیفیات اور کیفیات ہی تھیں رقت آمیز مناظر تھے بس عجیب سماں تھا محسنین کی برکات کا نور بزمِ محبت کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھا شرکاء محفل میں سے ایک شخص ہیں رانا نثار صاحب جو ہائی کوٹ کے سینئر ایڈوکیٹ ہیں اُس وقت میں اُنہیں نہیں جانتا تھا وہ بھی شریک بزم رحمت تھے ان کی طبیعت میں کافی سرشاری تھی آبدیدہ تھے، رسمی مصافحہ کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے سحری تناول کی نماز فجر کے بعد سونے کا ارادہ کیا ابھی غنودگی یا اونگھ ہی کی حالت تھی کہ اچانک محسنوں کا احسانِ کرم مخاطب ہو گیا ایک نورانی شخص تشریف لایا جن کا اکہرا قد مبارک تھا سفید داڑھی مبارک تھی خوبصورت ترین چہرہ مبارک تھا بے شمار روحانی عظمتوں سے معمور شخصیت اُن کے گھر میں جلوہ افروز ہوئے تعظیم کے لئے

نثار صاحب نے اٹھنا چاہا مگر اُن موصوف نے اُٹھنے نہیں دیا بڑی تسلی سے رانا نثار صاحب کو بٹھایا فرمایا میں بارگاہِ رسالت پناہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہوں اور مجھے خود رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے جو میں آپ کو بطورِ پیغام سُنا رہا ہوں حضور رحمۃً اللعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی والی زبان سے ارشاد فرمایا ہے کہ پاکستان جاؤ اور میرے غلاموں سے کہو کہ جتنے لوگ آج میرے والدین کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سننے کے لئے آئے تھے اور بیقرار رہے جم کے پورے ادب کے ساتھ ان کی عظمتوں کو سنا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ میں نے سب کی مغفرت فرمادی ہے وہ سب کے سب بخشے جا چکے ہیں اے ابوبکر صدیق تم جاؤ اور جا کر یہ پیغام پہنچا دو اس لئے میں آیا ہوں میرا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو پوری دنیا میں پھیلا دو کہ وہ میرے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ذکر خیر سے اور ان کی عظمتوں کے ذکر سے ضرور ضرور روشناس کرائیں گھر گھر ان کا ذکر خیر ہو گلی کوچے کوچے میں ان کا ذکر خیر پھیلا دو اوروں تک بھی پہنچا دو الحمد للہ علیٰ ذالک۔

محترم درج بالا بیان میں نے فون میں علامہ عطاء الرحمٰن چشتی مدظلہ العالی کی زبانی سنا تو شوق فراواں سے مخمور ہو گیا فوراً خواہش کی کہ وکیل موصوف سے براہِ راست ملوں اس تحسین میں چند دن لگے آخر ایک عظیم موقع آ ہی گیا میں پھر خطاب کرنے کے لئے لاہور گیا تو سب سے پہلے میں نے خواہش کی میں رانا نثار صاحب کی زیارت پہلے کروں گا خطاب پھر کروں گا چنانچہ حسبِ فرمائش علامہ عطاء الرحمٰن چشتی صاحب کی مسجد میں یہ ملاقات طے ہوئی موصوف رانا نثار صاحب وہاں تشریف لائے اور موصوف نے مسجد کی لائبریری میں یہ مفصل واقعہ مجھے اپنی زبانی

خود سنایا اور اس معاملات میں علامہ عطاء الرحمٰن صاحب چشتی کے علاوہ لاہور کی چند ایک معزز شخصیات نے بھی شرکت کی جن میں ایک برادر مکرم الحاج حاجی محمد جمشید خان صاحب اور ان کے ساتھی حاجی محمد سلیم بھی تھے اور کچھ دیگر احباب بھی اب اِس کرم بالائے کرم کے بعد مزید کچھ سننے کہنے کی گنجائش ہی نہیں اب اِس عنایت واحسان پر میں نے اور میرے رفقاء کار نے فیصلہ کرلیا ہے بقیہ زندگی انہیں نفوسِ قدسیہ کے نام لگا دی جائے اور پوری امت کو شریک محبت کیا جائے آیئے دوستو اب سوچنے کا وقت ختم ہو چکا اٹھیں اور کائنات کا چپہ چپہ اس نور سے بھر دیں جو جیسا کر سکتا ہے وہ کر گذرے اس عظیم کام میں شریک محبت ہو جائے۔

## ایک عظیم خوشخبری

محترم قارئین انہیں احسانات کے تسلسل میں ایک عظیم احسان کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، میں نے الحاج حاجی محمد طفیل بھٹی مدنی صاحب کی زبانی سنا پھر خود صاحب عظمت کی زبانی بھی سنا یہ دونوں بزرگ اس تحریک کے بانی مبانی ہیں ایک موصوف بھٹی صاحب دوسرے فضیلۃ الشیخ زینت الاصفیاء حضرت العلامہ قبلہ الحاج مفتی محمد اکمل صاحب مدنی دامت فیوضہ ساکنِ مدینہ منورہ ماشاء اللہ شہرِ خوباں کی سکونت حضرت قبلہ مفتی صاحب کو تقریباً نصف صدی سے میسر ہے اب اس حوالے سے وہ منبعِ برکات ہیں یہ واقعہ ان کا ذاتی واقعہ ہے جو انہوں نے بارہا بطور تحدیث نعمت سنایا اور میرے لئے اسے نقل کرنا ایک عظیم نعمت ہے، احسان ہے، بلکہ کتاب ہذا کا حسن ہے وہ فرماتے ہیں ہر سال پچیس رمضان المبارک جب بھی پاکستان میں حاجی محمد طفیل بھٹی مدنی صاحب کی قیادت میں والدین کریمین

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے حوالے سے محافِل منعقد ہوتیں تو اکثر اوقات سالہا سال سے میری حاضری ہوتی مگر عید کے ایام پاکستان میں ہی گذرتے ایک مرتبہ دل بھر آیا کہ ہر کوئی عید کرتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ رحمت میں اور میں ان مقدس ایام میں پاکستان چلا جاتا ہوں اور عید کی برکتوں سے حصہ نہیں پاتا مجھے اس درد نے بیقرار کر دیا آخر نہ رہ سکا میں یہ درد بھری اپنی یہ شکایت لیکر بارگاہِ رسالت پناہِ عالم صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم میں حاضر خدمت ہوا عرض مدعا پیش کیا بعدہٗ میری قسمت جاگی خواب میں شہنشاہِ دوعالم نورِ مجسم نبی محتشم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تشریف لائے فرمایا محمد اکمل تم یہ شکایت لے کر آئے ہو! تو سنو سارے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اپنے اپنے مقاصد لے کر مسائل لے کر اپنی بپتا سنانے یہ اپنے لئے آتے ہیں اور تم ہمارے لئے پاکستان جاتے ہو میرے والدینِ کریمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تکریم کی خاطر جاتے ہو تمہیں علم ہونا چاہئے تم اکیلے نہیں جاتے بلکہ میں بھی وہیں پاکستان میں جاتا ہوں آپ کے ساتھ شریکِ محفل ہوتا ہوں اور پورے پروگرام کی سرپرستی کرتا ہوں میرے چچا سیدنا امیر حمزہ بھی وہیں ہوتے ہیں اور پیارے خاندان کے تمام نفوس قدسیہ وہاں شامل عظمت ہوتے ہیں دوستو اب تو خود صاحب شریعت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وسلم نے توثیق اور تصدیق کر دی ہے قبولیت کی مہر ثبت فرمادی ہے اب بھی اگر اہل ایمان لیت ولعل کریں تو ان کی محرومی پر افسوس ہی کیا سکتا ہے اور ہاں بحمداللہ تعالیٰ راقم الحروف محمد صداقت علی کو جتنی مرتبہ اس بزمِ عظمت میں خطاب کرنے کا موقع ملا ہے اور کئی سالوں سے یہ نوکری کر رہا ہوں ہر مرتبہ مدینے طیبہ میں شب قدر ہوتی ہے اور پاکستان میں اکثر اگلے روز شب قدر ہوتی ہے ہر محفل میں مجھے یہ اعزاز ملا کہ محفل کے اختتام پر آخری

دعاءِ قبلہ محسنِ ملّت فضیلۃ الشیخ حضرت مفتی محمد اکمل صاحب مدنی ہی دعا کرواتے ہیں اور اس محفل کی معراج یہ ہے کہ یہ دعا ہر سال قبلہ مفتی صاحب قدمین شریفین میں حاضر حضور روضۂ انور جہاں لاتعداد نوری فرشتوں کی آمین ہوتی ہے میں یہ دعا دہلیزِ قبولیت کو چومتی ہے اور مفتی صاحب خصوصی شفقت فرماتے ہیں ظاہر ہے اس میں خود حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین بھی ہوتے ہوں گے رحمت وشفقت کی نگاہ ضرور فرماتے ہوں گے جب تمام پروگراموں کی سرپرستی فرماتے ہیں تو یقیناً دعاؤں کو بھی شرفِ عظمت سے مالامال فرماتے ہیں۔ الحمد لله علىٰ ذالك۔

(۶) غالبًا تین سال قبل یہی کانفرنس خواجہ بہاری علیہ الرحمۃ کے احاطہ میں مرکزی جامع مسجد میں پچیس رمضان المبارک کو حسبِ دستور منعقد ہوئی اور یہ راقم الحروف مسکین خطاب کر رہا تھا دورانِ خطاب کچھ لوگوں پر کچھ روحانی کیفیات طاری ہوگئیں ان میں سے ایک شخص بزرگ تھے بابا نوران کا نام ہے اور وہ ٹاؤن شب کے رہائشی ہیں انہوں نے اپنے شیخ طریقت جن کے وصال کو عرصہ ہوگیا ان کے حوالے سے بات بتائی ہے اور کہا ہے مجھے انہوں نے خواب میں حکم دیا کہ جاؤ علامہ عطاء الرحمٰن چشتی صاحب کو جا کر وہ مناظر بتاؤ جو آپ نے حضرت خواجہ بہاری کی جامع مسجد میں عظمت والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس میں رات کے روحانی لمحات میں دیکھے تھے اور دورانِ خطاب جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کھول کر بطور تحدیث نعمت علامہ موصوف کو بتا کر آؤ وہ بابا جی علامہ صاحب کے ہاں سپیشل تشریف لائے انہوں نے کہا کہ سٹیج پر بیٹھا ہوا تھا جب صداقت علی صاحب کا خطاب ذوق وشوق کی بلندی پر تھا تو وہاں بیٹھے میری آنکھیں اچانک بند ہوئیں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کے ستونوں کے ساتھ کچھ بے مثل وبے مثال نفوس قدسیہ جلوہ افروز ہیں محترم شخصیات براہِ راست نظر آئیں میں

پریشان تھا کہ اتنے نورانی چہرے والے کون ہو سکتے ہیں اس پر مجھے کسی اہل نظر نے فرمایا کہ جو یہاں قد آور شخص تشریف فرما ہے وہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے بعد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جن جن نفوسِ قدسیہ کا یہاں تذکرہ ہو رہا ہے وہ تمام نفوسِ رحمت یہاں جلوہ افروز ہیں بھئی ایسا کیوں نہ ہو جس محفل کی سر پرستی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم خود فرمائیں تو اس محفل میں دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تشریف لانا کوئی بعید از قیاس نہیں۔ فللہ الحمد کثیرًا اللہ اکبر کبیرًا۔

(۷) محترم قارئین اس بزم عظمت کے انتظام کرنے والے احباب میں ایک سرگرم رکن حضرت علامہ محمد عطاء الرحمٰن چشتی ہیں وہ کچھ عرصہ سے لاہور چھوڑ کر میر پور آزاد کشمیر تشریف لے گئے حسنِ اتفاق اس عرصہ میں رمضان المبارک وہیں جلوہ فگن ہو گیا دل کے اندر حسبِ روایت ان ارمانوں نے انگڑائی لی کاش لاہور ہوتا کانفرنس میں شریکِ محبت ہوتا کوئی خدمت حسبِ سابق بجالاتا مگر دانہ پانی کہاں لے آیا آخر کار وقت گذرتا گیا جب ابھی دو دن باقی بچے دل تڑپ گیا حاضری کے لئے مگر علماء کے لئے یہ دن ہر لحاظ سے منصبی فرائض میں اہم ہوتے ہیں باوجود اس کے بے تاب تمنائیں مَن میں طوفان برپا کرتی رہیں کہ اس سال کی نوکری اگر نہ دے سکا تو میں سرکار کو منہ کیا دِکھاؤں گا بالآخر مال متاع کی خواہش عظمت محبت کے سامنے دم توڑ گئی دل پھٹ اٹھا صورتِ حال کوئی بھی ہو نوکری ضرور کروں گا کچھ میسر آئے یا نہ آئے پکی پکائی فصل کو لات ماری سیدھا الحاج محمد طفیل بھٹی مدنی صاحب کی کوٹھی پر حاضرِ خدمت ہو گیا ادھر میں نے دروازے کی گھنٹی پر انگلی رکھی ادھر قبلہ حاجی صاحب مجھے بلانے کے لئے اپنے فون کی گھنٹی پر ہاتھ رکھ

چکے تھے مگر حسنِ اتفاق ابتداء مجھ ناچیز سے ہوگئی پہلے میں نے گھنٹی بجادی حاجی صاحب فون ہاتھ میں لئے گیٹ پر آ گئے جب آمنا سامنا ہوا تو حاجی صاحب نے فرمایا یار دیکھو میں آپ کو فون کرنے والا تھا مگر کریموں کا کام تمہیں کھینچ لایا بڑی عمر ہے تمہاری بہر حال علیک سلیک کے بعد پروگرام کی ذمہ داریاں مجھے سونپی گئیں میں اگلے دن مزید نوکری کے لئے حاضرِ خدمت ہوا قبلہ حاجی صاحب سرشار محبت ہو کر مجھے سے لپٹ گئے آبدیدہ ہو کر کہنے لگے عطاء الرحمٰن تجھے مبارک ہو تیری نوکری قبول ہوگئی رات میں لیٹا ہوا تھا جب میری آنکھ کھلی تو اچانک مالکِ کائنات سیدنا ابو محمد حضرت سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے تشریف فرما تھے پروگرام کی بابت گفتگو پر تبادلۂ خیال فرمایا بعدازاں انتظامی امور میں حضور والہ سے گذارشات کیں حضور ایسا ہو رہا ہے ایسا ہو رہا ہے کل اس نوکری کے لئے مولانا عطاء الرحمٰن صاحب بھی میر پور سے آ گئے ہیں، اس پر محسنِ عالمین سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برجستہ فرمایا: ھُوَ اَحْسَنُ صَدِیْقٍ وہ تو بہت ہی اچھے دوست ہیں عطاء الرحمٰن صاحب تمہیں مبارک ہو اتنی بڑی ذات نے اپنی زبانِ اقدس سے دوست کہا اس پر طبیعت اتنی مچل گئی کہ آج تک سرشاری اور کیفیت مخمور کئے ہوئے ہے۔

قارئینِ محترم: کریمین کے کرم کی یہی شان ہے کہاں ثروتِ دنیا کہاں ان عظمتوں کی معراج، جس کو رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ دوست فرمادیں اس شخص کے مقدر کے کیا کہنے فللہ الحمد۔

ایسا کیوں نہ ہو جب اس کانفرنس کی سرپرستی تاجدارِ کائنات فخرِ موجودات رحمۃ للعلمین حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں تو بولئے جناب اب کمی کس بات کی؟۔

# محسنین کا عظیم ترین احسان

محترم قارئین: مسکین راقم الحروف ابھی نیا نیا داخلِ خدمت ہوا ہی تھا نوکری کے آداب سے بھی واقف نہیں تھا شہنشاہوں کے درِ اقدس کی دہلیز کے تقدس سے بھی آشنا نہ تھا نہ کوئی علمی لیاقت نہ اخلاقی روحانی عظمت گویا خالم خالی تھا نجانے بیدار بخت نے کہاں سے آواز دے دی لااُبالی میں قسمت یاوری کر رہی تھی مگر یہ سب انجانے میں ہو رہا تھا محبی و محسنی برادر مکرم الحاج حاجی جمشید خان صاحب بستی سیدن شاہ آف لاہور جو لاہور میں میری دینی تبلیغی سرگرمیوں کی سرپرستی فرماتے ہیں ماشاءاللہ مسلک حق اہلسنت و جماعت میں بڑے ہی متصلب ہیں تیغِ بے نیام ہیں عظیم مجاہد ہیں انہوں نے مجھے بانیٔ تحریک عظمتِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرائی الحاج محمد طفیل بھٹی صاحب نے اس کانفرنس کے حوالے سے ٹائم کا تقاضا کیا شرکت کی دعوت دی میں نے بسر و چشم تسلیم کرنی چاہی پھر حاضری ہوئی جس پر خوش ہو کر قبلہ موصوف حاجی صاحب نے مجھے ایک کتاب دی جس کا عنوان عظمتِ نعلین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم تھا تحفہ میں عنایت کی میں اس وقت فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں مصروف تعلیم و تعلم تھا، میں نے اس کتاب کو اپنے مسند پر بیٹھ کر پڑھا جذب و مستی سے مغلوب ہو گیا اس کتاب میں مختلف مقامات پر پائے جانے والے نعلینِ مقدس کے نقوش تھے اور تصاویر تھیں جن کی تقویم بھی کئی کئی انوکھے نرالے انداز سے تھی جنہیں دیکھ کر طبیعت میں سرشاری آئی جب بھی کوئی تصویر نقشِ قدم کسی صفحے پر نظر آتی تو سر اور آنکھیں حیاء سے جھک جاتیں طبیعت ذوق سے مخمور ہو جاتی جھوم کر ان نقوشِ رحمت کو چوم لیتا جب یہ نقوش تمام ہوئے دِل میں ایک احساس نے انگڑائی لی کیا مقدر ہے ان

نعلین مبارکہ کا جن کو محبوبِ خدا سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تلوؤں کو چومنے کی سعادت مِلی بہر حال میں چومتا رہا سرشارِ محبت ہوتا رہا، بالآخر اچانک یکا یک خیال آیا کہ یہ تمام نقوش بھر ویں عمر مبارک جوانی یا کہولت والی عمر مبارک کے ہیں یا پوری عمر مبارک کے ہیں جبکہ بچپن مبارک والی عمر مبارک کا کوئی نعلین مبارک نہیں جس بچپن کی پھبن پر خود پھبن بھی قربان ہوتی ہوگی کیا اس عمر مبارک میں آپ نے کوئی نعلین نہیں پہنا ہوگا؟ اگر پہنا ہوگا تو اس کا سائز مبارک کیا ہوگا نجانے اُس وقت پاؤں مبارک کی کیفیت، کیا ہی خوبصورت اور دلنشیں ہوگی کیا خوب ناز والا ماحولِ حیات ہوگا میں انہیں خیالوں میں گم تھا اچانک نجانے کیا کیفیت طاری ہوگئی اونگھ آئی یا نیند آئی واللہ اعلم کیا ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے پاس تین نفوسِ قدسیہ تشریف فرما ہوگئے، ان میں دو خواتین اور ایک مرد، ایک خاتونِ رحمت نے سفید برقع پہنا ہوا اور وہ برقع سادہ تھا ٹوپی والہ تھا مگر اس کے ارد گرد نور کا ہالہ نظر آتا تھا جبکہ دوسری خاتونِ رحمت نے صرف اوڑھنی لی ہوئی تھی ان کا رنگ مبارک پکا تھا ور تیسرے نفسِ رحمت مرد تھے، انہوں نے تہبند کرتا مبارک پہنا ہوا تھا اور وہ بھورے رنگ کا تھا سر پر عمامۂ عظمت باندھا ہوا تھا پہلی خاتونِ عظمت بائیں جانب تشریف فرما ہو گئیں اور دوسری دائیں جانب اور وہ مرد سامنے تشریف فرما ہو گئے سفید برقع والی بی بی پردہ عظمت میں بولیں صداقت علی تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپنے مبارک کے نعلین تکنا چاہتا ہے اور بیقرار ہے ان کا سائز کیا ہوگا صورت کیا ہوگی کمیت کیا ہوگی اور پاؤں مبارک کی کیفیت وکمیت کیا ہوگی تو ضرور نعلین دیکھنا چاہتا ہے لے میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنفس نفیس لے آئی ہوں اس عمر مبارک میں تجھے دِکھا رہی ہوں جی بھر کے دیکھ دوستو بس کیا تھا میں فوراً اٹھا اور قدمینِ رحمت میں جھک گیا سلامِ نیاز پیش کیا آگے بڑھ کر قدمین

رحمت کو چومتا رہا اور پھر ریشم سے زیادہ نرم نرم پاؤں مبارک کی انگلیوں کو اپنی گناہ گار آنکھوں میں لگایا جن کی برکت کی روشنی اتنی ہوئی جس کی برکت سے میں نے یہ کتاب لکھی کتابِ ہٰذا کے اسلوبِ تحریر سے ہی آپ کو یقین ہو جائے گا کہ یہ یقیناً فیضان ہے قدم بوسی کا پاؤں مبارک کی انگلیوں کو آنکھوں میں پھیرنے کا اِتنے میں مجھے کہا گیا کہ یہ بی بی صاحبہ محسنہ عالمین سیدتنا اُمِّ محمد آمنہ بنتِ وہب سلام اللہ علیہا ہیں جبکہ سامنے کھڑے شخص محسنِ عالمین مالک کائنات عزت وعفت مآب عصمت شعار سیدی سندی آقائے نعمت سیدنا ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں میں ان کی قدم بوسی کے لئے ان کے حضور حاضر ہوا اتنے میں انہوں نے اپنی جیب مبارک سے پیسے نکالے غالبًا بارہ سو تھے دائیں طرف بیٹھنے والی بی بی سے مخاطب ہوئے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے بڑا لاڈلا ہے ان کی دیکھ بھال پوری قوت سے کرنا مجھے بتایا گیا کہ یہ بی بی محسنۂ عالمین سیدتنا بی حلیمہ سعدیہ سلام اللہ علیہا ہیں انہوں نے پیسے قبول کرتے ہوئے عرض کی جی حضور والہ ایسا ہی ہوگا یہ منظر مَیں مسکین نے خود دیر تک دیکھا پھر مجھ سے نہ رہا گیا میں نے حضور سیدہ بی بی حلیمہ سعدیہ سلام اللہ علیہا سے عرض کر دی حضور اماں جی آپ یہ فرمائیں کہ ہم نے آپ کی بابت کتابوں میں پڑھا علماء سے سنا کہ آپ کا قبیلہ بچوں کی پرورش میں مشہور و معروف ہے ظاہر ہے آپ نے کئی بچے راہ و رسم عرب کے مطابق پالے ہوں گے بہت سے بچے آپ کے تجربے سے گذرے ہوں گے مگر بتایئے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا بے مثل و مثال بچہ آپ نے کہیں دیکھا ہوگا تو اس پر مائی صاحبہ سلم اللہ علیہا نے فورًا جواب میں فرمایا بیٹا واللہ خدا کی عزت کی قسم اس جیسا بچہ خدا تعالیٰ نے کہیں کائنات میں پیدا ہی نہیں فرمایا تو مجھے کیسے میسر آ جاتا؟ یہ میرا بخت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے قدرت نے

میرا انتخاب فرمایا ہے دوستو یہ منظر راقم الحروف مسکین نے بچشمِ خود دیکھا ہے۔ فللّٰہ الحمد۔

ان کریموں کی شانِ کرم کا کیا کہنا مجھے قیامت تک بلکہ تا ابدالآباد ممنونِ احسان بنایا مجھ سیاہ کار پر کریمانہ کرم فرمایا میری ہر سانس کو اپنی عنایتوں کا ہمیشہ کے لئے مقروض بنایا میرا انگ انگ سجدہ گذاری کرے تو نہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان محسنوں کا شکریہ ادا ہو سکتا ہے اب میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش اور دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مسکین حقیر فقیر ناچیز سیاہ کار کو تا حیات اسی نوکری میں قبول فرمائے اور انہیں کے دامنِ عافیت و رحمت میں جگہ اور امان عطا فرمائے اور پوری اُمت کو اس خیر سے معمور فرمائے! آمین ثم آمین!

## کرم بالائے کرم

محترم قارئین ابھی چند روز قبل میری ملاقات اس بزمِ عظمت کے روحِ رواں جناب الحاج محمد طفیل مدنی بھٹی صاحب سے چند احباب کے ہمراہ ہوئی ان میں برادر مکرم الحاج جمشید خان صاحب آف لاہور بستی سیدن حاجی محمد سلیم صاحب علامہ فاروق سعیدی صاحب علامہ عطاء الرحمٰن چشتی صاحب اور دیگر چند احباب تھے اس ملاقات میں اس مقدس مشن کو عالم اسلام میں بھرپور تحریکی طور پر متعارف کرانے کا فیصلہ کیا گیا پاکستان بھر میں تنظیم سازی پر زور دیا گیا اس مقدس جدّ و جہد میں منظّم طریقے سے پوری استعداد صرف کرنے کا حتی المقدور فیصلہ کیا گیا الحمدللہ علیٰ ذالک بعد ازاں اس تحریک کے کچھ روحانی محرکات پر تبادلۂ خیال ہوا اس پر قبلہ الحاج محمد طفیل مدنی صاحب نے چند ایک تفصیلات سے آگاہ کیا جو زیبِ قرطاس

ہیں اُنہوں نے فرمایا کہ میری حاضری دیارِ رحمت میں مدینہ طیبہ ۱۹۷۵ء میں ہوئی وہیں خدمت کا ایک طویل عرصہ مِلا اس دوران مقامی حالات سے آگاہی رہی غالباً ۱۹۷۸ء میں خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا کہ محسنِ عالمین سیدنا عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کشائی ہورہی ہے اور یہ احسان کرنے والے عاشقِ زار حضرت قبلہ بابا جی غلام رسول المعروف بلیاں والے نے فرمایا ان کو اس وقت کے امام مسجد نبوی کے ذریعے سے معلوم ہوا دن شدتِ انتظار میں گذرا رات کا پہر تھا اچانک مقامی فوج نے مسجد نبوی اور اس کے اردگرد کے ماحول کو حفاظتی اقدامات کے مطابق گھیرے میں لے لیا کچھ دیر حکومتی ارکان اور چند مذہبی شخصیات جن کا انہوں نے تفصیلی ذکر کیا وہ آموجود ہوئے جدید مشینری منگوائی گئی جس سے قبر مبارک کو کھولا گیا قبر مبارک کا کیا کھلنا تھا کہ رحمت کا دروازہ کھل گیا سارا ماحول بے مثل خوشبوؤں سے معطر ہوگیا وہاں موجود لوگوں کی زبان پر ذکر الٰہی اور کلمۂ شہادت بے ساختہ جاری ہوگیا فضا نور سے منور ہوگئی سب لوگ حیران رہ گئے کلمہ طیبہ کا ورد بلند ہوا جب وجود اقدس برآمد ہوا تو ہر آنکھ اشکبار ہوگئی کیف وسرور کا سماں بندھ گیا معاملہ چونکہ انتہائی خفیہ اور رازداری کا تھا عام لوگوں کو معلوم نہ ہوسکا یہ حکومتی حکمتِ عملی تھی بہر حال جب وجود اقدس نکالا گیا تو خود حُسن بھی ان کے حُسنِ ملاحت پر ناز کررہا تھا ایسا کیوں نہ ہوتا آخر شہنشاہِ حسیناں کے والد گرامی تھے بہرحال چہرہ مبارک پر سیاہ ریش مبارک کا نورانی ہالہ تھا بھرویں جوانی اور شباب کی کیفیت تھی ایک نے آگے بڑھ کر بازو مبارک کو ہاتھ سے دبایا جب چھوڑا تو تازہ خون مبارک بازو میں گردش کرنے لگا ریشم سے زیادہ نرم بازو مبارک پورے فطری اعتدال پر تھے جسدِ رحمت تروتازہ تھا چودہ سوسال سے زائد عرصہ گذرنے پر بھی جسدِ رحمت تروتازہ تھا بہرحال ذکر و تسبیح کے نغموں میں سرکاری اراکین نے خفیہ طریقے سے جنت البقیع کے احاطہ

میں نا معلوم مقام پر منتقل کر دیا الحمد للہ میں نے جی بھر کر اس نفسِ رحمت کی باقاعدہ بالمشافہ زیارت کی الحمد للہ علی ذالک۔

بعدازاں دسمبر ۲۰۰۲ء میں حاضری ہوئی دل بھر آیا دیرینہ یادیں تڑپا رہی تھیں عشق نے مجبور کیا کہ کسی طرح بقیع شریف میں قبر مبارک کی زیارت کروں مگر کوئی سبیل نہ بن پائی آخر کار خدا بخش بھٹہ صاحب جو ایک تھیرے تھے کچی اینٹیں قبور کے لئے تیار کیا کرتے تھے ان سے محبت ہوئی کہ شاید ان کو کاشانہ رحمت کا اندازہ ہو کیونکہ وہ ہمہ وقت بقیع شریف کے احاطے میں ہی رہتے ہیں بہر حال انہوں نے مجھے بتایا کہ چوکیدار ابو شمران یہ کام کر سکتے ہیں میں کشاں کشاں اس کے پاس گیا حصول مقصد کے لئے خوب خوشامد کی ہم راز بنانے کے لئے خاطر تواضع کی سحری کا سامان لے کر گیا چند روپوں سے اس کی جیب گرم کی بہر حال اسے خوب بہلایا وہ تھوڑا سا ڈھیلا ہو گیا اس نے رات کے سمے جانے کی اجازت دے دی اندھیری رات تھی پھر اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ قبرِ رحمت کہاں ہے چند ایک قبور پر اندازے سے گیا مگر وہ خاندانِ نبوت کے دیگر نفوس قدسیہ کی تھیں پریشان کھڑا تھا کہ یکا یک کھڑے کھڑے دیر ہو گئی اچانک محسوس ہوا کہ کسی نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ ہاتھ ریشم سے بھی زیادہ نرم تھا میں نے مڑ کر دیکھا خوف زدہ ہو گیا کہ پکڑا گیا ہوں مگر جب مُڑ کر دیکھا تو ایک حسین چہرہ نظر آیا چودھویں رات کے چاند سے بھی زیادہ روشن صاحبِ وجہِ کریم نے ہنسنا شروع کر دیا جن کے دندانِ مبارک کی ریخوں سے نور نکل رہا تھا میری گھبراہٹ کو دیکھ کر وہ ماہ جبیں بولے محمد گھبرایئے نہیں اَنتَ مُحِبُّنَا وَ نَحنُ مُحِبُّکُم آپ ہم سے محبت کرتے ہیں ہم آپ سے محبت کرتے ہیں دستِ رحمت سے میرا بازو، کلائی کے پیچھے سے پکڑا اور لے کر چل دیئے کچھ دور جا کر ایک قبر پر رک گئے فرمایا ہذا قبر ابو محمد عبد اللہ بن عبد

المطلب وانا ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب یہ ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب کی قبر ہے اور میں خود ابو محمد عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، اللہ اکبر۔

بس اس منظر کے بعد میں بے سُدھ ہو گیا نجانے کیا ہوتا رہا مجھے کون اٹھا کر لایا میں کیسے آیا مجھے معلوم نہیں جب ہوش آیا تو کمرے میں تھا ساتھی شکوہ کر رہے تھے کہ آپ کہاں چلے گئے میرے اِن ساتھیوں میں محقق اہلسنت مفتی محمد خان قادری صاحب بھی تھے۔

بعد ازاں ان سرشاریوں کی مستی میں پاکستان آ گیا تیسرا واقعہ یہ ہوا کہ میں نماز مغرب پڑھ رہا تھا ان دنوں حج کا زمانہ تھا اچانک نماز پڑھتے پڑھتے میری نگاہیں عالم بیداری میں کیا دیکھتی ہیں مزدلفہ شریف کا میدان ہے ایک ٹیلے پر محسنِ عالم سیدنا ابو محمد عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدتنا اُمِ محمد حضرت بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا دونوں نفوس قدسیہ تشریف فرما ہیں اور امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نفوسِ قدسیہ کے حضور ادب و نیاز سے گردن جھکا کر کھڑے ہیں یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے عالم بیداری میں دیکھا ہے الحمدللہ علی ذالک، اسی وقت میرے ایک عظیم دوست ایمن آباد گوجرانوالہ میں یہی منظر اس نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا نام ظفر اقبال تھا، قبلہ حاجی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہم اپنی جماعت تمام دوست واحباب نے طے کیا ہے کہ زندگی بھر کی جتنی نیکیاں مقبول ہوں اے اللہ ہماری طرف سے والدینِ کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش فرما ایصال فرما ہم یہ نیکیاں اُنہیں نفوسِ قدسیہ کے حضور پیش کر تے ہیں انہیں کو ہی نذر کرتے ہیں، یقیناً ہر اہل محبت کا ذوق بھی ہونا چاہئے خدا تعالیٰ توفیق دے ایسا کیوں نہ ہو ہر نیکی کا مبدء مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیکر عنصری کا مبدء یہ نفوسِ رحمت ہیں بزم

کائنات کے محسن ہیں ابھی گفتگو جاری تھی کہ اثنائے گفتگو ایک صوفی صاحب آئے جن کا نام نامی بلال احمد قریشی صاحب تھا انہوں نے سب کو حیران کر دیا فرماتے ہیں ابھی چند دن پہلے والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم کی عظمت پر ایک گھر میں کانفرنس ہوئی جس میں مسکین صداقت علی سگِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطاب تھا کانفرنس کے اختتام کے بعد تبرکات شریفہ کی زیارت کرائی گئی تقریباً دو بجے رات کو تمام لوگ گھروں میں چلے گئے بلال قریشی صاحب فرماتے ہیں میں بھی چلا گیا سونے کے لئے آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ میں عالم خواب میں دوبارہ کانفرنس کی جگہ پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام شرکائے محفل حاضر ہیں اور درمیان میں رسولِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اتنے میں ایک جہاز منگوایا گیا تمام شرکائے محفل کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چلو سارے جہاز میں سوار ہو جاؤ تمہیں بارگاہِ محسن عالمین اور محسنہ عالمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ لے جایا جائے گا سبحان اللہ سب لوگ سوار ہو گئے، جہاز روانہ ہو گیا اس پر آنکھ کھل گئی اس طرح یہ منظر کئی مرتبہ دیکھا ہے جب آنکھ بند کرتا ہوں یہ منظر فوراً سامنے آجاتا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

آج مورخہ پندرہ ستمبر بوقت نماز عصر ۲۰۱۴ء غریب خانے پر میرے ایک انتہائی پیارے دوست گرامی قدر حاجی محمد ریاض بھٹی صاحب انسپکٹر موٹر وے پولیس میرے سگے بھائیوں سے زیادہ پیار کرنے والے ہیں مہربان ہیں میری ان کی پہلی ملاقات راوی ریحان شریف لاہور کے ایک محفل میلاد کے جلسے میں ہوئی پیار اتنا بڑھا کہ حد ہو گئی انہوں نے مجھے خطاب کے لئے دعوت دی اپنے پیر خانے کی جو واقع ہے خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کے ایک نواحی گاؤں چنڈوالی شریف وہاں موجود خانقاہ شریف کے سجادہ نشین پیر طریقت حضرت قبلہ سید عبدالقدوس شاہ

صاحب آستانہ عالیہ جنڈوالی شریف حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانِ مطہرہ سے نسبی تعلق رکھتے ہیں ماشاءاللہ انتہائی خلیق اور شفیق ہیں کئی مرتبہ آستانہ عالیہ پر حاضری کا موقع عطاء کیا۔

حسنِ ذوق یہ ہے کہ چار چار گھنٹے میرا خطاب سنا اس میں ان کی خواہش اکثر اوقات ہوتی کہ خاندانِ نبوت کی عظمت کو ہی سنائیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے کئی بار دیکھا جب والدین کریمین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم کا ذکر آتا تو ان کے قلب وروح گرما جاتے جھوم جاتے ان کی آنکھیں ساون کی برکھا بن کر برسنا شروع کر دیتیں جوشِ محبت میں مجھے آگے بڑھ کر داد دیتے پھر سے کسی خاص جملے کی خواہش فرماتے یہ موقع اکثر اوقات تیرہ رجب المرجب کو ہی میسر آیا ہے مولائے کائنات اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سالانہ عرس مبارک پر یہ سارا سماں بندھا الحمدللہ اس دبار عالیہ میں والدین کریمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے لئے عظیم الشان کانفرنس کی صورت اختیار کر رہی ہے ریاض بھٹی صاحب چونکہ اس آستانہ عالیہ کے بچپن ہی سے خادم ہیں اور مجھ نکمّے سے بڑی ہی محبت وعقیدت رکھتے ہیں اس سال رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء کو وہ عمرہ شریف کے لئے حرمین شریفین کی حاضری کے لئے وہاں پہنچے پرُلطف کیفیات سے سرشاری نصیب ہوئی رات کے پاکستان میں تقریباً دو بجے تھے مجھے فون فرمایا کہ میں اس وقت حرم کعبہ میں ہوں بابِ کعبہ کے سامنے ہوں فرمائیں آپ کے لئے کیا مانگوں بے ساختہ میرے منہ سے نکلا کہ آپ ایک عمرہ شریف میرے آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے پیارے والدین کریمین طیبین طاہرین سلم اللہ علیہما کے لئے کر کے انہیں نذر کر دیں بس یہی میری خواہش ہے یہ مست ملنگ اُٹھا پلسیا تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ دیکھا کسی سے پوچھا اعلیٰ عمرہ کہاں سے ہوتا

ہے بتانے والے نے بتایا مسجد جعرانہ جو طائف کے قریب ہے وہاں سے احرام باندھا جائے فوری بھٹی صاحب وہاں ٹیکسی پر پہنچے احرام باندھا حرمِ رحمت میں آئے طواف کیا مقام ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب طواف کے نفل ادا کرنے کے لئے نماز شروع کی قیام رکوع کے بعد جب سجدہ میں گئے قسمت جاگ اُٹھی پہلا سجدہ نقوشِ قدمینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا پھر اس کے بعد ہر سجدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمینِ رحمت کے نقوش پر ہوتا بالخصوص جب خالی پتھر پر سجدہ کرتے تو وہ پتھر والی جگہ جو سجدہ گاہ بنتی فوراً سجدہ سے پہلے اس پتھر پر نقشِ قدمینِ رحمت بنتے پھر میں سجدہ کرتا جب مدینے شریف حاضری ہوئی وہاں بھی یہ سجدہ اسی عظمت میں ہوتا رہا اس سے میرے سجدوں میں ہونے والی کیفیات ناقابل بیان ہیں الحمدللہ بھٹی صاحب نے یہ مسئلہ مجھ سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا تو میرے منہ سے راقم الحروف کے منہ سے بس یہی نکلا کہ یہ ان کریموں کا کرم ہے بھٹی صاحب آپ نے ان کے حضور محبت نذر کی ان کے لختِ جگر نے آپ کی محبت کا جواب دیا۔

قارئینِ محترم! اس طرح کی لاتعداد برکتیں نعمتیں اربابِ محبت کو نصیب ہورہی ہیں بابِ کریم ورحمت کھل چکا ہے آیئے آپ بھی اس محبت میں شریکِ محبت ہوجائیں۔

# عظمتِ والدینِ مصطفیٰ

پوچھتے مجھ سے ہو کیا ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ
عظمتوں میں منتہیٰ ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

تم پڑے ہو اُن کے ایمان کے مُباحِث میں عَبَث
میرے ایماں کی جلا ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

اُن پہ کچھ ایسی عطا اللہ نے کی ہے کہ اب
پیکرِ لطف وعطا ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

جو دعا اللہ سے کی تھی خلیل اللہ نے
اُس دعا کی اِنتہاء ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

بالیقیں اُن کے کفِ پا سجدہ گاہِ نور ہیں
حاملِ نورِ خدا ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

چُن لیا ہے جب برائے مصطفیٰ ﷺ اللہ نے
خود خدا کے مصطفیٰ ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

رشک کرتے ہیں اُنہی پر سب جہاں کے والدین
شان میں سب سے جُدا ہیں والدینِ مصطفیٰ ﷺ

اُمِ عیسیٰ کا مقام اپنی جگہ ثاقب مگر
محسنِ ارض وسما ہیں والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

# نذرِ عقیدت: بحضور سیدہ

## اُمِّ امہاتِ المؤمنین جنابِ سیدہ آمنہ علیہا السلام

ختم الرسل ہیں ، نورِ نظر ، جانِ آمنہ
ہم ہیں بہ صد خلوص ثناء خوانِ آمنہ

رتبہ بلند اور بڑی شانِ آمنہ
دنیا کی ساری مائیں ہیں قربانِ آمنہ

ہمیں ملے رسولِ خدا ان کی گود سے
امت پہ ہے شفقت واحسانِ آمنہ

شاہِ عرب کی والدہ ماجدہ ہیں آپ
اللہ نے دی عزت ومرتبہ وشانِ آمنہ

دونوں جہان ان کی ضیاء سے ہیں فیض یاب
نورِ ازل ہیں مہر درخشانِ آمنہ

تخلیقِ کائنات کا باعث رسول ہیں
لکھا گیا یہ باب بعنوانِ آمنہ

ان کی نوازشات ہیں میری نگاہ میں
میں ہوں نصیر دل سے ادب دانِ آمنہ

(سلام اللہ علیہا)

# نذرِ عقیدت:

## بحضور سیدنا حضرت عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

بندھی حجاز میں ایسی ہوائے عبداللہ
خدا کا خاص کرم ہے برائے عبداللہ
نگاہ ودل میں سمائی ضیائے عبداللہ
پسند آئی ہے سب کو ادائے عبداللہ
ہوئی عرب کے خواص وعوام میں شہرت
بسے نظر میں تو دل میں سمائے عبداللہ
اس ایک جلوے سے ہے دل کے آئینے کا بھرم
نگاہِ شوق میں نقشِ پائے عبداللہ
یہی بہت ہے کہ والد ہیں وہ محمد کے
بیان اور کیا کروں ثنائے عبداللہ
اسے ملی ہے نویدِ نجات کی سوغات
پڑی ہے کان میں جس کے صدائے عبداللہ
چمک رہا ہے محمد کا نام ماتھے پر
ادب سے دیکھئے سوئے لقائے عبداللہ
ہے ان کی ذات دعائے خلیل کا مظہر
نبی کا نور ہے عظمت فزائے عبداللہ
نصیر میرے لئے ہے نجات کا باعث
ثنائے احمد مرسل، ولائے عبداللہ

# ایک عظیم خوشخبری

محترم قارئین! آپ پچھلے اوراق میں عظیم محسنوں کے عظیم احسانات کے حوالے سے چند ایک احسانات کا مُطالعہ فرما چکے کتاب ہٰذا کی تکمیل کے دورانیہ میں مجھ ناچیز پر ایک اور احسانِ عظیم ہوا کتاب کی تکمیل کے تدریجی مراحل سے فقیر گذر رہا تھا کہ محسنہٗ عالمین سیدہ اُمِ محمد ﷺ سیدہ بی بی آمنہ صلوۃ اللہ علیہا نے کرم فرمایا اپنے قبیلہٗ عظمت بنوزُہرہ شریف کے ایک عظیم فردِ عظمت کو مسکین کی طرف بھیجا ان کا نام نامی اِسمِ گرامی فضیلۃ الشیخ حضرت العلامۃ الحافظ القاری محمد اشرف چشتی زہرہ مِن مضافاتِ ملتان مسکین خانہ میں جلوہ افروز ہوئے اپنی کریمانہ شفقتوں سے مالا مال فرماتے رہے، تقریباً ایک ماہ سے زائد عرصہ تشریف فرما رہے کتاب ہٰذا میں معاونت فرماتے رہے یہ ان کا خصوصی کرم ہے اور میرے لئے کتاب ہذا کی مقبولیت کی سند ہے۔

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

سگِ والدینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم محمد صداقت علی فریدی چشتی۔

آخر میں اس شعر پر اختتام ہوتا ہے۔

وَ مَا اِنْ مَّدَحْتُ وَ الِدَیْ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِیْ

وَ لٰـكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِوَ الِدَیْ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: مجھ میں ہمت کہاں کہ والدین محمد کی مدح کروں
لیکن مدحِ والدین محمد نے میرے لفظوں کو جلا بخشی ہے۔

الحمدُللہِ علیٰ ذالکَ

قاری محمد صداقت علی فریدی
خطیب جامع مسجد نورانی کامونکی گوجرانوالہ

# عظیم ترین خوشخبری

قارئینِ محترم مسکین کی کتاب ہٰذا کی قبولیّت کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ مسکین کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پھر ایک عظیم توفیق ملی رحمتِ عالم ﷺ کی رحمت سے ایک عظیم حصہ ملا اور مُحسنِ عالمین مخدومِ کائنات ابو محمد حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عبد المطلب علیھما الصلوٰۃ والسلام کے انعاماتِ عالیہ سے ایک عظیم انعام ملا اور مُحسنۂ عالمین مخدومۂ کائنات اُمِّ محمد حضرت بی بی آمنہ بنتِ وَھب علیھما الصلوٰۃ والسلام کی عظیم برکات سے ایک عظیم ترین برکت یہ ملی کہ مسکین نے تین ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک ہزار سے زائد صفحات پر ایک ضخیم کتاب بعنوان **عصمتِ والدینِ مصطفےٰ ﷺ اور قرآن** لکھی

ا۔ کتاب ہٰذا صرف اور صرف قرآن اور حدیث کی روشنی میں لکھی گئی۔

۲۔ تحقیقی قواعد کو ترجیحاً ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے

۳۔ فرقہ وارانہ عصبیت کی پلیدی سے کتاب ہٰذا کو پاک رکھا گیا ہے

بہت جلد منظر عام پر آ رہی ہے اہلِ محبت سے توجہ اور محبت کی اپیل ہے

مسکین محمد صداقت علی فریدی

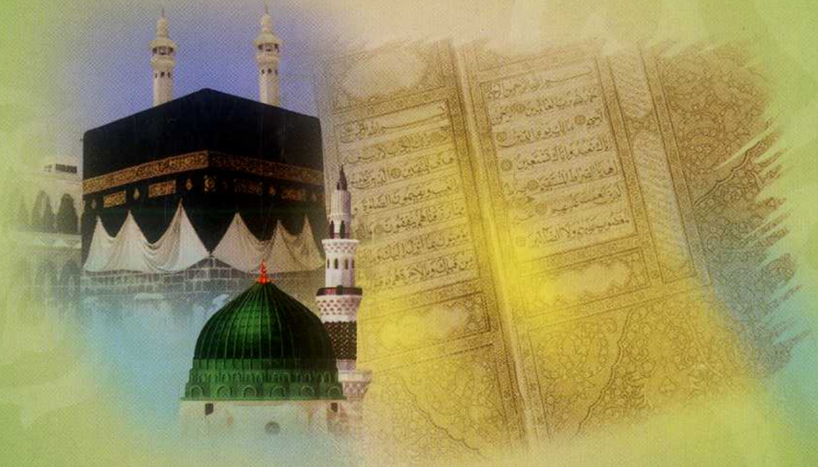
# عظیم ترین خوشخبری

محترم قارئین مسکین کے لئے یہ خوشخبری کسی معراج سے کم نہیں کہ مسکین کی کتاب **وجاہتِ والدینِ مصطفےٰ ﷺ اور قرآن** کی پہلی تقریبِ رونمائی عرشِ عظیم سے بھی عظیم تر مقام حضور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے یومِ ولادت باسعادت کے مبارک مہینہ ربیع الاول شریف، مدینہ منورہ شریف میں ہو رہی ہے۔ حضورِ ناز میں خاص ہدیۂ نیاز کے طور پر یہ تحفہ بارگاہِ رحمت میں پیش کیا جائے گا زہے عز و شرف و زہے نصیب مسکین کے ہمراہ فضیلۃ الشیخ مفتی محمد اکمل صاحب مدنی مکینِ مدینہ منورہ جناب الحاج محمد جمشید خان صاحب، الحاج خلیل احمد صاحب سیدن شاہ کالونی لاہور، علامہ عطاء الرحمٰن چشتی خطیبِ اعظم، علامہ پروفیسر محمد اقبال صاحب قادری اور مسکین کی مقبول دعاؤں اور عظیم محبتوں کی کائنات میری والدہ محترمہ سردار بی بی شریکِ رحمت ہونگے اور میرے والد گرامی جام محمد صادق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے قرار یادیں بھی شریکِ نیاز ہونگی اور ان کی روح بھی محوِ طواف ہوگی اللہ تعالیٰ ہماری حاضری کو شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور میرے والدِ گرامی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے ثم آمین۔

ہماری اس کاوش میں دیگر جن حضرات واحباب نے کسی طرح بھی تعاون فرمایا، اللہ کریم ان سب کو اجرِ عظیم سے نوازے۔ ثم آمین

مسکین محمد صداقت علی فریدی

# قرآن اور وجاہتِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ووالدیہ وبارک وسلم



عالمی تحریک محبانِ والدینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ ووالدیہ وآلہ وسلم ۔ لاہور ۔ (پاکستان)